

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

درسِ ابوداؤد

يعنى

(السنن لأبي داؤد المترجم)

مع الترقيم، والتشكيل، والتشريح، والتعيين، والتعريف المختصر للرجال
الجزء الأول (كتاب الصلاة)
(الحديث من ٣٩١ إلى ٥٤٦)

قد عني بإعداده ونشره بمساعدة شركة من العلماء مدير مجمع الحديث بمرادآباد

محمد يامين منير أحمد القاسمي

بمشورة فضيلة الشيخ محمد يونس الموقر حفظه الله

شيخ الحديث بالجامعة الإسلامية مظاهر العلوم بسهارنفور

تحت إشراف فضيلة شيخ الحديث بجامعة قاسمية مدرسه شاهي بمرادآباد

عبد السلام القاسمي

مجمع الحديث بمرادآباد (الهند)

TEL&FAX:00915912416559

MOB:00966507434615#00919997484366#9358167528

E.mail:yameenmadani@yahoo.com

درس البوداؤد يعني السنن لأبي داؤد المترجم الجزء الثاني (كتاب الصلاة) من الحديث (٣٩١) إلى الحديث (٥٤٦)

مؤلف:- محمد يامين منير أحمد القاسمي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

درسِ ابوداؤد

يعنى

(السنن لأبي داؤد المترجم)

مع الترقيم، والتشكيل، والتشريح، والتعيين، والتعريف المختصر للرجال
الجزء الأول (كتاب الصلاة)
(الحديث من ٣٩١ إلى ٥٤٦)

قد عني بإعداده ونشره بمساعدة شركة من العلماء مدير مجمع الحديث بمرادآباد

محمد يامين منير أحمد القاسمي

بمشورة فضيلة الشيخ محمد يونس الموقر حفظه الله

شيخ الحديث بالجامعة الإسلامية مظاهر العلوم بـسهارنفور

تحت إشراف فضيلة شيخ الحديث بجامعة قاسمية مدرسه شاهي بمرادآباد

عبد السلام القاسمي

مجمع الحديث بمرادآباد (الهند)

TEL&FAX:00915912416559

MOB:00966507434615#00919997484366#9358167528

E.mail:yameenmadani@yahoo.com

(جملہ حقوق طبع محفوظ ہیں)

درسِ ابوداؤد (جلدِ ثانی)

۵۲۸

محمد یامین منیر احمد القاسمی

باہتمام مجمع الحدیث مراد آباد

۱۴۲۷ھ ۲۰۰۶ء

180/روپے

نام کتاب

صفحات

مؤلف

ترتیب و تحقیق

سنِ طباعت

ہدیہ

ملنے کے پتے

0591-2416559

المکتبة المسلمة بمراد آباد. تلفون:

01336-224017

مکتبة طیبیة دیوبند. تلفون:

01336-223223

کتبخانة ذکریا دیوبند. تلفون:

فرید بکڈپو دلی

مکتبة حسینیة دیوبند

02646-276104

جامعة عربية قاسمية دارالعلوم کھروڈ

مکتبة فیض ابرار انکلیشور گجرات

فون: 02646-245143

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی رسولہ الکریم أما بعد .

الہوداؤد شریف کی تدریس کے دوران مختلف شروحات کے ساتھ ساتھ مترجم الہوداؤد شریف کا مطالعہ کرنے کی بھی توفیق ہوئی جس کو دیکھ کر دل میں یہ رجحان پیدا ہوا کہ اگر الہوداؤد داور دیگر تمام صحاح ستہ کا ترجمہ کچھ اس طرح سے کیا جائے کہ موقع بموقع بین القوسین احادیث شریفہ کے مطلب و مفہوم کو بھی واضح کر دیا جائے تو شاید موجودہ صحاح ستہ مترجمہ کے مقابلہ زیادہ افادیت ہوگی۔۔۔ نیز لڑکیوں کے مدارس میں جب یہ بات دیکھنے میں آئی کہ وہاں کی اساتذہ اور طالبات تو صرف مترجم صحاح ستہ ہی کو پڑھتی اور پڑھاتی ہیں اور عام طور پر انکے علاوہ کسی اور شرح کا مطالعہ نہیں کرتیں تو میرا یہ خیال و رجحان اور بھی زیادہ مضبوط ہو گیا لہذا میں نے بہت سے علماء اور اساتذہ حدیث سے اسکی درخواست کی تو انہوں نے مجھ ہی سے کہا کہ یہ کام تم ہی کر لو نیز سب ہی نے اسکی افادیت کو تسلیم کیا۔ اسکے بعد میں نے مختلف شیوخ الحدیث سے اس بارے میں مشورہ کیا تو سب ہی نے میری حوصلہ افزائی کی اور فوراً کام شروع کرنے کا مشورہ دیا۔ اخیر میں جب میں نے اپنے مشفق استاذ و مربی جناب حضرت مولانا محمد یونس صاحب حفظہ اللہ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے اس سلسلہ میں رائے و مشورہ لیا تو حضرت والا نے نہایت مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ اثبات میں مشورہ دیا اور بڑے حوصلہ افزا کلمات ارشاد فرمائے۔ حضرت والا کی تائید و مشورہ کے بعد تو میرے خیال و رجحان نے عزم مصمم کی شکل اختیار کر لی اور میں نے اپنی کم علمی و کم مائیگی کے باوجود اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کام کی شروعات کر دی۔

اور کام کی ترتیب یہ رکھی کہ سب سے پہلے موطا مالک اور مشکاة المصابیح سمیت تمام صحاح ستہ کی احادیث اور ابواب و کتب کو انٹرنیٹ اور مصری نسخوں کے مطابق مرقم کیا نیز مذکورہ بالا کتب متون کی جتنی بھی شروحات عربی، اردو اور فارسی میں مجھے دستیاب ہو سکیں ان کو بھی مرقم کیا تاکہ ترجمہ و تشریح کرتے وقت مراجعت و مطالعہ میں سہولت رہے۔ اور پھر ترجمہ و تشریح کے ساتھ ساتھ مکمل متن و سند کو با اعراب لکھنے اور ہر حدیث کے تحت اس کے رجال کی تعیین اور ان کے مختصر تعارف کو بھی ضروری رکھا اور اس تعارف کے دوران عام طور پر حافظ ابن حجر کے قول کو رائج رکھا ہے، دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر و ادنیٰ سی کوشش کو قبول فرما کر ذریعہ آخرت بنائے۔ آمین۔

اخیر میں میں یہ بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کام کے دوران جن جن حضرات نے جس جس طرح سے بھی تعاون کیا ہے انکا شکریہ ادا کر لوں۔ تو میں اپنے ہر طرح کے تمام معاونین کا شکر گزار ہوں اور بطور خاص شکر گزار ہوں حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ سہارنپور۔ حضرت مولانا زین العابدین صاحب ناظم شعبہ تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارنپور۔ حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم ہانسوڈ گجرات۔ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم کھروڈ گجرات۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مہتمم دارالعلوم کھروڈ گجرات۔ حضرت مولانا محمد ایوب صاحب استاذ دارالعلوم کھروڈ گجرات۔ حضرت مولانا حشمت اللہ صاحب سیتا پوری۔ حضرت مولانا خورشید احمد صاحب اعظمی اور الحاج محمد اکرم شمسی صاحب کاجنگی مختلف قسم کے تعاون کے نتیجے میں یہ کام ہوا اور ہو رہا ہے۔ دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکی تکمیل کو آسان کر دے اور قبول فرما کر ذریعہ آخرت بنا دے۔ آمین۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام

على رسوله الكريم أما بعد.

۲- کتاب الصلاة (نماز کا بیان ۲)

(۱) بَابُ فَرَضِ الصَّلَاةِ - نماز کی فرضیت کا بیان (۱)

الحديث / ۳۹۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ. قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ. قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ. قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ. قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّدَقَةَ. قَالَ: فَهَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ فَأَذْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۳۹۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے

بیان کیا مالک سے روایت کرتے ہوئے (مالک نے) نقل کیا اپنے چچا ابوسہیل بن مالک سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا یہ کہ انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جو اہل نجد میں سے تھا (اور) اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے (یعنی ایک پرانگندہ بال نجدی شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کچھ سوالات کرنے لگا) اس کی آواز کی جھنجھٹ تو سنائی دے رہی تھی پر اس کی بات نہیں سمجھی جا رہی تھی، یہاں تک کہ (جب وہ بالکل) قریب آیا تو تب (معلوم ہوا کہ) وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے، تو (اس کا جواب دیتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اسلام) پانچ نمازیں ہیں رات و دن میں۔ (یہ سُنکر اُس نجدی شخص نے) کہا کہ کیا میرے اوپر ان کے علاوہ (بھی کوئی نماز فرض) ہے؟ (تو رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا! نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھے (یعنی فرض تو نہیں ہیں ہاں نفل پڑھنا چاہے تو ہیں)۔ (راوی حدیث حضرت طلحہ کا بیان ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے اس کو رمضان کے مہینہ کے روزے (بھی) بتلائے (اُس نے پھر وہی) کہا کہ کیا میرے اوپر اس کے علاوہ (بھی فرض) ہے (یعنی کیا رمضان کے روزوں کے علاوہ کچھ اور روزے بھی مجھ پر فرض و ضروری ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا! کہ نہیں الا یہ کہ تو نفلی روزے رکھے (راوی نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو صدقہ (یعنی زکاۃ بھی) بتلائی (تو اُس نے پھر وہی) کہا کہ کیا مجھ پر اس کے علاوہ (بھی زکاۃ فرض) ہے؟ تو (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا نہیں! الا یہ کہ تو نفلی صدقہ دے (یہ سب پوچھنے اور سننے کے) بعد وہ پیٹھ موڑ کر چل دیا اور (جاتے ہوئے) کہہ رہا تھا اللہ کی قسم میں نہ تو اس پر زیادہ کروں گا اور نہ کم کروں گا (یعنی جتنا جتنا آپ ﷺ نے بتایا ہے اس کو تو بالکل پورا پورا کروں گا اس میں بالکل کمی نہیں کروں گا اور اس سے زیادہ بھی نہیں کروں گا۔ تو اس کی یہ قسم اور یہ بات سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کامیاب (اور بامراد) ہو گیا یہ شخص اگر اس نے سچ کہا (یعنی اگر جیسا یہ کہتے ہوئے جارہا ہے ویسے ہی عمل پیرا رہے گا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ شخص بامراد اور فلاح و کامیابی والا ہوگا)۔

تعارف رجال حدیث (۳۹۱)

۱۔ عبد اللہ بن مسلمة:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمة القعنبي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱)۔

۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲)۔

۳۔ أبو سهیل بن مالک:۔ یہ أبو سهیل نافع بن مالک بن أبي عامر الأصبحي التيمي المدني ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں قرار دیتے ہوئے وفات ۱۲۰ھ کے بعد بتائی ہے۔

۴۔ عن أبيه:۔ اس کی ضمیر مجرور کا مرجع أبو سهیل ہیں۔ لہذا اَبُّ سے مراد أبو سهیل کے والد ہیں یعنی مالک بن عامر یا مالک بن أبي عامر الوداعي الهمداني أبو عطية الكوفي ہیں۔ حافظؒ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ثقہ راوی ہیں، دوسرے طبقہ میں آتے ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ ان کی وفات کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ ان کی وفات ۱۷۷ھ میں ہوئی ہے۔

۵۔ طلحة بن عبيد الله:۔ آپؒ طلحة بن عبيد الله بن عثمان بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب التيمي أبو محمد المدني ہیں۔ اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ ۳۶ھ میں جنگِ جمل میں شہید ہوئے اور اس وقت آپؒ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال کی تھی۔

۶۔ رجل:۔ اس رجل کی تعین کرتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ ضمام بن ثعلبة ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں باب القراءة والعرض علی المحدث میں ایک حدیث کے اندر اس کی صراحت بھی موجود ہے۔ اور یہ صحابی رسول ﷺ ضمام بن ثعلبة السعدي ہیں بنو سعد بن بكر نے ان کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا تھا۔ ان کی آپ ﷺ کے پاس حاضری کے بارے میں تین قول ہیں

(۱) یہ ۵۵ میں آپ ﷺ کے پاس آئے تھے (۲) ۷۵ میں آئے تھے (۳) ۹۵ میں آئے تھے۔

الحديث / ۳۹۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: ((أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ، وَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۳۹۲ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن داؤد نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن جعفر مدنی نے انہوں نے روایت کیا ابو سہیل نافع بن مالک بن ابی عامر سے (اور آگے نقل کیا) اسی کی سند کے ساتھ اس حدیث کو (یعنی اسماعیل نے آگے کی حدیث سابق کی سند کے ساتھ یعنی عن ابیہ عن طلحة بن عبید اللہ کے طریق سے اسی سابقہ حدیث نمبر (۳۹۱) کو نقل کیا مگر فرق یہ ہے کہ مالکؒ نے اپنی روایت میں آپ ﷺ کے الفاظ صرف أفلح إن صدق نقل کئے ہیں اور اسماعیل نے ان الفاظ کی بجائے یہ الفاظ بیان اور نقل کئے ہیں ”أفلح وأبيه إن صدق دخل الجنة وأبيه إن صدق“ (یعنی قسم اس کے باپ کی یہ بامراد وفلاح یاب ہوا اگر اس نے سچ کہا اور قسم اس کے باپ کی اگر اس نے سچ کہا تو یہ جنت میں جائے گا)۔

تعارف رجال حدیث (۳۹۲)

۱۔ سلیمان بن داؤد :- یہ سلیمان بن داؤد العتکی أبو الربیع الزہرانی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۲۔ اسماعیل بن جعفر المدنی :- یہ اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر الأنصاری الزرقی المدنی أبو إسحاق القاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۳۔ ابو سہیل:- یہ نافع بن مالک بن ابی عامر ابو سہیل المدنی ہیں۔ دیکھیں
حدیث نمبر (۳۹۱)۔

(۲) بَابُ فِي الْمَوَاقِيتِ - یہ باب ہے نماز کے وقتوں کے بیان میں (۲)

الحديث ۳۹۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ فُلَانٍ عَنْ أَبِي رِبْعَةَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
الْحَارِثِ بْنِ عِيَّاشِ بْنِ أَبِي رِبْعَةَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ
مُطْعِمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمْنِي جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدَرُ
الشَّرَاكِ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي _ يَغْنِي
الْمَغْرِبَ _ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمَ، وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى
بِي الْفَجْرَ حِينَ حَرَّمَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ عَلَى الصَّائِمِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِي
الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلِيهِ، وَصَلَّى بِي
الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمَ، وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلَّى بِي
الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ، ثُمَّ التَّفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ،
وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقَّتَيْنِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۳۹۳:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے
انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی تھی نے سفیان سے روایت کرتے ہوئے (سفیان) نے کہا کہ مجھ سے

بیان کیا عبدالرحمن بن فلاں بن ابی ربیعہ نے۔ امام ابوداؤدؒ نے بتایا کہ یہ عبدالرحمن بن الحارث بن عیاش بن ابی ربیعہ ہیں۔ انہوں نے روایت کیا حکیم بن حکیم سے انہوں نے نافع بن جبیر بن مطعم سے انہوں نے ابن عباسؓ سے (یہ کہ ابن عباسؓ نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میری امامت کی جبریل نے بیت اللہ کے پاس دومرتبہ (یعنی مجھے دودن تک خانہ کعبہ کے پاس پانچوں نمازیں پڑھا کر دکھائیں) پس مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب آفتاب ڈھل گیا (تھا اور سایہ جوتے کے) تسمہ کے بقدر ہو گیا تھا۔ اور نماز پڑھائی مجھے عصر کی جب اس کا سایہ اسکے برابر ہو گیا تھا (یعنی ہر چیز کا سایہ اس کے مثل و برابر یعنی ایک مثل ہو گیا تھا) اور نماز پڑھائی مجھے۔ یعنی مغرب۔ کی اُس وقت جس وقت روزہ دار روزہ کھولتا ہے (یعنی سورج کے غروب ہونے اور رات کے شروع ہو جانے کے وقت میں) اور نماز پڑھائی مجھے عشاء کی اس وقت جب شفق غائب ہوگئی (واضح رہے کہ شفق سے کچھ ائمہ اور علماء نے شفق ایض کو مراد لیا ہے اور بعض نے شفق احمر کو) اور نماز پڑھائی مجھے فجر کی اس وقت جس وقت روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے (یعنی صبح صادق کے طلوع ہوتے ہی)۔ پھر جب گل ہوئی (یعنی اگلا دن آیا) تو مجھے ظہر کی نماز پڑھائی اس وقت جس وقت اس کا (یعنی ہر شے کا) سایہ اس کے مثل (و برابر) ہوا (یعنی ایک مثل سایہ ہونے پر نمازِ ظہر پڑھائی) اور مجھے عصر کی نماز پڑھائی جب ہو گیا اس کا (یعنی ہر شے کا) سایہ اس کے دو مثل (یعنی ہر چیز کے سایہ کے مثلین ہونے پر) اور نماز پڑھائی مجھے مغرب کی اس وقت جس وقت روزہ دار روزہ کھولتا ہے (یعنی غروب آفتاب اور دخولِ لیل کے بعد) اور نماز پڑھائی مجھے عشاء کی تہائی رات پر (یعنی رات کا ایک تہائی حصہ گزرنے کے بعد) اور نماز پڑھائی مجھے فجر کی اور اسفار کیا (یعنی فجر کی نماز صبح اور روشنی پھیلنے تک مؤخر کر کے اسفار و روشنی میں پڑھائی)۔ پھر (یعنی دوسرے دن کی فجر کی نماز سے فراغت کے بعد حضرت جبریلؑ) میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے محمد ﷺ! یہی وقت ہے آپ سے پہلے انبیاء کا (واضح رہے کہ اس جملہ کا ظاہری مطلب تو یہی

ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کے لئے بھی اوقات میں اتنی ہی نمازیں مشروع کی گئی تھیں لیکن یہ مطلب صحیح نہیں ہے کیونکہ ایسا نہیں تھا لہذا اس جملہ کا مطلب علمائے کرام نے یہ بیان کیا ہے کہ جس طرح سے آپ ﷺ کے لئے نمازوں کے اوقات میں وسعت رکھی گئی ہے مثلاً عصر میں ایک مثل سایہ سے لیکر دو مثل سایہ تک ظہر میں زوال سے لیکر ایک مثل سایہ تک اسی طرح آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کے لئے بھی نمازوں کے اوقات میں اس طرح کی وسعت و گنجائش رکھی گئی تھی۔ اور حضرت جبریلؑ نے یہ بھی فرمایا کہ (یعنی نمازوں کا وقت) ان دونوں وقتوں کے مابین ہے (یعنی پہلے دن پڑھائی ہوئی نمازوں کے وقت اور دوسرے دن پڑھائی ہوئی نمازوں کے وقت کے مابین اور درمیان ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر نماز کا مستحب وقت شروع اس وقت سے ہوگا جس وقت پہلے دن نماز پڑھائی اور ختم اُس وقت ہوگا جس وقت دوسرے دن پڑھائی۔ یا یہ کہلو کہ خیر الأمور أوساطها کے لحاظ سے اس کا مطلب ہے کہ ہر نماز کو دونوں دن پڑھائی ہوئی نمازوں کے اوقات کے درمیان میں پڑھنا بہتر و افضل ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

تعارف رجال حدیث (۳۹۳)

۱۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرہد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ یحییٰ:- یہ یحییٰ بن سعید القطان البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔ سفیان:- یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۴۔ ابوداؤد:- یہ مصنف کتاب ابوداؤد سجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰)۔

۵۔ عبدالرحمن بن الحارث:- یہ عبدالرحمن بن الحارث بن عیاش بن

عبداللہ بن ابی ربیعۃ القرشی المخزومی أبو الحارث المدنی ہیں۔ حافظ نے ان کے

بارے میں ”صدوق لہ اُوہام“ لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سن وفات ایکسو تینتالیس ۱۴۳ھ لکھا ہے نیز وفات کے وقت ان کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال بتائی ہے یعنی گویا ان کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی تھی۔

۶۔ حکیم بن حکیم :- یہ حکیم بن عباد بن حنیف الأنصاري الأوسی ہیں۔ حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔ نافع بن جبیر :- یہ نافع بن جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشي المدني أبو محمد یا أبو عبد اللہ النوفلي ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ اور فاضل راوی لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دے کر سن وفات ۱۹۹ھ بتایا ہے۔

۸۔ ابن عباسؓ :- آپؓ مشہور صحابی رسول عبد اللہ بن عباسؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳)۔

الحديث/ ۳۹۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَ قَاعِدًا عَلَى الْمِنْبَرِ فَأَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَمَا إِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ أَخْبَرَ مُحَمَّدًا ﷺ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اْعْلَمْ مَا تَقُولُ. فَقَالَ عُرْوَةُ. سَمِعْتُ بِشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: نَزَلَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي بِوَقْتِ الصَّلَاةِ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، يَحْسِبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ

اللَّهُ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَرَبُّمَا آخَرَهَا حِينَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ، وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفَعَةٌ بَيَاضٌ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ، فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَيَأْتِي ذَا الْحُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِينَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ حِينَ يَسْوَدُّ الْأَفْقُ وَرَبُّمَا آخَرَهَا حَتَّى يَجْتَمَعَ النَّاسُ، وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بَغْلَسٍ، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيْسَ حَتَّى مَاتَ وَلَمْ يُعَدِّ إِلَى أَنْ يُسْفَرَ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ مَعْمَرٌ وَمَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَشُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُهُمْ، لَمْ يَذْكُرُوا الْوَقْتَ الَّذِي صَلَّى فِيهِ وَلَمْ يُفَسِّرُوهُ.

وَكَذَلِكَ أَيْضاً رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ وَحَبِيبُ بْنُ أَبِي مَرْزُوقٍ عَنْ عُرْوَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ مَعْمَرٍ وَأَصْحَابِهِ، إِلَّا أَنَّ حَبِيباً لَمْ يَذْكُرْ بِشَيْراً.

وَرَوَى وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقْتُ الْمَغْرِبِ قَالَ: ثُمَّ جَاءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ يَعْنِي مِنَ الْغَدِ وَقْتاً وَاحِداً.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثُمَّ صَلَّى بِي الْمَغْرِبَ يَعْنِي مِنَ الْغَدِ وَقْتاً وَاحِداً.

وَكَذَلِكَ رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ مِنْ حَدِيثِ حَسَّانَ

بْنِ عَطِيَّةٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۳۹۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلمہ مرادی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وہب نے انہوں نے نقل کیا اسامہ بن زید لیشی سے یہ کہ ابن شہاب نے ان کو یہ خبر دی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ عادل ایک دن) منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور عصر کی نماز کو کچھ مؤخر کر دیا (یعنی منبر پر کچھ زیادہ دیر تک بیٹھے رہے جسکی وجہ سے عصر کی نماز میں ذرا تاخیر ہو گئی) تو ان سے عروہ بن زبیر نے کہا کیا (آپ کو معلوم نہیں کہ بے شک جبریلؑ نے محمد ﷺ کو نمازوں کے اوقات بتائے ہیں (یعنی دودن تک نمازیں پڑھائیں اور پھر بتایا ہے کہ مستحب وقت انہیں وقتوں کے مابین ہے) تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے (حضرت عروہ کی یہ بات سن کر) کہا سمجھ کر کہو (اے عروہ اور بلا سوچے سمجھے مت کہو) اُس بات کو جو تم کہہ رہے ہو (اور ایک مطلب اس جملہ کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کو بابِ افعال سے اَعْلَمُ مَاتَقُولُ پڑھا جائے اور مطلب یہ لیا جائے کہ جو بات تم کہہ رہے ہو اس کو تفصیل اور سند کے ساتھ بیان کرو۔ اور آگے جو حضرت عروہ نے بالسند بیان کیا ہے اس سے اس جملہ کے اسی والے مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ بہر حال حضرت عمر بن عبدالعزیز کی یہ بات سن کر) حضرت عروہ نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابی مسعود کو فرماتے ہوئے سنا (کہ وہ کہہ رہے تھے کہ) میں نے ابو مسعود انصاریؓ کو (یہ) فرماتے ہوئے سنا (کہ) وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ جبریلؑ آئے اور مجھے نماز کا وقت (یعنی نمازوں کے اوقات) بتائے (یعنی فعلاً نماز پڑھ کر اور قولاً یہ کہہ کر الوقت مابین ہدین - اور اس کے یعنی نماز کے اوقات بتانے کی تفصیل یہ ہے کہ) میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ (اور آپ ﷺ نے بار بار

اور مکرر یہ جو فرمایا کہ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اس کو فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے) اپنی انگلیوں پر پانچ نمازوں کو شمار کیا (یعنی آپ ﷺ نے گویا شمار کر کے اور زبان سے یہ کہہ کر یہ بتایا کہ میں نے ان کے ساتھ پے درپے پانچ نمازیں ان کا وقت آنے پر پڑھیں)۔ (حضرت عروہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے یہ بتانے کے بعد یعنی نزولِ جبریل اور ان کی طرف سے نمازوں کے اوقات کی تفصیل بتائے جانے کی خبر دینے کے بعد) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی آفتاب ڈھلتے ہی، اور کبھی اس کو (یعنی ظہر کی نماز کو) مؤخر کر کے (دیر سے) پڑھا (یعنی) جب سخت گرمی ہوتی (مطلب یہ کہ شدید اور سخت گرمی کے دنوں میں میں نے آپ ﷺ کو مؤخر کر کے اور دیر سے ظہر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے) اور میں نے آپ ﷺ کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس حال میں کہ سورج بلند تھا سفید تھا اس میں زردی آنے سے پہلے (یعنی عصر کی نماز کو اول وقت میں پڑھتے ہوئے دیکھا اور مزید وضاحت کے لئے کہا کہ ایسے وقت میں عصر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ) آدمی عصر کی نماز (آپ ﷺ کے ساتھ) پڑھ کر اور نماز سے فارغ ہو کر (اگر ذوالحلیفہ کے لئے جاتا) تو سورج کے غروب ہونے سے پہلے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ جاتا (اور ظاہر ہے ذوالحلیفہ اور مدینہ منورہ کے درمیان چھ یا سات میل کا فاصلہ ہے تو گویا مطلب یہ نکلا کہ آپ ﷺ عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے وقت سے اتنا پہلے پڑھتے تھے جتنی دیر میں ایک آدمی بیدل چل کر چھ یا سات میل کا سفر کر لے) اور (دیکھا میں نے آپ ﷺ کو) مغرب کی نماز کو پڑھتے ہوئے سورج کے ڈوبتے ہی۔ اور عشاء کی نماز پڑھتے ہوئے (دیکھا) آسمان کے کناروں میں سیاہی آ جانے کے وقت اور کبھی (دیکھا کہ آپ ﷺ نے) اس کو (یعنی عشاء کی نماز پڑھنے کو) مؤخر کیا تا کہ لوگ جمع ہو جائیں (یعنی کثرتِ جماعت کی غرض سے کبھی کبھی آپ ﷺ کو عشاء کی نماز مؤخر کر کے اور دیر سے بھی پڑھتے ہوئے میں نے دیکھا ہے) اور (دیکھا میں نے آپ ﷺ کو کہ آپ ﷺ نے) ایک مرتبہ صبح کی نماز (یعنی نمازِ فجر)

پڑھی غلّس (یعنی اندھیرے اور تاریکی) میں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک دوسری مرتبہ (فجر کی نماز پڑھی) تو اس میں اسفار کیا (یعنی روشنی پھیلنے کے وقت میں پڑھی۔ لیکن) پھر اس کے بعد (سے) آپ ﷺ کی نماز (یعنی فجر کی نماز پڑھنے کا وقت) وفات تک غلّس رہا اور آپ ﷺ اسفار کی طرف نہیں لوٹے (یعنی آپ ﷺ نے پھر ہمیشہ اپنی وفات تک فجر کی نماز غلّس تاریکی اور اندھیرے ہی میں پڑھی اور کبھی بھی تاحیات اسفار یعنی روشنی پھیلنے کے وقت میں فجر کی نماز نہیں پڑھی)۔

امام ابوداؤد نے فرمایا کہ (اس حدیث نمبر ۳۹۴) کو امام زہریؒ سے ان کے شاگرد اسامہ بن زید لیش نے تو بیان کیا ہی ہے ان کے ساتھ ساتھ (زہریؒ سے اس حدیث کو) زہری کے دوسرے شاگردوں یعنی (معمر، مالک، ابن عیینہ، شعیب بن ابی حمزہ اور لیث بن سعد وغیرہ نے) (بھی) روایت کیا ہے (مگر ان سب نے) نہ تو اس وقت کو اجمالاً ذکر کیا جس میں آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور نہ اس کی تفسیر کی (یعنی نہ تفصیلاً اُن اوقات کا ذکر کیا جبکہ اسامہ بن زید نے اجمالاً اور مفصلاً دونوں طرح ذکر کیا ہے۔

(واضح رہے کہ امام ابوداؤد نے اپنی اس عبارت ”روی هذا الحديث - إلى - ولم يفسروه“ سے یہ بتانا چاہا ہے کہ یہ مذکورہ حدیث امامت جبریلؑ امام زہریؒ سے ان کے بہت سے شاگردوں نے نقل کی ہے مگر ان کی روایتوں میں اختلاف ہے اور وہ اختلاف یہ ہے کہ زہری کے ایک شاگرد اسامہ بن زید نے جب زہری سے اس روایت کو نقل کیا تو اس میں اولاً اوقاتِ صلاۃ کا اجمالاً ذکر کیا اور پھر اس کے بعد اُن اوقاتِ صلاۃ کو مفصلاً بھی ذکر کیا جیسا کہ حدیث نمبر (۳۹۴) میں موجود ہے۔ لیکن اسامہ بن زید کے علاوہ جب زہری ہی سے ان کے دوسرے شاگردوں یعنی معمر، مالک، سفیان، شعیب، لیث، اوزاعی اور محمد بن اسحاق نے اس حدیث امامت جبریلؑ کو نقل کیا تو انہوں نے اپنی روایات میں نہ تو اجمالاً اوقاتِ صلاۃ کا ذکر کیا اور نہ ہی بالتفصیل ذکر کیا جیسے کہ اسامہ بن زید نے کیا

(ہے)۔

اور ایسے ہی (اس روایت یعنی حدیث نمبر (۳۹۴) کو) حضرت عروہ سے ہشام بن عروہ اور حبیب بن ابی مرزوق نے بھی معمر اور ان کے ساتھیوں کے روایت کرنے ہی کی طرح روایت کیا ہے الا یہ کہ حبیب نے (اپنی روایت میں) بشیر کا ذکر نہیں کیا ہے (یعنی جس طریقہ سے معمر وغیرہ نے بواسطہ زہری اس حدیث کو اوقاتِ صلاۃ کے اجمال و تفصیل کا ذکر کئے بغیر نقل کیا ہے ویسے ہی اس روایت یعنی حدیثِ امامتِ جبریلؑ یا کہنے کہ حدیث نمبر (۳۹۴) کو خود حضرت عروہ سے ان کے شاگرد ہشام بن عروہ اور حبیب بن ابی مرزوق نے بھی اوقاتِ صلاۃ کا اجمالی و تفصیلی ذکر کئے بغیر ہی نقل کیا ہے مگر ایک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ معمر اور ان کے ساتھیوں نیز ہشام بن عروہ سب نے تو اپنی روایات میں بشیر بن ابی مسعود کا ذکر کیا ہے مگر حبیب نے اپنی روایت میں بشیر بن ابی مسعود کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ ہمارے استاذ عروہ نے اس حدیث کو ڈاکٹر ابو مسعود سے ان کے بیٹے بشیر بن ابی مسعود کے واسطہ کے بغیر بیان کیا)۔

اور (فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ) وہب بن کیسان نے (بھی اس حدیثِ امامتِ جبریلؑ کو) عن جابر عن النبی ﷺ کے طریق سے نقل کیا ہے (یعنی وہب بن کیسان نے اس حدیث کو بجائے ابو مسعود انصاری صحابیؓ کے واسطہ کے حضرت جابر بن عبد اللہ کے واسطہ سے ذکر و نقل کیا ہے اور اس میں مغرب کے وقت کا ذکر کیا (تو یہ بھی) کہا کہ پھر (یعنی دوسرے دن حضرت جبریلؑ آپ ﷺ کے پاس مغرب (کی نماز) کے لئے آئے سورج غروب ہونے کے بعد۔ یعنی اگلے دن) (بلکہ یہ کہئے کہ پہلے دن اور دوسرے دن یعنی دونوں دن) ایک ہی وقت میں آئے (یعنی سورج کے غروب ہونے کے وقت یا غروب ہونے کے بعد)۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ اور ایسے ہی (یعنی جس طریقہ سے اس حدیثِ امامتِ جبریلؑ کو

حضرت جابرؓ سے روایت کیا گیا اور مغرب کا وقت دونوں دن کا ایک ہی نقل کیا گیا ویسے ہی اس حدیث (کو) عن أبي هريرة عن النبي ﷺ کے طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے (یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کے شاگرد ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے) فرمایا کہ پھر یعنی دوسرے دن (بھی جبریلؑ نے) مجھے مغرب کی نماز پڑھائی ایک ہی وقت میں (یعنی اُسی سورج غروب ہونے کے وقت جیسے کہ کل گزشتہ یعنی پہلے دن اُسی سورج غروب ہونے کے وقت پڑھائی تھی)۔

اور (فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ) ایسے ہی (یعنی جس طرح حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت جابرؓ سے حدیث نقل کی گئی ہے اور اس میں مغرب کو دونوں دن ایک ہی وقت میں پڑھنے کا ذکر ہے بالکل ویسے ہی ایک حدیث) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے بھی مذکور ہے یعنی حسان بن عطیہ کی حدیث جو انہوں نے عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده عن النبي ﷺ کے طریق سے نقل و بیان کی ہے۔

(واضح رہے کہ ان تمام تعلیقات کو لا کر امام ابوداؤدؒ نے یہ بتانا اور قوی و رائج کرنا چاہا ہے کہ امامتِ جبریلؑ میں دونوں دن مغرب کی نماز ایک ہی وقت میں ادا کی گئی اور پڑھی گئی تھی۔ لیکن شرح حضرات مثلاً صاحب المنہل وغیرہ نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ سے صحیح احادیث میں یہ منقول ہے کہ مغرب کی نماز ان امامتِ جبریلؑ کے دو دنوں میں مختلف دو وقتوں میں پڑھی گئی تھیں چنانچہ مسلم شریف میں حضرت بریدہؓ کی ایک حدیث ہے جس میں یہ بھی منقول ہے کہ ”فأقام المغرب حين غابت الشمس فلما أن كان اليوم الثاني صلى المغرب قبل أن يغيب الشفق“۔ اور مسلم شریف ہی میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی ایک روایت ہے جس میں یہ بھی منقول و مذکور ہے کہ ”فأقام المغرب حين وقعت الشمس۔ أي في اليوم الأول۔ ثم أحر

المغرب حتى كان عند سقوط الشفق - أي في اليوم الثاني -“ دیکھئے ان دونوں روایتوں سے صاف صاف معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے مغرب کی نماز مختلف دو وقتوں میں پڑھی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۳۹۴)

۱۔ محمد بن سلمة المرادي :- یہ محمد بن سلمة المرادي أبو الحارث المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵)۔

۲۔ ابن وَهَب :- یہ عبد اللہ بن وَهَب بن مسلم القرشي أبو محمد المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ أسامة بن زيد الليثي :- یہ أسامة بن زيد الليثي أبو زيد المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۸)۔

۴۔ ابن شهاب :- یہ محمد بن مسلم ابن شهاب الزهري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۵۔ عمر بن عبد العزيز :- آپ عمر بن عبد العزيز بن مروان بن الحكم بن أبي العاص بن أمية القرشي الأموي أبو حفص أمير المؤمنين ہیں۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس شخص یعنی عمر بن عبد العزيز کے علاوہ کسی کو بھی ایسا نہیں دیکھا کہ اس کی نماز ان کے مقابلہ میں آپ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو۔ امام مالک بن انس کا بیان ہے کہ سعید بن مسیب کسی امیر و حاکم کے یہاں نہیں جاتے تھے مگر ان کے یہاں جاتے تھے۔ ابن سعد کا کہنا ہے کہ یہ یعنی عمر بن عبد العزيز نہایت ثقہ، فقیہ، بہت بڑے عالم اور اونچے درجہ کے عابد و زاہد شخص تھے اور اس سب کے ساتھ ساتھ عادل و منصف حاکم اور امام مسلمین تھے۔ میمون بن مہران کا قول ہے کہ ان کے یہاں جتنے

بھی علماء ہوتے تھے وہ سب ان کے تلامذہ ہی ہوتے تھے۔ اور حافظؒ نے ان کے تعارف کے دوران لکھا ہے کہ ان کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب تھیں۔ یہ ولید کی طرف سے مدینہ منورہ کے گورنر ہے۔ سلیمان کے ساتھ ایک وزیر کی طرح رہے اور اس کے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور ڈھائی سال تک علی منہاج النبوة خلافت کے فرائض انجام دیتے رہے چنانچہ امت نے ان کو خلفائے راشدین میں شمار کیا ہے۔ چوتھے طبقہ میں آتے ہیں اور ماہِ رجب ۱۰۱ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے اور وفات کے وقت ان کی عمر چالیس (۴۰) سال تھی۔ اور صاحب المنہل نے وفات کے وقت ان کی عمر اسی (۳۹) سال اور چھ (۶) ماہ نقل کی ہے۔

۶۔ عروہ بن الزبیر :- یہ عروہ بن الزبیر بن العوام الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۷۔ بشیر بن ابی مسعود :- یہ بشیر بن ابی مسعود عقبہ بن عمرو الأنصاري المدنی ہیں۔ العجلی نے ان کو ثقہ تابعی قرار دیا ہے۔ حافظؒ نے ان کے لئے روایت ثابت کی ہے اور ابن مندہ نے ان کی صحابیت ثابت کی ہے۔

۸۔ أبو مسعود الأنصاري :- یہ عقبہ بن عمرو بن ثعلبة الأنصاري أبو مسعود الصحابيؓ ہیں۔ ان کے بدری ہونے میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ یہ بدر میں شریک رہے ہیں۔ چنانچہ حافظؒ نے ان کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے ”عقبہ بن عمرو بن ثعلبة الأنصاريؓ أبو مسعود البدری صحابی جلیل“ نیز لکھا ہے کہ ان کی وفات ۴۰ھ سے پہلے یا اس کے بعد ہوئی ہے۔

۹۔ أبو داؤد :- یہ مصنف کتاب ابوداؤد سجستانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰)۔

۱۰۔ الزهري:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۱۱۔ معمر:۔ یہ معمر بن راشد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۱۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبہی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲)۔

۱۳۔ ابن عیینہ:۔ یہ سفیان بن عیینہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۱۴۔ شعیب بن أبي حمزة:۔ یہ شعیب بن أبي حمزة دینار القرشی أبو بشر الحمصی الأموی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۲)۔

۱۵۔ الیث بن سعد:۔ یہ مشہور امام فقہ لیث بن سعد الفہمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۱۶۔ وغیرہم:۔ اس وغیرہم کی تعیین کرتے ہوئے صاحب المنہل وغیرہ نے امام أوزاعی اور محمد بن إسحق کے نام لکھے ہیں۔ اور الإمام الأوزاعی کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۳) اور محمد بن إسحق کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۱۷۔ هشام بن عروہ:۔ یہ هشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام ہیں دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۱۸۔ حبیب بن أبي مرزوق:۔ یہ حبیب بن أبي مرزوق الرقی ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ اور فاضل محدث لکھا ہے نیز ساتویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سن وفات ۱۳۳ھ یا ۱۳۸ھ لکھا ہے اور صاحب المنہل نے ان کا سن وفات بالتعین ۱۳۸ھ لکھا ہے۔

۱۹۔ عروہ:۔ یہ عروہ بن الزبیر بن العوام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۲۰۔ معمر:۔ یہ معمر بن راشد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۱۔ أصحابہ:- اس میں أصحاب سے مراد معمر، مالک، ابن عیینہ، شعیب بن ابی حمزہ، الیث بن سعد، الأوزاعی اور محمد بن إسحاق ہیں۔ اور ان سب کے بارے میں اسی حدیث کے تحت ابھی ابھی بتایا جا چکا ہے اور دیکھ لیں۔

۲۲۔ حبیب:- یہ حبیب بن ابی مرزوق ہیں اور ان کے لئے اسی حدیث کے تحت نمبر (۱۸) پر دیکھ لیں۔

۲۳۔ بشیر:- یہ بشیر بن ابی مسعود الأنصاری المدنی ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۷) پر۔

۲۴۔ وہب بن کیسان:- یہ وہب بن کیسان أبو نعیم القرشی مولیٰ آل الزبیر ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۷۷ھ میں بتائی ہے۔

۲۵۔ جابر:- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ جابر بن عبد اللہؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۶۔ ابو ہریرہ:- آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۷۔ عبد اللہ بن عمرو:- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۷)۔

۲۸۔ حسان بن عطیہ:- یہ حسان بن عطیہ أبو بکر الفقیہ الشامی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۵)۔

۲۹۔ عمرو بن شعیب:- یہ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص القرشی السہمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵)۔

۳۰۔ عن أبيه: - اس میں اُب سے مراد شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵)۔

۳۱۔ عن جدّه: - اس میں جدّ سے مراد عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵) نیز عن أبيه عن جدّه کی مزید تفصیلات کے لئے بھی اسی حدیث نمبر (۱۳۵) کو دیکھیں۔

الحديث/ ۳۹۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ أَخْبَرَنَا
بَدْرُ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى، ((أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ
النَّبِيَّ ﷺ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا حَتَّى أَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ لِلْفَجْرِ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ
فَصَلَّى حِينَ كَانَ الرَّجُلُ لَا يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَوْ أَنَّ الرَّجُلَ لَا يَعْرِفُ مَنْ إِلَى
جَنْبِهِ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ حَتَّى قَالَ الْقَائِلُ انْتَصَفَ
النَّهَارَ وَهُوَ أَعْلَمُ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيَضَاءُ مُرْتَفِعَةً، وَأَمَرَ
بِلَالًا فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ
الشَّفَقُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ صَلَّى الْفَجْرَ وَأَنْصَرَفَ. فَقُلْنَا أَطْلَعَتِ الشَّمْسُ.
فَأَقَامَ الظُّهْرَ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ الَّذِي كَانَ قَبْلَهُ، وَصَلَّى الْعَصْرَ وَقَدْ أَصْفَرَتِ
الشَّمْسُ، أَوْ قَالَ أَمْسَى، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى
الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّ السَّائِلِ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ الْوَقْتُ فِيمَا
بَيْنَ هَذَيْنِ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَغْرِبِ نَحْوَ هَذَا، قَالَ: ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ. قَالَ بَعْضُهُمْ: إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِلَى شَطْرِهِ. وَكَذَلِكَ رَوَى ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ترجمہ حدیث نمبر ۳۹۵:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن داؤد نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں بدر بن عثمان نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں ابوبکر بن ابی موسیٰ نے (اپنے باپ) ابوموسیٰ سے نقل کرتے ہوئے خبر دی یہ کہ ایک پوچھنے والے (شخص) نے نبی کریم ﷺ سے (نماز کے اوقات کے بارے میں) دریافت کیا تو آپ ﷺ نے (قولاً اور زبانی) اس کو کوئی جواب نہ دیا (بلکہ اس کو اپنے ساتھ دو دن تک رہنے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ اُس شخص نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی) اور (پھر آپ ﷺ نے) حضرت بلال کو حکم دیا تو انہوں نے (حکم کے مطابق پہلے دن) فجر کی نماز کو قائم کیا (یعنی پہلے اذان کہی اور پھر کچھ بعد تکبیر کہی) فجر کے طلوع ہونے کے وقت (یعنی اول وقت صبح صادق کے طلوع ہوتے ہی) اور آپ ﷺ نے نماز پڑھی (یعنی لوگوں کو پڑھائی) اُس وقت میں جس وقت آدمی نہیں پہچان پاتا تھا اپنے پاس والے کے چہرہ کو یا یہ کہا کہ اُس وقت نماز پڑھائی جس وقت آدمی نہیں پہچان پاتا تھا اپنے بازو والے کو (یہ شک راوی ہے کہ اس کے شیخ نے اس حدیث کو بیان کرتے وقت حین کان الرجل لا يعرف وجہ صاحبه کے الفاظ کہے تھے یا حین کان الرجل لا يعرف من إلی جنبہ کے الفاظ کہے تھے۔ بہر حال اس جملہ کا مفہوم و مقصود یہ ہے کہ پہلے دن آپ ﷺ نے نماز فجر اول وقت یعنی غلّس اور اندھیرے میں پڑھی اور غلّس و اندھیرا ایسا تھا کہ کوئی شخص آدمی کا چہرہ یا اپنے بازو میں کھڑے شخص کو

پہچان نہیں پارہا تھا) پھر (یعنی دوپہر کو) آپ ﷺ نے حضرت بلال کو (نماز قائم کرنے یعنی اذان و اقامت کا) حکم دیا تو انہوں نے آفتاب ڈھلتے ہی ظہر کو قائم کیا (یعنی پہلے اذان کہی اور پھر کچھ بعد تکبیر کہی) اور (اس کی وجہ سے یعنی آفتاب کے ڈھلتے ہی جلدی نمازِ ظہر کے پڑھے جانے کی وجہ سے) ایک کہنے والے نے کہا کیا دوپہر ہوگئی حالانکہ وہ خوب (اور یقین کے ساتھ) جانتا تھا (کہ دوپہر اور نصف النہار ہو گیا کیونکہ آپ ﷺ کا نمازِ ظہر پڑھنا اس کا واضح ثبوت اور دلیل تھا) پھر (آپ ﷺ نے) حضرت بلال کو (نماز قائم کرنے یعنی اذان و اقامت کا حکم دیا) تو انہوں نے عصر کو قائم کیا (یعنی نمازِ عصر کے لئے اذان و اقامت کہی) جبکہ سورج سفید بلند تھا (یعنی عصر کی نمازِ اول وقت میں تعجیل کے ساتھ ایسے وقت پڑھی جب سورج کی روشنی اور اس کی تپش و تیزی باقی تھی خلاصہ کے طور پر یوں کہلو کہ ایک مثل سایہ ہونے پر عصر کی نماز پڑھی۔ واضح رہے کہ حدیث شریف کے اس جملے یا کہئے کہ آپ ﷺ کے اس عمل یعنی عصر کی نماز کو سورج کے بلند اور سفید رہتے وقت پڑھنے میں دلیل ہے ان حضرات کی جو عصر کا اول وقت ایک مثل سایہ ہونے پر مانتے ہیں) اور (آپ ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا (مغرب کی نماز و اقامت کا) تو انہوں نے قائم کیا مغرب کو سورج کے غروب ہوتے ہی (یعنی سورج غروب ہونے کے فوراً بعد مغرب کی اذان کہی اور پھر تکبیر کہی) اور (آپ ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا (عشاء کی اذان و اقامت کے لئے) تو انہوں نے عشاء کو قائم کیا شفق کے غائب ہوتے ہی (یعنی شفقِ احمر کے غائب ہونے کے بعد عشاء کی اذان کہی اور پھر اقامت کہی) پھر جب گل ہوئی (یعنی اُس سائل کے قیام کا دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے) فجر کی نماز پڑھی اور (نماز پڑھ کر ایسے وقت میں) فارغ ہوئے کہ ہم نے کہا کیا سورج نکل آیا (یعنی آپ ﷺ نے فجر کی نماز دوسرے دن اتنی تاخیر سے اسفار و روشنی میں پڑھی کہ ہم آپس میں یہ کہنے لگے کہ سورج طلوع ہو گیا ہے یا بالکل طلوع ہونے کے قریب ہے۔ واضح رہے کہ حدیث شریف کے اس جملہ اور آپ ﷺ کے فجر کو

اتنی تاخیر سے پڑھنے کے عمل میں دلیل ہے ان لوگوں کی جو فجر کو اسفار و روشنی میں پڑھنے کے قائل ہیں) اور (جب اس دوسرے دن ظہر پڑھنے کی باری آئی تو) آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اُس وقت جس وقت پہلے دن (یعنی کل گزشتہ) عصر پڑھی تھی (یعنی سورج کے بلند و سفید ہونے یا کہنے کے سایہ کے ایک مثل ہونے کے وقت ظہر پڑھی۔ واضح رہے کہ حدیث شریف کے اسی ٹکڑے سے دلیل لیتے ہیں وہ لوگ جو بوقتِ ضرورت ظہر و عصر کے درمیان اشتراک یعنی ایک ساتھ جمع کر کے پڑھنے کے قائل ہیں) اور (آپ ﷺ نے اس دوسرے دن) عصر کی نماز پڑھی اس وقت جبکہ سورج زرد ہو چکا تھا۔ یا راوی نے کہا تھا (کہ عصر کی نماز پڑھی اس وقت جبکہ) شام ہو گئی تھی (مطلب یہ ہے کہ دوسرے دن آپ ﷺ نے عصر کی نماز کو اتنی تاخیر سے پڑھا کہ سورج زرد ہونا شروع ہو چکا تھا۔ واضح رہے کہ سورج کے زرد ہو چکنے کی یہ تاویل کرنا یعنی اصفرائش کی ابتداء اور شروع ہونے کی تاویل کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ سورج کے مکمل زرد ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ظاہر ہے آپ ﷺ نے وقتِ مکروہ میں نماز عصر ہرگز نہیں پڑھی ہوگی) اور (آپ ﷺ نے اس دوسرے دن) مغرب کی نماز (کو بھی مؤخر کر کے دیر سے پڑھا یعنی) شفقِ (احمر) کے غائب ہونے سے ذرا پہلے، اور (آپ ﷺ نے اس دوسرے دن) عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھا۔ پھر (یعنی دو دن کے بعد یا کہنے کے ایک دن پانچوں نمازوں کو اوّل وقت میں اور ایک دن تاخیر کر کے پڑھ کر دکھانے کے بعد آپ ﷺ نے) فرمایا کہاں ہے نماز کے اوقات کے بارے میں دریافت کرنے والا شخص (ظاہر ہے یہ سن کر وہ شخص کیا سب ہی لوگ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے ہوں گے تب آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو) وقت ان دونوں کے درمیان ہے (یعنی نمازوں کے اوقات بغیر افراط و تفریط کے ان دونوں وقتوں کے درمیان ہیں جن دونوں وقتوں میں میں نے تم لوگوں کو دو دن نمازیں پڑھ کر دکھائیں یا کہنے کے جن اوقات کو میں نے فعلاً اور عملاً تمہارے سامنے متعین کر کے دکھایا ہے)۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ سلیمان بن موسیٰ نے (بھی اس حدیث کو) عن عطاء عن جابر عن النبیؐ کے طریق سے روایت کیا ہے (اور انہوں نے بھی مغرب کی نماز کے سلسلہ میں اسی کی مانند بیان کیا ہے) (یعنی جیسے ابو موسیٰ نے اپنی روایت میں پہلے دن مغرب کو غروبِ شمس ہوتے ہی اور دوسرے دن تاخیر کر کے شفقِ احمر کے غائب ہونے سے پہلے پڑھنے کو بیان کیا ہے بالکل ویسے ہی سلیمان بن موسیٰ نے بھی بیان کیا ہے۔ نیز انہوں نے اپنی روایت میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت جابرؓ نے اپنی حدیث میں مغرب کی نماز کو بیان کرنے کے بعد یہ بھی (کہا کہ پھر آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی۔) (اور حضرت جابرؓ سے اس حدیث کو نقل کرنے والے) بعض روات نے تو یہ نقل کیا (کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کو) تہائی رات تک مؤخر کر کے (یعنی تہائی رات میں) پڑھا۔ اور بعض روات نے (یہ نقل کیا کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کو) آدھی رات تک مؤخر کر کے (یعنی آدھی رات میں) پڑھا۔

اور ایسے ہی (یعنی حضرت جابرؓ کی روایت ہی کی طرح) (سلیمان) ابنِ بریدہ نے بھی عن أبیہ عن النبیؐ کے طریق سے روایت کیا ہے (یعنی جس طریقہ سے حضرت جابرؓ کی روایت میں مغرب کی نماز کو دو وقتوں میں پڑھنے کا ذکر و بیان ہے ویسے ہی ابنِ بریدہ کی اُس روایت میں بھی مغرب کی نماز کو دو وقتوں میں پڑھنے کا ذکر و بیان ہے جس کو ان کے بیٹے سلیمان نے عن أبیہ عن النبیؐ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور واضح رہے کہ سلیمان بن بریدہ کی یہ روایت مسلم شریف میں منقول و موجود ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۳۹۵)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ عبد اللہ بن داؤد:- یہ عبد اللہ بن داؤد بن عامر المعروف بالخریبی ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۰)۔

۳۔ بدر بن عثمان:- یہ بدر بن عثمان القرشی الأموی الکوفی مولیٰ عثمان بن عفانؓ ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ أبو بکر بن أبي موسى:- یہ أبو بکر (یقال عمرو) بن أبي موسى الأشعري الکوفی ہیں۔ شرح حضرات نے ان کے نام کے بارے میں ایک قول عامر کا بھی لکھا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ علامہ الآجری نے امام ابوداؤدؒ سے پوچھا کہ کیا انہوں نے اپنے والد أبو موسى الأشعريؓ سے احادیث کا سماع کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا ہاں کیا ہے۔ اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور العجلی نے ان کو کوئی ثقہ تابعی لکھا ہے۔ اور ابن سعد کا کہنا ہے کہ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے اور یہ قلیل الحدیث ضعیف راوی ہیں۔ اور خلیفہ نے ان کی وفات ۱۰۶ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ أبو موسى:- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن قیس أبو موسى الأشعري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۶۔ أن سائلا:- اس سائل کے نام کے بارے میں تقریباً تمام ہی شرح حضرات نے اپنی لاعلمی اور عدم واقفیت کا اظہار کیا ہے۔

۷۔ بلال:- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ بلال بن رباح التیمی المؤذن مولیٰ أبي بکر الصديقؓ أبو عبد اللہ ہیں۔ ان کی کنیت کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں، ان کی والدہ کا نام حمامة تھا، یہ قدیم الاسلام صحابیؓ ہیں، اللہ کے دین کی خاطر ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ یہ

بد رسمیت تمام غزوات میں شریک رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ملکِ شام کے شہر دمشق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ امام بخاریؒ کا قول ہے کہ حضرت بلالؓ۔ خالد اور غفرہ کے بھائی ہیں۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ ان کی وفات ملکِ شام ہی میں ۷۱ھ یا ۸۱ھ میں ہوئی ہے اور ایک قول ۲۰ھ کا بھی ہے بہر حال وفات کے وقت ان کی عمر کچھ اوپر ساٹھ (۶۰) سال تھی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۸۔ ابوداؤدؒ: یہ مصنف کتاب ابوداؤد سجستانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰)۔

۹۔ سلیمان بن موسیٰ: یہ سلیمان بن موسیٰ ابوایوب یا ابو الربیع یا ابو هشام الأشدق الأموی الدمشقی ہیں۔ اپنے زمانہ میں اہل شام کے بہت بڑے فقیہ و مفتی تھے۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ صدوق راوی ہیں لیکن لین الحدیث ہیں اور وفات سے تھوڑا پہلے اختلاط کا بھی شکار ہو گئے تھے۔ اور ان کو پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔ ابنِ معین اور ابنِ سعد نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور ان کا سن وفات ۱۱۹ھ بتایا ہے۔

۱۰۔ عطاء: یہ عطاء بن ابي رباح سید التابعین ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۶)۔

۱۱۔ جابرؓ: آپ مشہور صحابی رسول ﷺ جابر بن عبد اللہؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۱۲۔ ابنِ بريدة: یہ سلیمان بن بريدة بن الحصیب الأسلمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔ صاحب المنہل نے تو ابنِ بريدة سے سلیمان بن بريدة ہی مراد لکھا ہے لیکن صاحب بذل نے ابنِ بريدة سے عبد اللہ بن بريدة کو مراد لکھا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ صاحب بذل سے یہاں سہو ہو گیا ہے۔ اور صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ابنِ بريدة سے سلیمان بن بريدة ہی مراد ہیں جیسا کہ صاحب المنہل کی رائے ہے کیونکہ مسلم شریف میں اس حدیث شریف کی سند میں صراحت

عن سليمان بن بُريدة عن أبيه الخ مذكور و منقول ہے۔ اور ان کا یعنی سلیمان بن بُریدة کا مختصر تعارف یہ ہے کہ یہ سلیمان بن بُریدة بن الحصیب الأسلمی المروزی ہیں۔ مرو کے قاضی رہے ہیں ثقہ راوی ہیں۔ حافظ نے ان کو تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بعمر نوے (۹۰) سال ۱۰۵ھ میں بتائی ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۲)۔

۱۳۔ عن أبيه :- اس میں اُب سے مراد بُریدة بن الحصیب أبو سهل الأسلمی الصحابیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۵)۔

الحديث / ۳۹۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ أَخْبَرَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: ((وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفُرِ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ فَوْزُ الشَّفَقِ، وَوَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۳۹۶ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن معاذ نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی میرے والد نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے روایت کیا یہ کہ انہوں نے ابویوب کو عبد اللہ بن عمرو سے نقل کرتے ہوئے سنا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے یہ روایت کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ظہر کا وقت جب تک ہے (جب تک) عصر کا وقت نہ آجائے (یعنی عصر کا وقت شروع ہوتے ہی ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ واضح رہے کہ حدیث شریف کے اس ٹکڑے میں اُن حضرات کی دلیل ہے جو ظہر و عصر کے وقت کے سلسلہ میں عدم اشتراک کے قائل ہیں) اور عصر کا وقت جب تک ہے (جب تک کہ) سورج زرد نہ ہو (یعنی عصر کا

افضل و مستحب وقت تو اصفرائِ شمس تک ہی ہے مگر اس کا وقتِ جواز غروبِ شمس تک رہتا ہے۔ واضح رہے کہ حدیث شریف کے ٹکڑے کا یہ مطلب لینے کے بعد اس میں اُن لوگوں کی کوئی دلیل و حجت نہیں رہتی جو اصفرائِ شمس تک عصر کے وقتِ جواز کے قائل ہیں) اور مغرب کا وقت جب تک ہے (جب تک کہ شفق کی روشنی (اور بقیہ سرخی) نہ ختم ہو جائے، اور عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے (واضح رہے کہ حدیث شریف کے اس ٹکڑے میں دلیل ہے اُن لوگوں کی جو عشاء کا آخری وقت آدھی رات کو بتاتے ہیں یعنی افضل وقت آدھی رات تک بتاتے ہیں) اور فجر کا وقت جب تک ہے (جب تک کہ سورج طلوع نہ ہونے لگے۔

تعارف رجال حدیث (۳۹۶)

۱۔ عبید اللہ بن معاذ:۔ یہ عبید اللہ بن معاذ بن معاذ العنبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۲۔ اُبی:۔ اس میں اُبّ سے مراد عبید اللہ بن معاذ کے والد معاذ بن معاذ بن حسان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۳۔ شعبۃ:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکي الواسطي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

۴۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة بن قتادة السدوسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۵۔ اُبو ایوب:۔ یہ یحییٰ بن مالک یا حبیب بن مالک البصري اُبو ایوب الأزدي المَراغي العتکي ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۸۰ھ کے بعد بتائی ہے۔

۶۔ عبد اللہ بن عمروؓ: آپؐ عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۳۷)۔

(۳) بَابُ فِي وَقْتِ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيهَا

یہ باب ہے آپ ﷺ کی نماز کے وقتوں اور آپ ﷺ کے نماز کو پڑھنے کی کیفیت کے بیان میں (یعنی اس میں یہ بیان ہوگا کہ آپ ﷺ نماز کے وقت میں کونسے حصہ میں نماز پڑھتے تھے اور کس طرح پڑھتے تھے۔ یا اور خلاصہ کے طور پر یہ کہہ لیں کہ یہ نماز کے اوقاتِ مستحبہ اور آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کی کیفیت کا بیان ہے (۳)

الحديث / ۳۹۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ

بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، وَهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: ((سَأَلْنَا جَابِرًا عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةً، وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَلَ وَإِذَا قَلُّوا آخَرَ، وَالصُّبْحَ بَغْلَسَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۳۹۷:- فرمایا امام الوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن

ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے روایت کیا سعد بن ابراہیم سے انہوں نے محمد بن عمرو سے اور وہ یعنی عمرو۔ الحسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے ہیں۔ (یعنی گویا سعد بن ابراہیم نے محمد بن عمرو بن الحسن بن علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے یہ کہ انہوں نے یعنی محمد بن عمرو نے)

کہا کہ ہم نے حضرت جابرؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے وقت کے بارے میں (یعنی آپ ﷺ نمازیں کس کس وقت میں پڑھا کرتے تھے اس بارے میں) دریافت کیا تو انہوں نے (ہمارے سوال کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا کہ ظہر کو ہاجرہ میں (یعنی دو پہر ڈھلے زوال کے بعد اول وقت میں پڑھتے تھے۔ واضح رہے کہ اس حدیث کو مطلق زوال کے بعد پر محمول کیا جائے تاکہ ابرادوالی روایت سے تضاد نہ ہو اور جمع بین الحدیثین کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ آپ ﷺ ظہر کی نماز کو زوال کے بعد اول وقت ہی میں پڑھتے تھے لیکن جب شدتِ حر اور گرمی شدید ہوتی تو ابراد کر کے تاخیر سے پڑھتے تھے) اور عصر کو اس وقت پڑھتے تھے جب سورج زندہ ہوتا (یعنی جب اس کی روشنی اور حرارت و تیزی خوب اچھی طرح باقی ہوتی اور اس میں کوئی تغیر نہ آیا ہوتا) اور مغرب (کی نماز کو اس وقت پڑھتے) جب سورج غروب ہو جاتا (یعنی سورج غروب ہوتے ہی متصلاً پڑھتے) اور عشاء (کی نماز) کو جلدی پڑھتے جب لوگ زیادہ ہو جاتے اور دیر سے پڑھتے جب لوگ کم ہوتے (یعنی جب عشاء کے اول وقت لوگ کم ہوتے اور اکثریت موجود نہ ہوتی تو تاخیر کر کے دیر سے پڑھتے اور اگر اول وقت میں لوگ خوب زیادہ آجاتے تو اول وقت میں ہی پڑھتے تھے) اور صبح (کی نماز کو آپ ﷺ) غلَس (یعنی اندھیرے اور تاریکی) میں پڑھتے تھے (یعنی جب رات کی تاریکی کی انتہاء اور صبح صادق کے طلوع و روشنی کی ابتداء ہوتی تب فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے واضح رہے کہ اس حدیث سے فجر کی نماز کو غلَس میں پڑھنا اسفار و روشنی میں پڑھنے کے مقابلہ افضل معلوم ہو رہا ہے)۔

تعارف رجال حدیث (۳۹۷)

۱۔ مسلم بن ابراہیم: یہ مسلم بن ابراہیم الأزدي الفراهيدي ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ شعبۂ:۔ یہ شعبۂ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

۳۔ سعد بن ابراہیم:۔ یہ سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف الزہری ہیں ان کی کنیت ابو اسحاق یا ابو ابراہیم ہے اور ان کی والدہ کا نام ام کلثوم بنت سعد تھا حافظ نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ راوی فاضل محدث اور بہت بڑے عبادت گزار شخص تھے۔ مدینہ کے قاضی بھی رہے ہیں۔ پانچویں طبقہ میں آتے ہیں اور ان کی وفات بہتر (۷۲) سال کی عمر میں ۱۲۵ھ میں یا اس کے بعد ہوئی ہے۔

۴۔ محمد بن عمرو:۔ یہ محمد بن عمرو بن الحسن بن علی بن ابی طالب القرشی الهاشمی ابو عبد اللہ المدنی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام زملة بنت عقیل بن ابی طالب تھا۔ ثقہ راوی ہیں چوتھے طبقہ میں آتے ہیں۔

۵۔ جابر:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ جابر بن عبد اللہ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

الحديث / ۳۹۸- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرَزَةَ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ، وَإِنْ أَحَدُنَا لَيَذْهَبُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَيَرْجِعُ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ الْمَغْرِبَ، وَكَانَ لَا يُبَالِي تَأْخِيرَ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ)). قَالَ: ثُمَّ قَالَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ. قَالَ: ((كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَيَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ الَّذِي كَانَ يَعْرِفُهُ، وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا مِنَ السِّتِينَ إِلَى الْمِائَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۳۹۸: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے روایت کیا ابوالمنہال سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے یہ کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا (یعنی اوّل وقت میں اور غالباً یہ سردی کے دنوں کی بات ہے کیونکہ سخت گرمی کے دنوں میں تو آپ ﷺ نے ابراد بالظہر کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ کا عمل و قول متضاد نہیں ہو سکتا) اور عصر کی نماز پڑھتے اس وقت کہ ہم میں سے کوئی مدینہ کے کنارہ تک ہو کر آ جاتا اور سورج زندہ ہوتا (یعنی ایسے وقت میں عصر کی نماز پڑھتے کہ ہم میں سے وہ آدمی جس کا گھر بالکل مدینہ کے کنارہ پر ہوتا اپنے گھر جا کر واپس لوٹ آتا اور اس کے لوٹنے تک سورج کی روشنی صاف اور تیز ہوتی۔ واضح رہے کہ دو طرح کی روایات ہیں بعض میں صرف مدینہ کے کنارہ تک پہنچنے کا ذکر ہے اور بعض میں جا کر واپس لوٹنے کا ذکر ہے اس لئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ جن روایات میں یوجع کا یعنی لوٹنے کا ذکر ہے وہ عطف تفسیری کے طور پر ہے اور مطلب ان روایات کا بھی یہی ہے یعنی صرف مدینہ کے کنارہ تک پہنچنے اور جانے کا نہ کہ پہنچ کر لوٹنے کا کیونکہ اگر ایسا نہیں مانتے ہیں تو روایات میں تضاد و تعارض ہوگا اور روایات میں تضاد و تعارض ہوتا نہیں ہے) اور میں مغرب کو بھول گیا ہوں (واضح رہے کہ یہ ابوالمنہال کا قول ہے اور ابوالمنہال کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ میرے شیخ یعنی حضرت ابوہریرہؓ نے مغرب کی نماز کے وقت کے سلسلہ میں کیا بیان کیا تھا وہ مجھے یاد نہیں رہا) اور انہوں نے (یعنی حضرت ابوہریرہؓ نے یہ بھی بیان کیا کہ) آپ ﷺ نہیں پرواہ کرتے تھے عشاء کو مؤخر کرنے کی تہائی رات تک (یعنی کثرت جماعت کی غرض سے عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کر دیتے تھے) پھر انہوں نے (یعنی ابوہریرہؓ نے) کہا آدھی رات تک (یعنی ایک مرتبہ تو حضرت ابوہریرہؓ نے تہائی رات تک عشاء کو مؤخر کرنے کی بات بیان کی اور پھر

ایک دوسری مرتبہ آدھی رات تک مؤخر کرنے کی بات بیان کی یعنی لا یبالی بتأخیر العشاء إلى شطر اللیل کہا۔ اور حضرت ابو بزرہؓ نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ ﷺ برا سمجھتے تھے عشاء سے پہلے سونے کو اور عشاء کے بعد بات چیت کو (یعنی دنیا کی بیکار بات چیت کو) اور آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تھے (ایسے وقت میں) جبکہ نہیں پہچانتا تھا ہم میں سے کوئی اپنے اُس ساتھی کو جس کو پہلے سے پہچانتا ہو (واضح رہے کہ بعض نسخوں میں تو یہ وما یعرف أحدنا جلیسہ الخ ہے اور اسی کے حساب سے ترجمہ کیا گیا ہے لیکن اکثر نسخوں میں و یعرف یعنی صیغہ مثبت کے ساتھ ہے لہذا اگر مانا فیہ والے نسخہ کو لیں تو مطلب یہ ہوگا کہ فجر کی نماز کو ایسے وقت میں شروع فرماتے تھے جس وقت میں ہم اپنے جانے پہچانے کو بھی اندھیرے کی وجہ سے نہیں پہچان پاتے تھے اور اگر صیغہ مثبت والے نسخہ کو مد نظر رکھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ آپ ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر ایسے وقت میں فارغ ہوتے تھے جب ہم اپنے جانے پہچانے ساتھی کو روشنی ہونے کی وجہ سے پہچان لیتے تھے۔ واضح رہے کہ مسلم شریف کی روایت اور بخاری شریف کی روایت سے اس دوسرے والے یعنی صیغہ مثبت والے نسخہ کی تائید ہوتی ہے) اور آپ ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ (آیتوں) سے لے کر سو (آیتوں) تک کی قراءت فرمایا کرتے تھے (واضح رہے کہ آپ ﷺ کی قراءت ترتیل کے ساتھ ہوتی تھی نیز نماز میں تعدیل ارکان بھی آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی لہذا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نماز فجر کی شروعات غلّس یعنی اندھیرے میں کیا کرتے تھے)۔

تعارف رجال حدیث (۳۹۸)

۱۔ حفص بن عمر :- یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزدي ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۲۳)۔

۲۔ شعبۂ:۔ یہ شعبۂ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

۳۔ أبو المنہال:۔ یہ سیار بن سلامة البصری أبو المنہال الریاحی ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۲۹ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ أبو برة:۔ آپ نضلة بن عبید (یانضلة بن عائذ) الأسلمی الصحابیؓ ہیں۔ اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ حافظ نے لکھا ہے کہ یہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں آپ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک رہے ہیں۔ بعد میں بصرہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور وہیں سے جنگ خراسان میں شریک ہوئے اور وہیں بصرہ ہی میں رہتے ہوئے صحیح قول کے مطابق ۶۵ھ کے بعد وفات ہوئی۔

(۴) بَابُ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ

یہ باب ہے ظہر کی نماز کے وقت کے بیان میں (۴)

الحديث/ ۳۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبَادُ

بْنُ عَبَّادٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((كُنْتُ أَصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَ قُبْضَةً مِنَ الْحَصَى لِيَتَرَدَّ فِي كَفِّي أَضَعُهَا لِحَبْهَتِي أَسْجُدُ عَلَيْهَا لِشِدَّةِ الْحَرِّ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۳۹۹:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن

حنبل اور مسدد نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی عبّاد بن عبّاد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن عمرو نے انہوں نے روایت کیا سعید بن حارث انصاری سے انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے

(یہ کہ حضرت جابرؓ نے) کہا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھتا تھا تو ایک مٹھی کنکریاں اٹھا لیتا (یعنی کچھ کنکریاں اٹھا کر اپنی مٹھی میں لے لیتا اور پکڑے رہتا) تاکہ وہ ٹھنڈی ہو جائیں میرے ہاتھ میں (یعنی دھوپ سے بچکر وہ میرے ہاتھ میں رہیں اور ٹھنڈی ہو جائیں اور) میں پھر رکھتا ان کنکریوں کو اپنی پیشانی کے لئے (یعنی اُن ٹھنڈی کنکریوں کو سجدہ کی جگہ رکھتا اور) اُن پر سجدہ کرتا سخت گرمی کی وجہ سے (یعنی میں جو یہ عمل کرتا تھا اس کی وجہ تھی سخت گرمی۔ دیکھئے اس حدیث سے ظہر کی نماز کو اوّل وقت میں پڑھنا ثابت ہو رہا ہے۔ اب اگر کسی کے ذہن میں سخت گرمی کے ایام میں ظہر کی نماز کے سلسلہ میں جو ابراد والی حدیث ہے وہ خلجان پیدا کرے تو اس کے جہاں بہت سے جوابات ہیں وہیں ایک جواب یہ بھی ہے کہ ابراد کے بعد بھی کبھی کبھی اور کہیں کہیں شدت گرمی ہوتی ہے تو اس حدیث کو بھی ایسے ہی کبھی کبھی اور کہیں کہیں پر محمول کر لیجئے تو آپ کے ذہن میں کوئی خلجان نہ ہوگا۔ یا یہ کہئے کہ یہ واقعہ سخت گرمی کے دنوں کا ہے ہی نہیں جو آپ کو اشکال ہو کیونکہ کم گرمی کے دنوں میں بھی کنکریلی زمین پر اس عمل کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ یہ دوسری والی بات ہی زیادہ صحیح لگتی ہے کیونکہ امام ابوداؤد کا مقصد بھی تحلیل ظہر ہی کو بیان کرنا ہے اور یہ مقصد اس دوسری والی بات کے اعتبار سے زیادہ اچھی طرح واضح رہتا ہے)۔

تعارف رجال حدیث (۳۹۹)

۱۔ أحمد بن حنبل:۔ یہ مشہور امام فقہ أحمد بن محمد بن حنبل ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۸ اور ۲۷۷)۔

۲۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۳۔ عباد بن عباد:۔ یہ عباد بن عباد بن حبیب بن المہلب ابو معاویۃ العتکی

المهلبی الأزدي البصري ہیں۔ حافظؒ نے ان کے بارے میں ”ثقه ربما وهم“ لکھا ہے نیز ساتویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۹۷ھ یا ۸۰ھ میں بتائی ہے۔ اور صاحب المنہل نے ان کی وفات ماہ رجب ۸۰ھ یا ۸۱ھ میں نقل کی ہے۔

۴۔ محمد بن عمرو: یہ محمد بن عمرو بن علقمة بن وقاص الليثی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۵۔ سعید بن الحارث الأنصاري: یہ سعید بن الحارث بن أبي سعيد المعلى الأنصاري المدني ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔
۶۔ جابر بن عبد اللہؓ: آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ الأنصاريؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

الحديث / ۴۰۰ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ، قَالَ: ((كَانَتْ كَانَ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ أَقْدَامٍ إِلَى خَمْسَةِ أَقْدَامٍ، وَفِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلَى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۰۰ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی عبیدہ بن حمید نے انہوں نے روایت کیا ابومالک اشجعی سعد بن طارق سے انہوں نے کثیر بن مدرک سے انہوں نے اسود سے یہ کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا

کہ آپ ﷺ کی (ظہر) کی نماز کا اندازہ گرمی میں تین قدم سے پانچ قدم تک اور سردی میں پانچ قدم سے سات قدم تک تھا (یعنی آپ ﷺ گرمیوں میں ظہر کی نماز کو جو تاخیر کر کے اور ابراد کے وقت پڑھتے تھے تو وہ تاخیر اس وقت تک ہوتی تھی کہ ہر آدمی کا اپنا سایہ تین قدم سے پانچ قدم تک ہوتا تھا اور جاڑوں میں آپ ﷺ ظہر کی نماز کی ابتداء اس وقت فرماتے تھے جب ہر انسان کا سایہ پانچ قدم سے سات قدم تک ہوتا تھا۔ یہ مسئلہ بڑا اختلافی اور الجھا ہوا ہے لہذا اس کے لئے مطولات کو دیکھیں۔ ہاں اتنا ذہن میں رکھ لیں کہ صاحب المنہل نے بحوالہ الدہلوی نقل کیا ہے کہ مدینہ منورہ میں سایہ اصلی شروع سردی میں پانچ قدم ہوتا ہے اور جب سردی شباب پر ہوتی ہے تو سات قدم ہوتا ہے اور شروع گرمی میں تین قدم تو گویا آپ ﷺ ان ایام میں اس سایہ پر اول وقت میں نماز ظہر پڑھا کرتے تھے یعنی شروع سردی میں پانچ قدم سایہ پر جو ظاہر ہے اول وقت ہوتا تھا اور تیز سردی میں سات قدم سایہ پر ظاہر ہے یہ بھی اول وقت ہوتا تھا اور شروع گرمی میں تین قدم سایہ پر اور ظاہر ہے یہ بھی اول وقت ہی میں ہوتا تھا۔ اور سخت گرمی کے دنوں میں سایہ اصلی مدینہ منورہ میں نصف قدم ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ جو پانچ قدم سایہ پر نماز پڑھا کرتے تھے وہ سخت گرمی میں ابراد کی وجہ سے پڑھا کرتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث شریف میں سخت گرمی کے دنوں کے علاوہ میں آپ ﷺ کا ظہر کی نماز کو اول وقت میں پڑھنا بیان ہوا ہے اور سخت گرمی کے دنوں میں تاخیر کر کے اور ابراد کے بعد نماز ظہر پڑھنا بیان ہوا ہے۔)

تعارف رجال حدیث (۴۰۰)

۱۔ عثمان بن أبی شیبہ:۔ یہ عثمان بن أبی شیبہ الکوفی ہیں، دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۲۔ عبیدہ بن حمید:۔ یہ عبیدہ (بفتح العين و کسر الباء) بن حمید بن

صُهِيبُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَدَّاءِ الْكُوفِيُّ هِيَ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۶)۔

۳۔ ابومالک الأشجعی :۔ یہ سعد بن طارق الکوفی ابومالک الأشجعی ہیں۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ راوی ہیں چوتھے طبقہ میں آتے ہیں اور ۱۴۰ھ کے آس پاس ان کی وفات ہوئی ہے۔

۴۔ کثیر بن مُدْرک :۔ یہ کثیر بن مُدْرک الأشجعی ابومالک (یا ابو مُدْرک) الکوفی ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ الأسود :۔ یہ الأسود بن یزید بن قیس ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴)۔

۶۔ عبد اللہ بن مسعودؓ :۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد اللہ بن مسعود الہذلیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

الحديث / ٤٠١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي أَبُو الْحَسَنِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْحَسَنِ هُوَ مُهَاجِرٌ، قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا دَرٍّ يَقُولُ: ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَرَادَ الْمُؤَدِّنُ أَنْ يُؤَدِّنَ الظُّهْرَ، فَقَالَ: أَبْرِدْ. ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَدِّنَ، فَقَالَ: أَبْرِدْ. مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، حَتَّى رَأَيْنَا فِيَّ التَّلَوُّلَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۰۱ :۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابوالولید طیالیسی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی ابوالحسن نے۔ امام ابوداؤدؒ نے

کہا کہ یہ ابوالحسن مہاجر ہیں۔ (ابوالحسن) نے کہا کہ میں نے زید بن وہب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ابوذرؓ سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے (ظہر کی نماز کا وقت ہوا) تو مؤذن (یعنی حضرت بلالؓ) نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا (جب آپ ﷺ نے مؤذن کا ارادہ دیکھا) تو فرمایا ٹھنڈک ہونے دے (یعنی ظہر کی اذان کو گرمی کی تیزی اور شدت کے ٹوٹنے اور کم ہونے تک مؤخر کر دے) پھر (یعنی تھوڑے وقت کے بعد) انہوں نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو (پھر) آپ ﷺ نے (وہی) فرمایا اُبُرد (یعنی ٹھنڈک ہو جانے دے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے دوبار یا تین بار (فرمایا ٹھنڈک ہو جانے دے) یہاں تک کہ ہم نے دیکھ لیا ٹیلوں کے سایہ کو (اور ظاہر ہے ٹیلوں کے سائے ظہر کا اکثر وقت گزرنے کے بعد ہی نظر آتے ہیں تو گویا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے سخت گرمی کی وجہ سے ٹیلوں کے سائے نظر آنے اور ظہر کا اکثر وقت گزر جانے تک اِبراد کا حکم دیا) پھر آپ ﷺ نے (اس تاخیر کی حکمت و مصلحت بتاتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ کی وجہ سے ہوتی ہے لہذا جب گرمی سخت ہو تو اِبراد کرو تم نماز میں (اور ظاہر ہے سخت گرمی ظہر کے وقت ہی ہوتی ہے اس لئے گویا آپ ﷺ کے اس فرمان کا مطلب یہ نکلے گا کہ سخت گرمی کے دنوں میں ظہر کی نماز کو ٹھیک دوپہر کی بجائے گرمی کی شدت کے ٹوٹنے اور دن کے ٹھنڈا ہونے کے وقت تک مؤخر کرو اور بُرد و اِبراد کے وقت ادا کرو)۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۰۱)

۱۔ أبو الولید الطیالسی :۔ یہ ہشام بن عبد الملک أبو الولید الطیالسی ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۲۔ شعبۃ :۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

۳۔ أبو الحسن :- یہ أبو الحسن مہاجر مولیٰ تیم اللہ الکوفی الصائغ ہیں۔
حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ زید بن وہب :- یہ زید بن وہب الجہنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲)۔

۵۔ أبو ذرؓ :- آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جندب بن جنادہ أبو ذر الغفاریؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۲)۔

الحديث / ۲، ۴ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ - قَالَ ابْنُ مَوْهَبٍ بِالصَّلَاةِ - فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۲، ۴ :- فرمایا امام ابو داؤد نے کہ ہم سے بیان کیا زید بن خالد بن موبہ ہمدانی اور قتیبہ بن سعید ثقفی نے یہ کہ لیث نے ان سے حدیث بیان کی ابن شہاب سے نقل کرتے ہوئے (ابن شہاب نے) نقل کیا سعید بن مسیب اور ابوسلمہ سے (ان دونوں حضرات نے) روایت کیا حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی سخت (اور شدید) ہو تو نماز کو (یعنی نمازِ ظہر کو) ابراد کر کے دیر سے پڑھو (واضح رہے کہ اس میں جو ابردوا عن الصلاة کے الفاظ ہیں اس میں یا تو تضمین ہے اور مطلب ہے ای آخر الصلاة - یا عن زائدہ ہے یا عن بمعنی باء ہے ای ابردوا بالصلاة - یا یہ عن مجاوزت کے معنی میں ہے ای تجاوزوا وقتها المعتاد إلى أن تنكسر شدة الحر یعنی ظہر کی نماز کا جو عام دنوں میں وقت ہے سخت گرمی کے دنوں میں اُس معتاد

وقت سے گرمی کے کم ہونے تک تجاوز کر کے دیر سے نماز پڑھو)۔ اور ابن موبہب نے اپنی روایت میں بالصلاة کہا ہے۔ (واضح رہے کہ امام ابوداؤد اس سے یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ قنبلہ نے تو روایت بیان کرتے وقت فأبردوا عن الصلاة ہی کہا تھا لیکن دوسرے شیخ یعنی یزید بن خالد بن موبہب نے روایت بیان کرتے وقت فأبردوا عن الصلاة کی بجائے فأبردوا بالصلاة کے الفاظ بیان کئے تھے۔ بہر حال سخت گرمی کے دنوں میں ظہر کی نماز میں اِسراد کے حکم میں حکمت و مصلحت اور علت کو بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا) کیونکہ گرمی کی شدت (اور سخت گرمی) جہنم کی بھاپ (اور ابال و سانس) کی وجہ سے ہوتی ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۰۲)

۱۔ یزید بن خالد :- یہ یزید بن خالد بن یزید بن عبداللہ بن موبہب الہمدانی ابو خالد الرملي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۶)۔

۲۔ قتیبہ بن سعید :- یہ قتیبہ بن سعید الثقفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۳۔ اللیث :- یہ مشہور امام فقہ لیث بن سعد أبو الحارث الفهمي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۴۔ ابن شہاب :- یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۵۔ سعید بن المسیب :- یہ مشہور امام فقہ سعید بن المسیب المخزومي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۶۔ أبوسلمة :- یہ أبوسلمة عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوف الزہري المدني

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۷۔ ابوہریرہؓ: آپؐ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور حدیث نمبر (۲۵)۔

الحديث/ ۳، ۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، ((أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۳، ۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حماد نے سماک بن حرب سے روایت کرتے ہوئے (سماک بن حرب نے روایت کیا) حضرت جابر بن سمرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ) حضرت بلالؓ ظہر کی اذان (اس وقت) دیا کرتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تھا (امام نوویؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں تقدیم ظہر اور اس کی تعجیل کے استحباب کی دلیل ہے اور عینی کا کہنا ہے کہ اس میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ ٹھنڈک ہو جانے اور ابراد کر کے ظہر کی نماز پڑھنے کو بھی سورج ڈھلنے کے بعد نماز پڑھنا ہی کہا جاتا ہے)۔

تعارف رجال حدیث (۴۰۳)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد :- یہ حماد بن سلمہ بن دینار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ سماک بن حرب:- یہ سماک بن حرب الذہلی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸)۔

۴۔ جابر بن سمرة:۔ آپؓ جابر بن سمرة بن جنادة (ویقال ابن عمرو) بن جندب بن حجير السوائي أبو عبد الله یا أبو خالد الکوفی ہیں ان کو اور ان کے والد دونوں کو صحابیت رسول ﷺ کا شرف حاصل ہے۔ بعد میں یہ کوفہ میں رہنے لگے تھے اور وہیں رہتے ہوئے ۷۷ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اور صاحب المنہل نے ان کی وفات کوفہ میں ۷۳ھ یا ۷۴ھ میں نقل کی ہے۔

۵۔ أن بلالا:۔ یہ مشہور صحابی اور مؤذن رسول ﷺ حضرت بلال بن أبي رباحؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

(۵) بَابُ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ

یہ باب ہے عصر (کی نماز) کے وقت کے بیان میں (۵)

الحديث / ۴۰ ۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ((أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيَضاءُ مُرْتَفَعَةً حَيَّةً، وَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفَعَةً)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۰ ۴:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی لیث نے ابن شہاب سے نقل کرتے ہوئے (ابن شہاب نے)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا یہ کہ حضرت انس بن مالکؓ نے ان کو یہ خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ عصر (کی نماز) پڑھا کرتے تھے (اس وقت) جبکہ سورج سفید (روشن) بلند اور زندہ ہوتا تھا اور جانے والا (آدمی) عوامی کو جاتا (یعنی وہاں پہنچ جاتا) سورج کے بلند (واونچا) ہونے ہی کی حالت میں (یعنی آپ ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے کہ مدینہ کے ارد گرد نجد کی طرف جو گاؤں اور بستیاں تھیں جو مدینہ، مسجد نبوی ﷺ سے کم سے کم دو میل اور زیادہ سے زیادہ آٹھ میل کے فاصلہ پر تھیں اگر آپ ﷺ کے پاس نماز پڑھ کر کوئی شخص وہاں کا یا کہیں اور کا بھی وہاں اُن بستیوں میں جاتا تو سورج کے اونچا اور بلند رہتے ہوئے ہی وہاں پہنچ جاتا۔ ظاہر ہے اس حدیث شریف سے عصر کی نماز کو جلدی اور اول وقت میں پڑھنے کا استحباب معلوم ہو رہا ہے کیونکہ عصر کی نماز کے بعد دو یا تین یا چار میل کا فاصلہ پیدل چل کر سورج میں تغیر و اصفرار آنے سے پہلے جب ہی طے کیا جاسکتا ہے جب عصر کی نماز کو ایک مثل پر اول وقت میں پڑھا جائے۔

تعارف رجال حدیث (۴۰۴)

۱۔ قتیبہ بن سعید:- یہ قتیبہ بن سعید الثقفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ اللیث:- یہ مشہور امام لیث بن سعد الفہمی أبو الحارث المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۳۔ ابن شہاب:- یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۴۔ انس بن مالک:- آپ مشہور صحابیؓ خادم رسول ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث/ ٥٠٤ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: ((وَالْعَوَالِي عَلَى مِيلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ، قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ أَوْ أَرْبَعَةً)).

ترجمہ حدیث نمبر / ٥٠٤ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معمر نے انہوں نے زہری سے روایت کیا یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ عَوَالِي (یعنی مدینہ سے اونچائی کی طرف واقع بستیاں مسجد نبوی ﷺ سے یا مدینہ منورہ سے) دو میل یا تین میل (کے فاصلہ) پر ہیں (اور زہری کے شاگرد معمر) نے کہا کہ میرا (غالب) گمان ہے (اپنے شیخ) زہری کے بارے میں (یہ کہ انہوں نے) اَوْ أَرْبَعَةً یا چار (میل کے فاصلہ) پر ہیں (بھی) فرمایا تھا (شرح حضرات نے لکھا ہے کہ عَوَالِي مدینہ کے بارے میں یہ دو، تین یا چار میل پر واقع ہونے والی بات مدینہ کے قریب اور متصل والی عَوَالِي کے حساب سے تو ٹھیک ہے ورنہ جو دور والی اور آخر والی عَوَالِي ہیں وہ تو مدینہ منورہ سے آٹھ میل تک کے فاصلہ پر واقع ہیں چنانچہ ابن الاثیر کا کہنا ہے کہ مدینہ منورہ سے سب سے قریب والی عَوَالِي چار میل پر ہیں اور نجد کی طرف سب سے دور والی عَوَالِي مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہیں)۔

تعارف رجال حدیث (۴۰۵)

۱۔ الحسن بن علی :- یہ الحسن بن علی الخلال الحلوانی ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۲۷)۔

۲۔ عبدالرزاق :- یہ عبدالرزاق بن ہمام الحمیری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔

۳- معمر:۔ یہ معمر بن راشد الأزدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۴- الزهري:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزهري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

الحديث/ ۶، ۴ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ
مَنْصُورٍ عَنْ خَيْثَمَةَ، قَالَ: ((حَيَاتُهَا أَنْ تَجِدَ حَرَّهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۶، ۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا یوسف بن
موسیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں جریر نے انہوں نے روایت کیا منصور سے (منصور نے) خثیمہ
سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ اس کی حیات (یعنی سورج کی حیات و زندگی اور اس کا زندہ اور حیہ
ہونا) یہ ہے کہ تو اس کی حرارت کو پائے (اور محسوس کرے)۔ خلاصہ یہ کہ حدیث شریف میں جو
والشمس مرتفعة حیۃ کے الفاظ میں جو لفظ حیۃ ہے اس کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ سورج میں
گرمی و حرارت موجود ہو اور محسوس کی جا رہی ہو)۔

تعارف رجال حدیث (۴۰۶)

۱- یوسف بن موسیٰ:۔ یہ یوسف بن موسیٰ بن راشد القطان ہیں۔ دیکھیں
حدیث نمبر (۲۸۱)۔

۲- جریر:۔ یہ جریر بن عبد الحمید الضبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔

۳- منصور:۔ یہ منصور بن المعتمر الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔

۴- خثیمہ:۔ یہ خثیمہ بن عبد الرحمن بن أبي سبرة یزید بن مالک الجعفی
الکوفی ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ یہ ارسال کرتے تھے۔ اور تیسرے طبقہ

میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۸۰ھ کے بعد لکھی ہے۔ اور صاحب المنہل نے بحوالہ ابن معین، نسائی، عجل اور ابن حبان ان کو ثقہ تابعی لکھا ہے اور وفات کے سلسلہ میں بالتحیین صرف ایک قول ۸۰ھ کا لکھا ہے۔

الحديث / ۴۰۷ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ: وَلَقَدْ حَدَّثَنِي عَائِشَةُ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۰۷ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے کہا کہ میں نے پڑھا مالک بن انس پر ابن شہاب سے (یعنی امام مالک کی ابن شہاب سے روایت کردہ حدیث میں نے امام مالک کو پڑھ کر سنائی اور اس طرح میں اس حدیث کو متصلاً روایت کرنے والا ہو گیا۔ بہر حال ابن شہاب نے کہا کہ) عروہ نے کہا کہ مجھ سے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے بیان کیا ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ عصر (کی نماز) ایسے وقت میں پڑھا کرتے تھے کہ سورج (کی دھوپ) ان کے کمرہ میں (باقی) ہوتی تھی (دیواروں پر) چڑھنے سے پہلے (یعنی آپ ﷺ عصر کی نماز ایک مثل سایہ پر اول وقت میں پڑھا کرتے تھے کیونکہ دھوپ و روشنی کا کمرہ میں ہونا اور کمرہ سے ختم ہو کر دیواروں پر نہ چڑھنا یہ اول وقت ہی میں ہو سکتا ہے لہذا اس روایت کے اندر ان لوگوں کی دلیل ہے جو عصر کی نماز کو اول وقت میں ایک مثل سایہ پر پڑھنے کے قائل ہیں مثلاً امام شافعیؒ وغیرہ کیونکہ اس روایت کی راویہ حضرت عائشہؓ اور ان سے روایت کرنے والے حضرت عروہ نے بھی اس روایت کا یہی مفہوم و مطلب سمجھا ہے اور اس کی دلیل ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے سامنے نماز عصر کی تاخیر کرنے کی وجہ سے اس روایت کو بطور دلیل پیش کرنا۔ لیکن امام طحاویؒ کا کہنا یہ ہے کہ اس حدیث میں عصر کی

تجیل اور اول وقت میں ایک مثل سایہ پر پڑھنے کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ یہ بھی تو ممکن ہے (بلکہ ایسا ہی تھا) کہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ اور گھر کی دیواریں چھوٹی چھوٹی ہوں اور ظاہر ہے چھوٹی چھوٹی دیواروں والے حجرہ اور گھر سے دھوپ غائب ہو کر سایہ جب پھیلے گا جب سورج بالکل غروب ہونے کے قریب ہوگا تو اُس چھوٹی چھوٹی دیواروں والے حجرہ اور گھر میں دھوپ کے ہوتے ہوئے اور سایہ پھیلنے سے پہلے نماز عصر پڑھنا اس کو مؤخر کر کے پڑھنے کی دلیل ہے نہ کہ جلدی کر کے پڑھنے کی)۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۰۷)

۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔
 ۲۔ مالک بن انس:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبہی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ ابن شہاب:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۴۔ عروۃ:۔ یہ عروۃ بن الزبیر بن العوام الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۵۔ عائشہؓ:۔ آپؓ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

الحديث/ ۸، ۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَنْبَرِيُّ أَخْبَرَنَا
 إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ
 الرَّحْمَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ، قَالَ: ((قَدِمْنَا

عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيَظًا نَقِيَّةً)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۰۸ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبدالرحمن عنبری نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن ابی الوزیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن یزید یمامی نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا یزید بن عبدالرحمن بن علی بن شیبان نے اپنے باپ سے انہوں نے روایت کیا ان کے دادا علی بن شیبان سے (یہ کہ) انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آئے تو (دیکھا کہ) آپ ﷺ عصر (کی نماز کو) مؤخر کرتے تھے اُس وقت تک جب تک کہ سورج سفید (اور) صاف رہتا تھا (یعنی عصر کی نماز کو اصفرائش سے پہلے پہلے تک تاخیر کر کے دیر سے پڑھتے تھے۔ واضح رہے کہ یہ حدیث شریف دلیل ہے اُن لوگوں کی جو عصر کی نماز کو تاخیر سے پڑھنے کی فضیلت کے قائل ہیں یعنی امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ماننے والوں کی۔ یہ بھی واضح رہے کہ اختلاف صرف افضلیت کا ہے نہ کہ جواز کا کیونکہ جواز کے سبب ہی قائل ہیں لیکن احناف تاخیر عصر کو افضل کہتے ہیں اور شوافع وغیرہ تعجیل عصر کو افضل کہتے ہیں۔ بہر حال یہ حدیث شریف تاخیر عصر پر دال ہے۔)

تعارف رجال حدیث (۴۰۸)

۱۔ محمد بن عبدالرحمن :- یہ محمد بن عبدالرحمن بن عبدالصمد العنبری أبو عبد اللہ البصری ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔ اور صاحب المنہل نے ان کی وفات بالتعین ۲۳۴ھ میں نقل کی ہے۔

۲۔ ابراہیم ابن ابی الوزیر :- یہ ابراہیم بن عمر بن مطرف الهاشمی أبو

عمرو یا أبو إسحاق ابن أبي الوزير المكي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۷)۔

۳۔ محمد بن یزید :- یہ محمد بن یزید الیمامی ہیں۔ انہوں نے صرف یزید بن عبدالرحمن بن علی بن شیبان الحنفی الیمامی سے اور ان سے صرف ابراہیم بن ابي الوزير اور محمد بن عبدالرحمن نے روایت کیا ہے حافظ نے میزان میں لکھا ہے کہ یہ غیر معروف ہیں لیکن کج کے ہم عصر ہیں۔ اور ذہبی نے ان کو مجہول لکھا ہے اور حافظ نے تقریب میں لکھا ہے کہ یہ مجہول راوی ہیں ابراہیم بن ابي الوزير کے شیوخ میں سے ہیں اور ساتویں طبقہ میں آتے ہیں۔

۴۔ یزید بن عبدالرحمن :- یہ یزید بن عبدالرحمن بن علی بن شیبان الیمامی الحنفی ہیں ان سے بس ایک یہی روایت منقول ہے۔ ذہبی نے ان کو مجہول کہا ہے اور حافظ نے میزان میں لا یعرف اور تقریب میں مجہول لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ عن أبيه :- اس میں اب سے مراد یزید بن عبدالرحمن کے والد عبدالرحمن بن علی بن شیبان الحنفی الیمامی ہیں انہوں نے صرف اپنے والد علی بن شیبان سے اور ان سے ان کے بیٹے محمد بن یزید، عبداللہ بن بدر اور وعلہ بن عبدالرحمن نے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے اور عجلی نے ثقہ تابعی اور حافظ نے ثقہ لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔ علی بن شیبان :- یہ علی بن شیبان بن محرز بن عمرو بن عبداللہ الحنفی السُحَیْمِی أَبُو یَحٰی الیمامی صحابی رسول ﷺ ہیں بنو حنیفہ کا جو وفد آپ ﷺ کے پاس آیا تھا یہ بھی اس وفد کے ایک فرد تھے۔ ان سے صرف ان کے بیٹے عبدالرحمن بن علی نے

روایت کیا ہے۔

بَابُ فِي الصَّلَاةِ الْوُسْطَى

یہ باب ہے صلاۃ وسطی یعنی درمیانی نماز کے بارے میں

نوٹ :- یہ باب چونکہ ہمارے اختیار کردہ نسخہ میں نہیں ہے اس لئے اس کو کوئی نمبر نہیں دیا گیا ہے

الحديث / ٤٠٩ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ

زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: ((حَبْسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى، صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ٤٠٩ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن

ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی بن زکریا بن ابی زائدہ اور یزید بن ہارون نے (ان دونوں نے روایت کیا) ہشام بن حسان سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے عبیدہ سے انہوں نے حضرت علیؑ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کے دن فرمایا (تھا) کہ انہوں نے (یعنی کافروں نے) ہمیں صلاۃ وسطی یعنی عصر کی نماز سے روک دیا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے (ہوا) یہ تھا کہ غزوہ خندق، جنگ احزاب (جو ۴ھ شوال میں ہوا ہے اس کے موقع پر) خندق کھودنے کی مشغولیت کی وجہ سے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے تھے تب آپ ﷺ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ ان کافروں کی وجہ سے ہم صلاۃ وسطی یعنی عصر کی نماز نہ پڑھ سکے اللہ تعالیٰ ان

کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے۔

نوٹ:- واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہاں پر یعنی اس حدیث نمبر (۴۰۹) پر ایک باب یعنی بَابُ فِي الصَّلَاةِ الْوُسْطَى قائم ہے اب جن نسخوں میں یہ باب موجود ہے تو اس حدیث نمبر (۴۰۹) کی مطابقت اُس سے تو بالکل ظاہر ہے لیکن جن نسخوں میں یہ باب نہیں ہے اور اس حدیث کو اور اس کے بعد کی حدیثوں کو گزشتہ باب یعنی بَابُ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ کے تحت لایا گیا ہے تو باب سے احادیث کی مطابقت کرتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اور اس کے بعد کی احادیث میں محافظت علی صلاة العصر کی بات مذکور ہے اور ظاہر ہے محافظت اور کسی چیز کی محافظت کا حکم اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ شے ایک وقت کے ساتھ موقت ہے تو یہاں پر بھی محافظت صلاة عصر کا حکم متقاضی ہے عصر کی نماز کے ایک وقت کے ساتھ موقت ہونے کا لہذا اس طرح باب سے مناسبت ہو جائے گی۔ لیکن زیادہ رائج یہاں پر اس باب یعنی باب فِي صَلَاةِ الْوُسْطَى کا ہونا ہی ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۰۹)

۱۔ عثمان بن أبي شيبة:۔ یہ عثمان بن أبي شيبة الكوفي ہیں، دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۲۔ يحيى بن زكريا:۔ یہ يحيى بن زكريا بن أبي زائدة الهمداني الوداعي الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۳۔ يزيد بن هارون:۔ یہ يزيد بن هارون السلمي أبو خالد الواسطي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۴۔ هشام بن حسان:۔ یہ هشام بن حسان الأزدي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۶۹)۔

۵۔ محمد بن سیرین:۔ یہ محمد بن سیرین الأنصاری ہیں دیکھیں حدیث (۶۹)۔

۶۔ عبیدہ:۔ یہ عبیدہ بن عمرو (و یقال ابن قیس) السلمانی (بسکون اللام و یقال بفتحها) المرادی ابو عمرو لکوفی ہیں۔ حافظ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مختصر تابعی ہیں ثقہ، ثبت (فقہ) راوی ہیں، شریح قاضی کو اگر کسی مسئلہ میں اشکال وشبہ ہوتا اور دشواری ہوتی تو انہیں سے مراجعت کر کے اس کو حل کرتے تھے ان کی وفات ۲۷۷ یا ۲۷۸ھ میں ہوئی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے والصحیح أنه مات قبل سنة سبعین یعنی صحیح بات یہ ہے کہ ان کی وفات ۲۷۷ھ سے پہلے ہوئی ہے۔

۷۔ علی:۔ آپ داماد رسول ﷺ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب الهاشمی رض ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

الحديث / ۱۰ ۴ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ، أَنَّهُ قَالَ: ((أَمَرْتَنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا، وَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ آيَةَ فَأَذِنِّي. {حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى} فَلَمَّا بَلَغْتُهَا أَذِنْتُهَا، فَأَمَلْتُ عَلَيَّ {حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ}) ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۱۰ ۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے قعقاع بن حکیم سے انہوں نے

ابویونس مولیٰ عائشہؓ سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں اُن کے لئے ایک مُصحف لکھوں (یعنی کلام اللہ شریف کی ایک نقل و نسخہ تیار کروں) اور مجھے (خاص طور سے تاکید کرتے ہوئے) فرمایا کہ جب تم (لکھتے لکھتے) اس آیت ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ پر پہونچو تو مجھے بتلا دینا (حضرت عائشہؓ نے یہ اطلاع دینے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ اس آیت کو خود بول کر اُس اضافہ کے ساتھ یعنی وَصَلَاةِ الْعَصْرِ کے اضافہ کے ساتھ لکھوا لیں کیونکہ جس نسخہ سے یہ نقل کر رہے تھے اس میں یہ اضافہ موجود نہ تھا۔ بہر حال ابویونس کہتے ہیں کہ) جب میں (لکھتے لکھتے) اس آیت پر پہونچا تو میں نے (ان کے حکم کے مطابق) ان کو اطلاع دی (اور بتلایا) تو انہوں نے مجھے بتایا (یعنی لکھوانے کے لئے بولا اور کہا کہ یوں لکھو) ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ یعنی محافظت کرو نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی اور عصر کی نماز کی اور پُپ چاپ کھڑے رہو اللہ کے سامنے پھر (یعنی جب حضرت عائشہؓ اس آیت کو اس طرح لکھوا چکیں تو بطور دلیل اور میرے اطمینان کے لئے) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کو (یعنی اس اضافہ کو یا اس آیت کو اسی طرح) رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

نوٹ:- اس سے پہلی حدیث سے عصر کی نماز کا صلاۃ وسطیٰ ہونا معلوم ہو رہا تھا اور اس حدیث نمبر (۴۱۰) سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ عصر کی نماز صلاۃ وسطیٰ نہیں ہے۔ لہذا اس مسئلہ کے لئے اور حضرت عائشہؓ نے جو اضافہ کے ساتھ یہ آیت لکھوائی ہے اس کے لئے مطولات کا مطالعہ فرمائیں تاہم اتنا ذہن میں رکھ لیں کہ اگر اس میں یعنی ”وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ“ میں عطف تفسیری مان لیں تو اس حدیث سے بھی صلاۃ وسطیٰ عصر ہی کا ہونا ثابت ہوگا اور احادیث میں تضاد و تعارض کا اشکال بھی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ ہاں یہاں پر ایک بات یہ بھی سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف میں جو لفظ اَمَلْتُ عَلَیَّ ہے یہ لام کی تشدید کے ساتھ بھی صحیح ہے کیونکہ حجاز اور بنو اسد کی لغت یہی ہے یعنی اَمَلْتُ اِمْلَالًا (املاء

کرانا۔ بول کر کھوانا) اور تخفیف اللام المفتوحة یعنی اَمَلْتُ عَلَيَّ بھی صحیح ہے کیونکہ بنو تمیم کی لغت یہی ہے یعنی اَمَلْتُ۔ اِمْلَاءً ۱۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے بھی اس کو دونوں طرح استعمال کیا ہے کیونکہ ایک جگہ ارشاد ہے ﴿وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ﴾ اور ایک جگہ ارشاد ہے ﴿فَهِيَ تُمْلِي عَلَيْهِ﴾۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۱۰)

- ۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔
- ۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲)۔
- ۳۔ زید بن أسلم:۔ یہ زید بن أسلم العدویّ أبو أسامة المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

- ۴۔ القعقاع بن حکیم:۔ یہ القعقاع بن حکیم الکنانی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۸)۔
- ۵۔ أبویونس مولى عائشةؓ:۔ یہ أبویونس مولى عائشة بنتِ ابي بکر الصديقؓ ہیں۔ انہوں نے صرف حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے اور ان سے قعقاع بن حکیم، زید بن أسلم، أبوطواله الأنصاري اور محمد بن عتيق نے روایت کیا ہے۔ ابن سعد نے ان کو طبقہ ثانیہ میں، ابن حبان نے ثقات میں اور مسلم نے مدنیین کے طبقہ اولیٰ میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

- ۶۔ عائشة:۔ آپؓ أم المؤمنین عائشة بنتِ ابي بکر الصديقؓ ہیں دیکھیں حدیث (۱۸)۔

الحديث / ۱۱ ۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ

جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي حَكِيمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّبَيْرَانَ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلَاةً أَشَدَّ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهَا، فَتَزَلْتُ {حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى} وَقَالَ: إِنَّ قَبْلَهَا صَلَاتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلَاتَيْنِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۱۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن شعیب نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن جعفر نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عمرو بن ابی حکیم نے (عمرو بن ابی حکیم نے) کہا کہ میں نے سنا زبیر قان کو (کہ وہ) بیان کر رہے تھے عروہ بن زبیر سے نقل کرتے ہوئے (یہ کہہ کر کہ عروہ بن زبیر نے روایت کیا) زید بن ثابت سے (یہ کہ) انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے ہاجرہ میں (یعنی دوپہر میں جب نصف النہار ہوتا اور گرمی شدید و سخت ہوتی) اور نہیں تھی کوئی بھی پڑھی جانے والی نماز آپ ﷺ کے صحابہ پر زیادہ سخت (و شاق اور مشکل نماز) اُس سے (یعنی ظہر کی نماز سے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کو پہلے سردی و گرمی تمام دنوں میں سخت گرمی کے وقت پڑھا جاتا تھا کیونکہ سخت گرمی کے دنوں میں ابراد کا حکم تو آپ ﷺ نے بعد میں دیا ہے) تو نازل ہوئی (یہ آیت) - ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ یعنی محافظت کرو تمام نمازوں کی اور درمیانی نماز کی (یعنی اس کے ثقیل و شدید اور اصعب ہونے کی وجہ سے تمہارے لئے اس کو ضائع کرنا جائز نہیں ہے) اور (زید بن ثابت نے) کہا کہ بے شک اُس سے (یعنی ظہر کی نماز سے) پہلے دو نمازیں ہیں (یعنی عشاء اور فجر) اور اس کے (یعنی ظہر کی نماز کے) بعد دو نمازیں ہیں (یعنی عصر اور مغرب)۔

نوٹ:- واضح رہے کہ اس حدیث نمبر (۴۱۱) سے یہ پتہ لگ رہا ہے کہ صلاۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) ظہر کی نماز ہے جیسا کہ علماء کی ایک جماعت اس کی قائل بھی ہے، کیونکہ اس آیت (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ) کا نزول اسی وجہ سے ہوا تھا کہ لوگوں کے لئے ظہر کی نماز کو سخت گرمی اور دوپہر میں پڑھنا مشکل و اصعب معلوم ہو رہا تھا اس شانِ نزول سے یہ بات بالکل واضح ہو رہی ہے کہ اس آیت میں ”وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ“ درمیانی نماز سے مراد ظہر کی نماز ہے۔ لیکن چونکہ اصح ترین اور رائج قول صلاۃ وسطیٰ کے بارے میں یہ ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے اور اس سے پہلے کی احادیث میں بھی عصر کی نماز کو ہی صلاۃ وسطیٰ بتایا گیا ہے تو اب اس حدیث نمبر (۴۱۱) اور اس اصح قول اور پہلے کی احادیث میں بظاہر تضاد و تعارض معلوم ہوگا۔ تو اس کے جہاں بہت سے جوابات آپ مطوّلات میں دیکھ سکتے ہیں وہیں ایک جواب یہاں بھی سن لیں اور وہ جواب یہ ہے کہ قاریؒ نے فرمایا ہے کہ یہ یعنی ظہر کو صلاۃ وسطیٰ کہنا ایک صحابیؓ یعنی حضرت زید بن ثابتؓ کا اجتہاد ہے جس کی بنیاد ان کا یہ خیال و رجحان ہے کہ یہ آیت یعنی ”حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ“ ظہر کی نماز کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے اور اس میں صلاۃ وسطیٰ سے مراد ظہر کی نماز ہے اور عصر کی نماز کے سلسلہ میں صراحۃً آپ ﷺ کا فرمان وحدیث موجود ہے جو ہم ابھی حدیث نمبر (۴۰۹) کے تحت پڑھ کر آئے ہیں لہذا آپ ﷺ کے فرمانِ صریح کے سامنے صحابیؓ کا اجتہاد نہیں مانا جائے گا اور جب نہیں مانا جائے گا تو کسی قسم کے تضاد و تعارض کا شبہ بھی نہیں ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

تعارف رجال حدیث (۴۱۱)

۱۔ محمد بن المثنیٰ :- یہ محمد بن المثنیٰ العنزی البصری ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۱۷)۔

۲۔ محمد بن جعفر:۔ یہ محمد بن جعفر الہذلی المعروف بغندر ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۹۴)۔

۳۔ شعبۂ:۔ یہ شعبۂ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۳ اور ۲۵)۔
۴۔ عمرو بن ابی حکیم:۔ یہ عمرو بن ابی حکیم أبوسعید (ویقال أبوسهل) الواسطي ہیں۔ حافظ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مولیٰ لآل الزبیر ہیں۔ اور ابن حبان نے ان کو مولیٰ الأزد کہا ہے بہر حال یہ ثقہ راوی ہیں اور چھٹے طبقہ میں آتے ہیں۔

۵۔ الزبرقان:۔ یہ الزبرقان (بکسر الزاء وسكون الباء وکسر الراء) بن عمرو بن أمیة الضمري ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ الزبرقان بن عبد اللہ بن عمرو بن أمیة الضمري ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۲۰ھ میں بتائی ہے۔

۶۔ عروۃ بن الزبیر:۔ یہ عروۃ بن الزبیر بن العوام الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۷۔ زید بن ثابتؓ:۔ آپؓ زید بن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو الأنصاري النجاري أبوسعید یا أبو خاریة مشہور صحابیؓ ہیں۔ کاتبین وحی میں سے ہیں۔ مسروق نے ان کو راضی فی العلم میں سے کہا ہے اور شعبی کا قول ہے کہ یہ دو چیزوں میں تمام لوگوں سے فائق ہیں یعنی علم فرائض اور علم قرآن میں اور ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ ان کی سب سے پہلی جنگ جس میں یہ شریک ہوئے جنگ خندق ہے۔ حافظ نے آپؓ کی وفات کے سلسلہ میں ۴۵ھ یا ۴۸ھ یا ۵۵ھ کے بعد تین قول نقل کئے ہیں۔

بَابُ مَنْ أَذْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَذْرَكَهَا

یہ باب ہے اس بارے میں کہ جس نے (عصر یا فجر کی) نماز کی (سورج نکلنے یا ڈوبنے سے پہلے) ایک رکعت پالی تو اُس نے اس کو (یعنی عصر یا فجر کی پوری) نماز کو پالیا نوٹ:- واضح رہے کہ یہ باب بہت سے نسخوں میں نہیں ہے اور ہمارے اختیار کردہ نسخہ میں بھی نہیں ہے اس لئے اس باب کو کوئی نمبر نہیں دیا گیا ہے۔

الحديث / ٤١٢ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُبَارَكِ

عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَذْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرِبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَذْرَكَ وَمَنْ أَذْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَذْرَكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ٤١٢ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن

ربیع نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا ابن مبارک نے انہوں نے روایت کیا معمر سے انہوں نے ابن طاؤس سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ حضرت ابو ہریرہؓ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عصر کی نماز کی ایک رکعت پالے سورج غروب ہونے سے پہلے تو اس نے پالیا (عصر کی پوری نماز کو) اور جو شخص فجر کی نماز کی ایک رکعت پالے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے تو اُس نے پالیا (فجر کی پوری نماز کو)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے صاف صاف یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کسی شخص نے عصر کی نماز شروع کی اور ایک رکعت پڑھ پایا تھا کہ سورج ڈوب گیا یا صبح کی فجر کی نماز شروع کی اور ایک رکعت

پڑھ پایا تھا کہ آفتاب نکلنا شروع ہو گیا اور اس نے اپنی عصر کی تین رکعتیں سورج کے غروب ہونے کے بعد اور فجر کی ایک رکعت سورج کے طلوع ہونے کے بعد پڑھی تو اس کی عصر اور فجر دونوں نمازیں صحیح ہو گئیں اور ادا ہوئیں یعنی قضاء بھی نہیں ہوئیں اور جمہور کا مسلک بھی یہی ہے۔ لیکن کچھ حضرات یہ کہتے ہیں کہ جتنی نماز یعنی ایک رکعت اپنے وقت میں ہوئی وہ تو ادا ہوگی اور جو وقت نکلنے کے بعد پڑھی گئی ہے وہ قضاء ہوگی۔ اور امام ابو حنیفہؒ ایسی شکل میں عصر کو تو صحیح مانتے ہیں لیکن فجر کی نماز کو باطل کہتے ہیں۔ اور اس مسئلہ میں بڑی تفصیل ہے اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ اس تفصیل کے لئے مطولات کی طرف ہی رجوع فرمائیں۔

تعارف رجال حدیث (۴۱۲)

۱۔ الحسن بن الربیع:۔ یہ الحسن بن الربیع بن سلیمان البجلي القسري أبو علي الكوفي البوراني ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سن وفات ۱۲۰ھ یا ۱۲۱ھ لکھا ہے۔

۲۔ ابن المبارک:۔ یہ عبد اللہ بن المبارک بن واضح الحنظلي أبو عبد الرحمن المروزي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۳۔ معمر:۔ یہ معمر بن راشد الأسدي الحُدّاني أبو عروة البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۴۔ ابن طاؤس:۔ یہ عبد اللہ بن طاؤس بن کیسان الیماني أبو محمد الحميري ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ، فاضل اور عابد و عبادت گزار لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۳۲ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ عن أبيه :- اس میں ضمیر مجرور ابن طاؤس کی طرف راجع ہے اور اُبُّ سے مراد حضرت طاؤس بن کيسان الیمانی أبو عبد الرحمن الحمیری الفارسی ہیں۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ذکوان ہے اور طاؤس لقب ہے نیز لکھا ہے کہ یہ ثقہ فقیہ اور فاضل محدث ہیں اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سن وفات ۱۰۶ھ بتایا ہے اگرچہ ایک قول اس کے بعد کا بھی نقل کیا ہے۔ اور دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۶۔ ابن عباسؓ :- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۷۔ ابو ہریرہؓ :- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ إِلَى الْإِصْفَرِ

عصر (کی نماز) کو (سورج کے) زرد ہونے (اور وقتِ اصفر ارتک) مؤخر کرنے پر

تختی (اور وعید) کا بیان

نوٹ :- یہ باب چونکہ بہت سے نسخوں میں نہیں ہے اور ہمارے اختیار کردہ نسخہ میں بھی نہیں

ہے اس لئے ہم نے اس باب پر کوئی سیریل نمبر نہیں لکھا ہے

الحديث/ ۴۱۳ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَلَاءِ بْنِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ قَالَ: ((دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي

الْعَصْرَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ذَكَّرْنَا تَعْجِيلَ الصَّلَاةِ أَوْ ذَكَرَهَا، فَقَالَ سَمِعْتُ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، تِلْكَ

صَلَاةُ الْمُتَنَفِّقِينَ، يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتَّى إِذَا أَصْفَرَّتِ الشَّمْسُ فَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوْ عَلَى قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ، قَامَ فَتَنَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۳۱۴ :۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا تعنبی نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے علاء بن عبد الرحمن سے یہ کہ انہوں نے (یعنی علاء بن عبد الرحمن نے) بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم ظہر کی نماز (پڑھنے کے) بعد حضرت انس بن مالکؓ (کے گھر ان کے پاس) گئے تو وہ عصر کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے (یعنی اول وقت میں اپنے گھر ہی میں نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت کے حکام و امراء عصر کی نماز کو مؤخر کر کے دیر سے پڑھتے تھے اس لئے انہوں نے اپنے گھر ہی میں اول وقت میں نماز پڑھی) اور جب وہ اپنی نماز (یعنی عصر کی نماز) سے فارغ ہوئے تو ہم نے اُن سے ذکر کیا تحجیلِ صلاۃ کا (یعنی ہم نے ان سے عصر کی نماز کو جلدی پڑھنے کی وجہ اور سبب پوچھا) یا انہوں نے خود ہی اس کو بیان کیا (یہ شکِ راوی ہے مگر پہلی بات کی تائید یعنی ہم نے اس کا سبب وجہ پوچھی اس کی تائید مسلم اور نسائی کی روایت سے ہوتی ہے) تو (انہوں نے ہمارے پوچھنے پر جواب دیتے ہوئے) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ) فرماتے ہوئے سنا کہ وہ (یعنی اصفرائِ شمس تک دیر کر کے پڑھی جانے والی عصر کی نماز) منافقوں کی نماز ہے۔ وہ منافقوں کی نماز ہے۔ وہ منافقوں کی نماز ہے (یعنی نماز کو اتنا مؤخر کر کے پڑھنے اور بلا عذر مؤخر کر کے پڑھنے والوں کی مذمت و برائی میں مبالغہ کرنے کیلئے آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ مکرر کر فرمایا اور پھر اسی کی اور وضاحت کے لئے فرمایا یعنی) تم میں سے کوئی بیٹھا رہے یہاں تک کہ جب سورج زرد ہونے لگے اور شیطان کی دونوں چوٹیوں کے بیچ میں یا اس کی دونوں چوٹیوں پر آجائے

(یعنی اصرافِ شمس تک عصر کی نماز نہ پڑھے اور اصرافِ شمس کے بعد) اٹھے اور چار ٹھونگیں (یا چار ٹکریں) مار لے اور اس (نماز) میں اللہ عزوجل کا ذکر نہ کرے مگر بہت تھوڑا (یعنی اصرافِ شمس کرنے کے بعد اٹھے اور چار ٹکریں اور پرندوں کی طرح چار ٹھونگیں پے درپے لگا تار مارے یعنی جیسے پرندہ ٹھونگیں مارتے وقت نہیں ٹھہرتا ایسے ہی یہ نمازی بھی دو سجدوں کے بیچ نہ ٹھہرے اور گویا چار رکعتوں میں آٹھ سجدوں کی بجائے بے رغبتی اور جلدی کی وجہ سے چار ہی سجدے کرے تو یہ منافقوں کی نماز نہیں ہے تو اور کیا ہے)۔

نوٹ:- آفتاب کے شیطان کی دو چوٹیوں کے درمیان یا دو چوٹیوں پر ہونے کے مطلب کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں بعض نے اس کو حقیقت پر محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان غروب اور طلوع کے وقت اپنا سر آفتاب پر رکھ دیتا ہے تاکہ آفتاب پرستوں کا سجدہ اسی کو واقع ہو اسی واسطے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے بھی روکا گیا اور ممانعت کی گئی ہے۔ اور بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ یہ مجاز پر محمول ہے اور شیطان کی چوٹیوں سے مراد اس کا علو و ارتفاع، اس کی طاقت و قدرت اور اس کے ماننے والوں یعنی کفار کا اس کو سجدہ کرنا ہے یعنی آفتاب کے شیطان کی دو چوٹیوں کے درمیان ہونے کا مطلب ہے اس کے ماننے والوں کا اس کو سجدہ کرنا۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۱۳)

۱۔ القعنبي:- یہ عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب القعنبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک:- یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبہی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲)۔

۳۔ العلاء بن عبد الرحمن:- یہ العلاء بن عبد الرحمن بن یعقوب الحرقی

أبو شبل المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۴۔ انس بن ملک :۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور کثیر الروایہ مشہور صحابی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)

بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ

اس وعید (سختی) کا بیان (جو احادیث میں) اس شخص کے بارے میں (مذکور ہے) جس سے عصر کی نماز فوت ہو جائے (یعنی عصر کی نماز فوت ہونے پر وعید سختی کا بیان)

نوٹ :۔ یہ باب بھی چونکہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے اور ہمارے اختیار کردہ نسخہ میں بھی نہیں ہے اس لئے ہم نے اس باب پر کوئی سیریل نمبر نہیں لکھا ہے

الحديث/ ٤١٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وَتَرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ)). قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ((أُتِرَ)) وَاخْتَلَفَ عَلَى أَيُّوبَ فِيهِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((وُتِرَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۱۴ :۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن

مسلمہ نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص جس سے عصر کی نماز فوت ہو جائے تو وہ شخص گویا کہ (ایسا ہو گیا جیسے) اس کے اہل و عیال اور مال سب کچھ چھین لیا اور تباہ کر دیا گیا (یعنی جتنی مصیبت اہل و عیال کے تباہ و ختم ہو جانے اور مال و اسباب کے چھین لئے جانے میں ہوتی ہے اتنی ہی تکلیف اس شخص کو ہونی چاہئے جس کی عصر کی نماز فوت ہو جائے اور اس شخص کو عصر کی نماز کا فوت ہونا اتنی ہی بڑی مصیبت اور حادثہ سمجھنا چاہئے اور ہمیشہ عصر کی نماز کے فوت ہونے سے اپنے آپ کو بچانا اور محفوظ رکھنا چاہئے)۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا:۔ اور عبید اللہ بن عمر نے (روایت کرتے وقت) ”اُتْرَ“ کہا ہے (یعنی نافع سے اس روایت کو مالک اور عبید اللہ بن عمر دو لوگوں نے روایت کیا ہے اور مالک نے اپنی روایت میں ”وُتِرَ“ بالواو ہی نقل کیا ہے یعنی فکأنما وُتِرَ أهلہ ومالہ۔ لیکن عبید اللہ بن عمر نے ”اُتْرَ“ بالہمزہ نقل کیا ہے یعنی ”فکأنما اُتْرَ أهلہ ومالہ“ نقل کیا ہے) نیز اس میں ایوب پر بھی اختلاف کیا گیا ہے (یعنی اس روایت کو نافع سے ایوب سختیانی نے بھی روایت کیا ہے پھر ایوب سختیانی سے ان کے بعض تلامذہ نے تو مالک کی طرح ”وُتِرَ“ بالواو ہی نقل کیا ہے اور بعض نے عبید اللہ کی طرح ”اُتْرَ“ بالہمزہ نقل کیا ہے)۔ اور زہری نے (بھی اس روایت کو) عن سالم عن أبيه عن النبي ﷺ کے طریق سے نقل کیا ہے (اور انہوں نے یعنی زہری نے اپنی روایت میں) ”وُتِرَ“ (بالواو) نقل کیا ہے (واضح رہے کہ مصنفؒ نے آخر میں زہری کی روایت اور تعلیق کو لا کر اس بات کو قوی اور رائج کرنا چاہا ہے کہ اصح اور رائج اس روایت میں یہ لفظ بالواو یعنی ”فکأنما وُتِرَ أهلہ ومالہ“ ہی ہے)۔

نوٹ:۔ واضح رہے کہ مصنفؒ نے جو عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر کے طریق والی روایت میں ”اُتْرَ“ کو بالہمزہ نقل کیا جانا بتایا ہے اس کے بارے میں صاحب بذل وغیرہ شراح حضراتؒ نے لکھا ہے کہ یہ روایت دارمی میں منقول و مذکور ہے مگر اس میں ”اُتْرَ“ بالہمزہ نہیں ہے بلکہ ”وُتِرَ“ بالواو ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۱۴)

۱۔ عبد اللہ بن مسلمة:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب القعنبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر

(۱۲)۔

۳۔ نافع:۔ یہ نافع مولیٰ ابن عمر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۴۔ ابن عمر:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱-۱۲)۔

۵۔ ابوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب ابوداؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰)۔

۶۔ عبید اللہ بن عمر:۔ صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ عبید اللہ بن عمر بن حفص القواری ہیں اور مصنف کتاب ابوداؤد کے شیوخ میں سے ایک ہیں۔۔۔۔۔ اور واضح رہے کہ جن حضرات نے عبید اللہ سے مراد عبید اللہ بن عمر بن میسرہ بتایا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ بعض کتب متون میں صراحۃً عبید اللہ بن عمر بن حفص مروی وکتوب ہے۔ نیز حضرت نافع سے ان ہی کا سماع ہے نہ کہ عبید اللہ بن عمر بن میسرہ کا لہذا جن حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہ عبید اللہ بن عمر بن میسرہ ہیں وہ غالباً ان کا سہو ہے۔ اور صاحب المنہل نے جو ان کو یعنی عبید اللہ بن عمر بن حفص کو شیخ ابوداؤد بتایا ہے یہ یا تو نسخ کا سہو ہے کیونکہ عبید اللہ بن عمر بن میسرہ کی وفات ۱۴۵ھ میں ہو چکی تھی اور جب تک ابوداؤد پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ یا یہ کہہ لو کہ صاحب المنہل نے شیخ کہہ کر شیخ مراد لیا ہے۔

۷۔ ایوب:۔ یہ ایوب بن ابی تمیمۃ السخنیانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۸۔ الزہری:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں دیکھیں حدیث (۹)۔

۹۔ سالم:۔ یہ سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۲۸۱)۔

۱۰۔ عن أبيه :- اس میں ضمیر مجرور سالم کی طرف راجع ہے اور اُبُّ سے مراد حضرت سالم کے والد عبداللہ بن عمر بن الخطاب العدوی ہیں۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث/ ۵۱ ۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ قَالَ قَالَ أَبُو عَمْرٍو، - يَعْنِي الْأَوْزَاعِيَّ - ((وَذَلِكَ أَنْ تَرَى مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الشَّمْسِ صَفْرَاءَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۱ ۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمود بن خالد نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ولید نے کہا کہ ابو عمرو یعنی (امام) اوزاعی نے فرمایا (ہے) کہ وہ (یعنی عصر کے وقت کا فوت ہو جانا اور ختم ہو جانا) یہ ہے کہ دیکھے تو اس کو جو زمین پر ہے سورج میں سے زرد (یعنی سورج کی روشنی یا سورج کی وجہ سے جو روشنی زمین پر ہوتی ہے وہ زرد ہو جائے تو سمجھ لو کہ عصر کا وقت ختم ہو گیا اور اور عصر کی نماز فوت و قضاء ہو گئی۔ واضح رہے کہ یہ بات امام اوزاعی نے اپنے مذہب و مسلک کی بنیاد پر کہی ہے کیونکہ ان کا مذہب و مسلک یہی ہے کہ عصر کا وقت صرف اصفرائش تک رہتا ہے۔ اور ان کے علاوہ تقریباً سب ہی حضرات چونکہ اس بات کے قائل ہیں کہ عصر کا وقت غروب شمس تک رہتا ہے لہذا ان حضرات کے نزدیک فوت العصر کا مطلب یہی کہتے کہ حدیث میں جو الذي تفوته العصر کے الفاظ ہیں اس میں فوت عصر سے مراد تاخیر عصر ہے یعنی مختار وقت سے غیر مستحب اور غیر مختار تک عصر کو مؤخر کرنا۔ اب یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ حدیث نمبر (۴۱۴) کا ترجمہ کرتے وقت بھی اگر یہی کہا جائے کہ جس کی عصر کی نماز اُس سے فوت ہو جائے یعنی وہ اس کو بلا عذر اس کے مختار وقت سے مؤخر کر کے غیر مختار وقت میں پڑھے تو گویا وہ ایسا ہے جیسے اُس سے اس

کے اہل و عیال اور مال سب کچھ چھین لیا گیا ہے تو زیادہ بہتر ہوگا)۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

تعارف رجال حدیث (۴۱۵)

۱۔ محمود بن خالد:۔ یہ محمود بن خالد بن ابی خالد یزید السَلَمی أبو علی الدمشقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۱)۔

۲۔ الولید:۔ یہ ولید بن مسلم القرشی مولیٰ بنی اُمیہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۲)۔

۳۔ أبو عمرو یعنی الأوزاعي:۔ یہ مشہور امام فقہ عبدالرحمن بن عمرو بن ابی عمرو یحَمَّدُ الشامی أبو عمرو الأوزاعي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۳) اور (۲۳۵)۔

(۶) بَابُ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ

یہ باب ہے (آپ ﷺ کی) مغرب کی نماز کے وقت کے بیان میں (یعنی اس میں یہ بیان ہوگا کہ آپ ﷺ مغرب کی نماز کس وقت پڑھا کرتے تھے اور مغرب کی نماز کا وقت کیا ہے) (۶)

الحديث ۱۶ ۴ - حَدَّثَنَا دُوْدُ بْنُ شَيْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتِ

الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ نَرْمِي فَيَرَى أَحَدُنَا مَوْضِعَ نَبْلِهِ)).

ترجمہ / ۱۶ ۴ :- فرمایا امام ابو داؤد نے کہ ہم سے بیان کیا داؤد بن شیبہ نے انہوں

نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے روایت کیا ثابت بنانی سے انہوں نے حضرت انس بن مالک سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مغرب (کی نماز) پڑھتے پھر (یعنی

نمازِ مغرب سے فراغت کے بعد) ہم تیر پھینکتے (یعنی تیر اندازی کی مشق کرتے ہوئے تیر پھینکتے مارتے) تو دیکھ لیتا ہم میں سے ہر ایک اپنے تیر کے گرنے کی جگہ (اور محل) کو (یعنی آپ ﷺ مغرب کی نماز کو اول وقت میں جلدی اور تعجیل کے ساتھ پڑھتے تھے نیز آسمیں چھوٹی چھوٹی سورتوں کی قراءت کرتے تھے کیونکہ حدیث شریف میں مذکور تیر گرنے کی جگہ کو نمازِ مغرب سے فراغت کے بعد دیکھ لینا جب ہی ہو سکتا ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ آپ ﷺ سے تو مغرب میں سورہ اعراف، الصافات، الدخان، الطور اور المرسلات کا پڑھنا منقول ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکثر تو مغرب میں چھوٹی ہی سورتیں قراءت فرماتے تھے لیکن کبھی کبھی ان مذکورہ بالا بڑی سورتوں کو بھی پڑھتے تھے۔۔۔ بہر حال اس حدیث شریف سے مغرب کی نماز کو تعجیل کے ساتھ اول وقت میں پڑھنا ثابت ہو رہا ہے نیز اشتباکِ نجوم تک تاخیر کر کے پڑھنے کی کراہت بھی ثابت ہو رہی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ مغرب کو تعجیل کے ساتھ اول وقت میں پڑھنے کا مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۱۶)

۱۔ داؤد بن شیبہ :- یہ داؤد بن شیبہ الباہلی أبو سلیمان البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۳)۔

۲۔ حماد :- یہ حماد بن سلمہ بن دینار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳) اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ یہ حماد بن سلمہ بھی ہو سکتے ہیں اور حماد بن زید بن درہم بھی ہو سکتے ہیں۔ بہر حال حماد بن زید کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔ واضح رہے کہ عینی وغیرہ زیادہ تر شرح حضرات نے یہ صراحت کی ہے کہ یہ حماد بن سلمہ بن دینار ہی ہیں۔

۳۔ ثابت البنانی :- یہ ثابت بن أسلم أبو محمد البصري البنانی ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۲۰۱)۔

۴۔ انس بن مالک:۔ آپؐ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث / ۱۷ ۴ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَيْسَى عَنْ
يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيُ
الْمَغْرِبَ سَاعَةً تَغْرُبُ الشَّمْسُ إِذَا غَابَ حَاجِبُهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۱۷ ۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن علی نے انہوں نے روایت کیا صفوان بن عیسیٰ سے انہوں نے یزید بن ابی عبید سے انہوں نے حضرت سلمہ بن اکوعؒ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز پڑھتے تھے سورج کے غروب ہونے کے وقت یعنی اُس وقت جب اس کا اوپر کا کنارہ غائب ہو جاتا (واضح رہے کہ یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ مغرب کی نماز سورج ڈوبتے ہی اوّل وقت میں پڑھا کرتے تھے)۔

تعارف رجال حدیث (۴۱۷)

۱۔ عمرو بن علی:۔ یہ عمرو بن علی بن بحر الباهلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴۳)۔

۲۔ صفوان بن عیسیٰ:۔ یہ صفوان بن عیسیٰ الزہری أبو محمد البصري القسم ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱)۔

۳۔ یزید بن ابی عبید:۔ یہ یزید بن ابی عبید الحجازی أبو خالد الأسلمی مولیٰ سلمہ بن الأكوع ہیں۔ ابوداؤد، ابن حبان، ابن معین اور آجری نے ان کی توثیق کی ہے۔

عجلی نے ثقہ تابعی کہا ہے اور ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھ کر چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور وفات کچھ اوپر ایک سو چالیس ہجری میں بتائی ہے لیکن صاحب بذلؒ نے ان کی وفات بالتحیین ۱۷۱ھ میں نقل کی ہے۔

۴۔ سلمة بن الأكوع : آپؓ سلمة بن عمرو بن الأكوع بن سنان (وبقال سنان اسم الأكوع) بن عبد اللہ بن بشیر الأسلمي أبو مسلم یا أبو یاس یا أبو عامر مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ بیعت رضوان میں شریک رہے ہیں ان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پیدل چل کر بھی گھوڑے سے آگے نکل جایا کرتے تھے۔ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۷۲ھ میں ہوئی ہے۔

الحديث/ ۸ ۱ ۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ ((لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو أَيُّوبَ غَازِيًا وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَوْمَئِذٍ عَلَى مِصْرَ فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ، فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو أَيُّوبَ فَقَالَ: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ يَا عُقْبَةُ؟ فَقَالَ شُغِلْنَا. قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ، أَوْ قَالَ عَلَى الْفِطْرَةِ، مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸ ۱ ۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن عمر نے انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی یزید بن ابی زریع نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا یزید بن ابی حبيب نے انہوں نے روایت کیا مرثد بن عبد اللہ سے نقل

کرتے ہوئے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ جب حضرت ابویوب ہمارے پاس (یعنی مصر) بحیثیت غازی (یعنی جہاد کے مقصد و ارادہ سے) آئے اور اُن دنوں (یعنی ابویوب کے آنے کے دنوں میں) حضرت عقبہ بن عامر (حضرت معاویہؓ کی طرف سے مصر کے والی و حاکم مقرر تھے اور یہ واقعہ ۴۴ھ کا ہے) تو انہوں نے (یعنی حضرت عقبہ بن عامر نے) مغرب (کی نماز) کو (اشتباکِ نجوم تک) مؤخر کر کے پڑھا (جب حضرت ابویوب نے عقبہ بن عامر والی مصر کی طرف سے مغرب کی نماز میں یہ تاخیر دیکھی) تو حضرت ابویوب کھڑے ہوئے (اور ان کے پاس جا کر) کہا یہ کیا نماز ہے اے عقبہ؟ (یعنی تم نے اس مغرب کی نماز کو مؤخر کر کے دیر سے کیوں پڑھا یہ بھی کوئی نماز ہوئی) تو انہوں نے (یعنی عقبہ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ) ہم کو مشغول کر دیا گیا تھا (یعنی مغرب کی نماز کو جلدی پڑھنے سے ہمیں مسلمانوں کے کسی معاملہ نے مشغول کر دیا اور روک دیا تھا کیونکہ ہم اس معاملہ میں مشغول تھے۔ حضرت عقبہ کی یہ بات اور عذر سن کر حضرت ابویوب نے) فرمایا! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا ہے کہ میری امت ہمیشہ بہتری اور خیر پر رہے گی۔ یا فرمایا اصل فطرت اور حالت پر رہے گی جب تک اشتباکِ نجوم (اور ان کے چمکنے تک) مغرب (کی نماز) کو مؤخر نہ کرے گی (یعنی جب تک میری امت مغرب کی نماز کو تعجیل کے ساتھ اوّل وقت میں اشتباکِ نجوم اور ان کے خوب چمکنے سے پہلے پہلے پڑھتی رہے گی تو خیر و بھلائی اور اصل و فطرت اور دینِ حق پر رہے گی اور جب اس کے برخلاف کرے گی تو اس کی خیر و بھلائی، اور اصل و فطرت اور دینِ حق پر ہونا یقینی نہ رہے گا)۔

نوٹ:- واضح رہے کہ اس حدیث سے بھی مغرب کی نماز کو اوّل وقت میں جلدی پڑھنے کا استتباب اور اشتباکِ نجوم تک مؤخر کر کے پڑھنے کی کراہت و مذمت معلوم ہو رہی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مغرب کو مؤخر کر کے دیر سے پڑھنا زوالِ خیر و بھلائی کا سبب ہے جبکہ اوّل وقت میں جلدی پڑھنا خیر و بھلائی کے حصول کا سبب ہے۔ اور یہ حدیث اور اسی مضمون کی دیگر احادیث نیز اجماعِ امت

دلیل ہے اس بات کی کہ روافض وشیعہ حضرات کا مغرب کی نماز کو اشتباکِ نجوم تک مؤخر کر کے پڑھنے کو مستحب کہنا غلط اور غیر صحیح ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۱۸)

۱۔ عید اللہ بن عمر :- یہ عید اللہ بن عمر بن میسرۃ القواریری الجشمی
ابو سعید البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹-۱۵)۔

۲۔ یزید بن زریع :- یہ یزید بن زریع ابو معاویۃ البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث
نمبر (۶۳)۔

۳۔ محمد بن إسحاق :- یہ محمد بن إسحاق بن یسار ابوبکر او
ابو عبد اللہ المطلبی المدینی امام المغازی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۴۔ یزید بن ابي حبيب :- یہ یزید بن ابي حبيب سوید الأزدی ابورجاء
المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۹)۔

۵۔ مرثد بن عبد اللہ :- یہ مرثد بن عبد اللہ الیزنی ابو الخیر المصری الفقیہ
ہیں۔ یہ اپنے زمانہ کے اہل مصر کے مفتی تھے۔ عجل نے ان کو مصری ثقہ تابعی کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کو
ثقہ فقیہ راوی لکھا ہے نیز تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۹۰ھ میں بتائی ہے۔

۶۔ أبو أيوب :- آپ خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبۃ الأنصاری الخزرجی ابو
ایوب المدنی الصحابیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۷۔ عقبۃ بن عامرؓ :- آپ عقبۃ بن عامر بن عبس الجہنی مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ
ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۹)۔

(۷) بَابُ فِي وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

یہ باب ہے عشاء کی نماز کے وقت کے بیان میں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز کس وقت پڑھا کرتے تھے) (۷)

الحديث/ ٤١٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ
بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ ((أَنَا أَعْلَمُ
النَّاسَ بِوَقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيْهَا
لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لثَلَاثَةً)).

ترجمہ حدیث نمبر / ٤١٩ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے
انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو عوانہ نے انہوں نے روایت کیا ابو بشر سے انہوں نے بشیر بن ثابت
سے انہوں نے حبیب بن سالم سے انہوں نے حضرت نعمان بن بشیر سے (یہ کہ ایک مرتبہ انہوں نے)
فرمایا کہ میں اس نماز یعنی عشاء کی نماز کے وقت کو تمام لوگوں سے زیادہ (اچھی طرح) جانتا ہوں۔ نبی
کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے اس کو (یعنی عشاء کی نماز کو) تیسری (تاریخ) کے چاند کے غروب ہونے
کے وقت۔

نوٹ :- یہ جو حضرت نعمان بن بشیر نے اپنے آپ کو اس نماز کے سلسلہ میں ”أعلم الناس“
کہا ہے اگر اس کو دیکھ کر کسی کے ذہن میں یہ اشکال ہو کہ انہوں نے خود اپنے بارے میں یہ ”أعلم
الناس“ کا لفظ کیوں استعمال فرمایا؟ تو اس کے کئی جواب ہو سکتے ہیں (۱) انہوں نے یہ بات بطور
تحدیثِ نعمتِ خداوندی فرمائی ہے اس لئے کوئی اشکال کی بات نہیں ہے (۲) شاید انہوں نے یہ بات

جب کہی ہے جب اکثر اکابر صحابہؓ اور اس نماز کے وقت کو یاد رکھنے والے صحابہؓ اس دنیا سے جا چکے تھے یعنی گویا انہوں نے منیٰ بر حقیقت ایک بات کہی ہے اس لئے اشکال کی کوئی بات نہیں ہے (۳) یا انہوں نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ ان کا گمان یہ تھا کہ عشاء کی نماز کے وقت کو اس انداز سے یعنی تیسری تاریخ کا چاند غروب ہونے کے وقت کے انداز سے کسی نے نہیں یاد رکھا اور محفوظ کیا ہے اس لئے بھی اشکال کی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ اور یہ جو تیسری تاریخ کا چاند غروب ہونے والی بات ہے اس کے بارے میں صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ تیسری تاریخ کا چاند غروب شمس پر بائیس درجہ گزرنے کے بعد غروب ہوتا ہے یعنی تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ اس رات میں یعنی تیسری رات میں چاند شفقِ احمر کے غیوب کے قریب ہی چھپتا ہے لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عشاء کو بھی اوّل وقت میں شفقِ احمر کے غائب ہوتے ہی پڑھنا افضل ہے جیسا کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ لیکن صاحب بذلؒ نے لکھا ہے کہ تجربہ و مشاہدہ یہ ہے کہ شفقِ احمر کے غائب ہونے کے قریب دوسری تاریخ کا چاند چھپتا ہے نہ کہ تیسری کا اور اس حدیث میں تیسری رات کے چاند کا ذکر ہے لہذا یہ حدیث عشاء کو اوّل وقت میں پڑھنے کی افضلیت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔۔۔ اور صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں جو بیان ہے وہ کبھی کبھی پڑھنے کا ہے نہ کہ ہمیشہ پڑھنے کا کیونکہ آپ ﷺ سے عشاء کی نماز کو کبھی جلدی اوّل وقت میں اور کبھی دیر سے پڑھنا دونوں طرح ہی منقول و ثابت ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۱۹)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ أبو عوانة:۔ یہ الوضاح بن عبد اللہ أبو عوانة الیشکری ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۲۳)۔

۳۔ ابو بشر:۔ یہ جعفر بن ابی وحشیة ابو بشر الواسطي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۸۱)۔

۴۔ بشیر بن ثابت:۔ یہ بشیر بن ثابت الأنصاري البصري مولی النعمان بن بشیر ہیں۔ انہوں نے صرف حبیب بن سالم سے اور ان سے صرف شعبہ اور ابو بشر نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن معین اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ حبیب بن سالم:۔ یہ حبیب بن سالم الأنصاري مولی النعمان بن بشیر ہیں۔ اور یہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کے خاص کا تب اور مثنیٰ تھے حافظؒ نے ان کے بارے میں ”لابأس“ لکھا ہے اور ان کو تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ اور ابوداؤد اور ابن حبانؒ نے ان کی توثیق کی مگر بخاریؒ کا کہنا ہے کہ ان کی اس توثیق میں نظر اور اشکال ہے۔

۶۔ النعمان بن بشیرؓ:۔ آپؓ النعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبة بن جلاس بن زید بن مالک بن ثعلبة بن کعب بن الخزرج الأنصاري الخزرجي أبو عبد اللہ المدنیؓ ہیں صحابی ابن صحابی ہیں۔ ہجرت کے چودہ ماہ بعد یعنی دو ہجری ۲ھ میں ان کی پیدائش ہوئی تھی اور ہجرت کے بعد یہ انصار میں سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے ہیں۔ امیر معاویہؓ کے دورِ امارت میں یہ کوفہ کے امیر و گورنر رہے ہیں۔ یہ بہت اچھے اور عمدہ خطیب تھے۔ ان کے بارے میں آپ ﷺ کی پیشینگوئی تھی کہ ان کو اہل شام میں کا ایک منافق قتل و شہید کرے گا۔ چنانچہ یزید بن معاویہ کی موت کے بعد انہوں نے عبد اللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُس وقت یہ حص میں تھے لہذا اہل حص ان کے مخالف ہو گئے تو یہ وہاں سے بھاگ نکلے مگر خالد بن خلی الکلاعی نے ان کا

پچھا کیا اور ان کو شہید کر دیا اور ان کی شہادت کا واقعہ ۶۲ھ یا ۶۱ھ میں پیش آیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کی شہادت چونسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ۶۵ھ میں بالتعین نقل کی ہے۔

الحديث / ۲۰ ۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ

مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((مَكُنَّا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ، فَلَا نَذَرِي أَشْيَءَ شَعَلَهُ أَمْ غَيْرُ ذَلِكَ، فَقَالَ حِينَ خَرَجَ: اَنْتَظِرُونْ هَذِهِ الصَّلَاةَ، لَوْلَا أَنْ تَقُولَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ. ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۲۰ ۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جریر نے انہوں نے روایت کیا منصور سے انہوں نے حکم سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ہم رات کو (مسجد نبوی ﷺ میں) عشاء کی نماز کے واسطے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے ہوئے ٹھہرے (یعنی بیٹھے) رہے۔ جب تہائی رات یا اُس کے (بھی کچھ) بعد آپ ﷺ (اپنے حجرہ سے) نکل کر ہمارے پاس (مسجد نبوی ﷺ میں) تشریف لائے۔ اور ہم نہیں جانتے (تھے کہ) آپ ﷺ کو کسی چیز نے (یعنی کسی گھریلو ضرورت اور کام نے) مشغول کر دیا تھا (جو آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کو اس کے معقداور روزمرہ کے وقت سے مؤخر کر دیا تھا) یا اس کے علاوہ کسی اور چیز نے (یعنی آپ ﷺ نے جو تاخیر کی تھی یہ کسی گھریلو ضرورت کی وجہ سے نہیں بلکہ قصداً کی تھی تاکہ رات کا ایک حصہ عبادت میں جاگتے ہوئے گزر جائے یا اس لئے کہ لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ عشاء کو تاخیر کر کے دیر سے پڑھنا افضل ہے خلاصہ یہ کہ ہمیں اس تاخیر کا کوئی خاص سبب معلوم نہ تھا بہر حال حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں)

کہ جب آپ ﷺ (اپنے حجرہ مبارکہ سے) نکل کر (مسجد میں) تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم انتظار کر رہے ہو اس نماز کا؟ (واضح رہے کہ یہ استفہام بمعنی خبر ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نماز کا انتظار تمہاری خصوصیات میں سے ہے تمہارے علاوہ کسی اور امت نے اس کا انتظار نہیں کیا لہذا جتنا تم انتظار کرو گے اتنا ہی تمہارا ثواب بڑھتا جائے گا کیونکہ یہ وقت آرام کا ہے اور آرام کے وقت انتظارِ صلاۃ باعثِ مشقت ہے اور ظاہر ہے کہ مشقت و تعب کے بقدر اللہ عز و جل کے یہاں اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔ بہر حال اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ) اگر نہ ہوتی یہ بات (یعنی اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ) میری امت پر شاق (و مشکل ہوگا اس نمازِ عشاء کو مؤخر کر کے دیر سے پڑھنا) تو میں پڑھاتا ان کو (یہ یعنی عشاء کی نماز ہمیشہ) اسی وقت (یعنی تہائی رات کے آخر میں یا اس کے بھی بعد) پھر آپ ﷺ نے حکم دیا مؤذن کو اور اس نے (آپ ﷺ کا حکم پاتے ہی) کھڑا کیا نماز کو (یعنی اقامت و تکبیر کہی)۔

نوٹ:- واضح رہے کہ اس حدیث شریف سے عشاء کی نماز کو اسکے اوّل وقت سے مؤخر کر کے پڑھنے کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے۔ اگرچہ علماء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے جو حضرات تاخیرِ عشاء کو افضل کہتے ہیں وہ اس اور اس جیسی احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور جو حضرات تقدیم یعنی اوّل وقت میں عشاء کی نماز پڑھنے کو افضل کہتے ہیں وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ عامۃً عشاء کو اوّل وقت ہی میں پڑھنے کی تھی اب رہی یہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث ان کو وہ حضرات بیانِ جواز پر یا کسی مشغولیت و عذر کی حالت پر محمول کرتے ہیں نیز کہتے ہیں کہ اگر تاخیر افضل ہوتی تو آپ ﷺ اسی پر موانعت فرماتے چاہے سمیں کتنی ہی مشقت کیوں نہ ہوتی۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۲۰)

۱۔ عثمان بن ابی شیبہ:- یہ عثمان بن ابی شیبہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔

- ۲- جریر:- یہ جریر بن عبد الحمید الضبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔
- ۳- منصور:- یہ منصور بن المعتمر الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔
- ۴- الحکم:- یہ الحکم بن عتیبہ أبو محمد الکندی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۵۷)۔
- ۵- نافع:- یہ نافع مولیٰ ابنِ عمرؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔
- ۶- عبد اللہ بن عمرؓ:- آپؓ شہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث / ۴۲۱ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحُمْصِيُّ أَخْبَرَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا حَرِيزٌ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ الشُّكُونِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، يَقُولُ: ((أَبْقَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْعَتَمَةِ فَأَخَّرَ حَتَّى ظَنَّ الظَّانُّ أَنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ، وَالْقَائِلُ مِنَّا يَقُولُ صَلَّى، فَإِنَّا لَكَذَلِكَ حَتَّى خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوا لَهُ كَمَا قَالُوا، فَقَالَ: أَعْتَمُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّكُمْ قَدْ فَضَلْتُمْ بِهَا عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ، وَلَمْ تُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۲۱ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن عثمان حمصی نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی میرے والد نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی حریر نے راشد بن سعد سے نقل کرتے ہوئے (راشد بن سعد نے روایت کیا) عاصم بن حمید سکونی سے یہ کہ انہوں نے سنا حضرت معاذ بن جبلؓ کو یہ فرماتے ہوئے کہ ہم نے عشاء کی نماز میں آپ ﷺ کا انتظار کیا اور آپ ﷺ نے (اتنی) تاخیر و دیر کی کہ (کوئی) گمان کرنے والا یہ گمان (اور سمجھنے لگا) کہ آپ ﷺ

(اپنے حجرہ شریفہ سے) نکل کر (مسجد میں آنے والے نہیں ہیں شاید آپ ﷺ نے گھر ہی میں نماز پڑھ لی ہو یا نہ پڑھی ہو) اور ہم میں سے ایک کہنے والا یہ کہنے لگا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ کر (اس سے فارغ ہو چکے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کی اس تاخیر کی وجہ سے کوئی کہہ رہا تھا کہ اب آپ ﷺ باہر تشریف نہیں لائیں گے کوئی کہہ رہا تھا کہ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو چکے) اور بے شک ہم ایسے ہی (اضطراب و تردد اور اختلاف کی حالت میں) تھے کہ نبی کریم ﷺ نکلے (یعنی اپنے حجرہ مبارکہ سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے) تو لوگوں نے آپ ﷺ سے بھی ویسا ہی کہا جیسا وہ (آپس میں) کہہ چکے (یا کہہ رہے) تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نماز کو دیر کر کے (اندھیرے اور سخت تاریکی کے وقت میں) پڑھا کرو۔ (واضح رہے کہ اس میں جو اُعتَمُوا کا لفظ ہے اس کا ماخذ عتمۃ ہے اور عتمۃ کہا جاتا ہے شفقِ احمر کے غیاب سے لیکر تہائی رات کے آخر تک کے حصّہ کو لہذا اس حکم کا مطلب یہ ہوگا کہ عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھا کرو اور یہ بھی واضح رہے کہ یہ امر یعنی اُعتَمُوا امرِ وجوبی نہیں ہے بلکہ استحبّابی ہے بہر حال اس جملہ سے تاخیرِ عشاء کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے۔ اور آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھنے کے حکمِ استحبّابی کی حکمت و مصلحت اور علت و وجہ بتاتے ہوئے فرمایا) کیونکہ تم کو اس نماز (یعنی عشاء کی نماز) کی وجہ سے تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے اور تم سے پہلے کسی امت نے اس نماز (عشاء) کو نہیں پڑھا ہے (یعنی عشاء کی نماز اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر صرف اسی امتِ محمدیہ پر فرض کی ہے اس سے پہلے کسی امت پر فرض نہیں کی تھی اور اس کی وجہ سے تمہیں ایک خصوصیت و افضلیت حاصل ہوئی ہے لہذا تمہیں اس نمازِ عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھنا چاہئے)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے کئی باتیں معلوم ہوئیں مثلاً (۱) اگر امام نماز کے اوّل وقت میں نہ آئے تو اس کا انتظار کرنا چاہئے (۲) اگر حاضرین کے لئے شاق و مشکل نہ ہو تو عشاء کی نماز کو

تہائی یا آدھی رات تک مؤخر کر کے تاخیر سے پڑھنا افضل و مستحب ہے (۳) اللہ تعالیٰ نے اس امت محمدیہ ﷺ کو کچھ مخصوص فضیلتیں عطاء کی ہیں جو دوسری امتوں کو نہیں عطاء کی تھیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۲۱)

۱۔ عمرو بن عثمان :- یہ عمرو بن عثمان القرشی أبو حفص الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۵)۔

۲۔ اُبی :- اس میں اُب سے مراد حضرت عمرو کے والد عثمان ہیں اور ان کا تعارف یہ ہے کہ وہ عثمان بن سعید بن کثیر بن دینار القرشی أبو عمرو الحمصی ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی اور عابد و زاہد شخص لکھا ہے نیز نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۰۹ھ میں لکھی ہے۔

۳۔ حریز :- یہ حریز بن عثمان الرجبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۱)۔

۴۔ راشد بن سعد :- یہ راشد بن سعد المقرائی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۶)۔

۵۔ عاصم بن حمید :- یہ عاصم بن حمید الشکونی الحمصی ہیں۔ حافظؒ نے ان کو صدوق راوی اور خضر م تابعی لکھا ہے اور اور دوسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔ معاذ بن جبلؓ :- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت معاذ بن جبل انصاریؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

الحديث / ۲۲ ۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: ((صَلَيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى مَضَى نَحْوُ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ،

فَقَالَ: خُذُوا مَقَاعِدَكُمْ، فَآخِذْنَا مَقَاعِدَنَا، فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَأَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ، وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظَرْتُمْ الصَّلَاةَ وَلَوْ لَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ، وَسَقَمُ السَّقِيمِ لَأَخَرْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۲۲ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی بشر بن مفضل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی داؤد بن ابی ہند نے انہوں نے روایت کیا ابونضرہ سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز (جماعت سے) پڑھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ (اپنے حجرہ شریفہ سے) نکل کر (مسجد میں) نہیں آئے یہاں تک کہ آدھی رات کے قریب گزر گئی (یعنی ہم لوگ مسجد میں آپ ﷺ کا انتظار کرتے رہے اور آپ ﷺ آدھی رات کے قریب گزرنے کے بعد اپنے حجرہ شریفہ سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور ہم لوگوں کو نماز پڑھائی) اور (نماز پڑھانے کے بعد) فرمایا: اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو (تاکہ میں تمہارے سامنے اس تاخیرِ صلاۃ عشاء اور انتظارِ صلاۃ کی فضیلت بیان کر دوں۔ واضح رہے کہ آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو تو کچھ روایات مثلاً نسائی اور ابن ماجہ کی روایت سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات آپ ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد فرمائی تھی لیکن شرح حضرات نے اس بارے میں ایک احتمال یہ بھی لکھا ہے کہ ممکن ہے آپ ﷺ نے یہ بات مسجد میں پہنچتے ہی نماز سے پہلے فرمائی ہو یعنی یہ فرمایا ہو کہ نماز کے بعد تم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہنا کیونکہ مجھے تم لوگوں کو کچھ بتانا ہے۔ بہر حال آپ ﷺ کے اس فرمان کی بناء پر جب ہم لوگ نماز سے فارغ ہوئے) تو اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہے تو (آپ ﷺ نے اس تاخیرِ صلاۃ عشاء اور انتظارِ صلاۃ کی فضیلت بتاتے ہوئے) فرمایا بے شک لوگ (یعنی تمہارے علاوہ دوسرے لوگ، معذورین، بچے اور

عورتیں) نماز پڑھ کر سوچے اور یقیناً تم لوگ (نماز اور جماعت کے منتظر ہونے کی وجہ سے) برابر (اور مسلسل) نماز میں (یعنی نماز کے اجر و ثواب میں) رہے جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے (یعنی تمہارا نماز کے لئے انتظار کرنا بھی اجر و ثواب کو واجب کرنے والی عبادت ہے اور چونکہ اس انتظارِ صلاۃ میں تم کو بہت تعب و مشقت بھی ہوئی ہے اس وجہ سے تمہارا ثواب و اجر مزید بڑھ گیا اور تمہیں اس انتظار کی وجہ سے بہت بڑا ثواب اور اجر عظیم حاصل ہوا ہے۔ اور اس تاخیرِ صلاۃ عشاء اور انتظارِ صلاۃ کی مزید فضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ) اور اگر کمزوروں کی کمزوری اور بیماروں کی بیماری کا (خیال و اندیشہ اور ان کی رعایت میرے مدِ نظر) نہ ہوتی تو میں اس نماز (یعنی عشاء کی نماز) کو آدھی رات تک مؤخر کرتا (یعنی خود بھی آدھی رات تک مؤخر کر کے پڑھتا اور امت کو بھی آدھی رات تک مؤخر کر کے پڑھنے کا حکم دیتا۔ لیکن چونکہ مجھے ان کی رعایت بھی کرنی ہے اور اس فضیلتِ تاخیر کے حاصل کرنے میں ایک اس سے بڑی اور اہم فضیلت یعنی تاثیرِ جماعت کے فقدان کا اندیشہ بھی ہے اس لئے میں اس کو نہ تو خود آدھی رات تک مؤخر کرتا ہوں اور نہ ہی دوسروں کو اس کا حکم دیتا ہوں۔ بہر حال یہ حدیث شریف اُن لوگوں کی واضح دلیل ہے جو عشاء کی نماز کو تقریباً تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھنے کی فضیلت کے قائل ہیں)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف میں عشاء کی نماز کو ”صلاۃ العتمۃ“ کہا گیا ہے جبکہ صحیح روایات میں عشاء کی نماز کو صلاۃ العتمۃ کہنے کی نہی وارد ہے تو ایسا کیوں؟ تو اس کے شرح حضرات نے بہت سے جوابات دئے ہیں جن میں سے یہ بھی ہیں (۱) یہ حدیث نمبر (۴۲۲) اور اس کے علاوہ تمام وہ احادیث جن میں عشاء کی نماز کو العتمۃ کہا گیا ہے نہی اور ممانعت سے پہلے کی ہیں (۲) اس کی جو نہی وارد ہے وہ نہی تنزیہی ہے (۳) آپ ﷺ کے مخاطب جب جب بھی ایسے لوگ رہے جو عشاء کی نماز کے نام عشاء سے واقف نہ تھے بلکہ وہ اس کو العتمۃ کے نام سے جانتے تھے (یعنی ان مخاطبین میں کی

اکثریت) تب تب آپ ﷺ نے ان کی رعایت کرتے ہوئے عشاء کی نماز کے لئے ”العتمة“ کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس موقع پر بھی ایسا ہی تھا اس لئے یہاں پر اس حدیث نمبر (۴۲۲) میں بھی آپ ﷺ نے عشاء کے لئے لفظ العتمة کا استعمال فرمایا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۲۲)

- ۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔
- ۲۔ بشر بن المفضل:۔ یہ بشر بن المفضل الرقاشي أبو إسماعيل البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۶)۔
- ۳۔ داؤد بن أبي هند:۔ یہ داؤد بن أبي هند دينار بن عذافر (ويقال طهمان) القشيري أبو محمد البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۵)۔
- ۴۔ أبو نضرة:۔ یہ المنذر بن مالک أبو نضرة العبدي ہیں دیکھیں حدیث (۳۸۹)۔
- ۵۔ أبو سعيد الخدري:۔ یہ مشہور صحابی رسول ﷺ سعد بن مالک بن سنان بن عبید الأنصاري أبو سعيد الخدري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور ()۔

(۸) بَابُ فِي وَقْتِ الصُّبْحِ

یہ باب ہے صبح (یعنی فجر) کی نماز کے وقت کے بیان میں (۸)

الحديث/ ۴۲۳ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفَ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعَرَفْنَ مِنَ الْعَلَسِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۲۳ ۴ :- امام البوداؤدؒ نے کہا ہم سے القعنسی نے بیان کیا وہ مالک سے روایت کرتے ہیں وہ یحییٰ بن سعید سے وہ عمرہ بنت عبدالرحمن سے وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز (اتنی جلدی اور سویرے) پڑھتے تھے کہ (نماز کے بعد) عورتیں اپنی چادروں میں لپیٹی ہوئی واپس ہوتی تھیں اور تاریکی کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ (یعنی آپ ﷺ فجر کی نماز بہت جلد اول وقت میں پڑھا کرتے تھے)۔

تعارف رجال حدیث (۴۲۳)

۱۔ القعنسی :- یہ عبد اللہ بن مسلمة، القعنسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک :- یہ امام مالک بن انس، الأصبھي، المدنی ہیں دیکھیں حدیث (۱۲)۔

۳۔ یحییٰ بن سعید :- یہ یحییٰ بن سعید، الأنصاري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲)۔

۴۔ عمرہ بنت عبدالرحمن :- یہ عمرہ بنت عبدالرحمن، الأنصارية، المدنیہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۱)۔

۵۔ عائشہ :- آپؓ ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

الحديث / ۲۴ ۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ

ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَصْبَحُوا بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِأَجُورِكُمْ أَوْ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۲۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے اسحاق بن اسماعیل نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں سفیان نے خبر دی وہ ابن عجلان سے روایت کرتے ہیں۔ وہ عاصم بن عمر بن قتادہ بن النعمان سے وہ محمود بن لبید سے وہ رافع بن خدیج سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صبح (کی نماز) جلدی پڑھو (یعنی اول وقت میں) کیونکہ یہ تمہارے اجر و ثواب کے لئے زیادہ عظیم ہے، یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ثواب کے لئے زیادہ عظیم ہے۔ (یعنی اول وقت میں نماز پڑھنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے)۔

تعارف رجال حدیث (۴۲۴)

۱۔ اسحاق بن اسماعیل :- یہ اسحاق بن اسماعیل، الطالقانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۷)۔

۲۔ سفیان :- یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۳۔ ابن عجلان :- یہ محمد بن عجلان، المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۴۔ عاصم بن عمر :- یہ عاصم بن عمر بن قتادہ بن النعمان، الأوسی، الأنصاری أبو عمر، المدنی ہیں۔ ثقہ راوی ہیں چوتھے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ایک سو بیس ہجری ۱۲۰ھ کے بعد وفات ہوئی۔

۵۔ محمود بن لبید :- آپ محمود بن لبید بن عقبہ بن رافع، الأوسی، الأشہلی، أبو نعیم، المدنی، صحابی ہیں۔ ۹۶ھ میں یا ۹۷ھ میں ننانوے (۹۹) سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ آپ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر تیرہ (۱۳) سال تھی۔

۶۔ رافع بن خدیج :- آپؓ رافع بن خدیج بن رافع بن عدي، الخزر جي، أبو عبد الله، الأنصاري، صحابی ہیں۔ غزوہٴ اُحداور خندق میں شریک رہے۔ تہتر یا چوتہتر ۳۷ھ یا ۳۸ھ میں وفات ہوئی۔

(۹) بَابُ فِي الْمَحَافِظَةِ عَلَى وَقْتِ الصَّلَاةِ

یہ باب نماز کے اوقات کی حفاظت کرنے کے بیان میں ہے (۹)

الحديث/ ۴۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْوَاسِطِيُّ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ -

يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّنَابِيحِيِّ، قَالَ: ((زَعَمَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فَقَالَ عِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ أَحْسَنَ وَضُوءَ هُنَّ وَصَلَاهُنَّ لَوْ قُتِهِنَّ وَاتَّمَّ رُكُوعُهُنَّ وَخُشُوعُهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۴۲۵ :- فرمایا امام البوداؤدؒ نے کہ ہم سے محمد بن حرب الواسطی

نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے یزید یعنی یزید بن ہارون نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں محمد بن مطرف نے خبر دی وہ زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ عطاء بن یسار سے وہ عبد اللہ بن الصناہجی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ابو محمد کا خیال ہے کہ وتر (کی نماز) واجب ہے، (جب یہ بات حضرت عبادہ بن صامت کو پہنچی) تو عبادہ بن الصامت نے کہا کہ ابو محمد نے غلط کہا، میں گواہی

دیتا ہوں (یعنی قسم کھا کر یہ بات کہتا ہوں) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ رب العزت نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جو شخص ان نمازوں کے لئے اچھی طرح وضو کرے اور ان کے اوقات میں ان نمازوں کو ادا کرے۔ اور ان کے رکوع (وسجدے) پوری طرح ادا کرے اور خشوع (و خضوع) کے ساتھ پڑھے تو اللہ کے ذمہ یہ حق ہے کہ اللہ پاک اس بندے کی مغفرت فرمادے، اور جو شخص ایسا نہ کرے تو اس کے لئے اللہ پاک کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ اگر چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۲۵)

۱۔ محمد بن حرب :- یہ محمد بن حرب، الواسطی، النشائی (بالمعجمة) ہیں۔ ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ صدوق راوی ہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا، دسویں طبقہ میں آپ کا شمار ہے دسویں پچپن ہجری ۲۵۵ھ میں وفات ہوئی۔

۲۔ یزید :- یہ یزید بن ہارون بن زاذان، السلمي، أبو خالد الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۳۔ محمد بن مطرف :- یہ محمد بن مطرف بن داؤد بن مطرف، التیمی أبو غسان، المدنی ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ ساتویں طبقہ میں آپ کا شمار ہے ایک سو ساٹھ ہجری ۱۶۰ھ کے بعد وفات ہوئی۔

۴۔ زید بن أسلم :- یہ زید بن أسلم، العدوی، المدنی ہیں دیکھیں حدیث (۱۳۷)۔

۵۔ عطاء :- یہ عطاء بن یسار، الہلالی، المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۶۔ عبد اللہ بن الصنابحی :- سب سے پہلے تو یہ ذہن میں رکھیں کہ خطابی نے اس کو

عبد اللہ الصنابحي ضبط کیا ہے یعنی بغیر لفظ ابن کے۔ بہر حال یہ عبد اللہ الصنابحي یا ابن الصنابحي ہیں۔ انکے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، ابن معین اور ابن اسکن نے کہا کہ یہ مدنی صحابی ہیں۔ نخی کریم ﷺ اور حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت کرتے ہیں۔

اور یہاں پر یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہ عبد اللہ الصنابحي - عبد الرحمن بن عسيلة الصنابحي کے علاوہ ہیں یعنی عبد الرحمن بن عسيلة بن عسل، الصنابحي، المرادي، أبو عبد اللہ، الصنابحي، ان کے علاوہ ایک دوسرے راوی ہیں جو کبار تابعین میں سے ہیں۔ آپ ﷺ سے ملاقات کی غرض سے مدینہ کو چلے تھے مگر راستہ ہی میں تھے کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ ﷺ کی وفات کے پانچ، چھ دن بعد مدینہ پہنچے۔ لہذا جن لوگوں نے حدیث مذکور کے راوی عبد اللہ الصنابحي کو عبد الرحمن بن عسيلة کہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

۷۔ أبو محمد: آپ أبو محمد، الأنصاري صحابی ہیں۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے مسعود بن زید، یامسعود بن أوس بتایا ہے اور ایک قول قیس بن عباية کا ہے۔ آپ بدری صحابی ہیں، حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں یا اس کے بعد وفات ہوئی۔

۸۔ عبادہ بن الصامت: آپ عبادہ بن الصامت بن قیس، الأنصاري، أبو الوليد المدنی صحابی ہیں۔ جملہ غزوات میں شریک رہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں تعلیم قرآن کے لئے انہیں فلسطین بھیج دیا اور وہیں۔ چونتیس ہجری ۳۴ھ میں وفات ہوئی۔

الحديث ۶/ ۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَاعِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ غَنَامٍ عَنْ بَعْضِ أُمَّهَاتِهِ عَنْ أُمِّ فَرَوَةَ، قَالَتْ: ((سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:

الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا)). قَالَ الْخُزَاعِيُّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عَمَّةٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ فَرُوقَ
قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۲۶ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے محمد بن عبد اللہ
الخزاعی اور عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا ان دونوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا وہ القاسم
بن غثام سے روایت کرتے ہیں وہ اپنی کسی ماں سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ام فروہ سے روایت کرتی
ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے تو آپ ﷺ نے
فرمایا کہ نماز کو اس کے (صحیح) وقت پر پڑھنا۔

(محمد بن عبد اللہ) الخزاعی نے اپنی سند میں ”عن عمّة له يقال لها أم فروة قد بايعة
النبي ﷺ..... الخ“ روایت کیا ہے یعنی (القاسم بن غنام) اپنی پھوپھی جن کو ام فروہ کہا جاتا ہے
اور انہوں نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت (اسلام) کی، (ان) سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم
ﷺ سے پوچھا گیا۔۔۔ الخ۔

تعارف رجال حدیث (۴۲۶)

۱۔ محمد بن عبد اللہ الخزاعی :- یہ محمد بن عبد اللہ بن عثمان، البصري،
أبو عبد اللہ الخزاعی ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ دو سو تینیس ہجری ۲۲۳ھ میں وفات ہوئی۔ نویں طبقہ میں
شمار ہوتے ہیں۔

۲۔ عبد اللہ بن مسلمة :- یہ عبد اللہ بن مسلمة القعني ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱)۔

۳۔ عبد اللہ بن عمر :- یہ عبد اللہ بن عمر بن حفص، العمري، المدني ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۶)۔

۴۔ القاسم بن غنام:۔ یہ القاسم بن غنام، الأنصاري، البياضي المدني ہیں۔
صدوق راوی ہیں ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ چوتھے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۵۔ عن بعض أمهاته:۔ ان کا نام معلوم نہیں ہے۔

۶۔ أم فروة:۔ آپ القاسم بن غنام کی پھوپھی أم فروة، الأنصارية، الصحابيةؓ ہیں۔
ابن عبد البر اور طبرانی نے ذکر کیا کہ مذکور فی السند ”أم فروة“ یہ أبوقحافة کی بیٹی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بہن ہیں۔

لیکن حافظ ابن حجرؒ نے ”إصابة“ میں لکھا ہے کہ (مذکور فی السند) ”أم فروة“ ابوبکر صدیقؓ کی بہن ”أم فروة“ کے علاوہ ہیں۔ نیز ابن الأثیر الجزري نے لکھا ہے کہ مذکور فی السند ”أم فروة“ کسی بھی حال میں حضرت صدیق اکبرؓ کی بہن نہیں ہو سکتیں۔

۷۔ الخزاعي:۔ یہ محمد بن عبد اللہ، الخزاعي ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۱) پر۔

الحديث/ ۴۲۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي حَرْبٍ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ ((عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنِي: وَحَافِظُ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخُمْسِ. قَالَ قُلْتُ: إِنَّ هَذِهِ سَاعَاتٌ لِي فِيهَا أَشْغَالٌ فَمُرْنِي بِأَمْرِ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَأَ عَنِّي. فَقَالَ: حَافِظُ عَلَى الْعَصْرَيْنِ _ وَمَا كَانَتْ مِنْ لُعْنَتِنَا _ فَقُلْتُ: وَمَا الْعَصْرَانِ؟ فَقَالَ: صَلَاةٌ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٌ قَبْلَ غُرُوبِهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۴۲۷:۔ فرمایا امام البوداؤدؒ نے کہ ہم سے عمرو بن عون نے

بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں خالد نے خبر دی وہ داؤد بن ابی ہند سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابو حرب بن ابی الاسود سے وہ عبداللہ بن فضالہ سے وہ اپنے والد (فضالہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے (اسلامی احکامات) کی تعلیم دی، منجملہ ان تعلیمات کے (یہ بھی ہے) اور پانچوں نمازوں کی پابندی کرو۔ (راوی حدیث) حضرت فضالہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ (یا رسول اللہ ﷺ) ان اوقات میں مجھے (دنیوی) مشغولیت رہتی ہے۔ لہذا آپ مجھے کوئی ایسی جامع چیز بتا دیجئے کہ میں اسے کر لیا کروں تو وہ میرے لئے کافی ہو جائے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عصرین (یعنی فجر اور عصر کی نماز) کی پابندی کرو۔ چونکہ ”عصرین“ کا اطلاق فجر اور عصر کی نماز پر ہماری لغت (زبان) میں معروف نہیں تھا اس لئے میں نے کہا کہ ”عصران“ سے کیا مراد ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نماز سورج غروب ہونے سے پہلے (یعنی عصر کی نماز) اور ایک نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے (یعنی فجر کی نماز)۔

تعارف رجال حدیث (۴۲۷)

۱۔ عمرو بن عون :- یہ عمرو بن عون، الواسطي، البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

۲۔ خالد :- یہ خالد بن عبداللہ، الواسطي، الطحّان ہیں۔ دیکھیں حدیث (۴۳)۔

۳۔ داؤد بن أبي ہند :- یہ داؤد بن أبي ہند، القشيري، البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۵)۔

۴۔ أبو حرب بن أبي الأسود :- یہ أبو حرب بن أبي الأسود، الديلي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۷۷)۔

۵۔ عبد اللہ بن فضالہ:۔ یہ عبد اللہ بن فضالہ، الزهرانی، اللیثی ہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے ابن مندہ اور ابو نعیم نے کہا کہ ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہے۔ ولید بن عبد الملک کے دورِ خلافت تک زندہ رہے۔

۶۔ عن أبيه:۔ آپ عبد اللہ بن فضالہ کے والد فضالہ بن عبد اللہ یا فضالہ بن وہب یا فضالہ بن عمیر بن الملوّح أبو عبد اللہ، اللیثی، الصحابیؓ ہیں۔ ان کو اہل مدینہ شمار کیا جاتا ہے اور ان کی نبی کریم ﷺ سے صرف ایک یہی المحافضة علی العصرین والی روایت ہے جس کو ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ بن فضالہ نے روایت کیا ہے۔

الحديث/ ۲۸ ۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ ((سَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا يَلْجُ النَّارَ رَجُلٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ. قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ: نَعَمْ كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ سَمِعْتُهُ أَذْنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي. فَقَالَ الرَّجُلُ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ ﷺ يَقُولُ ذَلِكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۲۸ ۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے ہم سے مسدّد نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا وہ اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا ہم سے ابوبکر بن عمارہ بن روئبہ نے بیان کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بصرہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص نے ان سے (کچھ) پوچھا اور کہا کہ مجھے ایسی بات (حدیث) کے

سنائیں جو آپؐ نے رسول اللہ ﷺ سے (متصلاً مرفوعاً) سنی ہو، تو انہوں نے (یعنی عمارہ نے) کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص جہنم میں نہیں جاسکتا جو سورج طلوع ہونے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھے (یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھے) سوال کرنے والے نے حضرت عمارہ سے پوچھا کہ کیا آپؐ نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے سنی ہے۔ تین مرتبہ (بطور تصدیق کے) یہ بات پوچھی، ہر مرتبہ حضرت عمارؓ (جواباً) کہتے رہے کہ میرے کانوں نے آپ ﷺ سے سنا اور میرے دل نے محفوظ (ویاد) کیا۔ تو اس سائل نے کہا کہ اور میں نے بھی آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ (اور میرا آپؐ سے پوچھنے کا مقصد اس کی تائید کرنا تھی)۔

تعارف رجال حدیث (۴۲۸)

۱۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرہد، الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ یحییٰ:- یہ یحییٰ بن سعید، القطان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔ إسماعیل بن أبي خالد:- یہ إسماعیل بن أبي خالد، البجلي، أبو عبد اللہ، الکوفي ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ ایک سو پینتالیس یا چھیالیس ہجری ۱۴۵ھ/۱۴۶ھ میں وفات ہوئی۔ چوتھے طبقہ میں آپ کا شمار ہے۔

۴۔ أبو بکر بن عمار بن ربيعة:- یہ أبو بکر بن عمار بن ربيعة (مصغراً) الثقفي، الکوفي ہیں۔ مقبول راوی ہیں۔ تیسرے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۵۔ عن أبيه:- یہ عمار بن ربيعة، الثقفي، أبو زهير، الکوفي ہیں۔ صحابی ہیں۔

۶۔ رَجُلٌ:- یہ بھی صحابی ہیں، بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ نام معلوم نہیں ہو سکا۔

الحديث/ ۴۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ بْنُ الْأَعْرَابِيِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ يَزِيدَ الرَّوَّاسُ _ يُكْنَى أَبَا سَامَةَ _ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا بَقِيَّةٌ عَنْ ضَبَّارَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلِيكٍ الْأَلْهَانِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رُبْعِيٍّ، أَخْبَرَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِنِّي فَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خُمْسَ صَلَوَاتٍ، وَعَهْدْتُ عِنْدِي عَهْدًا أَنَّهُ مَنْ جَاءَ يُحَافِظُ عَلَيْهِنَّ لَوْ قُتِلَ أَذْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۲۹ :- ابو سعید الاعرابی نے کہا ہم سے محمد بن عبد الملک بن یزید الرواس نے بیان کیا جن کی کنیت ابو اسامہ ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں البوداؤد نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں حیوہ بن شریح مصری نے خبر دی۔ انہوں نے کہا ہمیں بقیہ نے خبر دی۔ وہ ضبارہ بن عبد اللہ بن ابی سلیک الالہانی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا مجھے ابن نافع نے خبر دی، وہ ابن شہاب زہری سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ حضرت ابوقتادہ ربیع نے انہیں خبر دی، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (حدیث قدسی ہے) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ (اے محمد ﷺ!) میں نے آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اور میں نے ایک عہد کر رکھا ہے کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کو ان کے وقت کی رعایت کرتے ہوئے پابندی سے ادا کرے گا میں اس کو جنت میں داخل کروں گا، اور جو شخص ان نمازوں کی پابندی نہ کرے تو اس کے لئے میری کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ (چاہے عذاب دوں یا معاف کر دوں)۔

تعارف رجال حدیث (۴۲۹)

۱۔ ابو سعید بن الأعرابی :- یہ امام البوداؤد کے شاگرد کے شاگرد ہیں۔ ان کے بارے

میں تفصیلات مجھے نہ مل سکیں اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ اگر آپ کو ان کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوں تو مجھے بھی مطلع فرما کر ممنون و ماجور ہوں۔

۲۔ محمد بن عبد الملک بن یزید:۔ یہ محمد بن عبد الملک بن یزید أبو أسامة الرواس ہیں۔ اور یہ امام البوداؤد کے شاگرد ہیں۔

۳۔ أبوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث، أبوداؤد السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰)۔

۴۔ حیوة بن شریح:۔ یہ حیوة بن شریح بن یزید الحضرمي أبو العباس، الحمصي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔ واضح رہے کہ یہ حیوة مصری نہیں ہو سکتے کیونکہ جو مصری ہیں وہ البوداؤد کے شیوخ میں نہیں آتے بلکہ ان سے بہت پہلے ہیں اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ اگر کتاب میں مکتوب المصري کی کوئی تحقیق آپ کو معلوم ہو تو مجھے بھی مطلع فرمادیں۔

۵۔ بقیة:۔ یہ بقیة بن الولید، الحمصي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۵)۔

۶۔ ضبارة بن عبد اللہ بن أبي سلیک:۔ یہ ضبارة بن عبد اللہ بن مالک بن أبي الحضري، أبو شریح، الحمصي ہیں۔ مجہول راوی ہیں۔ ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ چھٹے طبقہ میں آپ کا شمار ہے۔

۷۔ ابن نافع:۔ یہ ذوید (مصغراً) بن نافع، الأموي، أبو عیسیٰ، الشامي ہیں۔ مقبول راوی ہیں ارسال کرتے تھے۔ چھٹے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۸۔ ابن شہاب:۔ یہ ابن شہاب الزہري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۹۔ سعید بن المسیب:۔ یہ سعید بن المسیب، المخزومي، الإمام ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۱۰۔ ابوقتادة بن ربعي:۔ آپ ابوقتادة الحارث بن ربعي، صحابی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)

الحديث / ۴۳۰ - قَالَ أَبُو سَعِيدٍ بْنُ الْأَعْرَابِيِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ يَزِيدِ الرَّوَّاسِ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَنْبَرِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنْفِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ وَأَبَانُ كِلَاهُمَا عَنْ خَلِيدِ الْعَصْرِيِّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خُمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيْمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخُمْسِ عَلَى وَضُوءٍ هَنٍّ وَرُكُوعٍ هَنٍّ وَسُجُودٍ هَنٍّ وَمَوَاقِيْتِهِنَّ وَصَامَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَأَعْطَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، وَأَدَّى الْأَمَانَةَ. قَالُوا: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ وَمَا آدَاءُ الْأَمَانَةِ؟ قَالَ: الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۳۰ :- ابو سعید بن الاعرابی نے کہا ہم سے محمد بن عبد الملک بن یزید الرواس نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں ابوداؤد نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں محمد بن عبد الرحمن العنبری نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں ابو علی الحنفی عبید اللہ بن عبد المجید نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں عمران القطان نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں قتادہ اور ابان نے خبر دی وہ دونوں خلید العصری سے روایت کرتے ہیں۔ وہ حضرت ام الدرداء سے وہ حضرت ابو الدرداء سے روایت کرتی

ہیں۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پانچ چیزیں ایمان کے ساتھ لائے گا (یعنی جو شخص بھی تصدیق و ایمان کے ساتھ پانچ افعال پر محافظت کرے گا) جنت میں داخل ہوگا۔
(۱) جو شخص پانچوں نمازوں کی ان کے وضو اور رکوع و سجود اور ان کے اوقات کو (محفوظ رکھتے ہوئے) محافظت کرے۔

(۲) اور رمضان شریف کے روزے رکھے۔

(۳) بیت اللہ کا حج کرے اگر اس کی طرف (پہنچنے کی) طاقت رکھتا ہو۔ (یعنی زادِ راہ اور سواری پر قادر ہو)۔

(۴) اور زکوٰۃ ادا کرے خوش دلی کے ساتھ (یعنی زکوٰۃ کے ادا کرنے سے خوشی محسوس کرے کراہت نہ ہو کہ اتنا مال کم ہو گیا)۔

(۵) اور امانت ادا کرے۔

صحابہؓ نے سوال کیا! اے ابودرداءؓ امانت ادا کرنے سے کیا مراد ہے۔ تو فرمایا کہ جنابت کا غسل کرنا۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۳۰)

۱۔ أبوسعید بن الأعرابی :- یہ امام ابوداؤدؒ کے شاگرد کے شاگرد ہیں۔ ان کے بارے میں تفصیلات مجھے تو نہ مل سکیں اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ اگر آپ کو ان کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوں تو مجھے بھی مطلع فرما کر ممنون و ماجور ہوں۔

۲۔ محمد بن عبد الملک بن یزید :- یہ محمد بن عبد الملک بن یزید أبوأسامة الرواس ہیں۔ اور یہ امام ابوداؤدؒ کے شاگرد ہیں۔ اور ان کے بارے میں بھی اگر آپ کو

مزید تفصیلات معلوم ہوں تو ہمیں بھی مطلع فرما کر ممنون و ماجور ہوں۔

۳۔ ابوداؤد:- یہ مصنف کتاب امام ابوداؤد السجستانیؒ ہیں دیکھیں حدیث (۱۰)۔

۴۔ محمد بن عبدالرحمن:- یہ محمد بن عبدالرحمن بن عبد الصمد العنبري، البصري، ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ گیارہویں طبقے میں آپ کا شمار ہے۔

۵۔ ابوعلی الحنفی:- یہ عبید اللہ بن عبدالمجید الحنفیؒ ابوعلی البصریؒ ہیں۔ حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے اور نویں طبقے میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۰۹ھ میں بتائی ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۶۔ عمران القطان:- یہ عمران القطان بن داؤر، أبو العوام البصري ہیں۔ حافظؒ نے ان کے بارے میں صدوق، یہم، ورمی برأي الخوارج لکھا ہے۔ اور ساتویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے سن وفات ایک سو ساٹھ و ستر ہجری کے درمیانی وقفے میں نقل کیا ہے۔ اور ابن معین نے ان کو لیس بالقوي اور نسائی نے ضعیف کہا ہے۔ لیکن ابن حبان، عجمی، اور عفان بن مسلم نے ثقہ قرار دیا ہے۔

۷۔ قتادہ:- یہ قتادہ بن دعامة السدوسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۸۔ أبان:- یہ أبان بن أبي عياش فيروز، أبو إسماعيل مولى عبد القيس البصري ہیں۔ حافظؒ نے ان کو متروک قرار دیا ہے اور پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔ وفات ایک سو اڑتیس ہجری ۱۳۸ھ میں ہوئی۔

۹۔ خلیل العصری:- یہ خلیل بن عبد اللہ العصری، أبو سليمان البصري ہیں۔ منقول ہے کہ یہ ابوالورداء کے آزاد کردہ ہیں۔ حافظؒ نے ان کو صدوق لکھا ہے اور بتایا ہے کہ یہ ارسال

کرتے تھے۔ چوتھے طبقہ میں آپ کا شمار ہے۔

۱۰۔ أم الدرداء:۔ یہ أبو الدرداءؓ کی زوجہ محترمہ ھجیمہ ہیں۔ بعض حضرات نے ان کا نام ھجیمہ بنت حییٰ الأوصابیۃ الدمشقیۃ نقل کیا ہے۔ ثقہ، فقیہ راویہ ہیں حافظ نے تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سن وفات ۱۸۱ھ نقل کیا ہے۔

۱۱۔ أبو الدرداء:۔ آپ عویمر بن زید بن قیس الأنصاری، أبو الدرداء۔ جلیل القدر صحابی ہیں۔ بعض نے آپ کا نام عامر بتایا ہے۔ آپ کنیت سے مشہور ہیں۔ غزوہ اُحد وغیرہ میں شریک ہوئے اور حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔

(۱۰) بَابُ إِذَا آخَرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ

یہ باب اس بیان میں ہے کہ جب امام نماز کو اول وقت سے مؤخر کرے (تو مقتدی کیا کریں، امام اس کا انتظار کریں یا نماز اول وقت میں ادا کر لیں اور جماعت چھوڑ دیں) (۱۰)

الحديث / ۴۳۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عُمَرَ - يَعْنِي الْجَوْنِيَّ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أَمْرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ أَوْ قَالَ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: صَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قُتِلَتْهَا فَإِنْ أَدْرَكَتْهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۳۱:۔ فرمایا امام البوداؤدؒ نے ہم سے مسددؒ نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں حماد بن زید نے خبر دی وہ ابو عمران الجونی سے روایت کرتے ہیں وہ عبد اللہ بن

الصامت سے وہ ابودرّ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابودر! تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تمہارے اوپر ایسے امراء (وحکام) مسلط ہوں گے جو نماز کو ضائع کریں گے یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کو مؤخر کر کے پڑھیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ (ایسی حالت میں) مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کو اس کے (اول) وقت میں پڑھ لو پھر اگر ان لوگوں کے ساتھ نماز مل جائے تو پڑھ لو اور یہ تمہارے لئے نفل ہوگی۔

تعارف رجال حدیث (۴۳۱)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرهد، الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ حماد بن زید:۔ یہ حماد بن زید بن درهم، الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۴)۔

۳۔ أبو عمران الجونی:۔ یہ عبد الملک بن حبیب، الأزدي، أبو عمران، الجونی، البصري ہیں۔ ثقہ راوی ہیں، چوتھے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ایک سو اٹھائیس ہجری ۲۸ھ میں وفات ہوئی۔

۴۔ عبد اللہ بن الصامت:۔ یہ عبد اللہ بن الصامت، البصري، الغفاري ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ تیسرے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ایک سو ستر ہجری ۷۷ھ کے بعد وفات ہوئی۔

۵۔ أبو ذر:۔ آپ أبو ذر، جندب بن جنادة، الغفاري، صحابی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۳۲)۔

الحديث / ۳۲ ۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمُ الدِّمَشْقِيُّ

أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي حَسَّانُ - يَعْنِي ابْنَ عَطِيَّةَ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ، قَالَ ((قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاذُ بْنُ

جَبَلِ الْيَمَنَ رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْنَا. قَالَ: فَسَمِعْتُ تَكْبِيرَهُ مَعَ الْفَجْرِ رَجُلٌ أَجَشُّ الصَّوْتِ. قَالَ: فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ مَحَبَّتِي، فَمَا فَارَقْتُهُ حَتَّى دَفَنْتُهُ بِالشَّامِ مَيِّتًا، ثُمَّ نَظَرْتُ إِلَى أَفْقِهِ النَّاسِ بَعْدَهُ، فَاتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَلَزِمْتُهُ حَتَّى مَاتَ، فَقَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كَيْفَ بِكُمْ إِذَا أَتَتْ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ مِيقَاتِهَا؟ قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِذَا أَدْرَكَنِي ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((صَلِّ الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا وَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ مَعَهُمْ سُبْحَةً)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۳۲ :- فرمایا امام البوداؤدؒ نے ہم سے عبدالرحمن بن ابراہیم دحیم الدمشقی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں ولید نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں اوزاعی نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھ سے حسان یعنی حسان بن عطیہ نے بیان کیا، وہ عبدالرحمن بن سابط سے روایت کرتے ہیں، وہ عمرو بن میمون الاودی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ ہمارے پاس یمن میں رسول اللہ ﷺ کے عامل کی حیثیت سے تشریف لائے۔ (عمرو بن میمون نے) کہا پس میں نے آپ کی تکبیر کو فجر کی نماز میں سنا ایک آدمی تھے بھاری بھر کم آواز والے۔ انہوں نے کہا پس مجھ کو آپ سے محبت ہو گئی تو میں ان سے جدا نہیں ہوا یہاں تک کہ میں نے آپ کو مردہ حالت میں شام میں دفن کر دیا (یعنی جب سے آپؐ شام کو تشریف لائے اس وقت سے میں آپؐ کے پاس رہتا تھا چونکہ میرا دل آپؐ پر فدا ہو گیا تھا یہاں تک کہ طاعون میں آپؐ کی وفات ہو گئی تو میں نے آپؐ کو یہیں شام میں دفن کر دیا) پھر میں نے آپ کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ فقہ جاننے والے کی طرف غور کیا تو میں ابن مسعودؓ کے پاس آ گیا پس میں نے آپ (کی صحبت) کو لازم پکڑ لیا یہاں تک کہ آپؐ (بھی) وفات پا گئے (راوی کا بیان ہے کہ) پس انہوں نے (یعنی ابن مسعودؓ نے) فرمایا کہ مجھ سے

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا ہوگا تم کو (یعنی تمہارا کیا حال ہوگا اور کیا کرو گے) جب تم پر ایسے امیر آئیں گے جو نمازوں کو ان کے وقت پر نہ پڑھیں گے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۳۲)

۱۔ عبدالرحمن بن ابراہیم الدمشقی :- یہ عبدالرحمن بن ابراہیم بن عمرو بن میمون القرشی، الأموی، أبو سعید الدمشقی، القاضي ہیں۔ یہ دُحیم سے مشہور ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ، متقن اور حافظ حدیث لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سن وفات دو سو پینتالیس ہجری ۲۴۵ھ نقل کیا ہے اور عمر پچھتر (۷۵) سال لکھی ہے۔

۲۔ الولید :- یہ الولید بن مسلم القرشی، مولیٰ بنی أمیہ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲۲)۔

۳۔ الأوزاعی :- یہ عبدالرحمن بن عمرو الأوزاعی مشہور امام فقہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۵)۔

۴۔ حسان بن عطیة :- یہ حسان بن عطیة المحاربی، أبو بکر الدمشقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۵)۔

۵۔ عبدالرحمن بن سابط :- یہ عبدالرحمن بن سابط، ويقال ابن عبد الله بن سابط ہیں۔ حافظ نے اس کے بعدہو الصحیح لکھا ہے۔ ويقال ابن عبد الله بن عبد الرحمن الجمعی، المکی ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے مگر کثیر الارسال راوی بتایا ہے۔ تیسرے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں وفات ایک سو اٹھارہ ہجری ۱۱۸ھ میں ہوئی۔

۶۔ عمرو بن میمون الأودی :- یہ عمرو بن میمون الأودی، أبو عبد الله، یا أبویحیٰ الکوفی ہیں۔ حافظ نے ثقہ مخضرم تابعی لکھا ہے۔ یہ بڑے عبادت گزار شخص تھے۔ وفات

چوترا ہجری ۷۷ھ میں ہوئی۔

۷۔ معاذ بن جبل: آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت معاذ بن جبل الأنصاری، الخزر جی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

الحديث/ ۳۳- ۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ بْنِ أَغْنٍ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى عَنْ ابْنِ أُخْتِ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّمَلِيِّ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى الْحَمَصِيِّ عَنْ أَبِي أُبَيٍّ بْنِ أُمِّهِ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي أُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءٌ عَنِ الصَّلَاةِ لَوْ قُتِلَتْ حَتَّى يَذْهَبَ وَقْتُهَا، فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لَوْ قُتِلَتْ)). فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَلِّيَ مَعَهُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنْ شِئْتَ. وَقَالَ سُفْيَانُ: إِنْ أَدْرَكْتُهَا مَعَهُمْ أَصَلِّيَ مَعَهُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنْ شِئْتَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۳۳- ۴: فرمایا امام البوداؤدؒ نے کہ ہم سے محمد بن قدامہ بن اعین نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہمیں جریر نے منصور سے نقل کرتے ہوئے خبر دی وہ ہلال بن یساف سے وہ ابوالمثنیٰ سے وہ عبادہ بن الصامت کے بھانجے سے وہ عبادہ بن الصامتؒ سے روایت کرتے ہیں۔ (تحویل سند) اور امام البوداؤدؒ نے کہا کہ ہم سے محمد بن سلیمان انباری نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں وکیع نے سفیان سے نقل کرتے ہوئے اسی کے ہم معنی خبر دی۔ وہ منصور سے وہ ہلال بن

یساف سے وہ ابوالہشٹی حمصی سے وہ عبادہ بن الصامتؓ کی بیوی کے بیٹے ابوالہشٹی سے وہ حضرت عبادہ بن الصامتؓ سے روایت کرتے ہیں یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ میرے (رحلت فرما جانے کے) بعد تم لوگوں پر امراء کا (یعنی امیر لوگوں کا تسلط) ہوگا (اس وقت) روک دیں گی چیزیں (مشاغلِ حیات) ان کو نماز کے اس کے (مختار) وقت پر ادا کرنے سے (یعنی اخیر زمانہ میں ایسے امراء ہوں گے جو نماز کو وقتِ مختار پر پڑھنے کی بجائے بالکل آخر وقت پر پڑھیں گے) یہاں تک کہ جب نماز کا وقت چلا جائے گا (تب پڑھیں گے) (حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے حکم یہ ہے کہ جب ایسا ہونے لگے) تو تم لوگ (فرداً فرداً) نماز کو اس کے (مختار) وقت پر پڑھ لینا۔ پس (اس حکم کو سن کر) ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ (کیا) نماز پڑھوں گا ان کے ساتھ (بھی)۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اگر تو چاہے (تو ان کے ساتھ دوبارہ جماعت سے بھی نماز پڑھ لے) اور (راوی حدیث) سفیان نے (أَصَلِّيَ مَعَهُمْ كِي بَجَائِ) اِنْ اَذَرْتُهَا مَعَهُمْ اَصَلِّي مَعَهُمْ کہا ہے (یعنی کیا میں ان لوگوں کو نماز پڑھتا ہوا پاؤں تو میں بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لوں) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر تو چاہے۔ (تو پڑھ لے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۳۳)

۱۔ محمد بن قدامة بن أعين :- یہ محمد بن قدامة بن أعين بن مسور القرشي، أبو عبد الله المصيصي ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ بتاتے ہوئے دسویں طبقے میں شمار کیا ہے۔ اور سن وفات تقریباً دو سو پچاس ہجری ۲۵۰ھ نقل کیا ہے۔

۲۔ جریر :- یہ جریر بن عبد الحمید الضبی، الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۱)۔

۳۔ منصور :- یہ منصور بن المعتمر السلمي، أبو عثاب الکوفی ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۲۱)۔

۴۔ ہلال بن یساف:۔ یہ ہلال بن یساف (بکسر التحتانیة ثم مهملة ثم فاء) و یقال ابن إساف الأشجعی، الکوفی ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ تیسرے طبقہ میں شمار ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۷)۔

۵۔ أبو المثنیٰ:۔ یہ أبو المثنیٰ الأملوکی، الحمصی ہیں۔ کنیت سے مشہور ہیں آپ کا نام ضمضم ہے حافظ نے ان کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ علامہ عجلی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ اور ان کا چوتھے طبقہ میں شمار ہے۔

۶۔ ابن أخت عباد بن الصامت:۔ آپ أبو ابی الأنصاري-عبادة بن الصامتؓ کی بیوی ام حرام بنت ملحان کے بیٹے ہیں۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ عبادہ کی بہن کے بیٹے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ عبادہ کے بھائی کے بیٹے ہیں۔ لیکن حضرت سہارنپوری نے پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے علامہ سیوطیؒ نے بھی اسی کو رائج اور اصح کہا ہے۔ ان کے نام میں بھی کافی اختلاف ہے (۱) یہ عبد اللہ بن عمرو بن قیس بن زید الأنصاري ہیں۔ (۲) ان کا نام عبد اللہ بن ابی ہے۔ (۳) ان کا نام عبد اللہ بن کعب ہے۔ اور ابن حبانؒ نے ان کا نام شمعون نقل کیا ہے۔ بہر حال آپ کا نام عبد اللہ ہے ولدیت میں قدر سے اختلاف ہے آپ قدیم الاسلام صحابیؓ ہیں۔ آپ ان حضرات میں سے ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کا رخ کر کے نماز پڑھی ہے یعنی تحویل قبلہ سے قبل بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ ابن مندہ نے آپ کے سلسلہ میں نقل کیا ہے کہ آپ غلظین میں دیگر تمام صحابہ کرام سے آخر میں انتقال فرمانے والے ہیں۔

۷۔ عبادہ بن الصامت:۔ آپ حضرت عبادہ بن الصامت الصحابیؓ ہیں۔ آپ

کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۵)۔

۸۔ محمد بن سلیمان:۔ یہ محمد بن سلیمان الأنباری، أبو ہارون ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۶۶)۔

۹۔ وکیع:۔ یہ وکیع بن الجراح الرواسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

۱۰۔ سفیان:۔ یہ امام سفیان بن سعید الثوری ہیں جیسا کہ شیخ ولی الدین نے اس کی
صراحت کی ہے۔ لیکن ابن ماجہ نے اس حدیث کو سفیان بن عیینہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ واضح
رہے کہ دونوں سفیان منصور سے روایت کرتے ہیں۔ سفیان ثوری کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)
اور سفیان بن عیینہ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۱۱۔ منصور:۔ یہ منصور بن المعتمر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔

۱۲۔ ہلال بن یساف:۔ یہ ہلال بن یساف الأشجعی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹۷)۔

۱۳۔ أبو المثنیٰ الحمصی:۔ یہ ضمیم الأملوکی ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں
نمبر (۵) پر۔

۱۴۔ أبو أبی ابن امرأة عبادة بن الصامتؓ:۔ یہ أبو أبی الأنصاری ہیں دیکھیں
اسی حدیث میں نمبر (۶) پر۔

۱۵۔ عبادة بن الصامت:۔ آپؓ جلیل القدر صحابی عبادة بن الصامتؓ ہیں۔ دیکھیں
حدیث نمبر (۲۲۵)۔

الحديث/ ۴۳۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ -
يَعْنِي الزَّعْفَرَانِيَّ، حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِي يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ فَهِيَ لَكُمْ وَهِيَ عَلَيْهِمْ، فَصَلُّوا مَعَهُمْ مَا صَلَّوْا الْقِبْلَةَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۳۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے ابوالولید الطیالسی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں ابوہاشم یعنی الزعفرانی نے خبر دی۔ انہوں نے کہا مجھ سے صالح بن عبید نے قبیصہ بن وقاص سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تم پر (ایسے) امراء کا (تسلط و دور دورہ) ہوگا جو نماز کو تاخیر سے پڑھیں گے (یعنی اول وقت کی بجائے تاخیر سے پڑھیں گے) پس یہ تمہارے لئے ہے (یعنی تمہارے لئے یہ حکم ہے کہ تم اول وقت پر منفرداً منفرداً نماز پڑھ لو) اور یہ تمہارے لئے نفع بخش ہے اور ان کا تاخیر سے پڑھنا تمہارے لئے ضرر کا باعث نہ ہوگا چونکہ تم نے تو وقتِ مستحب پر پڑھ لیا تھا) اور یہ (تاخیر سے نماز پڑھنے کا ضرر) ان لوگوں پر ہے (چونکہ انہوں نے تاخیر سے پڑھنے کی وجہ سے ضرر والی چیز کا ارتکاب کیا ہے) پس تم لوگ ان کے ساتھ (بھی) نماز پڑھتے رہو جب تک وہ لوگ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے رہیں۔

تعارف رجال حدیث (۴۳۴)

۱۔ ابوالولید الطیالسی :- یہ ہشام بن عبد الملک الباہلی، ابوالولید الطیالسی، البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۲۔ ابوہاشم الزعفرانی :- یہ عمار بن عمار، ابوہاشم الزعفرانی، البصري ہیں۔ حافظ نے ان کے سلسلہ میں لا باس بہ لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔ لیکن ابن معین نے ثقہ اور ابوحاتم نے صالح ماأری بہ بأساً کہا ہے اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا

ہے۔ اور علامہ عقیلی نے ضعفاء میں ذکر کیا ہے جبکہ امام بخاریؒ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ فیہ نَظَرٌ :- واضح رہے کہ یہ الزعفرانی اپنے زعفران بیچنے کے پیشہ کی طرف منسوب ہو کر کہلاتے ہیں۔ الزعفرانیہ شہر کی طرف منسوب نہیں ہیں۔

۳۔ صالح بن عبید :- یہ صالح بن عبید حضرت قبیصة بن وقاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہا گیا ہے کہ یہ ان صالح بن عبید کے علاوہ ہیں جن سے عمرو بن الحارث المصري روایت کرتے ہیں حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ مقبول راوی ہیں۔ اور چھٹے طبقے میں شمار ہے۔ اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔

۴۔ قبیصة بن وقاصؓ :- آپ قبیصة بن وقاص السلمي، ويقال الليثي الصحابي ہیں۔ امام بخاریؒ نے ان کے لئے صحبت ثابت کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ بصریین میں شمار ہوتے ہیں۔

(۱۱) بَابُ فِي مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا

یہ باب ہے اس شخص کے بارے میں جو نماز سے (غافل ہو کر) سو جائے یا اسے بھول جائے (یعنی اس باب میں وہ روایات مذکور ہیں جو اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں کہ جو شخص نماز سے سو جائے یا اس کو بھول جائے یہاں تک کہ نماز کا وقت نکل جائے تو کیا کرے) (۱۱)

الحديث/ ۴۳۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ فَسَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكَنَا الْكَرَى عَرَسَ

وَقَالَ لِبَلَالٍ: اكْمَلْنَا اللَّيْلَ. قَالَ: فَعَلَيْتُ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَبِدٌّ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا بَلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا ضَرَبَتْهُمْ الشَّمْسُ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ لَهُمْ اسْتَيْقَظًا، فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا بَلَالُ؟ فَقَالَ: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا. ثُمَّ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَرَ بَلَالًا فَأَقَامَ لَهُمُ الصَّلَاةَ وَصَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ. فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللَّهَ قَالَ: أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرِ)). قَالَ يُونُسُ: وَكَانَ ابْنُ شَهَابٍ يَقْرُوهَا كَذَلِكَ. قَالَ أَحْمَدُ قَالَ عُبَيْسَةُ يَعْنِي عَنْ يُونُسَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: لِدِ كَرَى. قَالَ أَحْمَدُ: الْكَرَى النُّعَاسُ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۳۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے احمد بن صالح نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہمیں ابن وہب نے خبر دی انہوں نے کہا مجھے یونس نے ابن شہاب سے نقل کرتے ہوئے خبر دی وہ ابن المسیب سے وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں یہ کہ (آپؐ نے فرمایا کہ) رسول اللہ ﷺ جب غزوہ خیبر سے (جوسن ۷ھ محرم کے آخر میں واقع ہوا) واپسی کے وقت (مدینہ منورہ کی طرف) لوٹے تو رات میں چلے یہاں تک کہ جب ہم کو نیند آنے لگی تو آپ ﷺ رات کے آخری حصہ میں آرام کے لئے اتر پڑے اور بلالؓ سے فرمایا کہ رات کو (آخری حصہ میں) جاگتے رہنا (یعنی تم حفاظت کے لئے مقرر کئے جا رہے ہو کہیں سو نہ جانا کہ نماز کا وقت بھی فوت ہو جائے بلالؓ کو شاید اس وجہ سے حکم دیا تھا کہ آپؐ مؤذن رسول ﷺ اور وقت کے جاننے والے تھے) ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ پس بلالؓ کو نیند آگئی درانحالیکہ وہ اپنے اونٹ سے تکیہ لگائے ہوئے تھے (یعنی

فرمانِ رسول ﷺ کے بعد آپ نماز وغیرہ میں مصروف ہو گئے لیکن آخر رات میں بلا اختیار آپ کو نیند نے ایسا بوچا کہ آنکھ نہ کھلی (پس نہ تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے نہ ہی بلالؓ اور نہ کوئی آپ ﷺ کے دیگر صحابہ کرامؓ میں سے) (بیدار ہوسکا) یہاں تک کہ جب ان لوگوں پر دھوپ پڑی (یعنی چونکہ رات کا آخری حصہ تھا اس لئے ایسا سوئے کہ فجر کی نماز کا وقت نکل گیا اور جب دھوپ کی شعائیں اور لپٹ جسم پر پڑی) تو ان (سونے والے) حضرات میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہونے والے تھے۔

تو رسول اللہ ﷺ (بیدار ہونے پر) گھبرا گئے اور فرمایا کہ اے بلالؓ (یعنی تو کیوں سو گیا کہ ہماری نماز قضاء ہوگئی) تو بلالؓ نے (عذر بیان کرتے ہوئے) کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! پکڑ لیا (اضطراری طور پر) مجھ کو (بھی) اس نے جس نے پکڑ رکھا تھا آپ ﷺ کو۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ پھر اپنے اونٹوں کو لے کر کچھ دور چلے (واضح رہے کہ یہ تھوڑی دور چلنایا تو اس وجہ سے تھا کہ یہ غفلت کی جگہ ہے جہاں نماز فوت ہوگئی ہے یا پھر اس وجہ سے تھا کہ سورج باقاعدہ بلند نہیں ہوا تھا یعنی مکروہ وقت تھا جس میں قضاہ منہی عنہ وقت ہونے کی وجہ سے نہ ہو سکتی تھی اس سلسلہ میں دونوں ہی قولوں کی طرف اشارہ ملتا ہے)۔ پھر نبی کریم ﷺ نے وضوء کیا اور بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی اور نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر جب نماز مکمل ہوگئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے اس کو پڑھلے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرِ** (یعنی قائم کرو نماز کو جب یاد آئے) (راوی حدیث یونس نے کہا کہ ابن شہاب اس آیت کو اسی طرح **لِلذِّكْرِ** یعنی الف مقصورہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ (لیکن) احمد بن صالح نے کہا کہ عنبسہ (بن خالد) نے یونس سے اس حدیث کے بارے **لِلذِّكْرِ** نقل کیا ہے (یعنی نماز پڑھو میری یاد کے لئے)۔ (اور یہی مشہور قراءت ہے اور ابن شہاب جو **لِلذِّكْرِ** پڑھتے تھے وہ اسی حدیث کی وجہ سے پڑھتے تھے اور یہ قراءت شاذ ہے) اور احمد بن صالح نے کہا کہ الکری کے معنی ہیں

نیں آنا۔

(ف) اس مذکورہ حدیث کے تحت چند باتیں بہت اہم اور قابلِ غور ہیں جن کو مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ (۱) حِينَ قَفَلَ عَنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ۔ یعنی یہ واقعہ خیبر سے مدینہ منورہ واپسی کے وقت پیش آیا جیسا کہ اس حدیث میں اس کی صراحت ہے اور اسی کی تائید مسلم شریف کی روایت سے بھی ہوتی ہے اور یہی صحیح بھی ہے جیسا کہ الباجیؒ اور ابن عبد البرؒ اور علامہ نوویؒ نے فرمایا ہے۔ نیز قاضی عیاض نے اہل سیر کا قول بھی یہی نقل کیا ہے اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ لیکن ابن العربی نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ سونے کا واقعہ تین مرتبہ پیش آیا ہے، ابن الحصار نے بھی اسی قول کی تائید کی ہے۔ اور علامہ اصبلی نے یہ کہا ہے کہ یہ نماز سے سوجانے کا واقعہ غزوہ حنین میں مکہ مکرمہ کی طرف واپسی کے وقت پیش آیا ہے اور صرف ایک مرتبہ حنین سے واپسی کے وقت ہی پیش آیا ہے۔ اور مسلم شریف کی دوسری روایت جو ابن مسعودؓ سے مروی ہے اس میں یہ صراحت ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ سے واپسی کے وقت کا ہے۔ اور طبرانی وغیرہ میں تبوک سے واپسی کے وقت کا ذکر ہے۔ بہر حال محققین کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے تفصیل کے لئے حضرت شیخ مولانا ذکریا صاحبؒ کی کتاب الاوجز کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲) فَأَقْبَضُورَ وَاحِلَهُمْ:۔ اپنی سوار یوں کو پکڑ کر آگے بڑھے۔ یہ بڑھنا کس وجہ سے تھا یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے۔ (۱) یہ کہ آپ ﷺ نے بڑھنے اور آگے جانے کا اس وجہ سے حکم دیا کہ یہ غفلت کی جگہ تھی جیسا کہ مسلم شریف میں اس کی یوں صراحت ہے لِيَأْخُذَ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ فَإِنْ هَذَا مَنَزَلٌ حَضَرْنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ۔ اور آگے آنے والی روایت بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

(۲) یہ آگے بڑھنا اس وجہ سے تھا تاکہ نماز کا مکروہ وقت نکل جائے چونکہ جس وقت آپ ﷺ بیدار ہوئے تھے اس وقت سورج نکل رہا تھا۔ اور سورج نکلنے کے وقت نماز پڑھنا منع ہے اس وجہ سے آپ ﷺ نے آگے بڑھنے کا حکم دیا کہ سورج بلند ہو جائے۔ مگر یہ قول ضعیف ہے چونکہ اس کے خلاف صحیح

احادیث دال ہیں اس بات پر کہ ان لوگوں کو سورج کی گرمی اور لپٹ نے جگایا تھا اور گرمی اور لپٹ تو سورج کے بلند ہونے کے بعد ہی ہوتی ہے۔ بہر حال انہیں وجوہ کی بناء پر آپ ﷺ نے آگے بڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اب مسئلہ یہ رہ جاتا ہے کہ فائیتہ کی قضاء اوقاتِ مکروہہ میں جائز ہے یا نہیں یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے۔

(۱) ائمہ ثلاثہ اور امام اوزاعی اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک فائیتہ نمازوں کی قضاء ہر وقت جائز ہے اس کے لئے منہی عنہ وقت سے بچنے کی ضرورت نہیں ہے ہاں البتہ نوافل کا پڑھنا ایسے وقت میں منع ہے۔

(۲) حضرات حنفیہ کے نزدیک مکروہ اور منہی عنہ وقت میں فائیتہ کی قضاء بھی منع ہے۔

(۳) فَأَقَامَ لَهُمُ الصَّلَاةَ: پس بلالؓ نے نماز کی اقامت کہی۔ اس جملہ کے تحت بھی فقہاء کا تھوڑا اختلاف ہے کہ فائیتہ کے لئے صرف اقامت کہی جائے گی جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے یا اقامت سے پہلے اذان بھی کہنا لازم ہے۔ اس سلسلہ میں دو مذہب ہیں۔

(۱) امام مالکؒ امام شافعیؒ کا قولِ جدید اور امام اوزاعیؒ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ فائیتہ نمازوں کے لئے اذان ضروری نہیں ہے۔ یہ حضرات مذکورہ بالا جملہ سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ امام احمدؒ ابو ثورؒ امام شافعیؒ کا قولِ قدیم جس پر شوافع کا عمل بھی ہے۔ یہ ہے کہ فائیتہ نمازوں کے لئے اقامت کے ساتھ ساتھ اذان بھی کہی جائیگی ان حضرات کا مستدل وہ روایات ہیں جو صحیحین میں اس قصہ کے بارے میں منقول ہیں اور جن میں یہ ہے۔ ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكَعَتَيْنِ الْخ۔ کیونکہ یہاں پر اذان سے حقیقی اذان بھی مراد لی جاسکتی ہے۔ اور ان حضرات کا دوسرا مضبوط استدلال عمران بن حصین اور عمرو بن امیہ کی وہ روایات ہیں جن میں اذان و اقامت دونوں کے جمع کرنے کا ذکر ہے۔

اور اس اور اس جیسی دیگر احادیث جن میں اذان کا ذکر نہیں ہے ان روایات کا جواب دیتے ہوئے ان حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ ان روایات میں اَقَامَ الصَّلَاةَ سے اَقَامَ بَعْدَ اَنْ اَذَّنَ مراد ہے۔ اور دوسرا جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ یہ جواز کے لئے ہے یعنی اگر کوئی شخص صرف تکبیر پر اکتفاء کر لے تو بھی جائز ہے۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے الا و جز۔

(۳) فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا:۔ پس جب یاد آئے پڑھ لے۔ اس جملہ کے تحت بھی فقہاء کا تھوڑا سا اختلاف ہے کہ یہ قضاء علی الفور واجب ہے یا بالترانی۔

(۱) امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف امام مزنی امام کرخی نے فرمایا کہ جو شخص نماز سے غافل ہو کر سو جائے یا بوجہ غفلت بھول جائے تو یاد آنے پر علی الفور قضاء لازم ہے تاخیر کرنا منع ہے۔ یہ حضرات حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں۔

(۲) امام شافعی امام مالک اور القاسم نے فرمایا ہے کہ قضاء علی الترانہ واجب ہے نہ کہ علی الفور۔ انکا مسئلہ وہ جملہ ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ آگے بڑھ چلو چونکہ اس جگہ پر ہم لوگ سو گئے ہیں لہذا اگر علی الفور قضاء واجب ہوتی تو آپ ﷺ آگے بڑھنے کا حکم صادر نہ فرماتے۔ اور ہا فلیصلہا إِذَا ذَكَرَهَا۔ تو اس میں امر استحبابی ہے نہ کہ وجوبی۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

تعارف رجال حدیث (۴۳۵)

۱۔ أحمد بن صالح:۔ یہ أحمد بن صالح المصري، أبو جعفر الحافظ المعروف بابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۲۔ ابن وهب:۔ یہ عبد اللہ بن وهب بن مسلم القرشي، أبو محمد البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ یونس:- یہ یونس بن یزید بن أبی النجاد الأیلی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۴۹)۔

۴۔ ابن شہاب:- یہ محمد بن مسلم- ابن شہاب- الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۵۔ ابن المسیب:- یہ سعید بن المسیب القرشی، المخزومی جلیل القدر تابعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۶۔ ابوہریرہ: آپؓ مشہور کثیر الروایات صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۷۔ بلال: آپؓ مؤذن رسول بلال بن رباح الحبشی الصحابی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۸۔ یونس:- یہ یونس بن یزید بن أبی النجاد الأیلی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۴۹)۔

۹۔ ابن شہاب:- یہ محمد بن مسلم- ابن شہاب- الزہری ہیں دیکھیں حدیث (۹)۔

۱۰۔ أحمد:- یہ أحمد بن صالح شیخ المصنف المصري ہیں دیکھیں حدیث (۱۴۷)۔

۱۱۔ عنبسة:- یہ عنبسة بن خالد بن یزید الأیلی الأموی ہیں دیکھیں حدیث (۲۳۷)۔

الحديث/ ۳۶ ۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا أَبَانُ أَخْبَرَنَا

مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ:

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: تَحَوَّلُوا عَنْ مَكَانِكُمْ الَّذِي أَصَابَتْكُمْ فِيهِ الْعَفْلَةُ. قَالَ:

فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَنَ وَأَقَامَ وَصَلَّى)). قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَالِكٌ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

وَالْأَوْزَاعِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ الْأَذَانَ

فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ هَذَا وَلَمْ يُسْنِدْهُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الْأَوْزَاعِيُّ وَأَبَانُ الْعَطَّارُ عَنْ مَعْمَرٍ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۳۶ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں ابان نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ہمیں معمر نے زہری سے نقل کرتے ہوئے خبر دی وہ سعید بن المسیب سے وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی (سابقہ) حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ۔ پس رسول اللہ ﷺ نے (بیدار ہونے پر) فرمایا کہ اس جگہ سے آگے چلو جس میں یہ غفلت واقع ہوئی ہے۔ (یعنی غفلت کی جگہ سے رحلت فرمانے کو ارشاد فرمایا۔ اور جب تھوڑی دور آگے پہنچے تو) ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھی (یعنی اس حدیث میں اقامت کے ساتھ ساتھ اذان کہنا بھی مذکور ہے۔ الغرض مصنفؒ اس حدیث سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ زہری سے اس بارے میں جو روایات منقول ہیں وہ مختلف فیہ ہیں چونکہ زہری سے یونس نے جو روایت نقل کی ہے اس میں آپ ﷺ کا بلالؓ کو اذان دینے کا حکم مذکور نہیں ہے اور اس حدیث کو زہری ہی سے معمر نے روایت کیا ہے مگر اس میں یہ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے بلالؓ کو اذان و اقامت دونوں کا حکم دیا تھا۔ واضح رہے کہ اقامت مع الاذان کی روایت امام بیہقی نے معمر کے طریق سے مفصلاً ذکر کی ہے۔ نیز امام ابوداؤدؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس واقعہ میں اذان ثابت ہے جسے ابو ہریرہؓ کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی نقل کیا ہے۔)

اور امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ اس روایت کو امام مالکؒ اور سفیان بن عیینہ اور امام اوزاعی اور عبدالرزاق نے معمر سے اور ابن اسحاق نے بھی روایت کیا ہے لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی

زہری کی اس حدیث میں اذان کا تذکرہ نہیں کیا ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی نے اس کو ان کی طرف منسوب کیا ہے مگر امام اوزاعی اور ابان العطار نے معمر سے (اس کو روایت کیا ہے)۔

(ف) خاص وضاحت:۔ مصنفؒ کا اس تعلق سے اولاً یونس کی حدیث کو تقویت دینا مقصود ہے جس میں اذان کا ذکر نہیں ہے۔ نیز وہ اس بات کو بھی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں اذان کی زیادتی بیان کرنا ضعیف ہے۔ چونکہ زہری سے ابان عن معمر کے طریق سے ہی ابو ہریرہؓ کی روایت میں یہ مروی ہے اس کے علاوہ متصلاً اور کسی نے ابو ہریرہؓ سے اس کو نہیں روایت کیا ہے۔ ہاں اذان کی زیادتی کو تقویت ان روایات سے ہوتی ہے جو عمران بن حصین اور ابو قتادہ سے اس بابت میں مروی ہیں اور جن میں اذان کا ذکر ہے اگرچہ وہ روایات مرسل ہیں مگر جب زیادتی صحیح ہو تو قبول کرنا اور عمل کرنا لازم ہے۔ ثانیاً مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ زہری سے روایت کرنے میں لوگوں کے مابین قدرے اختلاف ہے امام مالکؒ نے المؤطا میں اور سفیان بن عیینہ اور عبد الرزاق نے اس کو زہری سے مرسل روایت کیا ہے جس میں ابو ہریرہؓ کا ذکر نہیں ہے اور زہری ہی سے امام اوزاعی اور ابان اور یونس نے متصلاً روایت نقل کی ہے جس میں ابو ہریرہؓ کا بھی ذکر ہے۔ علامہ زرقانیؒ نے فرمایا مرسل روایت متصل روایت کے لئے مضرب نہیں ہے چونکہ یونس ثقہ اور حافظ حدیث اور قابلِ حجت ہیں جبکہ ان کی روایت کو امام اوزاعیؒ اور ابن اسحاق سے متابعت کے طور پر تقویت مل گئی ہے۔ بہر حال زہری سے یہ روایت متصل و مرسل دونوں طریق سے مروی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تعارف رجال حدیث (۴۳۶)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل:۔ یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۳)۔

- ۲- أبان:۔ یہ أبان بن یزید العطار، أبویزید البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۱)۔
- ۳- معمر:۔ یہ معمر بن راشد الأسدي، الحدّانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔
- ۴- الزهري:۔ یہ محمد بن مسلم (ابن شهاب) الزهري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔
- ۵- سعيد بن المسيب:۔ یہ سعيد بن المسيب القرشي، المنزومي جلیل القدر تابعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔
- ۶- أبو هريرة:۔ آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔
- ۷- بلال:۔ آپؓ بلال بن رباح المؤذن الرسول الصحابي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔
- ۸- أبوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب أبوداؤد السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰)۔
- ۹- مالک:۔ آپ امام الفقه مالک بن أنس الأصبحي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲)۔
- ۱۰- سفیان بن عیینة:۔ یہ سفیان بن عیینة بن أبي عمران میمون الہلالی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔
- ۱۱- الأوزاعي:۔ یہ عبدالرحمن بن عمرو بن أبي عمرو الشامي، الأوزاعي مشہور امام فقہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۵)۔
- ۱۲- عبدالرزاق:۔ یہ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحميري، أبوبکر الصنعاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔
- ۱۳- معمر:۔ یہ معمر بن راشد الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔
- ۱۴- ابن إسحاق:۔ یہ محمد بن إسحاق بن یسار المطلبي، المدني، إمام

المغازي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۱۵۔ الزهري:۔ یہ محمد بن مسلم (ابن شہاب) الزهري ہیں دیکھیں حدیث (۹)۔

۱۶۔ الأوزاعي:۔ یہ عبدالرحمن بن عمرو بن أبي عمرو الشامي، الأوزاعي مشہور امام فقہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۵)۔

۱۷۔ أبان العطار:۔ یہ أبان بن يزيد العطار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۱۸۔ معمر:۔ یہ معمر بن راشد الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

الحديث ۳۷/ ۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَنَا أَبُو قَتَادَةَ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ، فَمَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَلَتْ مَعَهُ، فَقَالَ: انْظُرْ. فَقُلْتُ: هَذَا رَاكِبٌ، هَذَا رَاكِبَانِ، هُوَ لِثَلَاثَةٍ، حَتَّى صِرْنَا سَبْعَةً، فَقَالَ: احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتِنَا - يَعْنِي صَلَاةَ الْفَجْرِ - فَضْرَبَ عَلَى آذَانِهِمْ، فَمَا يَقْظُهُمْ إِلَّا حُرُّ الشَّمْسِ، فَقَامُوا فَسَارُوا هَنِيئَةً، ثُمَّ نَزَلُوا فَتَوَضَّؤُوا، وَأَذَنَ بِلَالٌ فَصَلَّوْا رَكَعَتِي الْفَجْرِ ثُمَّ صَلَّوْا الْفَجْرَ وَرَكِبُوا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: قَدْ فَرَطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّهُ لَا تَفْرِيطُ فِي النَّوْمِ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقِظَةِ، فَإِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ عَنْ صَلَاةٍ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَذْكُرُهَا وَمِنَ الْعَدْلِ لِلْوَقْتِ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۳۷/ ۴:۔ فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل

نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں حماد نے خبر دی وہ ثابت بنانی سے نقل کرتے ہیں وہ عبد اللہ بن رباح

انصاری سے نقل کرتے ہیں (عبداللہ بن رباح نے کہا) ہمیں البوقادہ نے خبر دی یہ کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے پس نبی کریم ﷺ (ایک راستہ سے) مائل ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ (راستہ سے) مائل ہوا (یعنی آپ ﷺ کے نقش قدم پر میں بھی راستہ تبدیل کر کے آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھ (مسلم شریف میں یہ الفاظ منقول ہیں ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَى مِنْ أَحَدٍ کہ کیا تجھے کوئی نظر آ رہا ہے) پس میں نے (جواب میں) کہا کہ یہ ایک سوار ہے یہ دو سوار ہیں، تین ہیں یہاں تک کہ (شمار کرتے کرتے) ہم سات آدمی ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ہماری نماز یعنی نماز فجر کا خیال رکھنا (واضح رہے کہ یہ صلاۃ فجر کی تفسیر عبداللہ بن رباح یا کسی دوسرے راوی کی ہے) پس ان کے کانوں پر مار دیا گیا (یعنی کان سننے سے بند ہو گئے یہ محاورہ سونے کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فَضَرْنَا عَلَىٰ اَذَانِهِمْ میں بھی سونے ہی کے معنی میں ہے لہذا مطلب یہ ہوگا کہ سو گئے) پس نہیں بیدار کیا ان کو مگر سورج کی حرارت نے (یعنی ایسا نیند کا غلبہ رہا کہ سخت دھوپ کی گرمی جب محسوس ہوئی تب آنکھیں کھلیں اور بیدار ہوئے) تو وہ لوگ اٹھے اور تھوڑی دور چلے پھر اترے اور وضو کیا اور بلالؓ نے اذان دی پس سب نے فجر کی (سنتوں کی) دو رکعت پڑھیں پھر ان سب نے فجر کی (فرض نماز) پڑھی اور سوار ہوئے پس بعض نے بعض سے کہنا شروع کیا کہ ہم نے تجاوز کیا ہے اپنی نماز میں (یعنی وقت پر نماز نہ پڑھ کر قصور وار ہوئے ہیں) تو (ہماری اس بات کو سن کر) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سو جانے میں کوئی قصور نہیں ہے جزایں نیست قصور تو جا گئے ہیں (نماز قضاء کر دینے میں) ہے پس جب تم میں سے کوئی نماز کو (بوجہ غفلت یا سو جانے کے) بھول جائے تو اُسے چاہئے کہ اس کو پڑھ لے جب اسے یاد آئے اور دوسرے دن وقت پر (پڑھے)۔

(ف) یہ حدیث حضراتِ حنفیہ کی دلیل ہے کیونکہ یہ فوائت کے لئے اذان کے ثبوت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بات بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ مکروہ اوقات میں نماز کی قضاء

درست نہیں ہے۔ چونکہ اگر مکروہ اوقات میں نماز جائز ہوتی تو آپ ﷺ فوراً نماز ادا فرماتے آگے کوچ کرنے کے بعد نہ پڑھتے۔ اور اس میں جو وَمِنْ الْعِدِّ لِلْوَقْتِ: ہے اس جملہ کی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ جب نماز قضاء ہو جائے تو فوراً قضاء پڑھ لے اور کل اپنے وقت پر یعنی آج کی تو سو جانے کی وجہ سے قضاء ہوگئی اب کل کی نماز کو وقت پر پڑھنا۔ واضح رہے کہ بعض حضرات نے اس جملہ کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ نماز کو دو مرتبہ پڑھنا ہوگا یعنی ایک مرتبہ تو آج یاد آنے پر پڑھے اور کل کو بھی اسی نماز کو وقت پر دوبارہ پڑھے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۳۷)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد :- یہ حماد بن سلمة بن دینار البصری ہیں۔ جیسا کہ دارقطنی میں اس کی صراحت ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳) یا حماد بن زید بن درہم الأسدی ہیں۔ جیسا کہ ترمذی اور نسائی میں اس کی بھی صراحت ہے ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔ ثابت البنانی :- یہ ثابت بن أسلم البنانی أبو محمد البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۱)۔

۴۔ عبد اللہ بن رباح الأنصاری :- یہ عبد اللہ بن رباح الأنصاری، أبو خالد المدنی ہیں، جو بعد میں بصرہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ قرار دیتے ہوئے تیسرے طبقے میں شمار کیا ہے۔ اور تحریر کیا ہے کہ ان کو خوارج کی قوم نے قتل کر دیا تھا۔ اور تہذیب التہذیب میں آپ کی وفات ۹۰ھ کے حدود میں منقول ہے۔

۵۔ أبوقتادة: - آپؑ الحارث، ويقال عمرو أو النعمان بن ربعي، ابن بلذمة السلمي، المدني، الصحابي ہیں۔ غزوہٴ احد اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں شریک ہوئے البتہ بدر میں آپؑ کی حاضری کہنا صحیح نہیں ہے، حافظؒ نے ان کی وفات چوٹن ہجری ۵۴ھ یا اڑتیس ہجری ۳۸ھ میں تحریر کی ہے۔ لیکن پہلے قول کو راجح قرار دیا ہے اور وہی صحیح بھی ہے۔ دیکھیں حدیث (۳۱)۔

الحديث/ ۳۸ ۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ سُمَيْرٍ، قَالَ: ((قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيُّ مِنَ الْمَدِينَةِ - وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ تُفَقِّهُهُ - فَحَدَّثَنَا قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَارِسُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَيْشَ الْأَمْرَاءِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: فَلَمْ تُوقِظْنَا الشَّمْسُ طَالِعَةً، فَقُمْنَا وَهَلَيْنَ لَصَلَاتِنَا، فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: رُويْدًا رُويْدًا، حَتَّى إِذَا تَعَالَتِ الشَّمْسُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَرْكَعُ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَرْكَعْهُمَا، فَقَامَ مَنْ كَانَ يَرْكَعْهُمَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَرْكَعْهُمَا فَرَكَعْهُمَا، ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُنَادَى بِالصَّلَاةِ فَنُودِيَ بِهَا، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: الْإِنَّا نَحْمَدُ اللَّهَ أَنَّا لَمْ نَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا يَشْغُلُنَا عَنْ صَلَاتِنَا وَلَكِنْ أَرْوَا حَنَا كَانَتْ بِيَدِ اللَّهِ فَأَرْسَلَهَا أَنْشَاءً، فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ صَلَاةَ الْغَدَاةِ مِنْ غَدٍ صَالِحًا فَلْيَقْضِ مَعَهَا مِثْلَهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۳۸ ۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے علی بن نصر نے حدیث

بیان کی انہوں نے کہا ہمیں وہب بن جریر نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں الاسود بن شیبان نے خبر دی انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں خالد بن سمیر نے خبر دی (اور اس خبر میں بیان کیا کہ) ہمارے پاس عبداللہ بن رباح انصاری مدینہ منورہ سے تشریف لائے اور انصاری حضرات آپکو فقیہ جانتے تھے (یعنی عبداللہ بن رباح کی طرف فقہ کو منسوب کرتے اور آپ کو فقیہ کہتے تھے) پس انہوں نے بیان کیا یہ کہ مجھ سے ابو قتادہ انصاری نے جو رسول اللہ ﷺ کے شہسوار تھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے امیر لوگوں کا ایک لشکر بھیجا (اور آگے) اسی (مذکورہ) قصہ کو (بیان کیا اور اس میں ابو قتادہ نے) یہ بیان کیا کہ نہیں جگایا ہمیں سورج نے در انحالیکہ وہ طلوع ہونے والا تھا۔ پس ہم لوگ بیدار ہوئے اور گھبرا گئے تھے اپنی نماز (فوت ہو جانے) سے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر رک جاؤ اور ٹھہر جاؤ۔ یہاں تک کہ جب سورج (خوب) بلند ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ تم میں سے فجر کی دو رکعت (سنت) پڑھتے تھے تو وہ ان کو پڑھ لیں پس جو لوگ ان کو پڑھتے تھے اور جو نہیں پڑھتے تھے سب ہی کھڑے ہو گئے اور دو رکعت (سنت) پڑھیں۔ پھر (یعنی سنتیں پڑھنے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ نماز کے لئے پکارا جائے (یعنی اذان کہی جائے۔ ابن رسلان وغیرہ کا کہنا ہے کہ یہاں پر ”أن ينادى بالصلاة“ سے اقامت و تکبیر مراد ہے یعنی آپ ﷺ نے تکبیر و اقامت کہنے کا حکم دیا کیونکہ آگے یہ جملہ یعنی فصلی بنا اسی کی طرف مشیر ہے۔ نیز آپ ﷺ نے جو یہ نداء کا حکم دیا تھا اس سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کہ یہاں پر ”نداء“ سے اذان نہیں بلکہ اقامت مراد ہے بہر حال آپ ﷺ کا یہ حکم ملتے ہی) نماز کے لئے ندا کی گئی (یعنی اذان کہی گئی یا دوسرے قول کے مطابق تکبیر کہی گئی) اور آپ ﷺ نے ہم کو نماز پڑھائی پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: آگاہ ہو (یعنی متوجہ ہو کر سنو) بے شک ہم شکر ادا کرتے ہیں (اور لازم و ضروری ہے کہ ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے) اس بات پر کہ ہم امور دنیویہ میں سے کسی کام میں نہیں تھے کہ اُس نے ہماری نماز سے باز رکھا

ہو بلکہ ہماری روحیں اللہ کے پاس تھیں پس چھوڑ اس نے ان کو جب چاہا (چونکہ صحابہ کرامؓ اس صلاۃ فجر کے فوت ہونے کو بہت عظیم سانحہ سمجھ رہے تھے اور اس کی وجہ سے بہت رنجیدہ و پریشان تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی پریشانی و فکر کو کم کرنے اور آسان کرنے کے لئے بطور تسلی یہ ارشاد فرمایا کہ ہمیں اللہ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ ہماری یہ نماز کسی دنیوی امر میں پھنسا ہوا ہونے کی وجہ سے فوت نہیں ہوئی ہے بلکہ جب ہم سوئے تھے تو چونکہ نائمین کی ارواح اللہ تعالیٰ قبض کر لیتا ہے اور پھر جاگنے کے وقت اُن ارواح کو واپس دے دیتا اور چھوڑ دیتا ہے تو ہماری ارواح بھی اللہ کے قبضہ میں تھیں اب اُس نے جب چاہا ان کو چھوڑ الہذا ہمارا اس میں بالقصد کوئی قصور نہیں ہے اس لئے تم کو اس کی وجہ سے اتنی فکر و پریشانی نہیں ہونی چاہئے۔ اور تسلی پر مبنی یہ کلمات فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ) کل آئندہ تم میں سے جو بھی فجر کی نماز کو صالح پالے (یعنی اس کے وقت میں ادا پڑھ لے) تو وہ اس کے ساتھ (یعنی کل کی موجودہ فجر کی نماز کے ساتھ ساتھ) اسی کی مانند (یعنی دو رکعت اور) قضاء (بھی) پڑھ لے (یعنی آج کی جو فجر قضاء ہوئی ہے اس کو کل آئندہ ایک مرتبہ اور پڑھ لے)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے صراحۃً فائتہ اور قضاء نماز کو دو مرتبہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے یعنی ایک تو آج یاد آتے ہی اور سو کر اٹھتے ہی اور ایک کل کو اسی وقت کی نماز پڑھنے کے ساتھ۔ جبکہ کوئی بھی اس طرح فائتہ کو دو مرتبہ پڑھنے کا قائل نہیں ہے چنانچہ حافظؒ نے اس کی صراحت کی ہے نیز لکھا ہے کہ اس حدیث میں جو فائتہ نماز کو دو مرتبہ پڑھنے والی بات مذکور ہے یہ راوی کا وہم اور خطا ہے۔ اور اسی بات کو مزید واضح کرتے ہوئے صاحب المنہل لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں خالد بن سمیر کو تین جگہ وہم ہوا ہے (۱) اس قصہ کو جیش الامر یعنی غزوہ موتہ کا قصہ کہنے میں کیونکہ اس غزوہ میں تو آپ ﷺ تھے ہی نہیں لہذا صحیح یہ ہے کہ یہ واقعہ غزوہ خیبر سے واپسی میں پیش آیا تھا (۲) دوسرا وہم خالد بن سمیر کو اپنے قول من کان منکم یرکع رکعتی الفجر الخ میں ہوا ہے (۳) اور تیسرا وہم ان کو اپنے قول

”فلیقض معہا مثلہا“ میں ہوا ہے جس سے فائتہ کو دو مرتبہ پڑھنے والی بات سمجھ میں آرہی ہے کیونکہ اصل الفاظ یہ تھے ”فإذا كان الغد فليصلها عند وقتها“ یعنی اگر سوتے ہوئے نماز رہ جائے تو بیدار ہوتے ہی اس کو پڑھ لیا جائے اور پھر جب کل اُس نماز کا وقت آئے تو اس کو یعنی کل کی فجر کی نماز کو اس کے وقت پر پڑھا اور ادا کیا جائے لیکن اس کو روایت بالمعنی کرتے ہوئے خالد بن سمیر نے یہ کر دیا کہ کل کو فجر کی وقتی نماز کے ساتھ آج کی فائتہ فجر کو بھی دوبارہ پڑھا جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۳۸)

۱۔ علی بن نصر:۔ یہ علی بن نصر بن علی بن صُہبان الأزدی الجہضمی أبو الحسن البصری الصغیر ہیں۔ ابو حاتم نے ان کی توثیق کرنے کے ساتھ ساتھ بڑی تعریف و توصیف کی ہے ابن محمد نے ان کو ثقہ صدوق کہا ہے، ترمذی نے حافظ اور صاحب حدیث، نسائی نے کہا ہے کہ نصر بن علی اور ان کے بیٹے یعنی علی بن نصر دونوں ثقہ ہیں اور ابن حبان نے بھی دونوں کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ حافظ حدیث لکھا ہے اور گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۵۰ھ میں بتائی ہے (واضح رہے کہ ”بذل“ میں جو ان کی وفات ۲۰۵ھ میں لکھی ہے وہ سہو معلوم ہوتا ہے)۔

۲۔ وہب بن جریر:۔ یہ وہب بن جریر الأزدی أبو العباس البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۳۔ الأسود بن شیبان:۔ یہ الأسود بن شیبان السدوسی أبو شیبان البصری مولیٰ انس بن مالک ہیں حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی اور عابد و زاہد شخص لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۶۰ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ خالد بن سُمیر :- ان کے والد کے نام کے بارے میں ایک قول بڑے شین کا بھی ہے یعنی خالد بن سُمیر بہر حال یہ خالد بن سُمیر السدوسی البصری ہیں عجل، نسائی اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کے بارے میں صدوق یہم قلیلاً کے الفاظ لکھے ہیں یعنی صدوق راوی ہیں لیکن کبھی کبھی اور کہیں کہیں وہم کا شکار ہوئے ہیں اور ان کو تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ عبد اللہ بن رباح الأنصاري :- یہ عبد اللہ بن رباح الأنصاري أبو خالد المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳۷)۔

۶۔ أبو قتادة الأنصاري :- یہ الحارث بن ربیع فارسی رسول اللہ ﷺ اور (۴۳۷)۔

الحديث/ ۴۳۹ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، فِي هَذَا الْخَبَرِ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حَيْثُ شَاءَ وَرَدَّهَا حَيْثُ شَاءَ، قُمْ فَأَذِّنْ بِالصَّلَاةِ، فَقَامُوا فَتَطَهَّرُوا، حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۴۳۹ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن عون نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی خالد نے انہوں نے روایت کیا حصین سے انہوں نے ابن ابی قتادہ سے انہوں نے ابوقتادہ سے (یہ کہ انہوں نے) اس قصہ میں بیان کیا فقال النبی ﷺ الخ (یعنی ہم سے بیان کیا عمرو بن عون نے اپنی سند سے حضرت ابوقتادہ سے اسی قصہ کے اندر یہ کہ حضرت

البوقادہ نے اس واقعہ وقصہ کو بیان کرتے ہوئے کہا) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری روحوں کو قبض کئے رکھا جب (تک) چاہا اور چھوڑ دیا (لوٹا دیا) انکو جب چاہا (اور یہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے بلالؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا) قُمْ فَأَذِّنْ بِالصَّلَاةِ یعنی کھڑا ہوا اور نماز کے لئے اذان دے، پھر سب (یعنی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے تمام صحابہ) کھڑے ہوئے اور سب نے وضوء کیا، یہاں تک کہ جب آفتاب بلند ہو گیا (اور وقت مکروہ نکل گیا) تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

نوٹ :- اس حدیث شریف کو پڑھ کر اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ اس حدیث شریف سے اذان کا حکم دینا اور ان لوگوں کا وضوء کرنا ارتفاع شمس سے پہلے معلوم ہو رہا ہے جبکہ اس سے پہلے کی احادیث اور بعد میں آنے والی احادیث سے یہ دونوں چیزیں ارتفاع شمس کے بعد معلوم ہو رہی ہیں تو بظاہر روایات میں تعارض و تضاد اور منافات معلوم ہو رہی ہے جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے تو ایسا کیوں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب ان احادیث میں دو واقعے مذکور ہیں ایک میں دونوں کام ارتفاع شمس سے پہلے ہوئے ہیں اور ایک میں ارتفاع شمس کے بعد اس لئے آپ کو یہ تضاد و تعارض والا اشکال نہیں ہونا چاہئے۔

اور واضح رہے کہ مصنف نے اس سے پہلی حدیث یعنی حدیث نمبر (۴۳۸) کے بعد اس حدیث نمبر (۴۳۹) کو لا کر غالباً اسی طرف اشارہ کرنا چاہا ہے کہ کچھلی روایت میں جو لفظ نداء یعنی ”اَنِّ يَنَادِي بِالصَّلَاةِ“ تھا اس سے مراد اذان ہے نہ کہ اقامت نیز ایک مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھلی روایت میں وضوء کی صراحت نہ تھی اور اس میں وضوء کی صراحت ہے۔ یعنی کچھلی روایت کا مطلب بھی یہی ہے کہ پہلے اذان دی گئی پھر ان لوگوں نے وضوء کیا اور پھر تکبیر کہے جانے کے بعد آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

تعارف رجال حدیث (۴۳۹)

- ۱۔ عمرو بن عون:- یہ عمرو بن عون الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔
- ۲۔ خالد:- یہ خالد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن یزید الطحان الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔
- ۳۔ حصین:- یہ حصین بن عبد الرحمن السلمي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔
- ۴۔ ابن أبي قتادة:- یہ عبد اللہ بن أبي قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۵۔ أبو قتادة:- آپ الحارث بن ربعي أبو قتادة الصحابيؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۱)۔

الحديث / ٤٤٠ - حَدَّثَنَا هَنَادٌ أَخْبَرَنَا عَبَثُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: ((فَتَوَضَّأَ حِينَ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى بِهِمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۴۰ :- فرمایا امام البوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ہناد نے

انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبث نے حصین سے روایت کرتے ہوئے (حصین نے روایت کیا) عبد اللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نعی کریم ﷺ سے (اور ہم سے ہناد نے کہا کہ بیان کیا کہ عبث نے بواسطہ حصین بن عبد الرحمن) اس کے مضمون کو (یعنی خالد کی سابقہ حدیث نمبر (۴۳۹) کے مضمون کو جس کو خالد نے بھی حصین بن عبد الرحمن ہی سے روایت کیا ہے) مگر انہوں نے یعنی عبث نے اپنی روایت میں یہ بیان کیا ہے کہ وضو کیا آپ ﷺ نے آفتاب بلند ہونے کے بعد اور ان

کو نماز پڑھائی (غالباً اس روایت کو لا کر مصنفؒ نے یہ بتانا چاہا ہے کہ حصین کے شاگرد خالد نے تو اپنی روایت میں وضوء کرنے کو ارتفاعِ شمس سے پہلے بتایا ہے مگر حصین ہی کے ایک دوسرے شاگرد یعنی عبثر نے جب اس روایت کو انہیں سے بیان کیا تو وضوء کرنے کو ارتفاعِ شمس کے بعد بتایا ہے۔ اب اگر پھر وہی تضاد و تعارض بین الاحادیث والی بات پریشان کرے تو ان احادیث کو تعددِ واقعہ پر محمول کرتے ہوئے اپنی پریشانی کو دور فرمالیں)۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۴۰)

۱۔ ہناد:۔ یہ ہناد بن السریّ التیمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۲۔ عبثر:۔ یہ عبثر بن القاسم الزبیدی أبو زبید الکوفی ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۷۷ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ حصین:۔ یہ حصین بن عبدالرحمن السلمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۴۔ عبداللہ بن ابي قتادة:۔ یہ عبداللہ بن ابي قتادة الحارث بن ربیع الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۵۔ عن أبيه:۔ اس میں ابّ سے مراد حضرت أبو قتادة الحارث بن ربیع ہیں اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

الحديث / ٤٤١ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَهُوَ الطَّيَالِسِيُّ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ فِي النَّوْمِ

تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقْظَةِ أَنْ تُؤَخَّرَ صَلَاةٌ حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ أُخْرَى)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عباس غبری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سلیمان بن داؤد نے۔ اور یہ سلیمان بن داؤد الطیالسی ہیں۔ (سلیمان بن داؤد طیالسی نے کہا) ہمیں خبر دی سلیمان۔ یعنی سلیمان بن مغیرہ نے۔ انہوں نے روایت کیا ثابت سے انہوں نے عبد اللہ بن رباح سے انہوں نے حضرت ابوقنادہؓ سے (یہ کہ حضرت ابوقنادہؓ نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونے (اور نیند میں) قصور (کو گناہی اور گناہ) نہیں ہے (کیونکہ حالت نوم میں انسان کو کوئی اختیار و بس نہیں ہوتا لیکن) یقیناً جاگنے میں (یعنی حالت یقظہ اور بیداری میں) تفریط (قصور و گناہ کی بات ہے) یہ کہ مؤخر کیا جائے کسی نماز کو یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے (یعنی اگر سوتے میں نماز مؤخر اور قضاء ہو جائے تو معاف ہے اور گناہ نہیں ہے لیکن اگر جاگتے ہوئے جانتے بوجھتے سستی کرتے ہوئے نماز نہ پڑھی جائے اور اس کو مؤخر کیا جائے اور اتنا مؤخر کیا جائے کہ اس کے بعد کی دوسری نماز کا وقت شروع ہو جائے تو یہ بہت بڑی تفریط و تقصیر اور گناہ کی بات ہے)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف میں جو لفظ ”تؤخر“ ہے یہ صیغہ مخاطب معروف بھی ہو سکتا ہے لیکن اس شکل میں اس کے بعد جو لفظ ”صلاة“ ہے اس کو بر بنائے مفعول منصوب پڑھیں گے۔ اور صیغہ واحد مؤنث غائب مجہول بھی ہو سکتا ہے مگر اس شکل میں اس کے بعد جو لفظ ”صلاة“ ہے اس کو بر بنائے نائب فاعل مرفوع پڑھیں گے۔

واضح رہے کہ اس حدیث شریف سے کئی باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) یہ کہ ہر ایک نماز کا وقت دوسری نماز کے وقت تک ممتد رہتا ہے سوائے فجر کی نماز کے کیونکہ اس کا وقت طلوع شمس پر ختم ہو جاتا ہے اور ظہر کا وقت آنے تک ممتد نہیں رہتا (۲) اس حدیث میں اُن حضرات کی دلیل ہے جو ایک وقت

میں دو نمازوں کو جمع کرنے کے قائل نہیں ہیں یعنی اس میں عدم اشتراک کی دلیل بھی ہے (۳) اگر نیند یا اسی جیسی کسی چیز مثلاً نسیان وغیرہ کی وجہ سے نماز فوت و قضاء ہو جائے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے ہاں جان بوجھ کر نماز کو اس کے وقت میں نہ ادا کرنے میں بہت بڑا گناہ ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۴۱)

- ۱۔ العباس العنبري :- یہ العباس بن عبد العظیم العنبري ہیں دیکھیں حدیث (۳۷۶)۔
- ۲۔ سلیمان بن داؤد :- یہ سلیمان بن داؤد بن الجارود أبو داؤد الطیالسي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۲)۔
- ۳۔ سلیمان بن المغيرة :- یہ سلیمان بن المغيرة القيسي أبو سعيد البصري ہیں۔ حافظ نے ان کو ”ثقة ثقة“ لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۶۵ھ میں بتائی ہے۔
- ۴۔ ثابت :- یہ ثابت بن أسلم البناني أبو محمد البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۰۱)۔
- ۵۔ عبد اللہ بن رباح :- یہ عبد اللہ بن رباح الأنصاري أبو خالد المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳۷)۔
- ۶۔ أبو قتادة الأنصاري^{رض} :- یہ الحارث بن ربعي فارس رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱) اور (۴۳۷)۔

الحديث/ ۲ ۴ ۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا

لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۴۶ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن کثیر نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہمارے ہمارے قنادہ سے روایت کرتے ہوئے (قنادہ نے روایت کیا) حضرت انس بن مالکؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جو شخص کسی نماز کو بھول جائے تو چاہئے کہ پڑھ لے اس کو جب اُسے یاد کرے (یعنی یاد آنے پر اُس بھولی ہوئی نماز کو پڑھ لے اور ادا کر لے اور) اس کا (یعنی نماز کا) سوائے اس کے (یعنی سوائے یاد آنے پر اس کو پڑھنے کے اور) کچھ کفارہ نہیں ہے (واضح رہے کہ یہ حدیث شریف واضح دلیل ہے اُن لوگوں کے خلاف جو فائتہ نماز کو ادا کرنے کے بعد دوسرے دن اُسی نماز کے وقت اس فائتہ نماز کو دوبارہ پڑھوانے کے قائل ہیں)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے کئی باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) کسی کی طرف سے کوئی دوسرا شخص نماز کی ادائیگی نہیں کر سکتا یعنی نماز کا مسئلہ حج اور دیون کے مسئلہ سے الگ ہے (۲) نماز کی بھری پائی اور کفارہ صرف نماز پڑھ کر ہی ہو سکتا ہے مال وغیرہ سے نہیں جیسے کہ روزہ وغیرہ کا کفارہ مال وغیرہ سے دیا جاسکتا ہے (۳) اس حدیث میں تنبیہ اور نصیحت ہے اُن لوگوں کو جو اپنے کسی تارکِ صلاۃ رشتہ دار وغیرہ کے مرنے کے بعد غرباء و مساکین کو کچھ مال دے کر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ہمارے مردہ رشتہ دار کی نمازیں یہ مال دینے سے اس کے ذمہ سے ساقط ہو گئیں اور اب اُس سے ان کا مواخذہ نہیں ہوگا۔

تعارف رجال حدیث (۴۴۲)

۱۔ محمد بن کثیر :- یہ محمد بن کثیر العبدي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۵۴)۔

۲۔ ہمام:۔ یہ ہمام بن یحیٰ بن دینار الأزدي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۹)۔

۳۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة السدوسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۴۔ انس بن مالک:۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور کثیر الروایہ صحابی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث ۳/ ۴۴ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَنَامُوا عَنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَاسْتَيْقَظُوا بِحَرِّ الشَّمْسِ فَارْتَفَعُوا قَلِيلًا حَتَّى اسْتَقَلَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرُوا ذُنَا فَأَذَنَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۳/ ۴۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا وہب بن بقیہ نے خالد سے روایت کرتے ہوئے (خالد نے روایت کیا) یونس بن عبید سے انہوں نے حسن سے انہوں نے عمران بن حصین سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے (رات میں جب ایک جگہ پڑاؤ کیا) تو وہ (یعنی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ) سوئے رہے فجر کی نماز سے (یعنی سوتے رہ گئے اور فجر کی نماز کے لئے اس کے وقت پر نہ اٹھ سکے) اور جاگے آفتاب کی گرمی سے (یعنی جب سورج کی دھوپ پڑی تب اٹھے۔ اور بیدار ہونے کے بعد آپ ﷺ نے اُس جگہ سے چلنے اور کوچ کرنے کا حکم دیا) تو تھوڑی دور (یا تھوڑی دیر تک چلے) یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا پھر (یعنی تھوڑی دور چلنے اور سورج کے بلند ہونے کے بعد آپ ﷺ نے) مؤذن کو حکم دیا (یعنی اذان کہنے کا) تو

مؤذن نے (حکم پاتے ہی) اذان کہی پھر آپ ﷺ نے فجر (کے فرضوں سے پہلے) دو رکعتیں (سنت) پڑھیں پھر (یعنی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے سنتوں کو پڑھنے کے بعد مؤذن نے) تکبیر کہی اور آپ ﷺ نے ان کو فجر (کی نماز) پڑھائی۔

نوٹ:- اس روایت سے فائتہ اور قضاء نماز کے لئے اذان و اقامت دونوں کے کہنے اور کرنے کی دلیل ہے۔ اور اس روایت میں جو یہ سفر مذکور ہے اس کے بارے میں کئی اقوال اور کئی رائے ہیں (۱) یہ خیبر سے واپسی کا سفر تھا (۲) یہ حدیبیہ سے واپسی کا سفر تھا (۳) یہ مکہ سے واپسی کا سفر تھا (۴) یہ تبوک سے واپسی کا سفر تھا۔ لیکن صاحب المنہل نے اپنا خیال و رجحان یہ لکھا ہے کہ غالباً یہ خیبر سے واپسی کا سفر تھا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تعارف رجال حدیث (۴۴۳)

۱۔ وہب بن بقیۃ:- یہ وہب بن بقیۃ الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔

۲۔ خالد:- یہ خالد بن عبد اللہ الواسطی أبو محمد المزنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔

۳۔ یونس بن عبید:- یہ یونس بن عبید بن دینار العبیدی أبو عبید البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

۴۔ الحسن:- یہ الحسن بن أبي الحسن البصری الزاهد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۷) اور (۲۷)۔

۵۔ عمران بن حصین:- آپ عمران بن حصین بن عبید بن خلف الخزاعی أبو نجید مشہور صحابی ہیں۔ یہ اور حضرت ابو ہریرہؓ خیبر کے سال مسلمان ہوئے اور پھر آپ ﷺ ہی کی

صحبت میں رہے۔ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ یہ فضلاء اور فقہاء صحابہؓ میں سے تھے۔ ابن سعد کا قول ہے کہ ملائکہ ان کو سلام اور ان سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔ ابونعیم کا قول ہے کہ یہ مستجاب الدعوات تھے۔ اہل بصرہ ان کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ یہ حفظ فرشتوں کو دیکھتے تھے اور وہ فرشتے ان سے ہم کلام ہوتے اور باتیں کیا کرتے تھے ان کے داغ لگوا کر علاج کرانے سے پہلے پہلے لیکن جب انہوں نے علاج کے لئے داغ لگوا یا تو پھر یہ کیفیت ختم ہو گئی اور داغ کا اثر ختم ہونے تک فرشتوں نے ان سے ہم کلامی نہیں کی۔ عبداللہ بن عامر نے ان کو بصرہ کا قاضی مقرر فرمایا تھا اور ابن سعد کا قول یہ ہے کہ زیاد نے ان کو قاضی بنایا تھا اور پھر ان سے استعفا بھی لے لیا تھا۔ اور بصرہ ہی میں رہتے ہوئے ۵۲ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اور صاحب المہمل نے ان کی وفات ۵۲ھ یا ۵۳ھ میں نقل کی ہے۔

الحديث / ۴۴ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ ح. وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ

صَالِحٍ - وَهَذَا لَفْظُ عَبَّاسٍ - أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُمْ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ عَنْ عِيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ - يَعْنِي الْقُتْبَانِيَّ - أَنَّ كُليبَ بْنَ صُبْحٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الزُّبْرِقَانَ حَدَّثَهُ عَنْ عَمِّهِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمَرِيِّ، قَالَ: ((كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَنَامَ عَنِ الصُّبْحِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: تَنَحُّوا عَنْ هَذَا الْمَكَانِ. قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ بِإِلَاقَةِ فَادَنَ، ثُمَّ تَوَضَّأُوا وَصَلُّوا رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَ بِإِلَاقَةِ فَاقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الصُّبْحِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۴ - فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عباس عنبری نے۔ تحویل سند۔ (دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ بیان کیا ہم سے احمد بن صالح نے۔ اور یہ

عباس کے الفاظ ہیں۔ (یعنی ہم جو یہاں نقل کر رہے اور لکھ رہے ہیں یہ اپنے شیخ عباس عنبری کے الفاظ نقل کر رہے ہیں) یہ کہ ان سے عبد اللہ بن یزید نے بیان کیا حیوہ بن شریح سے نقل کرتے ہوئے (اور حیوہ بن شریح نے روایت کیا) عیاش بن عباس۔ یعنی عیاش بن عباس قتبانہ۔ سے یہ کہ کلب بن صبح نے اُن سے بیان کیا یہ کہ زبرقان نے اپنے چچا عمرو بن امیہ ضمری سے نقل کرتے ہوئے ان سے یہ بیان کیا (کہ ان کے چچا عمرو بن امیہ ضمری نے) کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ کے کسی ایک سفر میں (تو دورانِ سفر ایک جگہ پڑاؤ کیا اور سب سو گئے) پس آپ ﷺ (بھی) صبح کی نماز میں سوئے رہ گئے طلوعِ شمس تک (یعنی صبح کی نماز کے لئے نہ آپ ﷺ کی آنکھ کھلی اور نہ ہی صحابہؓ میں سے کسی کی) پھر (سب سے پہلے) رسول اللہ ﷺ (ہی) جاگے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس جگہ سے ہٹ جاؤ (یعنی سو کر اٹھتے ہی آپ ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ اس جگہ سے فوراً چل دو اور یہ حکم یا تو اس وجہ سے تھا کہ وہاں پر شیطان نے آکر اپنی حرکت کرنی شروع کر دی تھی یا اس وجہ سے تھا کہ فی الحال چل دو تاکہ وقتِ کراہت ختم ہو جائے اور وقتِ کراہت کے ختم ہو جانے کے بعد آگے چل کر نماز ادا کر لیں گے بہر حال حضرت عمرو بن امیہ کا بیان ہے کہ پھر (یعنی تھوڑی دور آگے جا کر آپ ﷺ نے نمازِ فجر کی ادائیگی کا قصد فرمایا تو) حضرت بلالؓ کو حکم دیا (یعنی اذان دینے کا) پس انہوں نے (حکم پاتے ہی) اذان دی پھر انہوں نے (یعنی آپ ﷺ سمیت تمام لوگوں نے) وضوء کیا اور فجر کی دو رکعتیں (یعنی سنتیں) پڑھیں، پھر (یعنی سنتیں پڑھنے کے بعد) آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو (اقامت کہنے کا) حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی اور (اقامت کے بعد) آپ ﷺ نے ان کو صبح (یعنی فجر) کی نماز (کی) دو فرض رکعتیں پڑھائیں۔

نوٹ:- اس حدیث شریف میں اذان و اقامت دونوں کا ذکر ہے لہذا یہ دلیل ہے اُن

لوگوں کی جو فائتہ اور قضاء نماز کے لئے اذان و اقامت دونوں کے قائل ہیں۔ اور اس حدیث میں جو

واقعہ مذکور ہے یہ کس سفر میں پیش آیا اس کے بارے میں وہی اختلاف ہے جو اس سے پہلی حدیث یعنی حدیث نمبر (۴۴۳) کے تحت بتایا جا چکا ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۴۴)

۱۔ العباس العنبري:۔ یہ العباس بن عبد العظیم العنبري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۷۶)۔

۲۔ أحمد بن صالح:۔ یہ أحمد بن صالح المعروف بابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۳۔ عبد اللہ بن یزید:۔ یہ عبد اللہ بن یزید أبو عبد الرحمن المقرئ المکی القصیر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۲) اور (۱۷۰)۔

۴۔ حیوة بن شریح:۔ یہ حیوة بن شریح بن صفوان بن مالک التجیبی أبوزرعة المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

۵۔ عیاش بن عباس:۔ یہ عیاش بن عباس القتبانی الحمیری أبو عبد الرحیم المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۶)۔

۶۔ کلیل بن صُبَح:۔ یہ کلیل بن صُبَح الأصبحي المصري ہیں۔ انہوں نے صرف عقبہ بن عامر اور زبرقان بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف جعفر بن ربیعہ اور عیاش بن عباس نے۔ ابن معین اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ حافظ نے ان کو صدوق لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔ الزبرقان:۔ یہ الزبرقان بن عبد اللہ بن أمیة الضمري ہیں۔ صاحب بزل نے لکھا ہے کہ یہ اپنے باپ کے چچا (یعنی چچیرے دادا) عمرو بن أمیة الضمري سے اور اپنے چچا

جعفر بن عمرو بن أمية سے روایت کرتے ہیں اور ان سے کُلیب بن صُبح روایت کرتے ہیں۔ اور احمد بن صالح کا کہنا ہے کہ صحیح سند یہ ہے الزبرقان بن عبد اللہ بن عمرو بن أمية عن عمه جعفر بن عمرو بن عمرو بن أمية۔

اور حافظؒ نے تقریب میں (۱۹۹۱) نمبر پر لکھا ہے کہ الزبرقان عبد اللہ الضمري ثقة من السادسة مات سنة عشرين / د۔ اور پھر (۲۹۹۲) نمبر پر لکھا ہے الزبرقان بن عمرو بن أمية ويقال ابن عبد اللہ بن عمرو بن أمية، ثقة، من السادسة، / د۔ س۔ ق۔ نیز لکھا ہے کہ اکثر حضرات نے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کیا اور ایک ہی مانا ہے۔ لیکن صاحبِ بذلؒ لکھتے ہیں کہ ابن حبان نے کُلیب بن صُبح جن سے روایت کرتے ہیں اُن الزبرقان کو مستقلاً الگ لکھا ہے اور مستقل ان کا ترجمہ و عنوان قائم کیا ہے۔ اور صاحبِ المنہل کے انداز سے ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے الزبرقان بن عبد اللہ کو ترجیح دی ہے۔ اور مزید تفصیل کے لئے دیکھ لیں حدیث نمبر (۴۱۱)۔

۸۔ عمرو بن أمية الضمريؒ: آپؒ عمرو بن أمية بن خويلد بن عبد اللہ بن ایاس أبو أمية مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ مشرکین کے اُحد سے واپس جانے کے بعد یہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ کے نکاح کے سلسلہ میں نجاشی کے پاس بھیجا تھا نیز اور بھی بہت سے کاموں کے لئے آپ ﷺ نے ان کو روانہ فرمایا ہے۔ اور آپؒ کی وفات حضرت معاویہ کے دورِ امارت میں مدینہ منورہ میں ہوئی ہے۔

الحديث / ۴۵ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ - يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ - حَدَّثَنَا حَرِيزٌ ح. وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ حَدَّثَنَا مُبَشَّرٌ - يَعْنِي الْحَلْبِيُّ - حَدَّثَنَا حَرِيزٌ - يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ - حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ ذِي

مُخْبِرِ الْحَبَشِيِّ، وَكَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: ((فَتَوَضَّأَ _ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ وَضُوءًا لَمْ يَلُتْ مِنْهُ الشَّرَابُ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَنَ، ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ غَيْرَ عَجَلٍ، ثُمَّ قَالَ لِبَالٍ: أَقِمِ الصَّلَاةَ، ثُمَّ صَلَّى الْفَرَضَ وَهُوَ غَيْرُ عَجَلٍ)).

قَالَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ صُلَيْحٍ حَدَّثَنِي ذُو مَخْبِرٍ _ رَجُلٌ مِنَ الْحَبَشَةِ _ وَقَالَ عُبَيْدٌ: يَزِيدُ بْنُ صَالِحٍ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۴۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن حسن نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حجاج - یعنی حجاج بن محمد - نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حرز نے - تحویل سند - (دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبید بن ابی وزیر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا مبشر - یعنی مبشر حلبی - نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حرز - یعنی حرز بن عثمان - نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا یزید بن صالح نے انہوں نے روایت کیا ذی مخر حبشی سے جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے (یعنی یزید بن صالح نے آپ ﷺ کے خادم خاص ذی مخر حبشی سے) اس واقعہ کے اندر (یہ نقل کیا کہ انہوں نے یعنی ذی مخر نے اس واقعہ میں یہ بھی) بیان کیا - (اور اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حرز نے کہا مجھ سے اس واقعہ کو ذی مخر خادم رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا اور اس میں یہ بیان کیا کہ - خلاصہ یہ کہ فی هذا الخبر میں اگر فی کو اپنے معنی میں رکھیں تو پہلا مطلب ہوگا اور اس کا تعلق بعد میں آنے والے قال سے ہوگا اور اگر فی کو بمعنی بآمان لیں تو اس کا تعلق حدیث سے ہوگا) قال حرز حدیثی یزید بن صالح بهذا الخبر وقال بهر حال انہوں نے (یعنی نبی کریم ﷺ نے ایسا وضوء کیا کہ اس سے مٹی تر نہیں ہوئی) (یعنی آپ ﷺ نے خفیف

وضوء کیا اور اتنا زیادہ پانی نہیں بہایا کہ مٹی تر ہو کر گارا اور کچڑ ہو جاتی (پھر یعنی وضوء فرمانے کے بعد) آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو (اذان کا) حکم دیا تو انہوں نے اذان پڑھی اس کے بعد نبی کریم ﷺ اٹھے اور دو رکعتیں بغیر جلدی کے (اطمینان و سکون اور طمانینت کے ساتھ) پڑھیں پھر (یعنی دو رکعت سنتیں پڑھنے کے بعد حضرت بلالؓ سے فرمایا تکبیر کہو) (انہوں نے حکم ملتے ہی تکبیر کہی، اور) پھر آپ ﷺ نے فرض نماز پڑھی (یعنی پڑھائی) بغیر کسی جلدی کے (یعنی آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر اطمینان و سکون سے)۔

کہا (ابراہیم بن الحسن نے اپنی روایت میں) عن حجاج عن یزید بن صلیح حدثني ذو مخبر رجل من الحبشة اور عبید نے کہا یزید بن صالح (امام ابوداؤد گھناہ چاہرے ہیں کہ یزید کے والد کے نام میں اختلاف واقع ہو گیا ہے چنانچہ ہمارے شیخ ابراہیم بن الحسن نے توجہ اس روایت کو اپنے شیخ حجاج سے بواسطہ حریر نقل کیا تو یزید کے والد کا نام صلیح لیا یعنی حریر نے کہا حدثني یزید بن صلیح۔ لیکن ہمارے دوسرے شیخ عبید بن ابی الوزیر نے جب اس روایت کو بیان کیا تو اپنی سند کے اندر یزید کے والد کا نام صالح لیا یعنی حریر نے کہا حدثني یزید بن صالح۔ واضح رہے کہ عبید بن ابی الوزیر ہی والی سند میں بعض نسخوں میں یزید بن صالح اور بعض میں یزید بن صلیح بھی منقول و مکتوب ہے۔ خلاصہ یہ کہ مصنف گو یہ روایت اپنے دونوں شیوخ یعنی ابراہیم بن الحسن اور عبید بن ابی الوزیر سے پہونچی ہے مگر اس لفظ یعنی یزید کے والد کے نام کے اختلاف کے ساتھ)۔

نوٹ :- یہ تو معلوم ہو ہی چکا کہ اس حدیث میں جو شروع ہی میں في هذا الخبر کے الفاظ ہیں اس کو بھذا الخبر کے معنی میں لے کر حدثني یزید بن صالح میں جو لفظ حدث فعل ہے اس کے متعلق بھی کر سکتے ہیں أي قال حریر حدثني بهذا الخبر یزید بن صالح الخ۔

اور اپنے معنی ہی میں رکھتے ہوئے ان الفاظ کے بعد جو قال ہے اس کے متعلق بھی کر سکتے ہیں اُی قال ذومخبر فی هذا الخبر۔ اور اس خبر و قصہ سے وہی صبح کی نماز میں سوتے رہ جانے اور پھر آگے جا کر ارتفاعِ شمس کے بعد نماز پڑھنے کا قصہ مراد ہے۔

اور اس میں جو یہ الفاظ ہیں ”لَمْ يَلِكْ مِنْهُ التَّرَابُ“ اس میں جو لَمْ يَلِكْ ہے یہ لَمْ يَخْشَ کے وزن پر لُثْمِي بِمَعْنَى ابْتَلَّتْ تَرَهُونَا سے مضارع منفی بَلَمَ کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ اور یہی لفظ بعض نسخوں میں لَمْ يَلِكْ بروزن لَمْ يُمْدَ بھی ہے یعنی لَتَّ السَّوِيقُ بمعنی ملانا سے۔ بہر حال دونوں شکلوں میں معنی اور مطلب ایک ہی ہوگا یعنی پانی اور مٹی مل کر گارا اور کچڑ نہیں بنا۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۴۵)

۱۔ ابراہیم بن الحسن :- یہ ابراہیم بن الحسن بن الہیثم الخنعمی ابواسحاق المصیصی المقمسی ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۲۔ حجاج :- یہ حجاج بن محمد الأعور المصیصی أبو محمد الترمذی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۳۔ حریز :- یہ حریز بن عثمان الرحبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۱)۔

۴۔ عبید بن ابی الوزیر :- یہ عبید بن ابی الوزیر (و یقال عبید اللہ بن ابی الوزیر) الحلبی ہیں شیوخ ابوداؤد میں سے ایک ہیں ان کے حالات بالکل معلوم نہیں ہیں۔ ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ میں نے عبید بن ابی الوزیر الحلبی سے روایت کرنے والا سوائے ابوداؤد کے کسی کو نہیں پایا اور یہ لا بأس بہ ہیں اور انہیں کو عبید اللہ بن ابی الوزیر بھی کہا جاتا

ہے۔ حافظؒ نے تقریب میں لکھا ہے عبيد الله بن أبي الوَرَر، ويقال أبو الوزير، ويقال عبيد (یعنی بجائے عبيد الله کے) یہ شیوخ ابوداؤد میں سے غیر معروف الحال ہیں گیارہویں طبقہ میں آتے ہیں۔ اور سیوطیؒ نے لکھا ہے نہ تو ابوداؤد کے علاوہ ان سے کوئی اور روایت کرنے والا معلوم ہو سکا اور نہ ہی ان کے بارے میں توثیق اور جرح کا کوئی پتہ چل سکا ہے۔

۵۔ مُبَشَّر:۔ یہ مُبَشَّر بن إسماعيل الحلبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۵)۔

۶۔ حرّيز یعنی ابن عثمان:۔ یہ حرّيز بن عثمان الرحيبي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲۱)۔

۷۔ يزيد بن صالح:۔ یہ يزيد بن صالح (ويقال ابن صليح، وابن صلح، وابن صبح، وابن صبيح) الرحي الحمصي ہیں، انہوں نے ذومجر سے روایت کیا ہے اور ان سے حرّيز بن عثمان نے۔ امام ابوداؤد کا قول ہے کہ حرّيز کے تمام شیوخ ثقہ ہیں لہذا یہ بھی ثقہ ہیں، ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، دارقطنیؒ نے ان کے بارے میں لَا يُعْتَبَرُ بہ لکھا ہے اور الميزان میں لکھا ہے کہ يزيد بن صالح یا يزيد بن صبيح حمصي تابعي ہیں لیکن لا يکاد يعرف۔ مڑی، بخاری، ابن ابی خيثمه اور يعقوب بن سفيان وغیرہ کا کہنا ہے کہ يزيد کے باپ کے نام کے بارے میں صحیح قول صليح والا ہے یعنی يزيد بن صليح صحیح ہے۔ حافظؒ نے بھی یہی لکھا ہے کہ اکثر کے نزدیک يزيد بن صليح ہی صحیح ہے نیز حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے شمار کیا ہے۔

۸۔ ذو منبر الحبشي:۔ آپؐ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص ذو منبر الحبشي ابن أخي النجاشي الصحابي ہیں۔ آپؐ ﷺ کے پاس آنے کے بعد سے آپؐ ﷺ کی خدمت ہی میں ایک خادم کی طرح رہتے رہے۔ بعد میں ملک شام میں جا کر رہے لگے تھے اور وہیں انتقال ہوا۔

واضح رہے کہ ان کے بارے میں ایک قول ذو مِخْمَر (یعنی باء کے بدلہ میم کے ساتھ) کا بھی ہے اور ابن سعد نے اسی میم کے ساتھ والے قول کو صحیح کہا ہے اور اوزاعی تو ہمیشہ ذو مِخْمَر بالمیم ہی کہا اور بیان کیا کرتے تھے۔ لیکن امام ترمذی نے بالباء یعنی ذو مِخْبَر ہی کو صحیح بتایا ہے۔

۹۔ بلالؓ: آپ مشہور صحابیؓ اور مؤذنِ رسول ﷺ بلال بن رباحؓ ہیں دیکھیں حدیث (۱۵۳)۔

الحديث ۶/ ۴۴ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ حَرِيزٍ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ صُلَيْحٍ عَنْ ذِي مِخْبَرٍ بْنِ أَخِي النَّجَاشِيِّ، فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: ((فَأَذَنَ وَهُوَ غَيْرُ عَجَلٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۶/ ۴۴: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مؤمل بن فضل نے انہوں نے کا ہم سے بیان کیا ولید نے انہوں نے روایت کیا حریز۔ یعنی حریز بن عثمان۔ سے انہوں نے یزید بن صلیح سے انہوں نے نجاشی کے بھتیجے ذومخبر سے اس واقعہ کے اندر (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (یعنی جس طریقہ سے اس روایت کو حریز سے حجاج بن محمد اور مبشر نے بیان کیا ہے ویسے ہی ولید بن مسلم نے بھی انہی حریز سے نقل کیا ہے اور ولید نے اس کے اندر مزید یہ بھی بیان کیا ہے کہ) انہوں نے (یعنی حضرت بلالؓ نے) اذان دی اس حال میں کہ وہ جلدی کرنے والے نہ تھے (یعنی پچھلی روایت میں صرف اذان دینے کا ذکر تھا مگر ولید نے جو روایت نقل کی ہے اس میں اطمینان و سکون اور بغیر جلدی کئے ہوئے اذان دینے کا ذکر ہے خلاصہ کے طور پر یوں کہہ لو کہ ولید کی روایت میں وہو غیر عجل کے الفاظ کا اضافہ ہے)۔

نوٹ:۔ مصنفؒ نے اس حدیث نمبر (۴۴۶) کو لا کر دو باتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہا ہے

(۱) یہ بتانا چاہا ہے کہ حجاج نے جو اپنی روایت کے اندر یزید کے والد کا نام صلیح لیا ہے وہی رائج اور

زیادہ صحیح ہے (۲) اس روایت میں جو حضرت ذومخبر ہیں یہ شاہِ حبشہ نجاشی کے بھتیجے ہیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۴۶)

۱۔ مؤمل بن الفضل :- یہ مؤمل بن الفضل بن مجاہد الحرائی ابو سعید الجزری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۴)۔

۲۔ الولید :- یہ الولید بن مسلم الدمشقی القرشی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲۲)۔

۳۔ حریز۔ یعنی ابن عثمان :- یہ حریز بن عثمان الرحبی الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۱)۔

۴۔ یزید بن صلیح :- یہ یزید بن صلیح الرحبی الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۵)۔

۵۔ ذومخبر بن أخی النجاشی :- یہ رسول اللہ ﷺ کے خادم اور شاہِ حبشہ نجاشی کے بھتیجے ذومخبر الحبشی الصحابی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۵)۔

الحديث / ٤٤٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عُلْقَمَةَ سَمِعْتُ

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ، قَالَ: ((أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْيَةِ، فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ يَكُلُونَا؟ فَقَالَ بِلَالٌ: أَنَا. فَنَامُوا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ،

فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: أَفَعَلُوا كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ. قَالَ: فَفَعَلْنَا. قَالَ:

فَكَذَلِكَ فافعلوا لمن نام أو نسي)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۷۶ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ثنی نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن جعفر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے نقل کیا جامع بن شداد سے (جامع بن شداد نے کہا کہ) میں نے سنا عبد الرحمن بن ابی علقمہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے سنا (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں آئے (یعنی یا تو خود حدیبیہ سے واپس آئے یا خیبر سے یا تبوک سے کیونکہ اس واقعہ کی تعیین میں اختلاف ہے جیسا کہ پیچھے تفصیل سے بتایا جا چکا ہے بہر حال جہاں سے بھی آئے اس آنے اور لوٹنے کے دوران ایک جگہ پڑاؤ کیا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے وہ جو ہماری حفاظت کرے گا (یعنی جگتا رہے گا اور نماز کے فوت ہونے سے ہماری حفاظت کرتے ہوئے نماز کے وقت ہم کو جگادے گا) تو حضرت بلالؓ نے کہا: میں (یعنی یہ کام میں کروں گا اور جگتا رہوں گا اور نماز کا وقت آنے پر سب کو جگادوں گا) پھر سب سو گئے (اور حضرت بلالؓ سمیت سب سوئے رہ گئے) حتیٰ کہ سورج نکل آیا (تو سب سے پہلے آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور) پھر نبی کریم ﷺ نے (اپنے تمام اصحاب کو) جگایا (اور اٹھایا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کرو تم جیسا تم کیا کرتے تھے (یعنی جو معمول تمہارا روزانہ کا ہے وضوء کرنا، اذان دینا، اقامت کہنا اور نماز ادا کرنا اُسی معمول کے مطابق اب بھی وضوء کرو، اذان دو، اقامت کہو اور فجر کی قضاء نماز ادا کرو۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا) بیان ہے کہ پھر ہم نے (ایسا ہی) کیا (یعنی وضوء کیا، اذان دی، فجر کی سنتیں پڑھیں، اقامت کہی اور پھر آپ ﷺ نے ہم کو فجر کی دو رکعت فرض پڑھائیں) پھر آپ ﷺ نے فرمایا ایسے ہی حکم ہے تمام سونے والوں اور بھول جانے والوں کے لئے کہ وہ بھی کریں (ایسے ہی جیسا کہ ہم نے کیا ہے)۔

نوٹ :- سب سے پہلے تو یہ ذہن میں رکھیں کہ یہ جو نماز کے قضاء ہونے اور اس کی

ادائیگی کا بیان مختلف حدیثوں میں ذکر ہوا ہے اور انہیں بظاہر تضاد و تعارض نظر آ رہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ واقعہ ایک نہیں ہے اور جب یہ بات ذہن میں ہوگی کہ یہ ایک واقعہ نہیں ہے تو احادیث میں بالکل تضاد و تعارض کا سا اشکال نہ ہوگا۔

اور یہ جو حدیث کے الفاظ ہیں ”قال فکذلک فافعلوا لمن نام أو نسی“ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) أي قال ﷺ فليفعل مثل ذلک من نام عن صلاة أو نسيها یعنی لمن میں جو لام ہے اس کو زائد مان لیں یا اس کو قال کے متعلق کر دیں اور مطلب یہ کر لیں کہ آپ ﷺ نے ان تمام لوگوں کے حق میں فرمایا جو بھی قیامت تک نماز سے سوتے رہ جائیں یا بھول جائیں اور نماز قضاء ہو جائے تو وہ بھی ایسے ہی کریں جیسا کہ ہم نے کیا ہے یعنی طہارت و پاکی حاصل کریں، اذان دیں، سنتیں پڑھیں اور پھر اقامت و تکبیر کہہ کر فرض نماز کو قضاء اُپڑھیں۔ (۲) اور دوسرا اس عبارت کا مطلب یہ ہو سکتا ہے أي قال ﷺ مُروا من نام عن صلاة أو نسيها أن يفعل مثل ذلک یعنی تم سب لوگ بتانا اور حکم دینا اسی طرح کرنے کا ان تمام لوگوں کو جن کو بھی یہ سوتے ہوئے یا بھول جانے کی وجہ سے نماز کے قضاء ہونے کا واقعہ پیش آئے۔

بہر حال اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ فوت شدہ نماز کی قضاء بالکل اسی طرح پڑھی جائے گی جیسے ادا نماز پڑھی جاتی ہے یعنی اذان و اقامت کہی جائے گی اور جہری نمازوں یعنی فجر، مغرب اور عشاء کی باجماعت قضاء کرتے وقت قراءت بالجہر ہوگی اور ظہر و عصر کی قضاء پڑھتے وقت قراءت بالسِر ہوگی۔

تعارف رجال حدیث (۴۴۷)

۱۔ محمد بن المثنیٰ: یہ محمد بن المثنیٰ العنزی البصری ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۱۷)۔

۲۔ محمد بن جعفر:۔ یہ محمد بن جعفر الہذلی المعروف بغندر ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۹۴)۔

۳۔ شعبۃ:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۳ اور ۵)۔
۴۔ جامع بن شداد:۔ یہ جامع بن شداد المحاربی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث
نمبر (۱۸۸)۔

۵۔ عبدالرحمن بن ابی علقمة:۔ یہ عبدالرحمن بن علقمة (ویقال
عبدالرحمن بن ابی علقمة) الثقفی ہیں۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابو حاتم کا
قول تو یہ ہے کہ یہ صحابی نہیں ہیں۔ لیکن یعقوب بن سفیان، خلیفہ اور ابن مندہ نے ان کو صحابہ میں ذکر
کیا ہے۔ دارقطنی کا کہنا ہے کہ ان کے لئے صحابیت کا قول صحیح نہیں ہے اور ہم کو یہ صحابہ میں نہیں ملے۔
اور حافظؒ نے صرف اتنا لکھا ہے کہ ان کی صحابیت کا بھی قول ہے مگر ابن حبان نے ان کو ثقات تابعین
میں ذکر کیا ہے۔

۶۔ عبداللہ بن مسعودؓ:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔
۷۔ بلالؓ:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ اور مؤذن رسول ﷺ بلال بن رباحؓ ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

(۱۲) بَابُ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ - یہ باب ہے مسجدوں کے بنانے کے بارے میں (۱۲)

الحديث ۴۴۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي فَرَاةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ ابْنِ

عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ)). قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ((لَتُزْخَرِفْنَهَا كَمَا زُخِرِفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۴۸ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن صباح بن سفیان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان بن عیینہ نے سفیان ثوری سے نقل کرتے ہوئے (یہ کہ انہوں نے) ابوفزارہ سے نقل کیا انہوں نے یزید بن اصرم سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے کہ) مجھے نہیں حکم دیا گیا مساجد کی تشیید کا (یعنی مساجد کی عمارتوں کو اونچا اونچا اور بلند کر کے بنانے کا۔ اور) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم ضرور بالضرور ان کو (یعنی مساجد کو) ایسا آراستہ اور مزین کرو گے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے (اپنے کُناس اور گرجا گھروں کو) آراستہ (ومزین) کیا ہے۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مساجد کی عمارتوں کا ضرورت سے زائد اونچی اور لمبی بنانا ایک غیر مشروع و ناجائز اور بدعتیانہ عمل ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مساجد کو نقش و نگار اور سونے چاندی وغیرہ سے آراستہ و مزین کرنا بھی غیر مشروع و ناجائز اور بدعت ہی ہے کیونکہ یہ یہود و نصاریٰ کا عمل اور طریقہ کار ہے اور مسلمانوں کو ان کے طریقہ کار اور تشبہ سے بچنے اور دور رہنے کا حکم ہے۔

واضح رہے کہ اس حدیث شریف سے اُن لوگوں کا رد ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قول ﴿فِي بُيُوتٍ اِذْنُ اللّٰهِ اَنْ تُرْفَعَ﴾ کا مطلب مساجد کی عمارتوں کو اونچا اور بلند بنانا لیتے ہیں اور اُن لوگوں کی تائید ہو رہی ہے جو اس آیت کا مطلب مساجد کی تعظیم کرنا، ان میں آوازیں اونچی کر کے نہ بولنا، گندی اور بے ہودہ باتیں نہ کرنا اور اُن مساجد کو نجاست و گندگی اور کوڑا کڑکٹ وغیرہ سے پاک

وصاف رکھنا مراد لیتے ہیں۔

اور اس حدیث شریف میں جو قال ابن عباس الخ ہے یہ اگرچہ موقوف ہے یعنی قول ابن عباسؓ ہے مگر حکم میں مرفوع کے ہے اس لئے کہ یہ مستقبل کی خبر ہے اور مستقبل کی خبر کوئی صحابی آپ ﷺ سے سنے بغیر نہیں دے سکتا لہذا حضرت ابن عباسؓ نے بھی یہ خبر آپ ﷺ سے سن کر ہی دی ہوگی۔

اور خطابیؒ نے لکھا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے جو اپنے کنائس و معابد کو مزخرف و مزین اور آراستہ کرنا شروع کیا تھا وہ کتابوں کی تحریف و تبدیل اور دین کی اضاعت کے بعد کیا تھا یعنی یہ سب کچھ کرنے کے بعد صرف کنائس اور معابد کی تزئین اور ان کی آراستگی ہی میں لگ گئے تھے اور لگے ہوئے ہیں اور مساجد کی تزئین و آراستگی کی ابتداء کرنے والا ولید بن عبد الملک بن مروان ہے اگرچہ اس کے زمانہ میں صحابہؓ بھی موجود تھے مگر یہ عصر صحابہؓ کا بالکل آخری دور تھا۔ اور اس کے اس عمل پر اگرچہ بہت سے اہل علم نے فتنہ و فساد کے اندیشہ و ڈر سے سکوت اختیار کیا تھا لیکن دل سے اس کے اس عمل کو بہت برا ہی جانتے تھے۔

تعارف رجال حدیث (۴۴۸)

۱۔ محمد بن الصباح :- یہ محمد بن الصباح بن سفیان الجرجرائی ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۳۶۹)۔

۲۔ سفیان بن عیینہ :- یہ سفیان بن عیینہ الہلالی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔
۳۔ سفیان الثوری :- یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۴۔ أبو فزارة :- یہ أبو فزارة راشد بن کیسان العبسی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۸۴)۔

۵۔ یزید بن الأصم :- بعض نسخوں میں یزید الأصم ہے اور الأصم کا نام ہے عمرو۔
 بہر حال یہ یزید الأصم یا یزید بن الأصم بن عبید بن معاویہ بن عبادۃ أبو عوف البکائی
 (بفتح الباء وتشدید الکاف) الکوفی ہیں۔ اور یہ ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارثؓ کی بہن
 برزہ بنت حارث کے بیٹے (یعنی ام المؤمنین حضرت میمونہ کے بھانجے) ہیں۔ اور ابن عمار کا بیان ہے
 کہ ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارثؓ ہی نے ان کی پرورش و تربیت کی ہے۔ ابو زرہ، نسائی، عجل،
 ابن سعد اور ابن حبان نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور ابن مندہ نے ان کو صحابہؓ میں ذکر کیا ہے مگر ابو نعیم
 اور ابن حبان وغیرہ نے ان کو صحابیؓ کہنے والی بات کو غیر صحیح اور غلط قرار دیا ہے۔ اور صاحب المنہل نے
 ان کی وفات بعمر تہتر (۷۳) سال ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں نقل کی ہے۔ حافظؒ نے بھی ان کی روایت کو غیر
 ثابت کہا ہے اور ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور وفات بالتحیین ۱۰۳ھ میں
 بتائی ہے۔

۶۔ ابن عباسؓ :- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب
 القرشی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث / ۹ ۴ ۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا
 حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَقَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ
 ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹ ۴ ۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن
 عبد اللہ خزاعی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد بن سلمہ نے انہوں نے روایت کیا ایوب سے

انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے انس (بن مالک) سے اور قتادہ سے (واضح رہے کہ بذل کے حاشیہ پر بحوالہ ابنِ رسلان لکھا ہوا ہے کہ وقتنادۃ کا مطلب ہے وایوب عن قتادۃ یعنی اس روایت کو ایوب نے عن ابي قلابۃ عن انس بن مالک کے طریق سے بھی روایت کیا ہے اور عن قتادۃ عن انس بن مالک کے طریق سے بھی بہر حال حضرت انس بن مالکؓ سے ابو قلابہ اور حضرت قتادہ دونوں نے یہ روایت کیا ہے کہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ لوگ مساجد (کے سلسلہ) میں فخر نہ کرنے لگیں گے (یعنی قیامت آنے سے پہلے ایسا ضرور ہوگا کہ لوگ مساجد کی بناء و تعمیرات کے سلسلہ میں ایک دوسرے پر فخر و مباہات کریں گے مثلاً ایک دوسرے سے یہ کہیں گے کہ میری مسجد تیری مسجد کے مقابلہ میں زیادہ بلند و اونچی، وسیع و کشادہ، آراستہ و مزین اور احسن و خوبصورت ہے اور ان لوگوں کا مقصد اس طرح کی مساجد بنانے سے ریاء و نمود، شہرت و دکھاوا اور اپنی مدح و تعریف کرانے کے علاوہ کچھ اور نہ ہوگا۔ اور ابنِ رسلان نے یتباہی الناس فی المساجد کا ایک مطلب یہ بھی لکھا ہے کہ قیامت آنے سے پہلے لوگوں کی یہ حالت ضرور ہوگی کہ مساجد میں بیٹھ کر آپس میں ایک دوسرے پر فخر و مباہات کیا کریں گے اور مساجد کے مقصود اصلی کو بھول جائیں گے)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے یہ پتہ لگ رہا ہے کہ مساجد کو بلا ضرورت اونچی، لمبی چوڑی بنانا اور ان کو آراستہ و مزین کرنا اور پھر ان تعمیرات اور تزئین و آرائشی میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات کرنا علاماتِ قیامت میں سے ایک ہے لہذا مسلمانوں کو اس سے بچنا اور دور رہنا چاہئے اور ضرورت کے مطابق سادی سودی مساجد بنا کر ان کو عبادات اور ذکر و اذکار سے آباد کرنا چاہئے۔

اور مساجد کی تزئین و آرائشی اور تشدید و بلند عمارتی کی مذمت و برائی اور بھی بہت سی احادیث

سے معلوم ہوتی ہے مثلاً ایک روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے ”یاتی علی امتی زمان یتباہون بالمساجد ثم لا یعمرونها إلا قلیلاً“ اور ابو نعیم نے اسی روایت کو کتاب المساجد میں نقل کیا ہے اور اس میں یتباہون بالمساجد کی بجائے یتباہون بکثرة المساجد کے الفاظ ہیں یعنی بلا ضرورت مساجد ہونا اور اس پر فخر کیا جانا بھی شرعاً مذموم ہے۔ اور حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت ہے جس میں یہ منقول ہے ”نہینا أن نصلي في مسجد مشرف“، یعنی ہمیں بلند و بالا اور اونچی عمارت والی مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور حضرت عمرؓ سے مرفوعاً منقول ہے ہا ساء عمل قوم إلا زخرفوا مساجدهم“۔ وقال أبو الدرداء ”إذا حلیمت مصاحفکم وزوّقتم مساجدکم فالدمار علیکم“۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات سے بلا ضرورت بلند و بالا مساجد بنانے ان کو آراستہ و مزین کرنے اور پھر ان مسجدوں اور ان کی آرائشی و تزئین پر فخر و مباہات کرنے کی مذمت و ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس سلسلہ میں بڑی سنجیدگی سے سوچنا اور غور کرنا چاہئے اور اپنے آپ کو اس شرعاً مذموم عمل سے دور رکھنا اور بچانا چاہئے۔

تعارف رجال حدیث (۴۴۹)

۱۔ محمد بن عبد اللہ :- یہ محمد بن عبد اللہ بن عثمان الخزاعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲۶)۔

۲۔ حماد بن سلمة :- یہ حماد بن سلمة بن دینار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ ایوب :- یہ ایوب بن ابی تمیمۃ السخثیانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۴۔ أبو قلابہ :- یہ عبد اللہ بن زید الجرمی أبو قلابہ البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۲۶۲)۔

۵۔ قتادة:- یہ قتادة بن دعامة السدوسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۶۔ انس:- آپ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص انس بن مالک ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳) اور (۱۹)۔

الحديث / ۴۵۰ - حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرَجَّى حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الدَّلَّالُ مُحَمَّدُ بْنُ مَجَبٍّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيَّاضٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَوَّاعِيَّتُهُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۵۰ :- فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا رجاہ بن مرثی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن مجب ابوہمام دلّال نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعید بن سائب نے انہوں نے روایت کیا محمد بن عبد اللہ بن عیاض سے انہوں نے حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو یہ حکم دیا کہ طائف کی مسجد بنائیں اس جگہ جہاں ان کے بت تھے (یعنی طائف میں جس جگہ مشرکین کے بت رکھے تھے اور جہاں اُن کا بت خانہ تھا اب اُس جگہ مسجد بنائیں اور تعمیر کریں چنانچہ اسی حدیث کی وجہ سے امت کا یہ طریقہ کار رہا ہے کہ جب بھی کسی ملک و شہر کو فتح کرتے ہیں تو ان کے عبادت خانوں کو مساجد اور مدارس بنا دیتے ہیں تاکہ کفر ذلیل ہو، اس کے آثار و نشانات مٹ جائیں)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جب کسی ملک و شہر پر مسلمانوں کو فتح و غلبہ حاصل ہو جائے تو ان کو کفر کی علامات و نشانات کو مٹانے کی غرض سے کافروں کے معابد و بت خانوں کو مساجد میں تبدیل کر دینا چاہئے چنانچہ صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے ایسا ہی کیا بھی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۵۰)

۱۔ رجاء بن المرَجی :۔ رجاء بن المرَجی بن رافع الغفاری أبو محمد (و یقال أبو أحمد) المروزی أو السمرقندی ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ اور حافظ حدیث لکھا ہے نیز گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۴۹ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ أبو همام الدّلال :۔ یہ محمد بن مُحَبِّ بن إِسحاق القرشي صاحب الدقیق أبو همام البصري الدّلال ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۲۱ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ سعید بن السائب :۔ یہ سعید بن السائب بن یسار الثقفي ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ اور عابد لکھا ہے نیز ساتویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۷۱ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ محمد بن عبد اللہ :۔ یہ محمد بن عبد اللہ بن عیاض الطائفي ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ عثمان بن أبي العاص :۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ عثمان بن أبي العاص الثقفي أبو عبد اللہ الطائفي ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو طائف کا عامل و گورنر مقرر فرمایا تھا۔ اور یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے بنو ثقیف کو ردّت و ارتداد سے روکا تھا اور ان سے کہا تھا کہ اے ثقیف والو تم سب سے آخر میں مسلمان ہوئے ہو لہذا سب سے پہلے ارتداد کا شکار ہونے والے مت بنو۔ بعد میں یہ بصرہ جا کر رہنے لگے تھے اور بصرہ ہی میں رہتے ہوئے حضرت معاویہؓ کے دورِ خلافت میں ۵۱ھ یا ۵۵ھ میں وفات ہوئی ہے۔

الحديث / ٤٥١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسَ وَمُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى - وَهُوَ أَتَمُّ - قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُ ((أَنَّ الْمُسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَبْنِيًّا بِاللِّبْنِ وَالْجَرِيدِ. وَعَمَدُهُ قَالَ مُجَاهِدٌ: عُمَدُهُ مِنْ خَشَبِ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا، وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ: وَبَنَاهُ عَلَى بَنَائِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللِّبْنِ وَالْجَرِيدِ وَأَعَادَ عَمَدَهُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ عُمَدُهُ خَشَبًا، وَغَيْرُهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةٌ كَثِيرَةٌ: وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقِصَّةِ وَجَعَلَ عَمَدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَّفَهُ بِالسَّاجِ)). قَالَ مُجَاهِدٌ: وَسَقَّفَهُ السَّاجُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْقِصَّةُ الْجَصُّ.

ترجمہ حدیث نمبر / ٤٥١ :- فرمایا امام البوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ بن فارس نے اور مجاہد بن موسیٰ نے بھی اور وہ (یعنی مجاہد کی ہم سے بیان کردہ حدیث محمد بن یحییٰ کی حدیث کے مقابلہ میں) زیادہ مکمل (ومفصل ہے۔ بہر حال ان دونوں نے) کہا ہم سے بیان کیا یعقوب بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا (میرے والد نے) صالح سے روایت کیا (یہ کہ انہوں نے) کہا کہ ہمیں نافع نے خبر دی یہ کہ عبد اللہ بن عمر نے ان کو یہ بتایا (اور خبر دی تھی) کہ مسجد (نبوی ﷺ) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی (یعنی دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں اور چھت کھجور کی شاخوں کی تھی)۔ اور اس کے ستون۔ مجاہد نے کہا و عُمَدُهُ۔ کھجور کی لکڑیوں کے تھے (مصنفؒ نے قال مجاہد و عمدہ سے یہ بتانا چاہا ہے کہ

ہمارے شیخ محمد بن تکی نے روایت بیان کرتے وقت لفظ عَمَدَہ کو عین اور میم کے فتح کے ساتھ کہا تھا اور دوسرے شیخ مجاہد نے اسکو عُمَدَہ یعنی عین اور میم دونوں کے ضمہ کے ساتھ کہا تھا۔ نیز یہ بھی امکان ہے کہ مؤلفؒ نے یہ بتانا چاہا ہو کہ ہمارے شیخ محمد بن تکی نے و عُمَدَہ کو لفظ اللبّین مجرور پر عطف کرتے ہوئے بالجر کہا تھا اور من خشب النخل کے الفاظ کی زیادتی کے بغیر ہم سے روایت بیان کی تھی لیکن دوسرے شیخ یعنی مجاہد نے و عُمَدَہ کو بر بنائے مبتدا بالضم مرفوع اور اس کی خبر من خشب النخل کے الفاظ کی زیادتی کے ساتھ ہم سے روایت بیان کی تھی۔ بہر حال جو بھی مطلب لیا جائے آگے ابوداؤد کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بالسند اس روایت میں آگے یہ بھی پہونچا کہ (پس اُس (مسجد نبوی ﷺ کی کنڈیشن) میں حضرت ابوبکرؓ نے تو کوئی اضافہ نہیں کیا لیکن حضرت عمرؓ نے اس میں (کچھ) بڑھایا (اور اضافہ کیا) مگر اس کی تعمیر کو بالکل اسی بناء (وانداز میں) رکھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھی (یعنی اس کی تعمیر دوبارہ کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں ہی سے کی اور اس کے ستونوں کو (کھجور کی نئی شاخوں کے ستونوں سے بدل کر) دوبارہ (کھڑا اور قائم) کر دیا۔) اصل میں تعمیر تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی کی تھی مگر بالکل بغیر کسی کمی و بیشی اور تغیر و تبدل کے اسی انداز پر مسجد نبوی کو باقی رکھا تھا جیسی کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں تھی لیکن جب حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کرائی تو اس کی ہیئت اور سامانِ تعمیر تو بالکل وہی رکھا جو آپ ﷺ کے زمانہ میں تھا ہاں اس میں قبلہ کی جانب کو تھوڑی سی زمین بڑھا کر اس کو ذرا وسیع ضرور کر دیا تھا)۔

اور کہا مجاہد نے اَعَادَ عُمَدَہ خشباً (امام ابوداؤدؒ یہاں سے آگے کی عبارت سے یہ بتانا چاہر ہے ہیں کہ ہمارے شیخ محمد بن تکی نے تو اس روایت کو بیان کرتے وقت صرف و اَعَادَ عُمَدَہ ”یعنی حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی کے ستون بدل کرنے لگوادئے“ کہا تھا مگر دوسرے شیخ یعنی مجاہد نے اس کی بجائے و اَعَادَ عمدہ خشباً یعنی لفظ خشباً کے اضافہ کے ساتھ کہا ”یعنی حضرت عمرؓ نے مسجد

نبوی ﷺ کے ستونوں کو بدل کر دوبارہ لکڑی کے نئے ستون لگوا دئے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابوداؤدؒ یہ بتانا چاہ رہے ہوں کہ محمد بن یحییٰ نے تَوَلَّفَ عَمْدَ کُمِیم اور عین دونوں کے فتح کے ساتھ کہا اور لَفْظِ خُشْبَاگَا اضافہ بھی ذکر نہیں کیا لیکن مجاہد نے لَفْظِ عَمْدَ کُمِیم اور عین دونوں کے ضمہ کے ساتھ کہا اور لَفْظِ خُشْبَاگَا اضافہ بھی ذکر کیا۔ بہر حال آگے دونوں ہی شیخ نے بیان کیا کہ (اور حضرت عثمانؓ نے اس کو) یعنی مسجد نبوی ﷺ کو بالکل ہی) بدل دیا اور اس میں بہت اضافہ کیا (یعنی اس میں اشیاء اور سامانِ تعمیر کو بھی بدل دیا اور اس میں توسیع و اضافہ بھی خوب کیا اور مسجد نبوی ﷺ کو بہت زیادہ کشادہ و وسیع اور مضبوط کر کے بنوایا جس کی تفصیل آگے روایت میں بھی آرہی ہے) اور انہوں نے (یعنی حضرت عثمانؓ نے) مسجد نبوی ﷺ کی دیواروں کو (چکی اینٹوں کی بجائے) منقش پتھروں اور (گارے مٹی کی بجائے) گچ (اور چونے) سے بنوایا اور لگوائے اس کے ستون (کھجور کی لکڑی کی بجائے) منقش پتھروں کے اور (بنوائی) اس کی چھت (کھجور کی شاخوں کی بجائے) ساگون کی لکڑی سے۔

مجاہد نے کہا وَ سَقَّفَهُ السَّاجَ (اس عبارت سے بھی مصنفؒ اپنے شیوخ کے الفاظ کا فرق بتانا چاہ رہے ہیں اور اسکے بھی کئی مطلب ہو سکتے ہیں (۱) محمد نے تو اپنی روایت میں سَقَّفَهُ بالسَّاج کہا یعنی لَفْظِ السَّاج پر حرفِ جِرباء کی زیادتی کے ساتھ لیکن مجاہد نے سَقَّفَهُ السَّاج کہا یعنی لَفْظِ السَّاج پر حرفِ جِرباء کے اضافہ کے بغیر (۲) اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد نے تو اپنی روایت میں سَقَّفَهُ بالسَّاج یعنی جملہ فعلیہ بیان کیا لیکن مجاہد نے (اپنی روایت میں وَ سَقَّفَهُ السَّاجُ جملہ اسمیہ بیان کیا۔ اور ایک تیسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجاہد نے اسکا عطف جعلِ عمدہ میں جو عمدہ مفعول ہے اس پر کرتے ہوئے وَ سَقَّفَهُ السَّاج کہا ہے جبکہ محمد نے وَ سَقَّفَهُ بالسَّاج کہا ہے۔ اور ابنِ رسلان نے تو محمد کے الفاظ و سَقْفَهُ میں بھی دو قراءت لکھی ہیں (۱) جعل پر عطف کرتے ہوئے صِغَةُ ماضی سَقَّفَهُ (۲) لَفْظِ عَمْدَہ پر عطف کرتے ہوئے سَقْفَهُ بسکون القاف اور منصوب بر بنائے عطف علی المنصوب۔ یہ

سب کچھ دیکھنے کے بعد مختصر اُیہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ غالباً مؤلفؒ بس یہ بتانا چاہتے ہیں کہ محمد نے تو لفظِ المساج پر باء داخل کر کے بالمساج روایت کیا اور مجاہد نے باء داخل کئے بغیر المساج روایت کیا۔ اور امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ (اس حدیث میں جو لفظِ الْقَصَّة ہے (اس کے معنی ہیں) جَصَّ (یعنی گچ اور چونہ)۔

نوٹ :- ابنِ بطلال نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث سے ہم مسلمانوں کو یہ ہدایت ملتی ہے کہ مساجد کی تعمیر میں میانہ روی سے کام لینا ضروری ہے اور ان کی تحسین و تجمل میں بالکل غلو نہ کیا جائے بلکہ اس سے بالکل ہی پرہیز کیا جائے چاہے مسلمانوں کے پاس کتنا ہی مال کیوں نہ ہو کیونکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مسلمانوں کے پاس بہت مال تھا اور فتوحات پر فتوحات ہو رہی تھیں مگر انہوں نے مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیر کتنی میانہ روی سے کی اور وہ بھی ضرورت کی وجہ سے کیونکہ ان کے زمانہ میں کھجور کے ستون اور لکڑیاں خراب ہو چکی تھیں اس لئے تعمیرِ جدید کی اور ان ستونوں کی لکڑیوں وغیرہ کو بدلوا یا اور ضرورت کے لائق توسیع کی۔ اور پھر حضرت عثمانؓ نے بھی تعمیرِ مسجدِ نبوی ﷺ پختہ اور مضبوط تو کرائی اور توسیع بھی خوب کی مگر آراستگی اور زخرفہ کی حد تک نہیں کرائی یعنی میانہ روی کے ساتھ سارے کام کرائے جبکہ ان کا دور بھی کثرتِ اموال اور اس کی ریل پیل کا تھا چاہے جتنا بھی خرچ کیا جاسکتا تھا مگر میانہ روی سے خرچ کیا لیکن بعض صحابہؓ نے اس کے باوجود بھی ان کے عملِ تعمیر اور طرز پر انکار و ناراضگی ظاہر کی تھی۔ خلاصہ یہ کہ اگر مساجد کی تعمیر ذرا پختہ اور مضبوط بھی کرائی جائے تو اس میں آراستگی اور زخرفہ کی حد تک پہنچنے سے تو بہر حال میں احتراز و پرہیز کیا ہی جائے۔

تعارف رجال حدیث (۴۵۱)

۱۔ محمد بن یحیٰ :۔ یہ محمد بن یحیٰ بن فارس الذہلی ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۱۱)۔

۲۔ مجاہد بن موسیٰ: یہ مجاہد بن موسیٰ الخوارزمی ابو علی الختلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۷۶)۔

۳۔ یعقوب بن ابراہیم: یہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۰)۔

۴۔ أبی: اس میں أب سے یعقوب کے والد حضرت ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف الزہری مراد ہیں۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۴۸)۔

۵۔ صالح: یہ صالح بن کیسان المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۰)۔

۶۔ نافع: یہ نافع مولیٰ ابن عمرؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۷۔ عبد اللہ بن عمرؓ: آپؓ شہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۸۔ مجاہد: یہ مجاہد بن موسیٰ الخوارزمی ابو علی الختلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۷۶)۔

۹۔ أبو بکرؓ: آپؓ امیر المؤمنین أبو بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۲۰)۔

۱۰۔ عمرؓ: آپؓ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب القرشی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۴۲)۔

۱۱۔ عثمانؓ: آپؓ امیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۶)۔

۱۲۔ أبوداؤدؓ: یہ مصنف کتاب أبوداؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۰)۔

الحديث/ ٤٥٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ

مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، ((أَنَّ مَسْجِدَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ سَوَارِيهِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ جُدُوعِ النَّخْلِ، أَعْلَاهُ مُظَلَّلٌ بِجَرِيدِ النَّخْلِ، ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ فَبَنَاهَا بِجُدُوعِ النَّخْلِ وَبَجَرِيدِ النَّخْلِ، ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ فَبَنَاهَا بِالْأَجْرِ فَلَمْ تَزَلْ ثَابِتَةً حَتَّى الْآنَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ٤٥٢ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حاتم نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن موسیٰ نے انہوں نے روایت کیا شیبان سے انہوں نے فراس سے انہوں نے عطیہ سے انہوں نے ابن عمرؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ کی مسجد (یعنی مسجد نبوی ﷺ) کی کیفیت اور صورت حال یہ تھی کہ اس کے ستون رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کھجور کی لکڑی (یعنی اس کے تنوں کے) تھے اور اس کے (یعنی مسجد نبوی ﷺ کے) اوپر کا حصہ سایہ کیا ہوا تھا کھجور کی شاخوں سے (یعنی چھت کھجور کی شاخوں کو ڈال کر بنائی گئی تھی اور سایہ کر دیا گیا تھا) پھر (یعنی ایک عرصہ بعد) حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں وہ (یعنی کھجور کے تنوں کے ستون جو مسجد نبوی ﷺ میں لگے ہوئے تھے) پُرانے ہو گئے (اور گل گئے) تو انہوں نے (یعنی حضرت ابوبکرؓ نے) ان کو بدل دیا (یعنی پُرانے اور گلے ہوئے کھجور کے تنوں کو کھجور کے (نئے) تنوں سے اور (پرانی کھجور کی شاخوں کو) کھجور کی (نئی) شاخوں سے (یعنی پرانے ستونوں کی جگہ کھجور ہی کے تنوں کے نئے ستون کھڑے کر دیے اور چھت پر لگی ہوئی کھجور کی شاخوں کی بجائے نئی کھجور کی شاخیں ڈلو کر سایہ کر دیا اور چھت بنوادی) پھر (یعنی ایک عرصہ کے بعد) حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں وہ (کھجور کے تنوں کے

ستون) پرانے ہو گئے (اور گل گئے) تو حضرت عثمانؓ نے اس کو (یعنی مسجد نبوی ﷺ کی دیواروں، ستونوں اور چھت کو) پکی اینٹوں سے بنوایا اور وہی (یعنی حضرت عثمانؓ کی تعمیر کردہ مسجد نبوی ﷺ) یا مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر و بناء) اب تک قائم (و باقی) ہے (یعنی حضرت ابن عمرؓ کے اس حدیث کو روایت کرنے کے وقت تک وہی تعمیر باقی اور قائم تھی یہ تاویل و مطلب نکالنا ضروری ہے کیونکہ اب وہ تعمیر باقی و قائم نہیں ہے اور چونکہ اس بات کو کہنے والے حضرت ابن عمرؓ ہیں تو ظاہر ہے جب انہوں نے روایت بیان کی ہے تب ہی کی یہ بات سمجھی جائے گی)۔

نوٹ :- اس حدیث کو پڑھ کر دو باتیں ذہن میں آسکتی ہیں اور دو اشکال ہو سکتے ہیں (۱) اس سے پہلے والی حدیث یعنی حدیث نمبر (۴۵۱) میں تو یہ مذکور ہے کہ حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی ﷺ کے ستون منقش پتھروں کے بنوائے تھے اور اس میں یعنی حدیث نمبر (۴۵۲) میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عثمانؓ نے پوری مسجد یعنی دیواریں اور ستون وغیرہ سب کچھ پکی اینٹوں کے بنوائے تھے تو یہ روایات میں تضاد و تعارض کیوں ہے؟ (۲) دوسری بات یہ ذہن میں آسکتی ہے کہ حدیث نمبر (۴۵۱) میں بناء ابو بکرؓ اور تعمیر عثمانؓ کے درمیان بناء عمرؓ بھی مذکور ہے اور اس حدیث نمبر (۴۵۲) میں یہ بناء عمرؓ مذکور نہیں ہے تو یہ بھی ایک طرح کا تضاد و تعارض ہی ہے لہذا یہ بھی ان احادیث میں کیوں ہے؟۔

تو پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی ﷺ کے کچھ ستون تو منقش پتھروں کے بنوائے تھے اور کچھ پکی اینٹوں کے اس لئے راوی نے ایک مرتبہ تو منقش پتھروں کے ستونوں کو بیان کر دیا اور ایک مرتبہ پکی اینٹوں کے ستونوں کو بیان کر دیا اس لئے تعارض کی کوئی بات نہیں ہے۔ اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی جو بناء اور تعمیر تھی وہ بالکل حضرت ابو بکرؓ کی بناء و تعمیر ہی کے مطابق تھی اس لئے راوی نے کسی مرتبہ تو تفصیلاً بیان کیا اور بنائے عمر کو بھی مستقلاً بیان کیا اور کسی مرتبہ اس کا تذکرہ اس وجہ سے چھوڑ بھی دیا کہ وہ تعمیر حضرت ابو بکرؓ کی تعمیر سے مختلف اور مغائر نہ تھی

لہذا آپ کو اس کی وجہ سے کوئی تضاد و تعارض کا شبہ نہیں ہونا چاہئے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۵۲)

۱۔ محمد بن حاتم :- یہ محمد بن حاتم بن بزيع البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴)۔

۲۔ عبید اللہ بن موسیٰ :- یہ عبید اللہ بن موسیٰ العبسی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۱۵)۔

۳۔ شیبان :- یہ شیبان بن عبد الرحمن التمیمی أبو معاویة البصري النحوي المؤدب ہیں۔ اصلاً کوفہ میں رہتے تھے لیکن بعد میں بغداد جا کر رہنے لگے اور بغداد ہی میں ان کی وفات بھی ہوئی ہے۔ حافظ نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ صاحب کتاب راوی ہیں اور یہ جوان کو النحوي کہا جاتا ہے وہ قبیلہ ازد کی ایک شاخ ”نحوہ“ کی طرف منسوب کرنے کی وجہ سے کہا جاتا ہے نہ کہ علم نحو کی طرف نسبت کی وجہ سے۔ یہ ساتویں طبقہ میں آتے ہیں اور ان کی وفات ۱۲۲ھ میں ہوئی ہے۔

۴۔ فراس :- یہ فراس بن یحیٰ الہمدانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰۰)۔

۵۔ عطیہ :- یہ عطیہ بن سعد بن جنادة العوفي الجدلي القيسي أبو الحسن الکوفي ہیں حافظ نے ان کو بہت غلطی کرنے والا صدوق راوی لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ یہ شیعہ تھے اور مدس تھے اور ان کو تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۱۱ھ میں لکھی ہے۔ اور صاحب المنہل نے ان کی وفات کے بارے میں ایک قول ۱۲۷ھ کا بھی نقل کیا ہے۔

۶۔ ابن عمرؓ :- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب العدوي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۷۔ أبو بکرؓ :- آپ امیر المؤمنین أبو بکر الصديقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۲۰)۔

۸۔ عثمان: آپؓ امیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۶)۔

الحديث/ ۵۳ ۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ فِي عُلُوِّ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ فِيهِمْ، أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاؤُوا مُتَقَلِّدِينَ سُبُوفَهُمْ، فَقَالَ أَنَسٌ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رَدَفَهُ وَمَلَأَ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفَنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي حَيْثُ أَذْرَكَهُ الصَّلَاةُ، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَإِنَّهُ أَمَرَ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ، قَالَ: يَا بَنِي النَّجَّارِ، تَأْمِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا، فَقَالُوا: وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ. قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ، كَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَتْ فِيهِ خَرِبٌ، وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصُفِّفَ النَّخْلُ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ، وَجَعَلُوا عِضَادَتِيهِ حِجَارَةً، وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ، فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۳ ۴:- فرمایا امام البوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے

انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالوارثؒ نے انہوں نے روایت کیا ابوالتّیّاحؒ سے انہوں نے حضرت

انس بن مالکؓ سے (یہ کہ حضرت انسؓ نے) بیان کیا کہ (جب مکہ سے ہجرت کر کے) رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے (واضح رہے کہ آپ ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کی تاریخ حاکم نے تو آٹھ ربیع الاول لکھی ہے اور کلبی، نووی، ابن نجار وغیرہ نے بارہ ربیع الاول لکھی ہے۔ بہر حال جب آپ ﷺ مدینہ منورہ پہنچے) تو مدینہ منورہ کی بلند جانب (یعنی قبائیں) ایک قبیلے میں جس کا نام بنو عمرو بن عوف تھا اترے اور ان میں (یعنی انہی بنو عمرو بن عوف کے محلے اور قبیلے میں) چودہ راتیں (یعنی چودہ دن) قیام فرمایا (اور رہے) پھر (یعنی اس روایت کے مطابق چودہ دن اور ایک روایت کے مطابق چوبیس دن کے بعد آپ ﷺ نے) بنو نجار کو بلوا بھیجا (واضح رہے کہ یہ بنو نجار عبدالمطلب کے ماموں یعنی آپ ﷺ کے ننھیال والے ہوتے تھے کیونکہ عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ انہی میں سے تھیں لہذا جب آپ ﷺ نے قباء سے منتقل ہونے کا ارادہ فرمایا تو اپنے ننھیال والوں یعنی بنو نجار کے پاس خبر بھجوائی) تو وہ لوگ (حکم پاتے ہی) اپنی تلواروں کو (اپنی گردنوں میں) لٹکائے ہوئے آگئے (اور یہ جو تلواریں لٹکا کر آئے تھے اس کا مقصد یہ تھا کہ یہودیوں کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے محمد ﷺ کی نصرت و مدد کی کتنی اور کس قدر تیاری کر رکھی ہے۔ بہر حال جب بنو نجار تلواریں لٹکائے ہوئے آگئے تو آپ ﷺ قباء سے ان کے ساتھ مدینہ منورہ کے لئے حضرت ابوبکرؓ کو اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھا کر چلے۔ اس کو بیان کرنے کے لئے حضرت انسؓ نے کہا) کہ مجھے وہ نقشہ آج بھی یاد ہے اور) گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں رسول اللہ ﷺ کو اپنی اونٹنی پر اس حال میں کہ حضرت ابوبکرؓ آپ کے پیچھے (آپ ﷺ کی اونٹنی پر) بیٹھے ہوئے ہیں اور بنو نجار کے لوگ کو آپ ﷺ کے ارد گرد (تلواریں لٹکائے ہوئے چل رہے ہیں)۔ (واضح رہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی مستقلاً دوسری اونٹنی موجود تھی جس پر وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آئے تھے مگر آپ ﷺ نے ان کے اعزاز و اکرام اور ان کی قدر و منزلت کو ظاہر کرنے کے لئے انہیں اپنی ہی اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھا کر قباء سے مدینہ منورہ کا سفر شروع کیا تھا۔ بہر

حال اسی شان کے ساتھ آپ ﷺ چلتے رہے (یہاں تک کہ آپ ﷺ اترے (فروش ہوئے حضرت) ابویوب (خالد بن زید بن کلب الانصاری النجاری کے گھر کے سامنے) صحن میں (اور پھر حضرت ابویوب انصاریؓ آپ ﷺ کو اپنے گھر میں اندر لے گئے اور آپ ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ اور اپنے حجروں کے بننے تک تقریباً مکمل ایک ماہ حضرت ابویوب انصاریؓ کے گھر ہی میں قیام فرمایا) اور (مسجد تیار ہونے سے پہلے) رسول اللہ ﷺ وہیں نماز پڑھ لیا کرتے جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا تھا اور) (اگر کبھی ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ بکریوں کے رہنے کی جگہ اور باڑے میں ہوتے اور نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ ﷺ) بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے۔ اور بے شک (جب) آپ ﷺ نے حکم دیا مسجد بنانے کا (یا جب آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسجد بنانے کا حکم دیا گیا) تو آپ ﷺ نے بنونجار کے پاس (ان کو بلانے کے لئے ایک قاصد) بھیجا (وہ اطلاع ملتے ہی حاضر خدمت ہو گئے تو آپ ﷺ نے اُن سے) فرمایا اے بنونجار! تم اپنے اس باغ کی قیمت کا اندازہ کر لو اور مجھ سے اس کی قیمت لے کر مجھے یہ باغ بیچ دو (یہ بات سُن کر ان لوگوں نے) کہا ہم اس کی قیمت صرف اللہ ہی سے لیں گے (یعنی ہم اس کو قیمۃ نہیں بیچیں گے بلکہ تبرعاً آپ کو ایسے ہی دیں گے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر و ثواب پائیں گے۔ واضح رہے کہ اس روایت سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے اس زمین و باغ کی قیمت نہیں لی تھی لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ اس روایت میں اختصار ہے کیونکہ ہوا یہ تھا کہ وہ باغ اصل میں سہل اور سہیل دو بھائیوں کا تھا آپ ﷺ نے بنونجار کے اس تبرعاً دینے والے جواب کو سن کر خود ان دونوں بھائیوں کو بلایا اور جب انہوں نے بھی اس باغ کو بدون قیمت ہبۂ آپ ﷺ کو دینے کی بات کہی تو آپ ﷺ نے انکار فرمادیا۔ آپ ﷺ کے ہبۂ لینے سے انکار فرمانے کے بعد ان دونوں بھائیوں نے آپ ﷺ کی منشاء کے مطابق وہ باغ مسجد بنانے کے لئے دس دینار میں فروخت کر دیا اور یہ دس دینار آپ ﷺ کی طرف سے حضرت ابو بکرؓ نے ادا کئے اور

دوسرے لوگوں نے بھی اپنی اپنی طرف سے اُن دونوں بھائیوں کو کچھ کچھ دیا۔ بہر حال اس طرح بات طے ہو گئی اور مسجد تعمیر کرنے کی تیاری کر لی گئی۔ اُس باغ کی صورتِ حال کو بیان کرتے ہوئے حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اور اس باغ میں جو چیزیں ہیں وہ میں تم سے بیان کئے دیتا ہوں (تو سنو اس باغ کے اندر جس میں آج مسجد نبوی ﷺ بنی ہوئی ہے) مشرکین کی کچھ قبریں تھیں (یعنی کچھ حصے میں مشرکین کی قبریں تھیں) اور اس (کے کچھ حصے) میں (اونچے نیچے ٹیلے اور) گڑھے تھے اور اُس (کے کچھ حصے) میں کھجور کے کچھ درخت تھے پس آپ ﷺ نے مشرکین کی قبروں کے بارے میں (ان کو کھود کر ہڈیاں وغیرہ نکال کر پھینکے جانے اور صاف کئے جانے کا) حکم دیا (تعمیل حکم کی گئی) اور ان کو کھود کر (ہڈیاں وغیرہ نکال کر پھینک دی گئیں اور اس قبروں والے حصے کو صاف کر لیا گیا) اور آپ ﷺ نے حکم فرمایا (گڑھوں والے حصے کو) برابر و ہموار کرنے کا) پس (اُن گڑھوں کو) ہموار (و برابر) کیا گیا اور کھجوروں کے درختوں کے بارے میں (آپ ﷺ نے ان کو کاٹے جانے کی ہدایت دی) پس ان کو کاٹ دیا گیا اور اُن کھجور کے درختوں کے تنوں کو لائن وار کھڑا کیا گیا مسجد کے قبلہ (کی سمت) میں۔ یعنی جو قبلہ کی طرف کی دیوار بننے کی جگہ تھی وہاں ان کھجور کے تنوں کو بطور ستون کھڑا کیا گیا تاکہ اُن پر چھت کو ٹکایا اور ڈالا جاسکے) اور بنائے اس کے (یعنی دروازہ کے) دونوں بازو پتھروں کے (اس کا ایک مطلب تو یہی ہے کہ دروازہ کی دونوں سائڈیں پتھر کی بنائی گئیں اور ان کے اوپر سردل لکڑی کا رکھا گیا۔ لیکن ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھجور کے تنوں کے دونوں طرف مضبوطی کے مقصد سے پتھر لگائے گئے۔ اور جب یہ تعمیر مسجد ہو رہی تھی تو تمام) صحابہؓ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے اور اشعار پڑھتے جارہے تھے، اور نبی کریم ﷺ (تعمیر مسجد کے کاموں یعنی پتھر وغیرہ اٹھا کر لانے میں) ان کے (یعنی صحابہ کرامؓ کے) ساتھ (شریک) تھے اور آپ ﷺ (اس نقلِ جہارہ کے دوران) فرما رہے تھے: اللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ۔ فانصر الأنصارَ والمهاجرة یعنی اے

پروردگار آخرت کی بھلائی و بہتری کے علاوہ کوئی بھلائی و بہتری نہیں، اور تو مدکر مہاجرین و انصار کی۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے جہاں اور بہت سی باتیں معلوم ہوئیں وہیں مندرجہ ذیل چند باتیں بھی معلوم ہوئی ہیں (۱) دار الکفر سے دار الإسلام کو ہجرت کرنی چاہئے (۲) اپنے پیچھے اپنی سواری پر کسی کو بٹھانا جائز ہی نہیں بلکہ سنت نبی ﷺ بھی ہے (۳) جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لینی چاہئے (۴) بکریوں کے باڑے اور ان کے رہنے کی جگہ میں نماز پڑھنا جائز ہے (۵) مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں مبادرت اور جلدی کرنی چاہئے (۶) کسی بھی چیز کا بیچنا خریدنا تو جائز ہے لیکن غصب کرنا اور چھین لینا جائز نہیں ہے (۷) تبرعاً اور فی سبیل اللہ کسی چیز کا دینا شرعاً مطلوب و جائز ہے (۸) ضرورت و حاجت کے وقت پھل دار درختوں کو بھی کاٹنا جائز ہے (۹) مشرکین کے قبرستان میں ان کی قبروں کو کھود کر ان کے اندر کی ہڈیاں وغیرہ نکال کر پھینکے جانے اور صاف کئے جانے کے بعد مسجد بنانا اور نماز پڑھنا جائز ہے (۱۰) جس کے خون کی عزت و حرمت زندگی میں نہیں ہے مرنے کے بعد اس کی ہڈیوں کی بھی کوئی عزت و تکریم نہیں کی جائے گی یعنی جس طرح زندہ رہتے ہوئے مشرکین کا دم و جان غیر محترم ہے ویسے ہی ان کے مرنے کے بعد ان کی ہڈیاں بھی غیر محترم ہیں (۱۱) مسلمانوں کے لئے نصرت و مدد کی دعاء کرنا شرعاً جائز و ثابت اور مطلوب ہے (۱۲) آپ ﷺ نہایت متواضع اور عالی و کامل اخلاق کے مالک تھے۔

تعارف رجال حدیث (۴۵۳)

- ۱۔ مسدد :- یہ مسدد بن مسرہد الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔
- ۲۔ عبد الوارث :- یہ عبد الوارث بن سعید العنبری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۴)۔
- ۳۔ أبو التیاح :- یہ یزید بن حمید الضُّبَعِی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳)۔

۴۔ انس بن مالک: آپ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور مشہور صحابی حضرت انس بن مالک ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث/ ۴۵۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ مَوْضِعُ الْمَسْجِدِ حَائِطًا لِبَنِي النَّجَّارِ فِيهِ حَرْثٌ وَنَخْلٌ وَقُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ثَامِنُونِي بِهِ، فَقَالُوا: لَا نَبْغِي بِهِ ثَمَنًا، فَقُطِعَ النَّخْلُ وَسُوِيَ الْحَرْثُ وَنُبِشَ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فَاعْفِرْ مَكَانَ فَانْصُرْ.

قَالَ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بِنَحْوِهِ، وَكَانَ عَبْدُ الْوَارِثِ يَقُولُ خَرِبٌ وَزَعَمَ عَبْدُ الْوَارِثِ أَنَّهُ أَفَادَ حَمَادًا هَذَا الْحَدِيثَ،

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۵۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حماد بن سلمہ نے انہوں نے نقل کیا ابوالتیاح سے انہوں نے حضرت انس بن مالک سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ مسجد (نبوی ﷺ) کی جگہ بنونجار کا ایک باغ تھا جس میں کھیتی (بھی) تھی، کھجور کے کچھ درخت اور مشرکین کی کچھ قبریں (بھی) تھیں (اور جب آپ ﷺ نے اس جگہ مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا تو بنونجار سے کہا کہ) تم مجھے یہ باغ قیمت دیدو (یعنی اس کو مجھے بیچ دو اور اس کی قیمت مجھ سے لے لو) تو انہوں نے کہا ہم آپ ﷺ سے (اس کی قیمت) نہیں چاہتے (بلکہ ویسے ہی حسبہ للہ اور تبرعاً بغیر کسی قیمت کے آپ ﷺ کو یہ دیتے ہیں۔ اور چونکہ وہ باغ بنونجار کے دو یتیموں کا تھا اور یتیموں کا مال تبرعاً خود یتیموں کے لئے دینا بھی صحیح نہیں ہے چہ جائیکہ ان کے

اولیاء ان کی طرف سے تبرعاً دیں اس لئے آپ ﷺ اس باغ کو مجانباً بدوینِ ثمن قبول کرنے پر راضی نہیں ہوئے بلکہ اس کو قیمت دے کر ہی لیا اور جب لے لیا تو اس میں جو کھجور کے درخت تھے ان کو کاٹنے اور ان کی جڑوں کو اکھاڑ کر پھینکنے کا حکم دیا) پس کھجور کے درختوں کو کاٹ دیا گیا (اور ان کی جڑوں کو بھی اکھاڑ کر پھینک دیا گیا) اور زراعت (کھیتی کی جگہ) کو برابر (وہموار) کیا گیا (واضح رہے کہ اس حدیث میں جو لفظ سُویٰ برابر کیا گیا ہے اس کے اعتبار سے لفظِ حَرْث کی بجائے لفظِ حَرْب زیادہ موزوں و مناسب ہے کیونکہ گڑھوں کو برابر وہموار کیا جاتا ہے نہ کہ کھیتی اور کھیتی کی جگہ کو۔ بہر حال گڑھوں کو یا کھیتی کی جگہ کو وہموار و برابر کیا گیا) اور مشرکین کی قبروں کو کھود کر (ان کے اندر سے ہڈیاں وغیرہ نکال کر صفائی و ستھرائی کی گئی) اور (آگے اس کے بعد حماد بن سلمہ نے بھی ویسا ہی قصہ اور) حدیث بیان کی (جیسے کہ عبدالوارث نے بیان کی ہے یعنی اس سے پہلی حدیث نمبر (۴۵۳)) اور انہوں نے (یعنی حماد بن سلمہ نے حدیث کے آخر میں) بیان کیا فانسور کی جگہ فاغفر (یعنی عبدالوارث نے تو پچھلی حدیث نمبر (۴۵۳) کے بالکل آخر میں فانسور الانصار والمہاجرة بیان کیا تھا مگر حماد بن سلمہ نے اس کی بجائے فاغفر الانصار والمہاجرة بیان کیا ہے)۔

موسیٰ نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بھی انہی (یعنی حماد ہی) کے جیسی حدیث بیان کی ہے لیکن عبدالوارث نے کہا تھا خرب۔ اور عبدالوارث نے کہا کہ یہ حدیث انہوں نے حماد کو بھی (بتائی) اور بیان کی تھی۔

نوٹ:- اس حدیث نمبر (۴۵۴) کو لا کر امام ابوداؤد نے یہ بتانا چاہا ہے کہ حضرت ابو التیاح سے اس حدیث کو نقل کئے جانے میں کچھ الفاظ کو اختلاف کے ساتھ نقل کیا گیا ہے چنانچہ ابو التیاح کے شاگرد عبدالوارث نے تو اس حدیث کو اُن سے اُن الفاظ میں نقل کیا جو حدیث نمبر (۴۵۳) میں منقول و مکتوب ہوئے۔ اور ابو التیاح کے دوسرے شاگرد حماد بن سلمہ نے بھی اکثر حدیث تو انہیں

الفاظ میں نقل کی جن میں عبدالوارث نے نقل کی لیکن عبدالوارث نے جہاں لفظ خَرِب روایت کیا تھا حماد نے وہاں لفظ حَرِث روایت کیا اور عبدالوارث نے جہاں لفظ فَاَنْصُر نقل کیا تھا حماد نے وہاں لفظ فَاَغْفِر نقل کیا ہے۔

اور ”قال موسى الخ“ کی عبارت سے مصنفؒ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ان کے شیخ موسیٰ بن اسماعیل نے اس روایت کو جس طرح اپنے ایک شیخ حماد بن سلمہ سے روایت کیا ہے ویسے ہی دوسرے شیخ عبدالوارث بن سعید سے بھی روایت کیا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ انہوں نے عبدالوارث سے روایت کرتے ہوئے حَرِث کی جگہ پر خَرِب کا لفظ نقل کیا ہے جیسے کہ کچھلی روایت میں حضرت مسد نے بھی عبدالوارث سے یہی لفظ خَرِب روایت کیا ہے بجائے لفظ حَرِث کے۔ اور دوسری بات مصنفؒ نے اس عبارت میں وزعم عبدالوارث الخ کے الفاظ سے یہ بتائی ہے کہ حماد بن سلمہ نے جس طرح اس حدیث کو ابوالتیاح سے لیا اور سنا ہے ویسے ہی ایک دوسرے شیخ عبدالوارث بن سعید سے بھی لیا اور سنا ہے۔ اصل میں ہوا یوں کہ حماد نے پہلے تو یہ حدیث عبدالوارث بن سعید ہی سے حاصل کی اور لی تھی لیکن بعد میں شیخ ابوالتیاح کے یہاں گئے اور اُن سے بھی اس حدیث کو لیا اور حاصل کیا۔

تعارف رجال حدیث (۴۵۴)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد بن سلمہ :- یہ حماد بن سلمہ بن دینار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ ابوالتیاح :- یہ یزید بن حمید الضُّبَعِیُّ ابوالتیاح البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۴۔ انس بن مالک :۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور مشہور صحابی حضرت انس بن مالک ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

۵۔ موسیٰ :۔ یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۶۔ عبدالوارث :۔ یہ عبدالوارث بن سعید العبیری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۴)۔

۷۔ أفاد حماداً :۔ یہ حماد بن سلمة بن دینار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

(۱۳) بَابُ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ

گھروں میں مساجد بنانے کا بیان (۱۳)

الحديث/ ۴۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ

عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ وَأَنْ تَنْظَفَ وَتُطَيَّبَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۴۵۵ :۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن علاء

نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حسین بن علی نے انہوں نے روایت کیا زائدہ سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد (عروہ) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے گھروں میں مسجدیں بنانے کا (یعنی کسی ایک کوٹھری وغیرہ کو نماز کی جگہ مقرر و متعین کرنے کا) اور (اُن مساجد کو) پاک (وصاف) اور معطر رکھنے کا۔

نوٹ :۔ اس حدیث شریف میں جو یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے گھروں میں مساجد بنانے

کا حکم دیا ہے، اس کا ایک مطلب تو وہی ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں عبادت و نماز کے لئے کسی خاص

کمرے یا جگہ کا تعین کر لیا جائے۔ لیکن اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر ایک محلہ اور ہر ایک قبیلہ میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا تاکہ ہر محلے اور ہر قبیلے والے بغیر کسی تعب و مشقت کے مسجد اور جماعت کا ثواب حاصل کر لیں، کیونکہ مساجد کے دور دور ہونے اور کئی کئی محلوں اور قبیلوں کے بعد ہونے کی شکل میں ہو سکتا ہے کچھ لوگ مساجد میں نہ جاسکیں اور مسجد و جماعت کے ثواب سے محروم رہیں اس لئے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر محلے اور ہر قبیلے اور ہر علاقے میں مسجد تعمیر کرو اور بناؤ۔ اور اس حدیث شریف سے ایک خاص بات یہ بھی معلوم ہو رہی ہے کہ مساجد کا خوب احترام ہونا چاہئے ان کو کوڑا کرکٹ اور ہر طرح کی نجاست و گندگی سے بالکل پاک و صاف ستھرا رکھنا چاہئے نیز مناسب و میسر خوشبو اور بخور وغیرہ سے ان کو دھنی دیتے رہنا اور معطر کئے رکھنا چاہئے۔

تعارف رجال حدیث (۲۵۵)

۱۔ محمد بن العلاء :- یہ محمد بن کُریب الہمدانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۲۔ حسین بن علی :- یہ حسین بن علی الجعفی أبو عبد اللہ المقرئ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۲)۔

۳۔ زائدة :- یہ زائدة بن قدامة الثقفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۹)۔

۴۔ هشام بن عروة :- یہ هشام بن عروة بن الزبیر العوام الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۵۔ عن أبیه :- اس میں أب سے مراد حضرت هشام کے والد حضرت عروة بن الزبیر بن العوام الأسدی ہیں۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۶۔ عائشہ: آپؓ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

الحديث/ ۶ ۵ ۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَفْيَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدٍ بْنُ سَمُرَةَ، حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ أَبِيهِ سَمُرَةَ، قَالَ: ((إِنَّهُ كَتَبَ إِلَيَّ بَنِيهِ: أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا بِالْمَسَاجِدِ أَنْ نَصْنَعَهَا فِي دُورِنَا وَنُصْلِحَ صَنَعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۶ ۵ ۴ :- فرمایا امام البوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن داؤد بن سفیان نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یحییٰ بن حسن نے۔ یعنی یحییٰ بن حسن نے۔ انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سلیمان بن موسیٰ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا جعفر بن سعد بن سمرہ نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا خُبیب بن سلیمان نے انہوں نے نقل کیا اپنے والد سلیمان بن سمرہ سے انہوں نے اپنے والد سمرہ سے سلیمان نے کہا کہ انہوں نے (یعنی حضرت سمرہؓ نے) اپنے بیٹوں کو (خط) لکھا (اور اس میں یہ لکھ کر بھیجا) اَمَّا بَعْدُ الْخ (یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے اور رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ و سلام بھیجنے کے بعد معلوم ہو کہ) بے شک رسول اللہ ﷺ ہم کو حکم دیا کرتے تھے مساجد کے سلسلہ میں یہ کہ ہم ان کو بنائیں اپنے گھروں میں (یعنی آپ ﷺ ہم کو اپنے گھروں - یا ان محلوں میں جن میں ہمارے گھر ہوتے تھے مسجدیں بنانے کا حکم دیتے تھے۔ واضح رہے کہ شرح حضرات نے فی دورنا کو فی محلاتنا کے معنی میں لینے کو زیادہ واضح اور ظاہر بتایا ہے۔ بہر حال محلوں میں مسجدیں بنانے کے حکم کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ ہم کو یہ بھی حکم دیا کرتے تھے کہ) ہم (ضرورت پڑنے پر) ان کی بناوٹ

(و تعمیر) کو درست کرتے رہیں اور (کوڑا کڑکٹ و دیگر تمام قسم کی نجاستوں سے) ان کو پاک (اور صاف ستھرا بھی) کرتے رہا کریں۔

نوٹ:- اس حدیث میں جو نصلح صنعتها ہے اس کا ایک مطلب تو وہی ہے جو ترجمہ میں مد نظر رکھا گیا یعنی ان کی عمارت و تعمیر کی مرمت و درستی کرتے رہنا۔ لیکن اس کا ایک مطلب کچھ حضرات نے یہ بھی بتایا ہے کہ بناتے وقت مساجد کی تعمیر کو حسین و خوبصورت کر کے بنائیں (زخرفہ سے پہلے پہلے) اور مساجد کی تعمیر کچھ اس انداز سے کریں کہ دیگر تمام گھروں سے وہ ممتاز و علیحدہ ہی نظر آئیں۔ بہر حال اس حدیث شریف سے اپنے محلوں اور علاقوں یا کہنے گھروں میں مساجد کی تعمیر کرنے اور ان کی دیکھ ریکھ کرنے اور صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنے کا امر و حکم معلوم ہو رہا ہے مگر واضح رہے کہ یہ امر وجوبی نہیں ہے بلکہ استحبانی ہے یا کہنے کہ امر بمعنی اذن و اجازت ہے کیونکہ اپنے محلوں میں مساجد بنانے اور بنجانے سے خود لوگوں کی اپنی مشقت و تعب ختم ہو جاتی ہے اور وہ دوسرے محلے یا دوسرے علاقے میں نماز پڑھنے جانے کی دقت و تکلیف سے محفوظ ہو جاتے ہیں اس لئے اس حدیث میں مذکور امر کو بمعنی حکم و وجوب نہیں کہا جاسکتا کیونکہ یہ امر تو اذن و اجازت کے قبیل سے ہے ہاں زیادہ سے زیادہ حکم استحبانی کہہ سکتے ہیں۔

تعارف رجال حدیث (۴۵۶)

۱۔ محمد بن داؤد:- یہ محمد بن داؤد بن سفیان ہیں۔ انہوں نے صرف عبد الرزاق اور یحییٰ بن حسان سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف البوداؤد نے حافظہ نے ان کو مقبول راوی لکھا ہے اور گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۲۔ یحییٰ:- یہ یحییٰ بن حسان بن حیّان التّیسیّ البکریّ أبو ذکریاء البصریّ

ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بصرہ چوتھ سال ۲۰۸ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ سلیمان بن موسیٰ :- یہ سلیمان بن موسیٰ الزہریؒ ابوداؤد الکوفیؒ ہیں۔ اصلاً خراسانی ہیں کوفہ میں رہنے لگے تھے اور پھر بعد میں کوفہ سے دمشق چلے گئے تھے۔ ابوحاتم نے ان کو صالح الحدیث، مروان بن محمد اور عباس بن ولید نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے بھی ان کا ثقافت میں ذکر کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے ان کے بارے میں لیس بہ بأس کہا ہے۔ اور عقیلی نے ان کے بارے میں امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہیں اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ابوزرعہ نے ان کو ضعیف میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کے بارے میں ”فیہ لین“ لکھا ہے اور ان کو آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ جعفر بن سعد :- یہ جعفر بن سعد بن سمرة الفزاریؒ ابو محمد السمریؒ ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقافت میں ذکر کیا ہے، ابن حزم نے مجہول کہا ہے اور ذہبی نے لا یعرف اور ابن عبد البر نے لیس بالقوی۔ اور حافظؒ نے بھی ان کو لیس بالقوی لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ خبیب بن سلیمان :- یہ خبیب بن سلیمان بن سمرة بن جندب الفزاریؒ ابو سلیمان الکوفیؒ ابن عم جعفر بن سعد بن سمرة ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقافت میں ذکر کیا ہے۔ ابن حزم نے مجہول کہا اور ذہبی نے لا یعرف کہا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو مجہول لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔ سلیمان بن سمرة :- یہ سلیمان بن سمرة بن جندب الفزاریؒ ہیں۔

ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابوالحسن بن القطان نے ان کو مجہول الحال لکھا ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔ عن أبيه سمرة: - آپؓ سمرة بن جندب الفزاري الصحابي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۲)۔

(۱۴) بَابُ فِي السُّرُجِ فِي الْمَسَاجِدِ

یہ باب ہے مساجد میں چراغ (جلانے) کے بیان میں (یعنی اس میں یہ بیان ہوگا کہ مساجد کو چراغ جلا کر منور و روشن کرنا مستحب ہے) (۱۴)

الحدیث / ۴۵۷ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مُسْكِينٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ عَنْ مَيْمُونَةَ، مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: ((يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اتُّوهُ فَصَلُّوْا فِيهِ، وَكَانَتْ الْبِلَادُ إِذْ ذَاكَ حَرْبًا، فَإِنْ لَمْ تَأْتُوهُ وَتُصَلُّوْا فِيهِ فَابْعَثُوا بَرِيَّةً يُسْرِجُ فِي قَنَادِيلِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۵۷ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا نفیلی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا مسکین نے انہوں نے روایت کیا سعید بن عبد العزیز سے انہوں نے زیاد بن ابی سودہ سے انہوں نے مولاۃ النبی حضرت میمونہؓ سے یہ کہ انہوں نے (ایک مرتبہ آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھتے ہوئے) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں مسئلہ بتائیے بیت المقدس کے بارے میں (یعنی بیت المقدس کو سفر کر کے جانے اور اس میں نماز پڑھنے کا حکم ہے ہمیں بتادیتے) تو آپ ﷺ

نے (جواب میں) فرمایا وہاں (یعنی بیت المقدس) جاؤ اور اس میں (یعنی اس کی مسجد۔ مسجد اقصیٰ میں) نماز پڑھو (واضح رہے کہ اس حدیث میں جو بیت المقدس جانے اور اس کی مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم ہے یہ یا تو استحباً ہی ہے یا اباحتی ہے یعنی وجوبی نہیں ہے۔ اور یہ بھی ذہن میں رکھ لیں کہ بیت المقدس سے شہر بھی مراد ہو سکتا ہے اور خود مسجد اقصیٰ بھی مراد ہو سکتی ہے کیونکہ شراح حضرات نے فصلوا فیہ کی تشریح میں أي فصلوا فی مسجدہ لکھا ہے) اور اس زمانہ میں (یعنی جس وقت حضرت میمونہؓ نے آپ ﷺ سے بیت المقدس کے سلسلہ میں یہ مسئلہ پوچھا تھا تمام شہروں میں یا کہئے کہ بیت المقدس کے آس پاس کے علاقوں اور شہروں میں) لڑائی (وجنگ پھیلی ہوئی) تھی کیونکہ بیت المقدس حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ۱۵ھ میں فتح ہوا ہے اس وجہ سے اُس سوال کے وقت کوئی بھی مسلمان سفر کر کے وہاں جانے کی قدرت و استطاعت نہیں رکھتا تھا چنانچہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا یہ جواب سن کر حضرت میمونہؓ نے یہ بھی پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی کسی وجہ سے وہاں نہ جاسکے تو کیا کرے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو وہاں نہ جاسکے تو کچھ تیل وہاں بھیج دے تاکہ اس تیل کے ذریعہ چراغ جلا کر اس میں یعنی بیت المقدس۔ مسجد اقصیٰ میں روشنی کی جاسکے کیونکہ یہ تیل بھیجنے والا بھی اجر و ثواب میں اُس شخص کی طرح ہوگا جو وہاں جائے اور اس میں نماز پڑھے۔ بہر حال حضرت میمونہؓ کے پوچھنے یا حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے خود ہی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ) اور اگر تم وہاں (یعنی بیت المقدس جا کر) اس میں نماز نہ پڑھ سکو تو بھیج دو کچھ (زیتون) کا تیل جس کو جلایا جائے اس کے (یعنی بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ کے) قندیلوں (اور چراغوں) میں۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے مساجد میں چراغ جلانے کا ثبوت تو ہو ہی رہا ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ اور بھی کئی چیزیں معلوم ہو رہی ہیں مثلاً (۱) بیت المقدس، مسجد اقصیٰ کی فضیلت (۲) اسکی طرف سفر کر کے جائیکا جواز و استحباب اور آمین نماز ادا کرنیکی فضیلت (۳) اپنے شہر و علاقہ سے باہر کی

مساجد میں چراغ جلانے کیلئے تیل کے بھیجنے کا جواز و استحباب۔ اب ظاہر ہے اپنے شہر کی مسجد میں تیل بھیجنا تو بطریق اولیٰ جائز و مستحب ہوگا ہی (۴) دار الحرب میں پائی جانے والی مساجد کیلئے مسلمانوں اور دار الاسلام والو کی طرف سے تیل بھیجنے کا جواز و استحباب۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ ہر وہ چیز جو مساجد کیلئے منفعت و فائدہ کا درجہ رکھتی ہے اسکا بھی تیل ہی جیسا حکم ہوگا یعنی ہر ایسی چیز کا بھی مساجد کیلئے بھیجنا جائز و مباح ہی نہیں بلکہ باعثِ اجر و ثواب بھی ہوگا (۵) اور یہ حدیث صاف صاف یہ بھی بتا رہی ہے اور حکم دے رہی ہے کہ اگر کسی کو کوئی مسئلہ و حکم معلوم نہ ہو تو اُس مسئلہ و حکم کے سلسلہ میں اسکو جاننے والوں سے معلوم کرنا اور پوچھنا چاہئے اور جاننے والوں کو اس مسئلہ کا جواب دینا اور بتانا چاہئے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۵۷)

۱۔ النفیلی:۔ یہ عبداللہ بن محمد بن علی بن نفیل النفیلی ابو جعفر الحرّانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔ مسکین:۔ یہ مسکین بن بکیر الحرّانی ابو عبد الرحمن الحدّاء ہیں۔ حافظ نے انکے بارے میں ”صدوق یخطی“ و کان صاحب حدیث“ یعنی یہ صدوق مگر غلطی کرنے والے راوی ہیں اور محدث تھے لکھا ہے نیز نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۹۸ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ سعید بن عبد العزیز:۔ یہ سعید بن عبد العزیز بن ابی یحییٰ التنوخی ابو محمد أو ابو عبد العزیز الدمشقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۵۰)۔

۴۔ زیاد بن ابی سودة:۔ یہ زیاد بن ابی سودة ابو المنہال أو ابو نصر المقدسی ہیں۔ مروان بن محمد نے ان کو ثقہ، ثبت کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقّات میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ میمونۃ: آپؐ میمونۃ بنت سعد (ویقال بنت سعید) مولاة النبیؐ و خادمته

ﷺ ہیں۔ ان سے زیاد بن اُبی سودہ، عثمان بن اُبی سودہ، أبوزید الضبی، ہلال بن اُبی ہلال اور اُیوب بن خالد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ صاحب المنہل نے یہ بھی لکھا ہے کہ کچھ حضرات کا قول ہے یہ میمونۃؓ میمونۃ بنت سعد کے علاوہ کوئی دوسری میمونۃ ہیں۔ لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ یہ میمونۃ بنت سعد ہی ہیں۔

(۱۵) بَابُ فِي حَصَى الْمَسْجِدِ

یہ باب ہے مسجد کی کنکریوں کے بارے میں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ کیا مسجد میں باہر سے کنکریاں لا کر بچھائی جاسکتی ہیں یا نہیں نیز مسجد کی کنکریوں کو باہر لیجا یا جاسکتا ہے یا نہیں) (۱۵)

الحديث/ ۵۸ ۴- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامٍ بْنُ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ

سُلَيْمٍ الْبَاهِلِيُّ عَنْ أَبِي الْوَلَيْدِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ حَصَى، الَّذِي فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مُطَرْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ مُبْتَلَّةً، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْحَصَى فِي ثَوْبِهِ فَيَبْسُطُهُ تَحْتَهُ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: مَا أَحْسَنَ هَذَا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۸ ۴:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا سہل بن

تمام بن بزیع نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عمر بن سلیم باہلی نے انہوں نے روایت کیا ابوالولید سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے (ایک مرتبہ) حضرت ابن عمرؓ سے ان کنکریوں کے بارے

میں پوچھا جو مسجد (نبوی ﷺ) میں (بچھی ہوئی تھیں۔ یعنی یہ معلوم کیا کہ ان کے بارے میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث ہے اور کیا ان کنکریوں کو مسجد میں اس طرح سے بچھنا جائز ہے یا نہیں) تو (انہوں نے میری بات کا جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ کے زمانے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ ایک رات کو بارش ہوئی اور (مسجد نبوی ﷺ کی) زمین تر (اور گیلی) ہوگئی (کیونکہ مسجد کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی لہذا اس چھت میں سے زمین پر پانی گرا اور کچڑسی ہوگئی) تو (صبح کو نماز کے لئے آنے والے لوگوں میں سے ہر شخص نے یہ طریقہ اختیار کیا) کہ اپنے کپڑے میں کچھ کنکریاں بھر کر لایا اور ان کو اپنے نیچے بچھالیا (تا کہ اس کے نماز پڑھنے کی جگہ خشک ہو جائے اور کچڑ ختم ہو جائے اور یہ پھر آرام سے نماز پڑھ لے) پس جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے (اور ان حضرات کا کنکریاں بچھانے والا یہ عمل دیکھا تو) فرمایا اَحْسَنُ هَذَا کیا ہی اچھا کیا اُس نے (یعنی آپ ﷺ نے یہ کام کرنے والوں کی مدح فرمائی اور ان کے اس عمل کو اچھا اور حَسَن بتایا۔ واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ یہ عمل جب حسن و مستحسن ہوگا جب مسجد کا فرش کچا ہو اور بارش ہونے کے بعد کچڑسی ہو جاتی ہو لیکن اگر مسجد کا فرش کچا ہو اور چھت بھی ایسی ہو کہ بارش کا پانی نیچے گرتا ہی نہ ہو یعنی فرش تلوٹ و کچڑ سے صاف و محفوظ رہتا ہو تو ایسی شکل میں مسجد میں کنکریاں بچھانے کی بجائے ان کو مسجد سے نکالنا اور باہر پھینکنا حسن و مستحسن عمل ہوگا۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے کئی باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) آپ ﷺ کے زمانہ میں جس وقت یہ واقعہ پیش آیا ہے اُس وقت مسجد نبوی ﷺ کے اندر بطور فرش چٹائی وغیرہ کو نہیں بچھایا جاتا تھا بلکہ ویسے ہی زمین پر نماز پڑھی جاتی تھی (۲) مسجد میں کنکریاں بچھا کر اُن پر سجدہ کرنا اور نماز پڑھنا جائز ہے (۳) اگر ماتحتوں کی طرف سے کسی اچھے عمل و کام کا صدور ہو تو ان کے رئیس و صدر کو ان کی مدح و تعریف کرنی چاہئے (۴) ماتحت شخصوں کے لئے اپنے صدر و رئیس کی اجازت و اذن کے بغیر کسی

ایچھے اور مستحسن کام کارنا جائز ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۵۸)

۱۔ سہل بن تمام بن بزیع :- یہ سہل بن تمام بن بزیع الطفاوی السعدي أبو عمرو البصري ہیں حافظ نے ان کو ”صدوق یخطی“ غلطی کرنے والے صدوق راوی لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۲۔ عُمر بن سُلم :- یہ عُمر بن سُلم الباهلی البصري ہیں۔ حافظ نے ان کو ”صدوق له أوهام“ کثیر الوہم صدوق راوی لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۳۔ أبو الولید :- یہ عبد اللہ بن الحارث البصري التابعی ہیں۔ (اور ابو حاتم نے لکھا ہے کہ یہ أبو الولید مولیٰ ابن رواحة ہیں)۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔ نیز أبو الولید مولیٰ ابن رواحة کے بارے میں حافظ نے لکھا ہے کہ یہ مجہول ہیں اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ ابن عمر :- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث/ ۵۹ ۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ وَ
وَكَيْعٌ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: ((كَانَ يُقَالُ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا
أَخْرَجَ الْحَصَى مِنَ الْمَسْجِدِ يَنَاشِدُهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۹ ۴ :- فرمایا امام الوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن

ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو معاویہ اور وکیع نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی اعمش نے انہوں نے روایت کیا ابو صالح سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ کہا جاتا تھا (یعنی صحابہؓ آپس میں کہا کرتے تھے کہ) بے شک جب کوئی شخص مسجد سے کنکریاں (باہر) نکالتا ہے تو وہ اس کو قسم دیتی ہیں (یعنی وہ اللہ کا واسطہ اور قسم دیکر کہتی ہیں کہ ہمیں مسجد سے نہ نکال)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف میں جو کنکریوں کا بولنا اور اللہ کی قسم دیکر مسجد سے باہر نہ نکالنے کو کہنا مذکور ہے اس کے بارے میں دونوں احتمال و امکان ہیں یعنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حقیقت یہ زبانِ قال سے اس بات کو کہتی ہوں لیکن اس کی کیفیت یہ ہوتی ہو جس کو ہم انسان نہ سمجھ سکیں جیسے کہ جمادات و حیوانات غیر عاقلہ کی تسبیح کا مسئلہ ہے کہ وہ حقیقت زبانِ قال سے تسبیح کرتے ہیں مگر کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ہم اس تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کنکریوں کا یہ کہنا زبانِ حال سے ہوتا ہو اور یہ بات مجازاً و تشبیہاً کہی گئی ہو۔ لیکن پہلی والی بات کو جمہور سلف نے راجح اور مختار کہا ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۵۹)

- ۱۔ عثمان بن ابی شیبہ:- یہ عثمان بن ابی شیبہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔
- ۲۔ ابو معاویہ:- یہ محمد بن حازم ابو معاویہ الضریر ہیں۔ دیکھیں حدیث (۷)۔
- ۳۔ وکیع:- یہ وکیع بن الجراح الرؤاسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔
- ۴۔ الأعمش:- یہ سلیمان بن مهران الأسدی الکاهلی ابو محمد الکوفی الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔
- ۵۔ أبو صالح:- یہ ذکوان أبو صالح السمان الزیات ہیں۔ دیکھیں حدیث (۸)۔

الحديث / ۶۰ ۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو بَكْرٍ - يَعْنِي

الصَّاعَانِيَّ۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَرِيكَ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ أَبُو بَدْرٍ: ((أَرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْحَصَاةَ لَتَنَاشِدُ الَّذِي يُخْرِجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۶۰ ۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن اسحاق ابوبکر۔ یعنی ابوبکر الصاعانی۔ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوبدر شجاع بن ولید نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شریک نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو حصین نے انہوں نے روایت کیا ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے۔ ابوبدر نے (اس حدیث کو بیان کرتے وقت) کہا (کہ مجھے پکا تو یاد نہیں ہے لیکن) میرا خیال (وغالب گمان اپنے شیخ) شریک کے بارے میں یہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو (جب مجھ سے اپنی ابو ہریرہؓ کی سند متصل سے بیان کیا تھا تو انہوں نے اس حدیث کو) نبی ﷺ تک مرفوع کیا تھا (یعنی مرفوعاً بیان کیا تھا نہ کہ موقوفاً علیٰ أبي هريرةؓ لہذا اب جو آگے قال ہے اس کا فاعل آپ ﷺ کو مانتے ہوئے ترجمہ یہ کریں گے کہ) آپ ﷺ نے فرمایا بے شک (مسجد سے نکالی جانے والی) کنکری اللہ کا واسطہ دیتی اور قسم دیتی ہے اُسے جو اسے مسجد سے نکالتا ہے (یعنی یہ کہتی ہے کہ تجھے اللہ کا واسطہ اور اس کی قسم تو مجھے مسجد سے باہر نہ نکال)۔

نوٹ :- اس حدیث سے ایک بہت اہم سبق ہم کو لینا چاہئے کہ جمادات، کنکریاں تو مسجد میں رہنے کو پسند کرتی ہیں کیونکہ مسجد عبادت کی جگہ اور اللہ کا گھر ہے اور ہم میں کی اکثریت مسجد سے جلد سے جلد بھاگنے اور نکلنے کی فکر کرتی ہے حتیٰ کہ بعض لوگ تو اس جلدی کی وجہ سے نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ بھی کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ سے دعاء کرنی چاہئے کہ ہمیں بھی مسجد میں رہنے اور اللہ کے گھر میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی توفیق ہو جائے اور رہے۔ (آمین)

اور اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مسجد سے اس کی کنکریوں کو باہر نہیں نکالنا چاہئے لیکن واضح رہے کہ یہ بات جب ہے جب مسجد کچی اور غیر مفروش ہو کیونکہ کچی اور مفروش مسجد سے کنکریوں کو نکالنا ہی مستحب و بہتر ہوگا تا کہ نمازیوں کو سجدہ کرتے ہوئے کسی طرح کی تکلیف و ضرر نہ ہو۔

تعارف رجال حدیث (۴۶۰)

۱۔ محمد بن إسحاق :- یہ محمد بن إسحاق بن جعفر خراسانیؒ ابو بکر الصَّاعَانِي ہیں۔ یہ خراسانی الاصل ہیں لیکن بعد میں بغداد میں منتقل ہو کر وہیں رہنے لگے تھے۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ، ثبت راوی لکھا ہے اور گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۷۰ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ ابوبدر شجاع بن الولید :- یہ شجاع بن الولید بن قیس السَّکُونِي ابوبدر الکوفی ہیں۔ حافظؒ نے ان کے بارے میں ”صدوق ورع، له أوهام“ لکھا ہے یعنی یہ نہایت متقی، پرہیزگار اور صدوق راوی ہیں مگر کثیر الوہم ہیں اور نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۰۴ھ میں لکھی ہے۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے ۲۰۴ھ کے ساتھ ساتھ ایک قول ۲۰۵ھ کا بھی لکھا ہے نیز مقام وفات بغداد کی بھی صراحت کی ہے اور صاحب بزل نے صرف ایک قول ۲۰۵ھ نقل کیا ہے۔

۳۔ شریک :- اس راوی کے بارے میں دورائے ہیں صاحب بزل و منہل دونوں کی رائے یہ ہے کہ یہ شریک بن عبداللہ بن ابي شریک (أو ابن أبي خمر) النمري القرشيؒ ابو عبداللہ المدنی ہیں۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ کثیر الحدیث کہا ہے اور ابوداؤد نے ثقہ لکھا

ہے نیز ابن حبان نے بھی ثقافات میں ذکر کیا ہے اور ابن جبار و داورنسائی نے ان کے بارے میں لیس بہ بأس و لیس بالقویٰ کہا ہے اور المساجی کا کہنا ہے کہ یہ قدر یہ جیسا نظریہ رکھتے تھے اور حافظ نے ان کو غلطی کرنے والا صدوق راوی لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۴۰ھ کے حدود میں بتائی ہیں۔

اور ابن رسلان کی رائے یہ ہے کہ یہ شریک بن عبد اللہ النخعی الکوفی ہیں۔ اور بذل کے محشی نے لکھا ہے کہ یہی یعنی ابن رسلان ہی کی رائے زیادہ ارجح اور اصح ہے کیونکہ شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر تو رواۃ السُّنن میں سے ہیں اور ان سے روایت کرنے والے زیادہ سے زیادہ آٹھویں طبقہ تک کے راوی ہیں اور یہاں پر جوان سے یعنی شریک سے روایت کر رہے ہیں یعنی شجاع وہ نویں طبقہ میں سے ہیں لہذا ظاہر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شریک بن عبد اللہ النخعی ہی ہونے چاہئیں۔ اور ان کے یعنی شریک بن عبد اللہ النخعی کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۴۵)۔

۴۔ أبو حصین:۔ پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس میں جو حصین ہے یہ حاء کے فتح اور صاد کے کسرہ کے ساتھ ہے لیکن ابن رسلان نے ان کو حاء کے ضمہ اور صاد کے فتح کے ساتھ حُصین مصغر اُبتایا ہے بہر حال یہ عثمان بن عاصم بن حصین (و یقال عثمان بن عاصم بن زید) بن کثیر بن زید بن مرۃ الأسدی أبو حصین الکوفی ہیں۔ ابن عبد البر کا کہنا ہے کہ یہ متفق علیہ ثقہ اور حافظ حدیث راوی ہیں اور ابن حبان نے ان کو ثقافات اتباع تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ”ثقة، ثبت، سنی“ لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ کبھی کبھی تدلیس کرتے ہیں اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۲۷ھ میں بتائی ہے نیز ایک قول اس کے بعد کا یعنی ۱۲۸ھ کا بھی ہے۔ اور لکھا ہے کہ عاصم بن بہدلہ ان سے صرف ایک سال بڑے تھے۔

- ۵۔ أبو صالح:۔ یہ أبو صالح ذکوان السمان الزیات ہیں۔ دیکھیں حدیث (۸)۔
 ۶۔ أبو هريرة:۔ آپؓ کثیر الروایہ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۸ اور ۲۵)۔
 ۷۔ أبو بدر:۔ اسی حدیث میں نمبر (۲) پر دیکھیں۔

(۱۶) بَابُ فِي كُنُسِ الْمَسْجِدِ

یہ باب ہے مسجد میں جھاڑو دینے (کی فضیلت کے بیان) میں (۱۶)

الحديث / ۴۶۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْخَزَّازُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عُرِضْتُ عَلَى أَجُورٍ أُمْتِي حَتَّى الْقَدَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَعُرِضْتُ عَلَى ذُنُوبٍ أُمْتِي فَلَمْ أَرْ ذَنْبًا أَكْثَرَ مِنْ سُورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۶۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد الوہاب بن عبد الحکم الخزازی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی رواد نے انہوں نے روایت کیا ابن جریج سے انہوں نے مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے میری امت (کے اعمال) کے اجور (و ثواب) کو پیش کیا گیا (اس پیش کئے جانے میں ایک رائے تو شبہ معراج میں پیش کئے جانے کی ہے اور ایک رائے یہ ہے کہ یہیں دنیا ہی میں آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے اچھے

برے اعمال اور ان کی جزاء و سزا دکھا دی گئی تھی اور یہ دکھانا آپ ﷺ کے احاطہ علم میں لانے یعنی بتانے سے کتنا یہ بھی ہو سکتا ہے اور علی وجہ الحقیقت دکھانا بھی ہو سکتا ہے۔ بہر حال آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میری امت کے تمام اعمال کے اجور و ثواب دکھائے گئے) حتیٰ کہ اُس تکے (کوڑے، خاک، ہٹی، دھول، تھوک اور ریٹ کو نکالنے اور مسجد سے باہر پھینکنے) کا (اجر و ثواب بھی) مجھے دکھایا (اور بتایا گیا) جس کو آدمی مسجد سے باہر نکالے (اور مسجد کو اُس سے صاف کرے) اور (اسی طرح) میرے روبرو کئے گئے (اور دکھائے و پیش کئے گئے) میری امت کے گناہ (یعنی خود گناہ بری شکلوں میں مشگل کر کے یا ان کی سزاء و عذاب دکھایا و بتایا گیا) پس میں نے نہیں دیکھا کوئی ایسا گناہ جو زیادہ بڑا ہو قرآن کریم کی اُس سورت یا اُس آیت کو (بھلانے کے گناہ) سے جو سورت یا آیت اس کو دی گئی ہو پھر اُس نے اس کو بھلا دیا ہو) یعنی میں نے سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑی سزاء اُس آدمی کی دیکھی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی کوئی سورت یا کوئی آیت سکھائی اور یاد کرائی مگر اس نے بعد میں اس کو ایسا بھلا دیا کہ دیکھ کر بھی پڑھنے کے قابل نہ رہا)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف کو پڑھ کر اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ اس حدیث شریف میں قرآن کریم کی کسی سورت یا آیت کو یاد کرنے کے بعد بھلا دینے کو اعظم گناہ بتایا گیا ہے جبکہ کبار اور کبیرہ گناہوں پر مشتمل احادیث میں اس گناہ کا ذکر نہیں ہے تو بظاہر یہ حدیث اُن احادیث کے منافی و مخالف ہے جبکہ فرامینِ رسول ﷺ میں منافات و مخالفت ممکن نہیں ہے؟ تو اس کے شراح حضرات نے بہت سے جوابات دئے ہیں مثلاً (۱) اعظم گناہ کہا گیا ہے نہ کہ اکبر لہذا اشکال کی کوئی بات نہیں ہے (۲) اور اگر اعظم و اکبر کو مترادف مان لیا جائے تو یہ کہیں گے کہ آپ ﷺ نے یہ حدیث تشدید و تغلیظ کے طور پر فرمائی ہے تاکہ لوگ قرآن کریم کو یاد کر کے بھولنے کو معمولی بات نہ سمجھیں اور اس کو یاد رکھنے کا خاص اہتمام رکھیں (۳) یہاں جو اس گناہ کو اعظم کہا گیا ہے وہ صغیرہ گناہوں میں

سب سے بڑا اور اعظم گناہ بتانے کے لئے کہا گیا نہ کہ اس کو کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ بتانے کے لئے (۴) یہاں اس حدیث شریف میں نسیان سے مراد عمداً اس کو ترک کرنا اُس سے اعراض کرنا اور اس پر ایمان نہ رکھنا ہے اور ظاہر ہے اس انداز کا قرآن کریم کی کسی سورت یا آیت کا تو کیا کسی ایک حرف کا نسیان بھی اکبر اور کبیرہ گناہ ہوگا اس لئے کسی کو بھی اس حدیث کو پڑھ کر منافات و اختلاف بین الاحادیث کا شبہ و اشکال نہیں ہونا چاہئے۔

اور واضح رہے کہ اس حدیث شریف سے چار باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو جس چیز پر بھی چاہتا ہے مطلع کر دیتا ہے (۲) اللہ تعالیٰ کسی کا بھی کوئی نیک عمل رائیگاں اور بغیر ثواب کے نہیں چھوڑے گا چاہے وہ عمل کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو (۳) مساجد کی تنظیف و صفائی ایک بہت بڑا عمل ہے جس پر آپ ﷺ نے اس حدیث شریف کے ذریعہ ابھارا اور آمادہ کیا ہے لہذا آپ ﷺ ہی کی طرح موقع بموقع نابین رسول ﷺ کو بھی اسی طرح اس عمل کے لئے ابھارنا اور آمادہ کرنا چاہئے (۴) قرآن کریم کو یاد کرنے کے بعد بھول جانا اُس پر عمل کرنا چھوڑ دینا ایک بہت بڑا گناہ ہے اور اس سے عمداً اعراض کرنا اور اُس پر ایمان ہی نہ رکھنا تو ظاہر ہے گناہ عظیم ہی نہیں بلکہ کفر ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۶۱)

۱۔ عبد الوہاب :- یہ عبد الوہاب بن عبد الحکم بن نافع أبو الحسن الوراق البغدادی ہیں۔ نسائی الأصل ہیں۔ نسائی، دارقطنی، ابن حبان اور خطیب سب ہی نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور خطیب نے تو لکھا ہے کہ یہ ایک ثقہ راوی، متقی، صالح اور زاہد و عبادت گزار آدمی تھے۔ اور امام احمد کا کہنا ہے کہ ان جیسے لوگ کم ہی پیدا ہوئے اور دیکھے گئے ہیں۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۵۰ھ میں بتائی ہے اور ایک قول ۲۵۱ھ کا

بھی نقل کیا ہے۔

۲۔ عبد المجید:۔ یہ عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی رواد الأزدي مولیٰ المهلب أبو عبد الحمید المکی ہیں۔ حافظ نے لکھا ہے کہ یہ صدوق راوی ہیں لیکن غلطی کا شکار ہوتے تھے اور مرجعہ تھے۔ نیز نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۰۶ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ ابن جریج:۔ یہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۴)۔

۴۔ المطلب بن عبد اللہ:۔ یہ المطلب بن عبد اللہ بن حنطب بن الحارث بن عبید أبو الحکم القرشی المخزومی المدنی ہیں۔ حافظ نے ان کو صدوق کثیر التذلیس والارسال راوی لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ انس بن مالک:۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور کثیر الروایہ مشہور صحابی انس بن مالک بن النضر الأنصاری النجاری أبو حمزة الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

(۱۷) بَابُ فِي اعْتِزَالِ النِّسَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ عَنِ الرِّجَالِ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ (نماز کے لئے مسجد میں جاتے آتے) عورتوں کو

مردوں سے (علیحدہ اور) دور رہنا چاہئے (۱۷)

الحديث/ ۶۲ ۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ

تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ)). قَالَ نَافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ حَتَّى مَاتَ. وَقَالَ غَيْرُ عَبْدٍ الْوَارِثِ قَالَ عُمَرُ: هُوَ أَصَحُّ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۶۲۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن عمر ابو عمر نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ایوب نے انہوں نے روایت کیا نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) فرمایا (تھا) کہ اگر ہم اس دروازہ کو عورتوں کے لئے چھوڑ دیں (تو بہتر ہے۔ واضح رہے کہ یہ دروازہ جس کی طرف اشارہ کر کے آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی تھی وہ دروازہ ہے جس کو تھویل قبلہ کے بعد بیت المقدس کی سمت میں کھولا گیا تھا اور جس کا نام اب باب النساء ہے۔ اور یہ عورتوں کے لئے اس دروازہ کو مخصوص کرنے والی بات آپ ﷺ نے اس لئے فرمائی تھی تاکہ مسجد میں آتے جاتے عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو اور اس اختلاط کے نتیجے میں پیدا ہونے والے امکانی فتنے سے حفاظت ہو سکے)۔ نافع کا بیان ہے کہ پھر (یعنی آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد) حضرت ابن عمرؓ اپنی وفات تک (کبھی بھی) اس دروازہ سے (مسجد میں) داخل نہیں ہوئے (اور اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ حضرت ابن عمرؓ نے آپ ﷺ کے اس فرمان کا مطلب مردوں کے لئے اس دروازہ سے دخول کی نہی اور ممانعت سمجھا تھا۔ اور نافع کے اس بیان سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ ابن عمرؓ کے علاوہ دیگر صحابہؓ اس دروازہ سے مسجد میں آتے جاتے تھے تو سوال اٹھتا ہے کہ یہ حضرات ایسا کیوں کرتے تھے؟ تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ دیگر صحابہؓ آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد بھی اس دروازہ سے مسجد میں آتے جاتے تھے اور اگر اس کا ثبوت ہو جائے یا مان لیا جائے تو پھر اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرات نماز کے اوقات کے علاوہ میں اس دروازہ سے آتے جاتے تھے نہ کہ نماز کے اوقات میں۔ یا اس کی وجہ

یہ تھی کہ آپ ﷺ کی طرف سے اس دروازہ سے داخلہ کی نہی و ممانعت چونکہ ان حضرات نے آپ ﷺ سے صراحۃً نہیں سنی تھی اس لئے کبھی کبھی اس دروازہ سے مسجد میں داخل ہو جایا کرتے تھے۔ اور کہا عبدالوارث کے علاوہ نے قال عمرؓ اور یہی زیادہ صحیح ہے (واضح رہے کہ یہ بات مصنفؒ اپنے شیخ ابو عمر سے سن کر ہی کہہ رہے ہوں گے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مصنفؒ کو ان کے شیخ نے بتایا کہ اس روایت کو ایوب سے عبدالوارث کے علاوہ اسماعیل بن علیہ وغیرہ نے بھی نقل کیا ہے لیکن مرفوعاً اس حدیث کو ترکنا الخ کو آپ ﷺ کا فرمان بتا کر صرف عبدالوارث نے بیان کیا اور ان کے علاوہ یعنی اسماعیل بن علیہ وغیرہ نے جب اس حدیث کو ایوب سے نقل کیا تو انہوں نے اس کو موقوفاً یعنی حضرت عمرؓ کا قول بتا کر بیان فرمایا نیز بیچ میں سے ابن عمرؓ کے واسطہ کو بھی ختم کر کے یوں کہا عن ایوب عن نافع قال قال عمرؓ لو ترکنا الخ۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس شکل میں یہ روایت منقطع ہوگی کیونکہ نافع کا سماع حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں ہے۔ اور مصنفؒ کے نزدیک اس روایت کا موقوف علی عمرؓ اور منقطع ہونا ہی زیادہ صحیح ہے چنانچہ انہوں نے اس کے بعد یعنی حدیث نمبر (۴۶۲) کے بعد جو دو روایتیں یعنی حدیث نمبر (۴۶۳) اور (۴۶۴) ذکر کی ہیں اُن سے اسی کی تائید ہو رہی ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۶۲)

۱۔ عبداللہ بن عمرو :- یہ عبداللہ بن عمرو بن ابی الحجاج أبو معمر التمیمی المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹۳)۔

۲۔ عبدالوارث :- یہ عبدالوارث بن سعید العبزی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۴)۔

۳۔ ایوب :- یہ ایوب بن ابی تمیمۃ السختیانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۴۔ نافع :- یہ نافع مولیٰ ابن عمرؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۵۔ ابن عمرؓ: آپؓ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشي العدوي ہیں۔ دیکھیں
حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۶۔ غیر عبدالوارث: اس کی تعیین میں صاحب المنہل نے تو صرف اسماعیل ابن
علیہ لکھا ہے لیکن صاحب بذل نے بالوضاحة والتعین ”وہو اسماعیل ابن علیہ“ کے الفاظ
لکھے ہیں۔ بہر حال ان کے یعنی اسماعیل بن ابراہیم المعروف بابن علیہ کے لئے دیکھیں
حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۷۔ عمرؓ: آپؓ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب القرشي العدوي ہیں۔ دیکھیں
حدیث نمبر (۴۲)۔

الحديث/ ۶۳ ۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَغْنٍ حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ، قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرَ
بِمَعْنَاهُ وَهُوَ أَصَحُّ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۶۳ ۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن
قدامہ بن اعین نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اسماعیل نے انہوں نے نقل کیا ایوب سے انہوں
نے نافع سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا۔ پھر آگے ذکر کیا انہوں
نے (یعنی اسماعیل بن علیہ نے ایوب سختیانی سے نقل کرتے ہوئے) اس کے مضمون (و مفہوم) کو (یعنی
سابقہ حدیث نمبر (۴۶۲) کے مضمون و مفہوم کو جسے عبدالوارث نے ایوب سے نقل کیا ہے۔ بس اتنا
فرق ہے کہ عبدالوارث نے اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا ہے اور اسماعیل بن علیہ نے موقوفاً علی عمرؓ بیان
کیا ہے) اور یہی (یعنی اس حدیث کا موقوف ہونا ہی) زیادہ صحیح ہے۔

نوٹ :- واضح رہے کہ امام ابوداؤدؒ نے تو اس حدیث کے موقوف اور حضرت عمرؓ کا قول ہونے کو ترجیح دی ہے اور اصح کہا ہے بمقابلہ اس کے مرفوع ہونے کے۔ لیکن صاحب المنہل اور صاحب بذل وغیرہ شراح حضرات نے مصنفؒ کی اس ترجیح اور وقف کے اصح کہنے کو تسلیم نہیں کیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ یہ ترجیح غیر مسلم ہے کیونکہ مرفوع روایت کو حضرت ایوب سے نقل کر کے امام ابوداؤدؒ کو پہنچانے والے عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالوارث ہیں اور یہ دونوں ثقہ، ثبت راوی ہیں لہذا اسماعیل بن علیہ کی موقوف روایت کو اس مرفوع روایت پر ترجیح نہیں دی جاسکتی، نیز ترجیح دینے اور ایک روایت کو دوسری پر راجح کرنے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ ان میں مخالفت و معارضت ہو اور یہاں پر ایسا کچھ نہیں ہے کیونکہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ روایت مرفوع ہی ہو اور اس بات کو آپ ﷺ نے ہی فرمایا ہو اور پھر آپ ﷺ کی رغبت و خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے نیز اسی میں مصلحت دیکھتے ہوئے صراحۃً اس کی ممانعت کا فتویٰ حضرت عمرؓ نے صادر فرمادیا ہو کیونکہ ایسا بہت ہوتا ہے اور ہوا ہے کہ راوی حدیث نے آپ ﷺ سے ایک حدیث سنی اور پھر آپ ﷺ تک مرفوع نہ کرتے ہوئے اُس حدیث کے مطابق اپنی طرف سے فتویٰ دیدیا اور ایسا ہی غالباً حضرت عمرؓ نے بھی کیا کہ اس حدیث کو آپ ﷺ سے سنا اور پھر اسی کے مطابق مصلحت و حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے فتویٰ دیا اور پھر راوی نے ان کے فتویٰ کو قال عمر بن الخطاب کر کے بیان کر دیا۔ دیکھئے اس تفصیل سے یہ معلوم ہو گیا کہ ان احادیث میں کوئی ممانعت و معارضت نہیں ہے لہذا ترجیح والی بات کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ اور اس ترجیح کے غیر مسلم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ روایت یعنی حدیث نمبر (۴۶۳) منقطع ہے کیونکہ نافع کا سماع حضرت عمرؓ سے نہیں ہے جبکہ حدیث نمبر (۴۶۲) متصل ہے اور منقطع کو متصل پر ترجیح دی نہیں جاسکتی اس لئے بھی مصنفؒ کا حدیث نمبر (۴۶۳) کو حدیث نمبر (۴۶۲) پر ترجیح دینا ہمیں تسلیم نہیں ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۶۳)

۱۔ محمد بن قدامة :- یہ محمد بن قدامة بن أعین بن مسور القرشي

أبو عبد الله المصيصي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳۳)۔

۲۔ إسماعیل :- یہ إسماعیل بن إبراهيم المعروف بابن عليہ ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۳۔ أيوب :- یہ أيوب بن أبي تميمة السخيتاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۴۔ نافع :- یہ نافع مولیٰ ابن عمرؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۵۔ عمرؓ :- آپؓ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب القرشي العدوي ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۴۲)۔

الحديث / ٤٦٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ - حَدَّثَنَا بَكْرٌ -

يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ - عَنْ عُمَرَ وَبْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: ((إِنَّ عُمَرَ
بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُنْهَى أَنْ يَدْخُلَ مِنْ بَابِ النِّسَاءِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۶۴ :- فرمایا امام الوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ - یعنی

قتیبہ بن سعید - نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا بکر - یعنی بکر بن مضر - نے انہوں نے روایت کیا
عمر و بن حارث سے انہوں نے بکیر سے انہوں نے حضرت نافع سے یہ کہ حضرت عمر بن خطابؓ منع کیا
کرتے تھے (مردوں کو) بابِ نساء (سے داخل ہو کر مسجد میں جانے) سے۔

نوٹ :- حضرت عمرؓ نے جو یہ حکم صادر فرمایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر مرد اور عورتیں ایک ہی

دروازہ سے مسجد میں آئیں گے اور جائیں گے تو ممکن ہے کہ اس سے کوئی فتنہ اور بُرائی وجود میں آئے اس لئے اس فتنہ و خرابی سے حفاظت کے لئے حضرت عمرؓ نے عورتوں کے مسجد میں آنے جانے کے لئے ایک مخصوص دروازہ کر دیا اور مردوں کے لئے اس دروازہ سے آنے جانے کی بالکل ممانعت فرمادی۔ اب غور کیجئے کہ جب مسجد میں آتے جاتے حضرت عمرؓ نے فتنہ کا اندیشہ محسوس کیا اور یہ حکم صادر فرمایا تو اس کے یعنی مسجد کے علاوہ دیگر مقامات اور موقعوں پر تو اس فتنہ و فساد سے بچنا اور حفاظت کا طریقہ اختیار کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہوگا اس لئے کسی بھی جگہ پر اختلاط و جال مع النساء بالکل نہیں ہونا چاہئے۔

اس دوسری حدیث یعنی حدیث نمبر (۴۶۴) کو بھی مصنفؒ نے اسی لئے ذکر کیا ہے تاکہ (۴۶۳) نمبر کی حدیث اور قوی و مضبوط ہو جائے اور سابقہ حدیث نمبر (۴۶۲) پر اس کی ترجیح صحیح ہو جائے۔ مگر شرح حضرات نے مصنفؒ کی اس رائے کو جیسا کہ بتایا جا چکا تسلیم نہیں کیا ہے۔ جس کی تفصیل کو حدیث نمبر (۴۶۳) کے تحت دیکھ لیں۔

تعارف رجال حدیث (۴۶۴)

۱۔ قتیبہ:۔ یہ قتیبہ بن سعید الثقفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ بکر بن مُضر:۔ یہ بکر بن مُضر المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۹)۔

۳۔ عمرو بن الحارث:۔ یہ عمرو بن الحارث بن یعقوب الأنصاری أبوایوب المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۰)۔

۴۔ بُکیر:۔ یہ بُکیر بن عبداللہ بن الأشج القرشی المخزومی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۰)۔

۵۔ نافع:۔ یہ نافع مولیٰ ابن عمرؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۶۔ عمر بن الخطابؓ:۔ آپؓ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب القرشی العدویٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

(۱۸) بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدَ

یہ باب ہے (اس بارے میں) کہ کیا کہے آدمی اپنے مسجد میں داخل ہوتے وقت
(یعنی اس باب میں دخول مسجد کے وقت کی دعاؤں اور اذکار کا بیان ہوگا) (۱۸)

الحديث/ ۶۵ ۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ

الْعَزِيزِ - يَعْنِي الدَّرَّاورْدِيَّ - عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ
بْنِ سَعِيدٍ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ، أَوْ أَبَا أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ
لْيَقُلْ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
مِنْ فَضْلِكَ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۶۵ ۴:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عثمان

دمشقی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالعزیز۔ یعنی عبدالعزیز دراوردی۔ نے انہوں نے روایت
کیا ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے انہوں نے عبدالملک بن سعید بن سُوید سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا
کہ میں نے ابو حمیدؒ یا ابواسید انصاریؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (واضح رہے کہ ابنِ رسلان وغیرہ
نے لکھا ہے کہ بظاہر تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ یعنی ابا حمید أو ابا أُسَید عبدالعزیز دراوردی کا شک

ہے لیکن ابن ماجہ میں ایک روایت میں بدون شک عن أبي حميد ہے اور ایک میں بالعطف عن أبي حميد وأبي أسيد يقولان ہے نیز نسائی کی روایت میں بھی اسی طرح بالعطف ہے۔ ہاں مسلم شریف میں اسی طرح یعنی اس حدیث نمبر (۴۶۵) کی طرح بالشک ہے۔ بہر حال دونوں کی روایت ہو یا ابو حمید کی ہو یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی ہو اس میں ہے یہی منقول کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو (یعنی داخل ہونے کا ارادہ کرے یا داخل ہونا شروع کرے) تو سلام بھیجے رسول اللہ ﷺ پر، پھر چاہئے کہ کہے (یعنی رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجنے کے بعد یہ کہے) ”اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ“ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ پھر جب مسجد سے نکلے (تو نکلنے وقت) کہے ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ“ اے پروردگار میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا اور چاہتا ہوں۔

نوٹ:- مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کی دعاء کے بارے میں چونکہ احادیث میں مختلف الفاظ وارد ہیں مثلاً ایک روایت میں السلام علی النبی کے ساتھ ساتھ الصلاة علی النبی کا بھی ذکر ہے اور ایک میں اپنے گناہوں کی مغفرت چاہنے کا اور کسی میں اس کے علاوہ کا بھی اس لئے کچھ علمائے کرام نے اُن تمام روایات کو جمع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اِن الفاظ میں دعاء پڑھئے ”بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ“ اور نکلنے وقت اِن الفاظ میں پڑھے ”بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ“۔

یہاں پر دو باتیں اور سمجھنے کی ہیں (۱) یہ کہ احادیث شریفہ میں جو مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت کی دعاؤں کے سلسلہ میں صیغہ امر کا استعمال ہے یہ وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ استحباب کیلئے ہے یعنی یہ دخول مسجد اور خروج مسجد کی دعاء کا حکم وجوبی نہیں ہے بلکہ استحبابی ہے (۲) احادیث

شریفہ میں دخول مسجد کے وقت طلبِ رحمت اور سوالِ رحمت کی تعلیم دی گئی ہے اور خروج کے وقت اللہ کا فضل مانگنے اور اس کا سوال کرنے کی راہنمائی کی گئی ہے اس کی حکمت و مصلحت اور سرورِ راز بتاتے ہوئے علمائے کرام اور شراحِ حدیث نے لکھا ہے کہ قرآنِ کریم میں لفظِ رحمة سے اخروی نعمتوں کو مراد لیا گیا ہے اور لفظِ فضل کا اطلاق دنیوی نعمتوں پر کیا گیا ہے اور جب انسان مسجد میں داخل ہوتا ہے تو اخروی نعمتوں، تقرب الی اللہ، جنت اور ثواب کی طلب لے کر ہی جاتا ہے لہذا دخول مسجد کے وقت یہی مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سوال و درخواست کر کے داخل ہو۔ اور جب انسان مسجد سے باہر آتا ہے تو گویا اب اس کو رزقِ حلال کی تلاش و جستجو کرنی ہے اس لئے مسجد سے خروج اور نکلنے کے وقت یہی مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو مانگتا اور اس کی درخواست کرتا ہوا نکلے۔

اب خلاصہ کے طور پر یہ بھی سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف سے تین باتیں معلوم ہوں گی (۱) مسجد میں داخل ہوتے وقت نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجنا مستحب ہے (۲) اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازوں کو کھولے جانے کی طلب و درخواست کرنا بھی (۳) اور مسجد سے نکلنے کے وقت اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کو مانگنا اور اس کی درخواست کرنا مستحب ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۶۵)

۱۔ محمد بن عثمان :- یہ محمد بن عثمان التلوخی الکفرسوسی

أبو الجُمَاهِر أو أبو عبد الرحمن الدمشقيّ ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بعمر چوراسی (۸۴) سال ۲۲۴ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ عبد العزیز :- یہ عبد العزیز بن محمد الدراوردی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱)۔

۳۔ ربیعہ :- یہ ربیعہ بن أبي عبد الرحمن فروخ التيمي أبو عثمان المدني

المعروف بربیعة الرأی۔ ہیں دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۴۔ عبد الملک:۔ یہ عبد الملک بن سعید بن سُوید الأنصاری المدنی ہیں۔ عجبی نے ان کو ثقہ تابعی کہا ہے، ابن حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے اور نسائی نے ان کے بارے میں لیس بہ بأس لکھا ہے۔ صاحب بذل نے نقل کیا ہے کہ ان کی صرف دو حدیثیں ہیں ایک تو یہی اور دوسری قبلة الصائم کے بارے میں ہے اور بعید از امکان نہیں ہے یہ بات کہ ان کو نبی کریم ﷺ کی رویت حاصل ہوئی ہو۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ أبو حمید:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ أبو حمید الساعدي ہیں۔ ان کے نام کے بارے میں کئی قول ہیں (۱) ان کا نام عبد الرحمن بن سعد ہے (۲) ان کا نام عبد الرحمن بن عمرو بن سعد ہے (۳) ان کا نام منذر بن سعد ہے (۴) ان کا نام عمرو ہے۔ اسی طرح ان کے دادا کے نام میں بھی اختلاف ہے بعض نے ان کے دادا کا نام المنذر بتایا ہے بعض نے سعد اور بعض نے مالک۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ المنذر بن سعد بن المنذر أو ابن مالک أبو حمید الساعدي الصحابي المشهور ہیں جنگِ احداور اس کے بعد تمام جنگوں میں شریک رہے ہیں یہ زمانہ یزید کی ابتداء یعنی ۶۰ھ تک زندہ رہے ہیں اور صاحب بذل نے نقل کیا ہے کہ یہ عباس بن سہل بن سعد کے چچا ہیں اور ان کی وفات یا تو حضرت معاویہؓ کے دورِ خلافت کے بالکل آخر میں ہوئی ہے یا یزید بن معاویہ کے بالکل ابتدائی دور میں۔

۶۔ أبو أسيد:۔ آپ مالک بن ربیعة بن البدن بن عمرو بن عوف بن حارثة بن عمرو بن الخزرج الأنصاري أبو أسيد الساعدي مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں، بدر سمیت تمام جنگوں میں شریک رہے ہیں۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں ان کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی ہے۔ اس کے بعد کے بھی اقوال ہیں حتیٰ کہ مدائنی نے تو ان کی وفات ۶۰ھ میں

لکھی ہے نیز لکھا ہے کہ بدرین میں سب سے آخر میں انہی کی وفات ہوئی ہے۔

الحديث/ ٤٦٦ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ، قَالَ ((لَقِيتُ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ فَقُلْتُ لَهُ: بَلَّغْنِي أَنَّكَ حَدَّثْتَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. قَالَ: أَقْطُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٤٦٦ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا اسماعیل بن بشر بن منصور نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالرحمن بن مہدی نے انہوں نے روایت کیا عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے حیوہ بن شریح سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) میں عقبہ بن مسلم سے ملا تو میں نے اُن سے کہا کہ مجھے (یہ خبر) پہونچی ہے کہ تم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ بیان کیا ہے (اصل میں ہوا یہ تھا کہ یہ حدیث حیوہ بن شریح کو حضرت عقبہ کی طرف سے کسی نے نقل کی تھی تو حیوہ نے یہ سوچا کہ اس حدیث کو ڈانرکٹ بالمشافہ حضرت عقبہ ہی سے سن لیا جائے تاکہ یہ بیچ کا واسطہ کم ہو جائے اور اس حدیث کے سلسلہ میں علوفی السند حاصل ہو جائے اس لئے جب ان کی ملاقات حضرت عقبہ سے ہوئی تو انہوں نے ان سے عرض کیا کہ آپ بواسطہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ نقل کرتے ہیں) کہ آپ ﷺ جب مسجد میں داخل ہو (نے کا ارادہ فرما) تے تو (دعاء کے) یہ (الفاظ) کہتے ”أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ (یعنی میں

پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ساتھ جو بڑا ہے، اور اس کی کریم ذات کے ساتھ اور اس کی قدیم سلطنت و طاقت کے ساتھ شیطان مردود سے۔ یہ سن کر عقبہ نے) کہا اَقْطُ کیا بس (یعنی کیا تمہیں میری طرف سے بیان کردہ حدیث کا صرف اتنا ہی حصہ پہونچا ہے۔ واضح رہے کہ اس میں یعنی ”اَقْطُ“ میں ہمزہ استفہامیہ ہے اور قاف کو فتح اور کسرہ کے ساتھ دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے اور طاء ساکن ہے اور یہ بمعنی حسب ہے۔ اور ایک لغت اَقْطُ یعنی بفتح القاف وضم الطاء المشدہ کی بھی ہے۔ بہر حال حضرت عقبہ کے سوال اَقْطُ کون کر حیوہ کہتے ہیں کہ) میں نے کہا جی ہاں (یعنی ہاں مجھے آپ کی طرف سے بس اتنی ہی حدیث کسی نے نقل کر کے پہونچائی ہے تو حضرت عقبہ نے) کہا (سنو یہ پوری حدیث نہیں ہے بلکہ میری بیان کردہ حدیث میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ۔ اور اس کے بعد یہ بھی ہے قَالَ الخ واضح رہے کہ اس قاف کا فاعل آپ ﷺ بھی ہو سکتے ہیں اور حضرت عقبہ بھی بہر حال پہلی شکل میں مطلب یہ ہوگا کہ ابھی حدیث مکمل نہیں ہوئی کیونکہ ابھی حدیث میں آگے یہ بھی ہے کہ) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب (مسجد میں داخل ہونے والا شخص) ان (الفاظ اور اس دعاء) کو کہہ لیتا (اور پڑھ لیتا) ہے تو شیطان کہتا ہے کہ (اس دعاء کے پڑھنے کی وجہ سے) یہ (دعاء پڑھنے والا) مجھ سے (یعنی میری شیطیت اور وسواس سے) پورے دن (کے لئے) محفوظ کر دیا گیا (یعنی اب میری شیطانی اس پر نہیں چلے گی کیونکہ اس دعاء کے پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام دن کے لئے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا اور میرے وسواس وغیرہ سے اس کو امان و حفاظت نصیب کر دی)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف میں جو شیطان رجیم سے آپ ﷺ کا پناہ چاہنا منقول ہے یہ تعلیم امت کی غرض سے ہے کیونکہ آپ ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے شیطان کی ہر طرح کی وسوسہ اندازی وغیرہ سے محفوظ رکھا تھا۔ اور اس حدیث شریف سے دیگر دو چیزوں کی طرف بھی اشارہ مل رہا ہے (۱) اس بات کی طرف کہ شیطان کو تمام بنی آدم پر ایک اختیار و تسلط حاصل ہے (۲) ہر طرح کے

نقصانات سے بچنے اور منافع کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے اس لئے شیطانِ مردود سے بچنے کے لئے بھی اللہ ہی کی پناہ کا طلب گار ہونا چاہئے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۶۶)

۱۔ اسماعیل بن بشر:۔ یہ اسماعیل بن بشر بن منصور السَلِیْمِیُّ ابو بشر البصری ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابوداؤد نے ان کو صدوق راوی مگر قدریہ کہا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو صدوق لکھا ہے اور بتایا ہے کہ ان کے بارے میں قدریہ ہونے کی بات کہی گئی ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفاتِ بعر اکیاسی (۸۱) سال ۲۵۵ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ عبدالرحمن:۔ یہ عبدالرحمن بن مہدی بن حسان العنبریُّ ابو سعید البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

۳۔ عبداللہ بن المبارک:۔ یہ عبداللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی ابو عبدالرحمن المروزی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۴۔ حیو بن شریح:۔ یہ حیو بن شریح بن صفوان بن مالک التَّجِیْبِیُّ ابوزرعة المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

۵۔ عقبہ بن مسلم:۔ یہ عقبہ بن مسلم التَّجِیْبِیُّ ابو محمد المصری القاص ہیں۔ عجل نے ان کو مصری ثقہ تابعی کہا ہے، یعقوب بن سفیان اور ابنِ حبان نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۰ھ کے آس پاس لکھی ہے۔

۶۔ عبد اللہ بن عمروؓ: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص السہمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۷)۔

(۱۹) بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ

اُن احادیث کا بیان جو مسجد میں داخل ہوتے وقت نماز (یعنی تحیۃ المسجد پڑھنے) کے بارے میں وارد ہوئی ہیں (۱۹)

الحديث/ ۶۷ ۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ سَجْدَتَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْلِسَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۶۷ ۴:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے

انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا مالک نے انہوں نے روایت کیا عامر بن عبد اللہ بن زبیر سے انہوں نے روایت کیا عمرو بن سلیم زرقی سے انہوں نے حضرت ابوقتادہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جب تم میں سے کوئی (بھی) مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے۔

نوٹ:- واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں سجدتین بول کر رکعتین مراد لیا گیا ہے

اور اس کی دلیل بخاری شریف وغیرہ کی وہ روایات ہیں جن میں صراحۃً فلا یجلس حتی یصلی رکعتین کے الفاظ منقول ہیں یہ بھی معلوم رہے کہ یہ جو دو رکعتوں والی بات ہے یہ کم سے کم والی بات ہے کیونکہ تحیۃ المسجد کی زیادہ سے زیادہ کتنی بھی رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں لیکن کم سے کم دو ہی پڑھی جاسکتی

ہیں۔

حافظؒ نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ اس حدیث میں جو فلیصلّٰی صیغہ امر ہے یہ ندب و استحباب کے لئے ہے وجوب کے لئے نہیں ہے اور اہل ظواہر کے علاوہ کوئی بھی تحیۃ المسجد کے وجوب کا قائل نہیں ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۶۷)

۱۔ القعنی:۔ یہ عبداللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ عامر بن عبداللہ:۔ یہ عامر بن عبداللہ بن الزبیر بن العوام القرشیّ الأسدیّ أبو الحارث المدنی ہیں۔ ابن معین، ابوحاتم نے ان کی توثیق کی ہے، احمد نے ان کو اوثق الناس میں سے بتایا ہے، عجل نے ان کو مدنی ثقہ تابعی لکھا ہے، ابن سعد نے عابد و فاضل اور مامون ثقہ لکھا ہے اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور فاضل محدث و عالم لکھا ہے۔ ان کی وفات ۱۲۱ھ میں ہوئی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ، عابد لکھا اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور وفات ۱۲۱ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ عمرو بن سلیم:۔ یہ عمرو بن سلیم بن خلدۃ الأنصاری الزرقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴۴)۔

۵۔ أبو قتادۃؓ:۔ آپؓ الحارث بن ربیع السلمی أبو قتادۃ الأنصاری الصحابی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

الحديث / ٦٨ ٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ أَخْبَرَنَا

أَبُو عَمِيْسٍ عُثْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ، زَادَ: ((ثُمَّ لِيَقْعُدَ بَعْدُ إِنْ شَاءَ أَوْ لِيَذْهَبَ لِحَاجَتِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۶۸/۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالواحد بن زیاد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوعمیس عتبہ بن عبداللہ نے انہوں نے روایت کیا عامر بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے بنو زریق کے ایک شخص سے (حافظ نے باب المبہمات میں لکھا ہے کہ اس سند میں رجل من بنی زریق سے مراد عمرو بن سلیم الزرقی ہیں جو ثقہ اور کبار تابعین میں سے ہیں۔ اور اس سے پہلی روایت سے بھی اس کی تائید ہو رہی ہے کہ یہ رجل۔ عمرو بن سلیم الزرقی ہی ہیں۔ بہر حال اس زرقی شخص یعنی عمرو بن سلیم نے روایت کیا حضرت ابوقتادہ سے انہوں نے نقل کیا نعی کریم ﷺ سے (ابوداؤد کبہر ہے ہیں کہ آگے ہے ہم سے ہمارے شیخ مسدّد نے عبدالواحد بن زیاد کے اسی طریق سے) اس کے جیسی (یعنی تعنی کی مالک عن عامر کے طریق والی سابقہ حدیث ہی کے جیسی) حدیث بیان کی (اور) انہوں نے (یعنی ابوعمیس نے) اضافہ کیا (یعنی مالک سے جو عامر نے روایت کی ہے اس کے مقابلہ میں ابوعمیس نے عامر ہی سے روایت کرتے ہوئے اپنی روایت میں مزید کچھ الفاظ نقل کئے اور وہ مزید الفاظ یہ ہیں) ثم لیقعہ الخ یعنی اور (تحیۃ المسجد کی دو رکعت نماز پڑھنے کے) بعد اگر (مسجد میں بیٹھنا) چاہے تو بیٹھ جائے یا اپنی ضرورت (وکام) کے لئے چلا جائے۔

نوٹ :- اس حدیث شریف کے الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ جو بھی شخص مسجد میں داخل ہو اس کے لئے تحیۃ المسجد کی نماز پڑھنا مندوب و مستحب ہے چاہے وہ مسجد میں داخل ہونے والا

شخص محض گذر کر جانے والا ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ یہ روایت حنفیہ اور مالکیہ وغیرہ اُن تمام حضرات کے خلاف پڑے گی جو مطلقاً مسجد میں داخل ہونے والے ہر شخص کے لئے تحیۃ المسجد کی نماز کے مندوب و مستحب ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ اس نماز کو صرف اُن حضرات کے لئے مندوب و مستحب کہتے ہیں جن کا ارادہ مسجد میں بیٹھنے کا ہو۔ لیکن یہ حضرات یعنی مالکیہ اور احناف وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے الفاظ سے اگرچہ بظاہر یہی بات معلوم ہو رہی ہے مگر اس سے پہلے کی روایت یعنی حدیث نمبر (۴۶۷) اور بخاری شریف وغیرہ کی روایات میں صراحۃً قبل أن یجلس اور من أراد الجلوس کے الفاظ نیز صحابہ کرامؓ کا مسجد میں داخل ہو کر بغیر تحیۃ المسجد پڑھے ہوئے نکل کر آ جانا اور چلے جانا اس حدیث نمبر (۴۶۸) کے بھی حقیقی اور صحیح مفہوم کو متعین کر رہا ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ اگرچہ اس حدیث نمبر (۴۶۷) کا بظاہر تو وہی مطلب ہے جو آپ نے بتایا لیکن دیگر روایات اور صحابہؓ کے عمل نے یہ اشارہ کر دیا ہے کہ اس کا صحیح مطلب وہی ہے جو اس سے پہلی روایت کا ہے یعنی اگر مسجد میں داخل ہونے والے شخص کا بیٹھنے کا ارادہ ہو تو۔ تو تحیۃ المسجد کی نماز مندوب و مستحب ہے ورنہ نہیں۔

تعارف رجال حدیث (۴۶۸)

۱۔ مسدد:- یہ مسدد بن مُسرہد الأُسَیّی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ عبد الواحد:- یہ عبد الواحد بن زیاد أبو بشر أو أبو عبیدة العبدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲) اور (۱۸۵)۔

۳۔ أبو عُمیس عُبَیة:- یہ عُبَیة بن عبد اللہ بن عُبَیة بن عبد اللہ بن مسعود الہذلیّ المسعودیّ أبو عُمیس الکوفیّ ہیں۔ احمد، ابن معین، ابن سعد اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے اور ابوحاتم نے صالح الحدیث۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار

دیا ہے۔

۴۔ عامر بن عبد اللہ:۔ یہ عامر بن عبد اللہ بن الزبیر بن العوام القرشی الأسدیٰ أبو الحارث المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۷)۔

۵۔ عن رجل من بني زريق:۔ اس میں رجل سے مراد عمرو بن سلیم بن خلدة الأنصاری الزرقی ہیں۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۳۴۴)۔

۵۔ أبو قتادة:۔ آپ الحارث بن ربیع السلمي أبو قتادة الأنصاری الصحابی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

(۲۰) بَابُ فِي فَضْلِ الْقُعُودِ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب ہے (نماز وغیرہ کا انتظار کرتے ہوئے) مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت کے بیان میں (۲۰)

الحديث/ ۶۹ ۴ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((الْمَلَائِكَةُ تَصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَضَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ أَوْ يَقُمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۶۹ ۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) فرمایا کہ فرشتے رحمت و مغفرت کی دعاء کرتے رہتے ہیں تم میں کے ہر شخص کے لئے اس کے اپنے نماز پڑھنے کی اس جگہ پر ٹھہرے رہنے تک جہاں

اس نے نماز پڑھی ہو جب تک کہ وہ شخص حدث نہ کر دے یا اٹھ کر نہ چلا جائے (یعنی جب تک کہ کوئی شخص مسجد میں نماز سے فارغ ہو کر تلاوت یا ذکر اللہ میں لگا رہتا ہے یا دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے تو یہ جب تک بھی مسجد میں با وضو رہتا ہے تب تک فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرتے رہتے ہیں۔ یعنی وہ فرشتے اس کے حق میں یہ کہتے اور دعاء کرتے رہتے ہیں ”اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ“ اے اللہ تو اس کی مغفرت کر دے اور اے اللہ تو اس پر رحم کر)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف میں جو لفظ ”مصلّٰہ“ ہے اس کے بارے میں شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس سے مخصوص وہ جگہ بھی مراد ہو سکتی ہے جہاں اُس نے نماز پڑھی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مطلقاً مسجد مراد ہو چنانچہ پہلی شکل میں یہ فضیلت صرف اُس شخص کو حاصل ہوگی جو اس جگہ بیٹھا رہے جہاں نماز پڑھی ہو اور وہاں سے دوسری جگہ ہٹ کر اور منتقل ہو کر نہ بیٹھا ہو۔ جبکہ دوسری شکل میں محض مسجد میں کسی بھی جگہ پر بیٹھے رہنے پر یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ نیز یہ بھی واضح کیا ہے کہ مصلی المیت کا بھی یہی حکم ہے یعنی اگر عورت بھی ایسا کرتی ہے تو اس کو بھی فضیلت و ثواب حاصل ہوگا۔

اور یہ جو حدیث میں اس ثواب کی انتہاء مالم یُحدث أو یَقُمْ بیان کی گئی ہے تو مسجد سے اٹھ کر اور نکل کر چلے جانے والی بات تو بالکل واضح ہے لیکن لم یُحدث کے بارے میں اکثر حضرات کی رائے تو یہی ہے کہ اس میں حدث سے مراد ناقض وضوء یعنی خروج ریح ہے کیونکہ ایک حدیث میں یہ بھی منقول ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کی تو ایک شخص نے پوچھا کہ حدیث کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ یَفْسُو أو یضُر طبعی پھسکی مارنا، ریح خارج کرنا حدث ہے بہر حال خروج ریح کے بعد یہ ثواب اور یہ فضیلت اس وجہ سے ختم ہو جاتی ہے کہ یہ شخص نماز و عبادت کے لئے سیٹ و تیار نہیں رہا اور یہ فضیلت و ثواب جو اس کو حاصل تھا وہ اسی وجہ سے یعنی اس کے متنبی للعبادہ ہونے کی وجہ سے مل رہا

تھا۔ اور کچھ حضرات کا یہ بھی خیال ہے کہ یہاں حدیث سے عام حدیث مراد ہے یعنی حدیث اصغر و اکبر اور مجازی حدیث مثلاً کلام قبیح اور زنا وغیرہ بھی۔

ایک مسئلہ یہاں پر یہ بھی سمجھنے کا ہے کہ مسجد میں ریح خارج کرنا حرام ہے یا مکروہ یا مباح؟ تو بظاہر تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ حرام ہے کیونکہ اتنی بڑی فضیلت و ثواب سے محرومی کسی حرام ہی کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ لیکن جمہور کا کہنا یہ ہے کہ حرام تو نہیں ہے مگر اس سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے ملائکہ کو اذیت و تکلیف ہوتی ہے۔

اب خلاصہ کے طور پر یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف میں اس بات کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ نمازی کو نماز سے فراغت کے بعد کچھ وقت اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر بیٹھنا چاہئے تاکہ فرشتوں کی دعاؤں کا مستحق اور حاصل کرنے والا ہو جائے۔ نیز اس حدیث میں بھی یہی اشارہ ہے کہ نماز اور نماز کے لئے تیاری و انتظار کس قدر عظیم عمل ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں حدیث (اخراج ریح) سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ یہ ایک بہت بڑی خیر یعنی فرشتوں کی دعاء سے محرومی کا باعث ہے۔ اور یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار انسان کی فضیلت و عظمت کو ظاہر کر رہی ہے کیونکہ ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے مکرم و معظم فرشتوں کو اس کے لئے طلبِ مغفرت اور طلبِ رحمت میں لگا دیتا ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۶۹)

۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبیحی المدنی ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ أبو الزناد:۔ یہ عبد اللہ بن ذکوان القرشیّ أبو عبد الرحمن المدنيّ المعروف بأبي الزناد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۴۔ الأعرج:۔ یہ عبد الرحمن بن هرمز أبو داؤد المدني المعروف بالأعرج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۵۔ أبو هريرة:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

الحديث / ٤٧٠ - حَدَّثَنَا الْقَعْبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحِبُّهُ، لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۷۰:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا تعنبی نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) تم میں کا (ہر) ایک (شخص) برابر نماز ہی میں رہتا ہے جب تک کہ نماز (ہی) اس کو روکے رہے (اور) نہ مانع ہو اس کو اپنے گھر جانے سے مگر نماز (کا انتظار) ہی (یعنی جو شخص نماز کے انتظار میں چاہے نماز سے فارغ ہو کر دوسری نماز کے انتظار میں یا اپنے گھر سے مسجد میں آ کر کسی نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہتا ہے تو جتنی دیر بھی یہ شخص نماز کے لئے منتظر ہو کر بیٹھتا ہے اور اس کے انتظار اور مسجد سے نکل کر گھر نہ جانے کا سبب صرف نماز ہی ہوتی ہے تو اس انتظار کے پورے وقت اور مدت کو اس کے حق میں از روئے ثواب اسی طرح لکھ دیا جاتا ہے جس طرح بالفعل نماز پڑھنے کے وقت کو لکھا جاتا ہے)۔

نوٹ:۔ اس حدیث شریف سے صاف صاف یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ منظرِ صلاۃ کو

مصلیٰ یعنی نماز پڑھنے والے ہی کی طرح اجر و ثواب ملتا ہے۔۔۔ اب ایک مسئلہ یہاں پر یہ اٹھتا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں رکے اور بیٹھے اور نماز کا وقت آنے پر نماز پڑھے مگر اس کے رکنے اور انتظار کرنے کا سبب نماز نہ ہو بلکہ کوئی اور کام ہو یا نماز بھی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ کوئی دوسرا کام و مقصد بھی ہو تو کیا اس کو بھی اپنے انتظار اور رکنے پر ایسے ہی اجر و ثواب ملے گا یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں علماء کی رائے مختلف ہے چنانچہ زرقائی کا کہنا یہ ہے کہ ایسے شخص کو اجر و ثواب نہیں ملے گا جیسا کہ اس حدیث نمبر (۴۷۰) سے بھی صاف صاف یہی معلوم ہو رہا ہے کہ مذکورہ بالا شخص کو یہ ثواب و اجر نہیں ملے گا۔ جبکہ کچھ دوسرے حضرات کا کہنا یہ ہے کہ ملے گا حتیٰ کہ تنخواہ و اجرت پر امانت کرنے والے اور گھر آنے جانے کی مشقت سے بچاؤ کی خاطر مسجد میں بیٹھ کر اور رک کر نماز کا انتظار کرنے والے کو بھی یہ ثواب ملے گا لیکن شرط یہ ہے کہ اس مدت انتظار میں غیر علمی اور غیر دینی باتیں نہ کرے نیز اختیاری نیند بھی نہ سوئے۔

تعارف رجال حدیث (۴۷۰)

- ۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱)۔
- ۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقه مالک بن انس الأصبحی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

- ۳۔ أبو الزناد:۔ یہ عبد اللہ بن ذکوان القرشی أبو عبد الرحمن المدنی المعروف بأبی الزناد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

- ۴۔ الأعرج:۔ یہ عبد الرحمن بن هرمز أبوداؤد المدنی المعروف بالأعرج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۵۔ ابوہریرہؓ: آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

الحديث / ۴۷۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، تَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، حَتَّى يَنْصَرِفَ أَوْ يُحْدِثَ. فَقِيلَ: مَا يُحْدِثُ؟ قَالَ: يَفْسُؤُا أَوْ يَضُرُّطُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۷۱ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے نقل کیا ثابت سے انہوں نے ابورافع سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) بندہ (حکماً اور اخروی اجر و ثواب کے اعتبار سے) برابر نماز ہی میں رہتا ہے جب تک وہ اپنے مصلے (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ) پر رہے (اور) نماز کا انتظار کرتا رہے (اور اس کے لئے دعائیں کرتے ہوئے) فرشتے یہ کہتے رہتے ہیں ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ“ (یعنی اے اللہ اس کو بخش دے اور اے اللہ اس پر رحم کر) یہاں تک کہ وہ اپنے مصلے (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ) سے ہٹ جائے (یا بقول بعضے علمائے حدیث وہ شخص حکماً اور اجر و ثواب کے اعتبار سے نماز ہی میں جب تک رہتا ہے جب تک کہ مسجد سے نکل کر نہ چلا جائے) یا حدیث نہ کر دے (یعنی حدیث کر کے وضوء کو نہ توڑ دے) تو (یعنی حضرت ابوہریرہؓ سے یہ حدیث بیان کی تو) اُن سے پوچھا گیا کہ یُحْدِثُ کا کیا مطلب ہے (یعنی آپؓ نے جو اپنی اس حدیث میں آپ ﷺ کی طرف سے لفظ یُحْدِثُ نقل کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ تو حضرت ابوہریرہؓ نے سائل کا جواب دیتے ہوئے) کہا (کہ اس کا مطلب) يَفْسُؤُا (بغیر آواز کے رتخ

خارج کر دے) یَاْضَرُّطُ (آواز کے ساتھ رتخ خارج کر دے) ہے۔

نوٹ :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ لَفْظُ یُحْدِثُ بابِ افعال سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے بروزن یُفْعِلُ اور اس کا مآخذ الحَدَّث ہے اور بابِ افعال کی ایک خاصیت ہے صاحبِ ماخذ ہونا اس لئے یُحْدِثُ کا ترجمہ ہوگا صاحبِ حدث ہونا۔ اور حَدَّث کا اطلاق چونکہ حدث اصغر، حدثِ اکبر اور زنا وغیرہ کے لئے ہوتا ہے نیز الإحداثا از افعال کے ایک معنی ابتداء اور ابتداء کے بھی آتے ہیں اس لئے اور اس وجہ سے کسی سائل نے حضرت ابو ہریرہؓ سے لَفْظُ یُحْدِثُ کی وضاحت و تفسیر معلوم کی تھی۔ اور ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ یہ سائل ایک عجمی شخص تھا اس لئے وہ اس لَفْظُ یُحْدِثُ کے معنی کو نہ سمجھ سکا اور اُس نے یہ سوال کیا۔ لیکن صاحبِ المنہل اور صاحبِ بذل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ سائل ایک عربی شخص ہی تھا اور مسلم شریف کی روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال کرنے والے شخص حضرت ابو ہریرہؓ کے شاگرد حضرت ابو رافع تھے۔ اب اگر کوئی کہے کہ پھر ان کو کیا ضرورت تھی کہ یُحْدِثُ کا مطلب پوچھیں؟ تو اس کی وجہ وہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی یعنی یہ لفظ چونکہ کثیر المعنی اور کثیر المفہوم تھا اس لئے انہوں نے اس کے معنی اور مفہوم کی تعیین کرانے کیلئے سوال کیا۔۔۔ اور یہ تو ترجمہ ہی میں بتا دیا گیا کہ فَسَا۔ یَفْسُوْا ز نسر کے معنی ہوتے ہیں بغیر آواز کے رتخ خارج کرنا اور اسی سے اسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے الفساء بمعنی دُبر سے بغیر آواز کے نکلنے والی رتخ۔ اور ضَرَطُ از سَمِع و ضرب استعمال ہوتا ہے معنی ہوتے ہیں ”دُبر سے آواز کے ساتھ رتخ خارج کرنا۔ اور اسی سے بطور اسم ضَرَطُ اور ضُرَا استعمال ہوتا ہے بمعنی دُبر سے بہ آواز نکلنے والی رتخ۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۷۱)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۳)۔

۲۔ حماد:۔ یہ حماد بن سلمة بن دینار ہیں۔ (اور مسلم شریف کی روایت میں اس کی صراحت بھی ہے) دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ ثابت:۔ یہ ثابت بن أسلم البنانی أبو محمد البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۰۱)۔

۴۔ أبورافع:۔ یہ أبورافع نفع بن رافع الصائغ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۶)۔

۵۔ أبو هريرة:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

الحديث / ۴۷۲ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ الْأَزْدِيُّ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِيٍّ الْغَنَسِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَتَى الْمَسْجِدَ لِشَيْءٍ فَهُوَ حَطُّهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۷۲:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ہشام بن عمار نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا صدقہ بن خالد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عثمان بن ابی عاتکہ ازدی نے انہوں نے روایت کیا عمیر بن ہانی غنسی سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جو شخص آئے مسجد میں کسی چیز کے لئے تو وہی (چیز ہوگی) اس کا نصیب حصہ (یعنی مسجد میں آنے والے کا یا تو دنیوی مقصد اور دنیوی غرض ہوگی یا اس کی نیت و مقصد دینی اور اخروی ہوگا لہذا جو بھی جس کا مقصد و نیت ہوگی اُسی کے حساب سے اس کے لئے فیصلہ ہو جائے گا اخروی نیت و غرض والے کے لئے ثواب و جزاء کا اور دنیوی نیت و غرض والے کے لئے عتاب و عذاب کا)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف کا خلاصہ و مقصود یہ ہے کہ انسان مسجد میں آتے وقت اپنی نیت کو درست کر لے یعنی اعتکاف، گوشہ نشینی، عبادت، نماز، علمی افادہ و استفادہ اور لقاءِ مسلمین وغیرہ کی نیت کر کے ہی مسجد میں آئے نہ کہ دوستوں سے ملنے ملائے، گفت و شنید کرنے اور سونے وغیرہ کی نہت سے کیونکہ جیسی نیت ہوگی ویسا ہی فیصلہ ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث کے ذریعہ نبی کریم نے لوگوں کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ مساجد کو عبادت و دینی امور ہی کے ذریعہ آباد و معمور رکھنا چاہئے اس کے علاوہ مساجد میں دوسرے امور کو اپنے پاس اور اپنے ذہن و دماغ میں لانے سے احتراز و پرہیز کرنا چاہئے۔

تعارف رجال حدیث (۴۷۲)

۱۔ ہشام بن عمار :- یہ ہشام بن عمار بن نصیر بن میسرہ بن أبان السلمي (و یقال الظفري) أبو الوليد الدمشقي الخطيب ہیں۔ حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ اخیر عمر میں ان کے حافظہ و یادداشت میں تغیر و گڑبڑی ہو گئی تھی اس لئے ان کی قدیم اور اس تغیر سے پہلے کی احادیث کو اصح مانا جاتا ہے۔ اور ان کو دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بمر بانوے (۹۲) سال ۲۳۵ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ صدقة بن خالد :- یہ صدقة بن خالد الأموي أبو العباس الدمشقي مولیٰ أم البنین أخت معاوية (وقيل أخت عمر بن عبد العزيز) ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات کے بارے میں تین قول لکھے ہیں (۱) ۱۷۱ھ (۲) ۱۸۱ھ (۳) ۱۸۱ھ کے بھی بعد۔ مگر صاحب المنہل اور صاحب بزل نے بالعمین ان کی وفات ۱۸۱ھ میں نقل کی ہے۔

۳- عثمان بن أبی العاتکہ :- یہ عثمان بن أبی العاتکہ سلیمان الأزدي

أبو حفص الدمشقي القاص ہیں۔ ابن معین نے ان کے بارے میں لیس بشیء اور لیس بالقوی لکھا ہے، جیم، عجل اور ابوحاتم نے لابأس بہ، نسائی نے ضعیف، ابوداؤد نے صالح الحدیث، واقدی نے ثقہ فی الحدیث، خلیفہ نے ثقہ کثیر الحدیث کہا ہے اور ابن حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو ساتویں طبقہ میں سے قرار دے کر وفات ۱۰۷ھ میں بتائی ہے۔

۴- عمیر بن ہانی :- یہ عمیر بن ہانی العنسی أبو الولید الدمشقي الدارانی

ہیں۔ عجل نے ان کو شامی ثقہ تابعی لکھا ہے اور ابن حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے، حاکم اور احمد کا کہنا ہے کہ تقریباً تیس صحابہؓ سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۲۷ھ میں بتائی ہے نیز لکھا ہے کہ ایک قول اس سے پہلے کا بھی ہے۔ ۵- أبو ہریرہؓ :- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

(۲۱) بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ إِنْشَادِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ مسجد کے اندر گمشدہ چیز کا بلند آواز سے اعلان کر کے اس کو ڈھونڈنا مکروہ و ناپسندیدہ عمل ہے (اور مسجد میں ایسا نہیں کرنا چاہئے) (۲۱)

الحدیث / ۴۷۳ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ

اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ - يَعْنِي ابْنَ شُرَيْحٍ - قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْأَسْوَدِ - يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنَ نَوْفَلٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى شَدَّادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رِوَاةً، يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ

صَلَاةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا أَدَّاهَا اللَّهُ إِلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا)).

ترجمہ حدیث نمبر ۴۷۳ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن

عمر بنشی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن یزید نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حیوہ - یعنی حیوہ بن شریح - نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابوالاسود سے یعنی محمد بن عبد الرحمن بن نوفل سے (یہ کہ وہ) فرما رہے تھے کہ مجھے خبر دی ابو عبداللہ مولیٰ شداد نے یہ کہ انہوں نے سنا حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی آدمی کو مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے (اور اس کو ڈھونڈتے ہوئے) سنے تو کہے نہ پہنچائے اللہ تعالیٰ اس کو تیری طرف (یعنی خدا کرے تیری وہ چیز تجھے نہ ملے) کیونکہ مسجدیں اس کے لئے نہیں بنائی گئیں۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا اور اس کو مسجد میں ڈھونڈنا شرعاً ممنوع ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو اس کے لئے اس کی گمشدہ شے نہ ملنے کی بددعاء کرنی چاہئے۔ نیز یہ حدیث اس بات کو بھی بتا رہی ہے کہ مساجد امور دنیویہ میں مشغول ہونے کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں بلکہ عبادت و تلاوت اور ذکر اللہ وغیرہ کے لئے بنائی گئی ہیں۔

اس حدیث شریف میں جو یہ جملہ ہے ”لَا أَدَّاهَا اللَّهُ إِلَيْكَ“ اس کے بارے میں زیادہ تر حضرات کی رائے تو یہی ہے کہ اس میں جو لا ہے یہ نافیہ ہے اور یہ بددعاء ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ماضی پر لا نافیہ کا داخلہ تو تکرار کے ساتھ ہوتا ہے اور یہاں پر تکرار ہے نہیں لہذا یہ لا نافیہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دعاء کے مقام میں لائے نافیہ کا ماضی پر داخلہ بلا تکرار بھی جائز ہے لیکن کچھ حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس میں جو لا ہے یہ لائے نہی ہے اور یہ دعاء ہے بددعاء نہیں ہے اے لَا تَنْشُدْ۔ وَأَدَّاهَا اللَّهُ إِلَيْكَ یعنی اے شخص مسجد میں آواز اونچی نہ کر اور اپنی گمشدہ چیز کا اعلان مسجد

میں نہ کر۔ ویسے ہماری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری کھوئی ہوئی چیز تجھے لوٹا دے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ جناب اگر ایسا ہوتا تو لا کے بعد فصل ہوتا اور آڈاھا سے پہلے واؤ عاطفہ ہونا چاہئے تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقام زجروتونخ ہے اور مقام زجروتونخ میں اس طرح ایہامی اور موہم کلام استعمال کیا جانا ہی صحیح و مناسب ہوا کرتا ہے تاکہ زجروتونخ خوب موکد اور مبالغہ کے ساتھ ہو جائے اس لئے اس جملہ یعنی ”لا آڈاھا اللہ إلیک“ میں بھی نہ تو فصل کیا گیا اور نہ ہی واؤ عاطفہ کا استعمال کیا گیا۔

تعارف رجال حدیث (۴۷۳)

۱۔ عبید اللہ بن عمر الجشمی :- یہ عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ القواریری الجشمی أبو سعید البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۲۹)۔

۲۔ عبید اللہ بن یزید :- یہ عبید اللہ بن یزید المقرئ أبو عبد الرحمن المکی القصیر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۲) اور (۱۷۰)۔

۳۔ حیوۃ :- یہ حیوۃ بن شریح بن صفوان بن مالک التیمی أبو زرعة المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

۴۔ أبو الأسود :- یہ محمد بن عبد الرحمن بن نوفل بن الأسود بن نوفل بن خویلد الأسدی أبو الأسود المدنی ہیں۔ ابو حاتم، نسائی، ابن سعد، ابن حبان اور ابن شاپین نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن البرقی کا قول ہے کہ کسی صحابی سے ان کی روایت معلوم تو نہ ہو سکی لیکن اس کا امکان ضرور ہے کیونکہ ان کی عمر اس کی تائید کرتی ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات کچھ اوپر ۳۰ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ أبو عبد اللہ :- یہ سالم بن عبد اللہ مولیٰ شداد بن الہاد أبو عبد اللہ المدنی

ہیں۔ حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفاتِ اہل میں بتائی ہے۔ ابو حاتم نے ان کو شیخ لکھا ہے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور عجمی نے ثقہ تابعی لکھا ہے۔

۶۔ ابو ہریرہؓ: آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

(۲۲) بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ مسجد میں تھوکنے ممنوع و مکروہ ہے (۲۲)

الحديث / ۴۷۴ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ وَأَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((التَّفْلُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهُ أَنْ تُؤَارِيَهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۷۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہشام، شعبہ اور ابان نے (ان سب نے روایت کیا) قتادہ سے انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: مسجد میں تھوکنے خطا (اور گناہ) ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو چھپا دے (یعنی اگر مسجد مٹی کی کچی ہو تو اس کو مٹی میں چھپا دے اور اگر پکی ہو تو اس کو وہاں سے زائل و صاف کرے)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مسجد میں تھوکنے گناہ ہے اور اگر کسی سے یہ گناہ ہو ہی جائے تو شریعت نے بطور کفارہ اس تھوکنے والے کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ اس کو زمین میں دبا دے اور دفن کر کے چھپا دے اور اگر مسجد کے پختہ و پکا ہونے کی وجہ سے دبانے اور دفن کر کے

چھپانا ممکن نہ ہو تو کسی اور طریقہ سے اس کو زائل کرے اور صاف کرے۔ لیکن سب سے بہتر تو یہی ہے کہ اگر تھوکنے وغیرہ کی ضرورت پڑ ہی جائے تو اپنے کسی رومال و کپڑے یا جوتی میں تھوک لے تاکہ مسجد بھی صاف و ستھری رہے اور کسی آدمی کو بھی تکلیف و ایذا نہ ہو۔

اور اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی امت کو ہر قسم کے دینی احکامات کی تعلیم دی ہے یعنی ہر بڑے حکم کی بھی اور ہر چھوٹے سے چھوٹے حکم مثلاً مسجد میں تھوکنے کا گناہ اگر ہو ہی جائے تو اس کا کفارہ کیا ہے وغیرہ کی بھی۔

تعارف رجال حدیث (۴۷۴)

۱۔ مسلم بن ابراہیم :- یہ مسلم بن ابراہیم الأزدي أبو عمرو البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ ہشام :- یہ ہشام بن أبي عبد الله الدستوائي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۳۔ شعبہ :- یہ شعبہ بن الحجاج بن الورد العتکي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۵ اور ۲۳)۔

۴۔ أبان :- یہ أبان بن يزيد العطار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۵۔ قتادة :- یہ قتادة بن دعامة السدوسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۶۔ أنس بن مالک :- آپ ﷺ کے خادم خاص کثیر الروایہ مشہور صحابی أنس بن

مالک بن النضر الأنصاري أبو حمزة الخزرجي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث/ ۴۷۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ

بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (إِنَّ الْبَزَاقَ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ

وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۵۰ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوعوانہ نے انہوں نے روایت کیا قتادہ سے انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ بے شک مسجد میں (یعنی مسجد کے فرش یا اس کی دیوار وغیرہ پر) تھوکنّا خطا (اور گناہ) ہے اور اس کا کفارہ اس کا دفن کر دینا (اور دبا دینا) ہے۔

نوٹ :- اس حدیث شریف میں مسجد میں تھوکنے کو اِثم کی بجائے خطیئہ کہا گیا ہے تو صاحبِ بذل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ایک مسلمان کی شان یہی ہے کہ اگر اس سے یہ فعل یعنی مسجد میں تھوکنّا صادر ہوگا تو وہ خطا اُہی ہوگا قصداً ہو یہی نہیں سکتا چنانچہ ابن العمد نے لکھا ہے کہ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی شخص معاذ اللہ قصداً اور استہانتِ مسجد کرتے ہوئے یہ فعل کرے گا تو وہ ایمان سے خارج اور کفر میں داخل ہو جائے گا۔۔۔ اور یہ جو مسجد میں تھوکنے کا کفارہ دفن کرنے کو بتایا گیا ہے اور اس کے لئے نبی کریم ﷺ نے لفظِ دفن کا استعمال فرمایا ہے نہ کہ لفظِ ستر اور تغطیۃ کا اس کے تحت بھی علمائے کرام نے ایک خاص حکمت و مصلحت بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ تھوک کو اگر صرف چھپایا اور ڈھک دیا جائے تو پھر بھی اس کا ضرر و نقصان باقی رہتا ہے مثلاً کوئی شخص اُس تھوک چھپانے اور دبانے کی جگہ پر بیٹھ نہیں سکتا اگر بیٹھے گا تو اس کو تکلیف و ایذا ہوگی اس لئے آپ ﷺ نے اس کا کفارہ دفن کرنے یعنی زمین کے اندر گہرائی میں دفن کرنے کو بتایا تاکہ کسی کو اب کسی طرح کی تکلیف و ایذا ہی نہ پہونچے۔

اور یہ جو دفن کرنے والی بات ہے تو جمہور علمائے کرام نے تو اس کا مطلب یہ بتایا ہے کہ اگر مسجد میں

مٹی، ریت اور کٹکری وغیرہ ہوں تو اسکو گہرائی میں دفن کر دیا جائے اور اگر مسجد پکڑی ہو فرش وغیرہ بچھا ہوا ہو تو ایسی مساجد میں دفن کر نیکے حکم کا مطلب اس تھوک کو وہاں سے نکالنا اور صاف کرنا ہوگا لیکن بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ ہر حال میں دفن کر نیکے حکم کا مطلب ہے مسجد سے باہر نکالنا اور صاف کرنا۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۷۵)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ أبو عوانة:۔ یہ الوضاح بن عبد اللہ الشکری أبو عوانة الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۳۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامہ السدوسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۴۔ أنس بن مالک:۔ آپ آپ ﷺ کے خادم خاص کثیر الروایہ مشہور صحابی أنس بن مالک بن النضر الأنصاری أبو حمزة الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث ۶/ ۷۴ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ) فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

ترجمہ حدیث نمبر ۶/ ۷۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابوکامل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یزید۔ یعنی یزید بن زریع۔ نے انہوں نے روایت کیا سعید سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ (دماغ اور سینہ سے) بلغم (نکال کر مسجد میں ڈالنا گناہ ہے) اور (باقی آگے) انہوں

نے (یعنی حضرت سعید نے) اسی کی مثل حدیث (یعنی ابان، شعبہ، ہشام اور ابو عوانہ کی قنادہ سے روایت کردہ سابقہ حدیث نمبر (۴۷۵) ہی کے جیسی حدیث) بیان کی (خلاصہ یہ کہ ان تمام مذکورہ بالا حضرات نے جب حضرت قنادہ سے حدیث نقل کی تو التفل فی المسجد یا البزاق فی المسجد کے الفاظ روایت کئے لیکن سعید بن عروبہ نے اپنی حدیث میں النخاعة فی المسجد کہا اور باقی حدیث انہی حضرات کی مانند بیان کی یعنی ایسا کرنا گناہ ہے اور اگر ایسا ہو ہی جائے تو اس کا کفارہ اس کو دبا دینا اور دفن کر دینا ہے)۔

تعارف رجال حدیث (۴۷۶)

- ۱۔ ابو کامل:۔ یہ فضیل بن حسین ابو کامل الجحدری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۶۴)۔
- ۲۔ یزید:۔ یہ یزید بن زریع البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۴)۔
- ۳۔ سعید:۔ یہ سعید بن ابی عروبة الیشکری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۳ اور ۱۱۷)۔
- ۴۔ قنادہ:۔ یہ قنادہ بن دعامة السدوسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔
- ۵۔ انس بن مالک:۔ آپ ﷺ کے خادم خاص کثیر الروایہ مشہور صحابی انس بن مالک بن النضر الأنصاری ابو حمزة الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث/ ٤٧٧ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مَوْدُودٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حَدَرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُ رِيرَةَ، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ دَخَلَ هَذَا الْمَسْجِدَ فَبَزَقَ فِيهِ أَوْ تَنَحَّمَ فَلْيُحْفَرْ وَلْيُذْفَنْهُ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيَبْزُقْ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ لِيُخْرَجْ بِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۷۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا تعنبی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو موسیٰ دود نے انہوں نے روایت کیا عبدالرحمن بن ابی حذرہ سلمیٰ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ) میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جو شخص داخل ہو (آئے) اس مسجد میں اور تھوکے یا (حلق سے) بلغم نکالے (یا تھوکنے یا بلغم نکالنے کا ارادہ کرے) تو اس کو چاہئے کہ مٹی کرید کر (گڈھاسا کرے) اور اس کو (یعنی تھوک و بلغم کو) دبا دے (اور دفن کر دے) اور اگر (ایسا) نہ کر سکے (یعنی مٹی کرید کر اس کو دبا اور دفن نہ کر سکے) تو اس کو چاہئے کہ اپنے کپڑے میں تھوک لے پھر اس کو لیکر نکلے مسجد سے (یعنی اگر مسجد کچی ہے اور اس کی مٹی وغیرہ کو کرید کر تھوک و بلغم کو اس میں دبا دینا اور دفن کر دینا ممکن ہو اور تھوکنے یا بلغم نکالنا بھی ضروری ہو گیا ہو تو ایسا کر لے کہ مٹی کرید کر اس تھوک و بلغم کو اس میں دبا دے اور دفن کر دے اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ مسجد کا فرش وغیرہ پکا ہے تو پھر اپنے پاس جو رومال یا کوئی اور کپڑا ہو اس میں تھوک لے اور اس کو اپنے پاس جیب وغیرہ میں رکھے مسجد کو بالکل ملوث اور گندی نہ کرے اور جب مسجد سے نکلے تو اپنے ساتھ اس کپڑے سمیت تھوک کو لے کر نکل جائے)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر مسجد میں تھوک و بلغم نکالنے کی ضرورت پڑ جائے اور مسجد نثرابی اور کچی ہو تو اس تھوک و بلغم کو دفن کر دینا اور دبا دینا چاہئے اور اگر مسجد پکی ہو تو مسجد کو گندا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے رومال وغیرہ میں تھوک لینا چاہئے۔ وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ بزا ق تھوک و بلغم طاہر ہے، اور مسجد کا نہایت درجہ احترام و ادب کرنا ضروری ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۷۷)

۱۔ القعنبی :- یہ عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱)۔

۲۔ أبو مؤدود:۔ یہ عبدالعزیز بن أبي سليمان الهذلي أبو مؤدود المدني القاص ہیں۔ احمد، ابن معین، ابوداؤد، ابن مدینی، ابن نمیر اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے، البرقی نے ضعیف۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۳۔ عبد الرحمن:۔ یہ عبد الرحمن بن أبي حذرّ الأسلمي المدني ہیں۔ دارقطنی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ لکھا ہے اور ابن حبان نے ثقّات میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ أبو هريرة:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

الحديث/ ٤٧٨ - حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُحَارِبِيِّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا قَامَ الرَّجُلُ إِلَى الصَّلَاةِ، أَوْ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَمَامَهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلَكِنْ عَنْ تَلْقَاءِ يَسَارِهِ إِنْ كَانَ فَارِغًا، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ لِيَقُلْ بِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۷۸ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ہناد بن سری نے انہوں نے روایت کیا ابوالاحوص سے انہوں نے منصور سے انہوں نے ربیع سے انہوں نے حضرت طارق بن عبد اللہ محاربؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہو۔ یا یہ فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے (یہ شک راوی ہے کہ آپ ﷺ نے یا تو إذا قام الرجل إلى الصلاة کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے یا إذا صلى أحدكم

کے۔ بہر حال اگر اس نمازی کو تھوکنے کی ضرورت پیش آجائے تو نہ تو اپنے آگے (سامنے) تھو کے اور نہ ہی اپنی دائیں جانب (سامنے تو اس لئے نہ تھو کے کہ بحالتِ صلاۃ بندہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہوا ہوتا ہے اور گویا کہ اللہ رب العزت اس کے سامنے ہوتا ہے۔ اور اپنی دائیں جانب کو بھی نہ تھو کے کیونکہ دائیں جانب کو ایک اعزاز و شرف حاصل ہے اس لئے اس کی رعایت ضروری ہے نیز دائیں طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ بھی ہوتا ہے اس لئے بھی بہر کیف نہ سامنے تھو کے اور نہ دائیں جانب (لیکن اپنی بائیں جانب کو تھوک لے اگر وہ (یعنی بائیں جانب لوگوں سے) خالی ہو یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے اور اس کو رگڑ (اور مل) دے (یعنی اگر بائیں جانب کوئی بھی شخص نہ ہو تو اپنی بائیں جانب کو تھوک لے اور اگر بائیں جانب کوئی شخص نہ ہو تو بائیں طرف بھی تھو کتنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے کسی مومن کو تکلیف ہوگی اور کسی مومن کو تکلیف پہنچانا حرام و ناجائز ہے لہذا بجائے بائیں طرف کو تھوکنے کے اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے اور اس کو اپنے پاؤں سے مل کر اور رگڑ کر صاف کر دے۔ نوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ جو بائیں طرف کو یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنے کی اجازت دی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کسی کپڑے رومال وغیرہ میں تھو کے کیونکہ مسجد میں تھو کتنا گناہ ہے اور اس کی ممانعت آپ ﷺ کی طرف سے بیان کی جا چکی ہے لہذا بعید از قیاس ہے یہ بات کہ اس کو گناہ اور ممنوع فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے اس کی اجازت دی ہو)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے کئی چیزیں معلوم ہوئیں مثلاً (۱) بحالتِ صلاۃ ضرورت

پڑنے پر تھو کنا اور کھنکارنا نماز کو باطل نہیں کرتا (۲) سمتِ قبلہ اور دائیں جانب مشرف و معظم ہیں ان کی تعظیم کرنی چاہئے (۳) ضرورت پڑنے پر بحالتِ صلاۃ اپنی بائیں جانب یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لینا جائز ہے (۴) آپ ﷺ نے اپنی امت کو ہر قسم کے احکام و آدابِ شریعت سکھائے ہیں حتیٰ کہ تھوکنے وغیرہ کی کیفیت و طریقہ بھی بتایا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۷۸)

۱۔ ہناد بن السَّریّ:۔ یہ ہناد بن السَّریّ بن مصعب التمیمیّ أبو السَّریّ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۲۔ أبو الأحوص:۔ یہ سّلام بن سلیم أبو الأحوص الحنفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸)۔

۳۔ منصور:۔ یہ منصور بن المعتمر الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔

۴۔ رَبِيعِيّ:۔ یہ رَبِيعِيّ بن حراش بن جحش بن عمرو الغطفانیّ أبو مریم العبسیّ الکوفیّ مخضرم تابعی ہیں، یہ حضرت عمرؓ کے الجابیۃ کے خطبہ میں شریک تھے۔ حافظؒ نے ان کو ”ثقة عابد مخضرم“ لکھا ہے اور دوسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سن وفات ۱۰۰ھ بتایا ہے نیز لکھا ہے کہ ان کی وفات کے بارے میں اس کے علاوہ یعنی ۱۰۰ھ/۱۰۴ھ کے اقوال بھی ہیں۔

۵۔ طارق بن عبد اللہ المحاربیّ:۔ آپ طارق بن عبد اللہ المحاربیّ الکوفیّ ہیں ان کو روایت وصحابت دونوں حاصل ہیں حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ صحابیؓ ہیں اور انہوں نے آپ ﷺ سے دو یا تین حدیثیں روایت کی ہیں۔

الحديث/ ۴۷۹ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا

أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمًا إِذْ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَتَغَيَّظَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ حَكَّهَا، قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ فَدَعَا بَزْعُفْرَانَ فَلَطَّخَهُ بِهِ، وَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَبَلَ وَجْهِ أَحَدِكُمْ إِذَا صَلَّى

فَلَا يَبْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۴۷۹ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن داؤد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ایوب نے انہوں نے روایت کیا نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا: کہ ایک دن جس وقت رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے (تقریر کر رہے) تھے کہ یکا یک آپ ﷺ نے مسجد کے قبلہ (کی طرف کی دیوار) میں بلغم (لگا ہوا) دیکھا (یہ دیکھنا یا تو خطبہ سے فراغت کے بعد قبلہ کی طرف کو متوجہ ہونے کے بعد ہوا ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے بحالتِ خطبہ قبلہ کی طرف کو پشت کئے ہوئے ہونے کی حالت میں ہی دیکھ لیا ہو کیونکہ آپ ﷺ جس طریقہ سے اپنے آگے دیکھتے تھے ویسے ہی اپنی پشت اور پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھ لیتے تھے۔ بہر حال یہ دیکھ کر) آپ ﷺ لوگوں پر غصہ ہوئے (یعنی حاضرینِ مسجد کی اس غفلت پر کہ انہوں نے مسجد کو پاک و صاف کرنے اور رکھنے کا اہتمام نہیں کیا یا لوگوں کے اس فعل یعنی مسجد کی دیوار پر بلغم لگانے پر ناراض و غصہ ہوئے اور) پھر اس (بلغم) کو (لکڑی، چھڑی یا کنکریوں سے بنفسِ نفیس خود اپنے دستِ مبارک سے) کھرچا (اور دیوار کو صاف کیا)۔ انہوں نے کہا (یعنی نافع نے کہا) کہ میرا گمان اُن کے بارے میں یہ ہے (یعنی مجھے پکا تو یاد نہیں لیکن غالب گمان یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے یہ بھی) بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے زعفران منگایا اور لٹھیر دیا اس کو (یعنی محلِ نجات و بلغم کو) اس سے (یعنی زعفران سے تاکہ اس جگہ کی گندگی کا اثر ختم ہو کر خوشبو میں تبدیل ہو جائے) اور حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ (یہ سب کچھ کرنے کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا: کہ بے شک اللہ تعالیٰ تم میں سے ہر ایک کے چہرہ کے سامنے ہوتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے لہذا اس کو اپنے سامنے کی طرف نہیں تھوکنے چاہئے (یعنی بحالتِ صلاۃ بندہ کی طرف اللہ تعالیٰ

کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور اور اللہ کی رحمت کی طرف کو تھو کتنا ظاہر ہے کسی بھی طرح جائز نہیں ہے۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے یہ چند باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) مسجد کو گندا اور ملوث کرنے والی کوئی بھی چیز اگر نظر آئے تو اس کو ہٹانا، زائل کرنا اور صاف کرنا واجب اور لازم ہے (۲) امام و حاکم کو مسجد کے احوال و کوائف کو دیکھتے اور ان کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے تاکہ مساجد کی تعظیم و احترام ہوتا رہے اور قاذورات و نجاسات سے ان کی حفاظت کی جاتی رہے (۳) انسان کتنا ہی بڑا بزرگ، نیکو کار اور بہت سی نیکیاں کرنے والا ہو اور کتنا ہی بڑا رفیع و اعلیٰ مقام والا ہو مگر اس کو زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے اور ثواب کمانے کی حرص و فکر ہونی چاہئے (۴) اگر کوئی شخص کسی منکر اور برائی کو دیکھے تو شریعت اُس سے اُس برائی کو بدلنے کا اور روکنے کا مطالبہ کرتی ہے (۵) نبی کریم ﷺ بہت ہی زیادہ متواضع شخصیت کے مالک تھے (۶) کسی منکر اور برائی کو دیکھ کر غصہ کرنا شرعاً جائز و مباح ہی نہیں بلکہ مستحسن و مسنون ہے (۷) مساجد میں اگر زعفران یا کسی اور طرح کی خوشبو وغیرہ لگانے کی ضرورت پڑ جائے تو لگانا چاہئے (۸) سمت و جہت قبلہ کی بہت زیادہ تعظیم و احترام کرنا چاہئے اور اس کی ہر طرح کی بے احترامی سے بچنا چاہئے حتیٰ کہ ضرورت کے وقت بھی سمت قبلہ کو تھوکنے وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

تعارف رجال حدیث (۴۷۹)

۱۔ سلیمان بن داؤد:- یہ سلیمان بن داؤد العتکیّ أبو الربیع الزہرانی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹)۔

۲۔ حماد:- یہ حماد بن زید بن درہم الأسدیّ أبو اسماعیل البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔ ایوب:- یہ ایوب بن ابی تمیمۃ السخیتیانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۴۔ نافع:- یہ نافع مولیٰ ابن عمرؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۵۔ ابن عمرؓ:- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث / ۴۸۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيِّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحِبُّ الْعَرَّاجِينَ وَلَا يَزَالُ فِي يَدِهِ مِنْهَا، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى نُحَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ مُغْضِبًا فَقَالَ: أَيَسِّرُ أَحَدُكُمْ أَنْ يُبْصِقَ فِي وَجْهِهِ، إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَإِنَّمَا يَسْتَقْبِلُ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمَلِكُ عَنْ يَمِينِهِ، فَلَا يَتَفَلَّ عَنْ يَمِينِهِ وَلَا فِي قِبَلَتِهِ، وَلْيُبْصِقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ، فَإِنْ عَجَلَ بِهِ أَمْرٌ فَلْيَقُلْ هَكَذَا - وَوَصَفَ لَنَا ابْنُ عَجَلَانَ ذَلِكَ - أَنْ يَتَفَلَّ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ يَرُدُّ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۸۰ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا تکلی بن

حبیب بن عربی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا خالد۔ یعنی خالد بن حارث۔ نے انہوں نے روایت کیا محمد بن عجلان سے انہوں نے عیاض بن عبد اللہ سے انہوں نے حضرت البوسعید خدریؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ کھجور کی شاخوں کو پسند فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ آپ ﷺ کے دست مبارک میں ان شاخوں میں سے (ایک شاخ) رہا کرتی تھی چنانچہ (ایک دن ہاتھ میں ایک شاخ لئے ہوئے) آپ

ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد کے قبلہ (والی دیوار) میں بلغم لگا دیکھا پس اس کو (پہلے تو اپنی اسی شاخ وچھڑی سے) کھرچا پھر غصہ کی حالت میں لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم میں سے کسی کو خوش کرتی (اور اچھی لگتی ہے) یہ بات کہ اس کے منہ پر تھوکا جائے (یعنی نہیں لگتی لہذا تم کو بچنا اور ڈرنا چاہئے قبلہ کی سمت کو تھوکنے سے کیونکہ جہت قبلہ جہت مناجات رب ہے لہذا جس طرح تمہارے منہ کی طرف کو تھوکنے سے تمہیں تکلیف ہوتی اور غصہ آتا ہے ایسے ہی جہت قبلہ کو تھوکنے سے اللہ تعالیٰ کو غصہ آتا ہے کیونکہ یہ) حقیقت ہے کہ جب تم میں سے کوئی قبلہ کی طرف کو منہ کرتا ہے تو یقیناً وہ اپنے رب عزوجل کی طرف کو منہ کرتا ہے (یعنی چونکہ اپنے رب عزوجل سے مناجات کرتا ہے تو گویا کہ اپنے رب عزوجل ہی کی طرف کو منہ کرتا ہے) نیز (ایک خاص و مقرب اور تمہاری دعاء پر آمین کہنے والا۔ یا کاتبِ حسنات) فرشتہ اس کی داہنی جانب ہوتا ہے لہذا وہ نہ تو اپنی داہنی طرف کو تھوکے اور نہ اپنے سامنے قبلہ کی طرف کو (لیکن اگر ضرورت پڑ ہی جائے) تو اپنی بائیں طرف کو یا اپنے قدم کے نیچے تھوک لے، اور اگر جلدی پیش آجائے اس کو کوئی امر (یعنی تھوک یا بلغم اچانک آجائے اور اتنا بھی موقع نہ ملے اور قدرت نہ ہو سکے کہ بائیں طرف کو یا قدم کے نیچے تھوک لے) تو پھر ایسے کرے۔ اور (خالد بن حارث نے کہا کہ ہمارے شیخ) محمد بن عجلان نے اس کی (یعنی آپ ﷺ کے فرمان فلیقل ھکذا اور ایسا کر لے کی) وضاحت اس طرح پر کی کہ اپنے کپڑے میں تھوک لے اور پھر الٹ پلٹ کر دے اس کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ پر (یعنی رومال یا چادر وغیرہ کے کسی کونے کو لے کر اس میں تھوک لے اور پھر کپڑا الٹ پلٹ کر کے اس تھوک کو اس میں بند کر دے اور چھپا دے)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے علمائے کرام نے بہت سی چیزیں مستنبط کی ہیں جن میں سے یہ بھی ہیں (۱) یہ حدیث زور دار انداز میں اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ انسان کو اپنی مصالح و ضروریات کے لئے اپنے ساتھ لاٹھی، ڈنڈا یا کوئی شاخ لے کر نکلتا چاہئے (۲) انسان کو امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر کرتے رہنا چاہئے (۳) کوئی بھی چیز سکھاتے اور تعلیم دیتے وقت قول کے ساتھ ساتھ عمل و فعل کو بھی اختیار کرنا مباح و جائز ہی نہیں بلکہ مسنون و مستحب ہے (۴) دورانِ نماز ضرورت پڑنے پر بائیں طرف کو یا اپنے پاؤں کے نیچے کو تھوک لینا جائز ہے اور اگر اتنا موقع نہ مل سکے تو اپنے کپڑے میں تھوک کر اس کو الٹ پلٹ کر لینا بھی جائز ہے (۵) اور اس حدیث سے صاف صاف یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کے مفادات و مصالح کے سلسلہ میں کتنے حریص اور خواہاں رہتے تھے۔

تعارف رجال حدیث (۴۸۰)

۱۔ یحییٰ بن حبیب :- یہ یحییٰ بن حبیب بن عربی الحارثی (وقیل الشیبانی) أبوزکریاء البصری ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے شمار کرتے ہوئے سن وفات ۲۲۸ھ لکھا ہے۔

۲۔ خالد یعنی ابن الحارث :- یہ خالد بن الحارث بن عبید بن سلیمان (وفی التقرب وبذل المجہود سلیم) الہجیمی أبو عثمان البصری ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ، ثبت لکھا ہے اور آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بصرہ میں ۱۸۶ھ میں لکھی ہے نیز ان کا سن ولادت ۱۲۰ھ بتایا ہے۔

۳۔ محمد بن عجلان :- یہ محمد بن عجلان القرشی أبو عبد اللہ المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۴۔ عیاض بن عبد اللہ :- یہ عیاض بن عبد اللہ بن سعد بن أبي سرح بن الحارث القرشی العامری المکی ہیں۔ ابن معین، نسائی اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ اور

ابن یونس کا بیان ہے کہ ان کی پیدائش مکہ میں ہوئی پھر اپنے والد کے ساتھ مصر چلے گئے مگر پھر وہاں سے واپس آ کر مکہ ہی میں رہنے لگے اور وہیں ۷۰ھ میں وفات ہوئی۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات علی رأس المائة بتائی ہے۔

۵۔ أبوسعید الخدریؓ: آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ سعد بن مالک بن سنان بن عبید الأنصاریؓ أبوسعید الخدریؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۱)۔

الحديث / ۴۸۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ السَّجِسْتَانِيُّ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّمَشَقِيُّانِ بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَهَذَا لَفْظُ يَحْيَى بْنِ الْفَضْلِ السَّجِسْتَانِيِّ، قَالُوا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ - يَعْنِي بْنُ إِسْمَاعِيلَ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ ((اتَيْنَا جَابِرًا - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ - وَهُوَ فِي مَسْجِدِهِ فَقَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَسْجِدِنَا هَذَا وَفِي يَدِهِ عُرْجُونُ ابْنِ طَابٍ، فَنَظَرَ فَرَأَى فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُحَامَةً، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا فَحَتَّهَا بِالْعُرْجُونِ ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ اللَّهُ عَنْهُ وَجْهَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي فَإِنَّ اللَّهَ قَبْلَ وَجْهِهِ، فَلَا يَبْصُقَنَّ قَبْلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ عَجَلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ فَلْيَقْلُ بِثَوْبِهِ هَكَذَا، وَوَضَعَهُ عَلَى فِيهِ ثُمَّ دَلَّكَهُ ثُمَّ قَالَ: أَرُونِي غَيْرًا، فَقَامَ فَتَى مِنَ الْحَيِّ يَشْتَدُّ إِلَى أَهْلِهِ، فَجَاءَ بِخَلُوقٍ فِي رَاحَتِهِ، فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَهُ عَلَى رَأْسِ الْعُرْجُونِ ثُمَّ لَطَخَ بِهِ عَلَى أَثَرِ النُّحَامَةِ)). قَالَ جَابِرٌ: فَمِنْ هُنَاكَ جَعَلْتُمُ الْخَلُوقَ فِي مَسَاجِدِكُمْ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۸۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا یحییٰ بن فضل

بحستانی، ہشام بن عمار دمشقی اور سلیمان بن عبد الرحمن دمشقی نے اس حدیث کو لیکن یہ الفاظ (جو ہم بیان نقل کر رہے ہیں ان تینوں میں سے) یحییٰ بن فضل بحستانی کے ہیں (بہر حال ان تینوں نے ہم سے حدیث بیان کرتے وقت) کہا کہ ہم سے حاتم - یعنی حاتم بن اسماعیل - نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن مجاہد ابو حزرہ نے بیان کیا انہوں نے عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت سے نقل کیا (یہ کہ عبادہ بن ولید نے اُن سے بیان کرتے ہوئے) کہا کہ ہم (ایک مرتبہ) جابر - یعنی جابر بن عبد اللہ - کے پاس آئے اور وہ (یعنی حضرت جابرؓ اس وقت) اپنی مسجد میں تھے (یعنی اپنے محلّے یا قبیلہ کی مسجد - مسجد بنو سلمہ یا مسجد بنی حرام میں تھے بہر حال جب ہماری اُن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ہم سے مخاطب ہوتے ہوئے) کہا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ہماری اسی مسجد میں تشریف لائے تھے اور آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں ابنِ طاب کی شاخ تھی (واضح رہے کہ ابنِ طاب ایک مدنی شخص تھا اُسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے رطب ابنِ طاب - عذق ابنِ طاب - تمر ابنِ طاب اور عرجون ابنِ طاب کہا جاتا ہے بہر حال آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں ابنِ طاب کھجور کی ایک شاخ تھی پس جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے) تو اچانک آپ ﷺ کی نظر پڑی (یا جبریلؑ نے آپ کو اطلاع دی) اور آپ ﷺ نے مسجد کے قبلہ (کی سمت والی دیوار) میں بلغم (لگا ہوا) دیکھا تو آپ ﷺ اس کی طرف گئے اور اس کو کھرچ کر (صاف کر دیا) پھر (صاف کرنے کے بعد) فرمایا کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے اس بات کو کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لے (واضح رہے کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ کے منہ پھیرنے اور اعراض کرنے سے مراد اللہ کا غضب و غصہ ہے اور یہ استفہام تو یحییٰ اور تہمدیدی ہے مطلب یہ ہے کہ قبلہ کی دیوار پر تھوکنے کا بلغم لگانا اللہ تعالیٰ کے

غضب و غصہ کا سبب ہے لہذا جو ایسا کرتا ہے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب و غصہ کو پسند کرتا ہے اور ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کا غضب و غصہ کسی کو پسند نہیں ہے اس لئے کسی کو بھی یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ اور) پھر (یعنی اُس بلغم کو کھرچ کر صاف کرنے اور تہدید و توبیخ کرنے کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا (کہ سنو) بے شک تم میں سے کوئی بھی جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو یقیناً اللہ عز و جل اس کے منہ کے سامنے ہوتا ہے (یعنی اس کی رحمت اُس نمازی کی طرف متوجہ ہوتی ہے) لہذا ہر گز نہ تھو کے وہ اپنے منہ کے سامنے کو اور نہ اپنی داہنی طرف کو (کیونکہ داہنی طرف ایک خاص و مقرب نمازی کی دعاؤں پر آمین کہنے والا۔ یا کا تپ حسانت فرشتہ ہوتا ہے اس لئے داہنی طرف کو تھو کنا گویا کہ اُس کی طرف یا اُس پر تھو کنا ہے) لیکن (اگر تھو کنا پڑ ہی جائے) تو اپنی بائیں طرف کو اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے اور اگر جلدی کرے اس کے ساتھ کوئی جلدی کرنے والی شے (یعنی اگر بلغم کی جلدی اور اس کا غلبہ اس کو اتنی مہلت نہ دے کہ یہ اپنے بائیں طرف کو اپنے بائیں پاؤں کے نیچے اور تلے تھوک سکے) تو کر لے (یعنی تھوک لے) اپنے کپڑے میں ایسے۔ اور (کپڑے کے ساتھ ایسے کرنے کی عملی وضاحت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے) رکھا اس کو (یعنی کپڑے کو) اپنے منہ مبارک پر اور پھر اس کو مل دیا۔ پھر (یعنی یہ نصیحت و ہدایت فرمانے کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے عَمِیر دکھلاؤ (یعنی اُس بلغم کی جگہ پر بطور خوشبو لگانے کے لئے آپ ﷺ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ عَمِیر نامی خوشبو لے کر آؤ تاکہ میں اس کو اس جگہ پر لگا دوں۔ واضح رہے کہ عَمِیر۔ زعفران کو بھی کہتے ہیں اور بہت سی خوشبوؤں سے مرکب خوشبو کو بھی کہتے ہیں۔ اور زعفران وغیرہ سے بنی ہوئی رنگ دار خوشبو کو بھی کہتے ہیں بہر حال) قبیلہ کا ایک نوجوان اٹھا اور دوڑتا ہوا اپنے گھر گیا اور اپنی ہتھیلی میں (رکھ کر زعفران وغیرہ سے بنی ہوئی) خُلق (نامی خوشبو) لے کر آیا (جب وہ لے کر آ گیا) تو آپ ﷺ نے اس خوشبو کو لے کر (اپنی) چھڑی کی نوک (اور سرے) پر لگایا اور پھر اُس خُلق خوشبو کو تھپڑ دیا (اور مل دیا) بلغم کے نشان (کی

جگہ) پر۔ (یہ پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ یہیں سے (یعنی آپ ﷺ کے اس خُلقِ خوشبو کو اس طرح مسجد میں لگانے اور استعمال کرنے کی وجہ سے) تم نے بھی خُلق (کا استعمال اور لگانا) اپنی مسجدوں میں شروع کیا (یعنی چونکہ آپ ﷺ کے اس فعل کی وجہ سے اس کا استحباب و ندب ثابت ہوا اس لئے مسلمانوں نے بھی ایسا کرنا شروع کیا اور کرتے ہیں)۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۸۱)

۱۔ یحییٰ بن الفضل:۔ یہ یحییٰ بن الفضل السجستانی (الخراسانی) ہیں۔ حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ صحاح ستہ میں سے صرف ابوداؤد میں ان کی روایت ہے۔

۲۔ ہشام بن عمار:۔ یہ ہشام بن عمار بن نصیر السلمی الظفری أبو الولید الدمشقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۷۲)۔

۳۔ سلیمان بن عبد الرحمن:۔ یہ سلیمان بن عبد الرحمن بن عیسیٰ بن میمون التمیمی أبو ایوب الدمشقی ہیں۔ حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے مگر لکھا ہے یُخْطِئُ یعنی خطا و غلطی کرنے والے راوی ہیں، دسویں طبقہ میں آتے ہیں اور ان کی وفات ۲۳۳ھ میں ہوئی ہے۔

۴۔ حاتم:۔ یہ حاتم بن إسماعیل المدنی أبو إسماعیل الحارثی (الکوفی الاصل، نزیل المدینة) ہیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ اصلاً کوفی ہیں لیکن بعد میں مدینہ منورہ میں آکر رہنے لگے تھے اور وہیں مدینہ منورہ ہی میں ۱۸۶ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے اور یہ ثقہ، مامون کثیر الحدیث راوی ہیں۔ حافظ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ”صحیح الکتاب، صدوق

یہم“ ہیں آٹھویں طبقہ میں آتے ہیں ۱۸۶ھ یا ۱۸۷ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔

۵۔ یعقوب بن مجاہد :- یعقوب بن مجاہد القرشي القاص الملقب بأبي

حزرة مولی بنی مخزوم أبو یوسف المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۹)۔

۶۔ عبادۃ بن الولید :- یہ عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت الأنصاری

أبو الصامت المدنی ہیں۔ ابو زرعا اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے بھی ثقافت میں ذکر

کیا ہے نیز ان کی کنیت أبو الولید بتائی ہے۔ حافظ نے لکھا ہے کہ ان کو عبد اللہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ

ثقة راوی ہیں چوتھے طبقہ میں آتے ہیں۔

۷۔ جابرًا۔ یعنی ابن عبد اللہ :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ جو یعنی ابن

عبد اللہ کے الفاظ ہیں صاحب بزل والمنہل نے لکھا ہے کہ یہ یعقوب بن مجاہد نے بڑھائے ہیں اور یہ

بتانا چاہا ہے کہ ہمارے شیخ عبادۃ بن ولید نے تو صرف جابر اکہا تھا لیکن ان کی مراد اس سے حضرت

جابر بن عبد اللہ ہی تھے۔ اور ان کے یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ الأنصاری الصحابیؓ کے

لئے دیکھیں حدیث نمبر (۲) اور (۱۳)۔

۸۔ فتی من الحي :- الحي سے تو ظاہر ہے قبیلہ بنو سلمہ۔ یا بنو حرام مراد ہیں کیونکہ یہ

بنو سلمہ یا بنو حرام کی مسجد کا واقعہ ہے لیکن اس فتی یعنی نو جوان کے بارے میں تقریباً تمام ہی شرح

حضرات نے لکھا ہے کہ اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

الحديث / ۸۲ ۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ

أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ الْجُدَامِيِّ عَنْ صَالِحِ بْنِ حَيَوَانَ عَنْ أَبِي

سَهْلَةَ السَّائِبِ بْنِ خَلَادٍ، قَالَ أَحْمَدُ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا أَمَّ

قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ فَرَغَ: ((لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ، فَأَرَادَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ، فَمَنْعُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: نَعَمْ، وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّكَ آذَيْتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۸۲ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن وہب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی عمرو نے انہوں نے روایت کیا بکر بن سوادہ جذامی سے انہوں نے صالح بن حیوان سے انہوں نے حضرت ابوسہلہ سائب بن خلاد سے۔ (امام ابوداؤد دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ) احمد بن صالح نے (روایت بیان کرتے ہوئے ہمیں متوجہ کرنے نیز اس لوگوں کا رد کرنے کے لئے جو حضرت سائب بن خلاد کو صحابی نہیں مانتے) فرمایا کہ (یہ یعنی ابوسہلہ سائب بن خلاد) نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ میں سے ایک صحابی ہیں (بہر حال حضرت ابوسہلہ سائب بن خلاد سے یہ مروی ہے) کہ ایک شخص نے ایک قوم کی امامت کی (شرح حضرات نے لکھا ہے کہ شاید کسی قبیلہ کے کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے ہوئے تھے اُسی دوران اُس شخص نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی) اور (دورانِ نماز اُس امام بننے والے شخص نے) قبلہ (کی سمت و جہت) میں تھوکا، رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے (یعنی جب اس نے تھوکا تو آپ ﷺ کی نظر مبارک اس کی طرف تھی) تو جب یہ (امام شخص نماز پڑھا کر) فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے (اس قوم و وفد کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا کہ (اس کے بعد یہ امام کبھی) تمہاری امامت نہ کرے (اور تم کو نماز نہ پڑھائے) کیونکہ یہ نہایت بے ادب ہے اور اس نے قبلہ کا احترام نہیں کیا۔ واضح رہے کہ آپ ﷺ نے اُس امام کی بجائے یہ بات جو ان لوگوں سے کہی تھی اس کی وجہ اس شخص کو جزو تو بیخ کرنا

تھی یا وہ شخص اُس وقت وہاں موجود نہ تھا۔ اور یہ دوسری والی بات یعنی یہ بات آپ ﷺ نے اس امام شخص کی عدم موجودگی میں فرمائی تھی شرح حضرات کے نزدیک زیادہ اقربِ واضح ہے۔ بہر حال راوی بیان کر رہے ہیں کہ) پھر اس کے بعد (یعنی اس واقعہ اور آپ ﷺ کی طرف سے اس کی امامت کی ممانعت کے بعد اُس شخص نے ایک مرتبہ) اُن کو (یعنی اُسی قوم کے لوگوں کو) نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو (نماز پڑھانے اور امامت کرنے سے) روک دیا اور اس کو نبی کریم ﷺ کا فرمان یاد دلایا (یعنی یہ بتایا کہ آپ ﷺ نے تمہارے بارے میں فلاں فلاں وقت جب تم نے دورانِ امامت قبلہ کی طرف کو تھوکا تھا یہ فرمایا تھا کہ یہ شخص آج کے بعد کبھی تمہاری امامت نہ کرے۔ دیکھئے لوگوں کو یہ بتانے کی ضرورت پیش آنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ غالباً آپ ﷺ نے یہ بات اس شخص کی عدم موجودگی میں فرمائی تھی۔ بہر حال یہ شخص اس بات کو سن کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا) اور اس کا (یعنی لوگوں کے اس کو امامت سے روکنے اور اس کی وجہ آپ ﷺ کے اس فرمان کو بتانے کا) تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا (یعنی آپ ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ کیا آپ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (یعنی ہاں میں نے ہی ان کو تمہیں امام نہ بنانے کا حکم دیا ہے) اور میرا گمان ہے (حضرت سائب بن خلادؓ کہہ رہے ہیں کہ مجھے پکا تو یاد نہیں لیکن غالب گمان یہ ہے کہ) آپ ﷺ نے (اس کے ساتھ ساتھ یعنی یہ فرمانے کے بعد کہ ہاں میں نے ہی ان کو تمہیں امام نہ بنانے کا حکم دیا ہے بطور دلیل تعلیل یہ بھی فرمایا تھا کہ کیونکہ) تم نے یقیناً اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اِذاء (وتکلیف) دی ہے (یعنی تم نے یہ قبلہ کی طرف کو تھوکنا ایسا کام کیا تھا جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں ہے اس لئے میں نے یہ حکم دیا ہے کہ تم کبھی بھی امامت نہ کرنا اور نماز نہ پڑھانا)۔

نوٹ:- واضح رہے کہ اس حدیث کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ

قرآن کریم کی اس آیت ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾

وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس شخص کا یہ فعل کفر تھا اور اس شخص کو کافر ہو جانا چاہئے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کو صرف امامت سے روکا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان انک اذیت اللہ ورسولہ زجر و توبخ اور تہدید کے قبیل سے ہے نہ کہ از قبیل حقیقت اس لئے یہ شخص اس آیت کے تحت نہیں آیا اور اس کو کافر نہیں قرار دیا گیا۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ اس سے یہ فعل ناواقفیت میں اور خطا ہوا تھا اس لئے اس کے فعل کو کفر اور اس کو کافر نہیں قرار دیا گیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ شخص منافق ہو اور آپ ﷺ کو اس کے نفاق کا علم ہو گیا ہو اور آپ ﷺ نے اس کو مصلحتاً کافر نہ قرار دیا ہو بلکہ صرف اس کی امامت کی ممانعت کر دی ہو۔

اور اس حدیث شریف سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ امامت کا حقدار وہی ہے اور امامت اسی کو کرنی چاہئے جو آداب شریعت سے متصف اور علوم شرعیہ سے واقف ہو اور اگر کوئی شخص بالفعل امامت کر رہا ہو اور پھر احکام شرعیہ اور آداب شریعت کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو جائے تو اس کو امامت سے ہٹا دینا اور برطرف کر دینا چاہئے۔ نیز اس حدیث میں یہ بھی اشارہ و ہدایت ہے کہ رئیس قوم اور امیر کو اپنی رعایا کے حالات کا تفقہ کرتے رہنا اور جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور لوگوں کو احکام شریعت اور آداب شریعت کی مخالفت سے متنفر کرتے رہنا اور باز رکھنے کی کوششیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ مخالفت شریعت اللہ عز و جل اور اس کے رسول ﷺ کے غضب و غصہ کو دعوت دیتی ہے اور اس کا سبب بنتی ہے۔ (اللہم احفظنا)۔

تعارف رجال حدیث (۲۸۲)

۱۔ احمد بن صالح :- یہ احمد بن صالح المعروف بابن الطبری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۲۔ عبد اللہ بن وہب:۔ یہ عبد اللہ بن وہب بن مسلم القرشی الفہری
ابو محمد المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ عمرو:۔ یہ عمرو بن الحارث بن یعقوب الأنصاری أبوایوب المصری
ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۰)۔

۴۔ بکر بن سوادہ:۔ یہ بکر بن سوادہ الجذامی أبو ثمامہ المصری ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۸)۔

۵۔ صالح بن حیوان:۔ یہ صالح بن حیوان السبائی المصری ہیں۔ امام بخاری،
ذہبی اور ابن یونس کا تو یہی کہنا ہے کہ اس میں جو حیوان ہے یہ خاء کے ساتھ ہے لیکن ابن ماکولا کا کہنا
ہے کہ جن لوگوں نے اس کو خاء کے فتح کے ساتھ کہا ہے ان کو وہم ہوا ہے اور صحیح خاء کے ساتھ ہے یعنی
حیوان۔ اور ابن الاعرابی نے الوداؤد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو بھی اس کو خاء کے ساتھ کہتا ہے وہ غلط
ہے۔ اور دارقطنی کا کہنا اور سمجھنا یہ ہے کہ خاء کے ساتھ یعنی حیوان وہ ہے جو خولانی ہے اور خاء کے
ساتھ یعنی حیوان وہ ہے جو السبائی ہے اور یہ مجھے تحقیق ہوگئی ہے کہ یہ صالح بن حیوان السبائی
ہے لہذا صحیح یہ ہے کہ یہ خاء کے ساتھ ہے۔ بہر حال یہ یعنی صالح بن حیوان السبائی المصری
ہیں بحلی نے ان کو ثقہ تابعی کہا ہے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابن قتان نے اگرچہ ان کو
معیوب قرار دیا ہے مگر ان کی احادیث کو صحیح کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کو چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے
اور بحوالہ بحلی ثقہ لکھا ہے۔

۶۔ أبو سہلہ السائب بن خلاد:۔ آپ السائب بن خلاد بن سوید بن ثعلبہ
بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس الخزرجی أبو سہلہ المدنی الصحابی ہیں۔ ابو

عبید کا بیان ہے کہ آپؐ بدر میں شریک تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو یمن کا عامل مقرر فرمایا تھا اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے یمن کے والی رہے ہیں۔ آپؐ کی وفات اے میں ہوئی ہے۔

۷۔ قال أحمد: - یہ ابوداؤد کے شیخ أحمد بن صالح المعروف بابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

الحديث/ ۴۸۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ الْجَرِيرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَبَزَقَ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى)) .

ترجمہ حدیث نمبر ۴۸۳ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سعید جری نے انہوں نے ابوالعلاء سے روایت کیا انہوں نے مطرف سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ (دورانِ نماز آپ ﷺ کو تھوکنے کی ضرورت پڑی) تو آپ ﷺ نے اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لیا۔

نوٹ :- واضح رہے کہ اس حدیث کے بارے میں عینیؒ کا کہنا یہ ہے کہ یہ مسجد سے

باہر کا واقعہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے مسجد میں تھوکنے سے بالکل اور مطلقاً منع فرمایا تھا لہذا آپ ﷺ مسجد میں ایسا کیوں کر سکتے ہیں۔ لیکن صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ عینیؒ کا یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے یہ مسجد ہی میں کیا ہو اور پھر اس کو دفن یا پھر اپنے جوتے سے رگڑ اور مل

دیا ہو جیسا کہ اس کے بعد آنے والی روایت میں یہ جوتوں سے رگڑنے والی بات مذکور بھی ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۸۳)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد :- یہ حماد بن سلمہ بن دینار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ سعید الجریري :- یہ سعید بن یاس الجریري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹۶)۔

۴۔ أبو العلاء :- یہ أبو العلاء یزید بن عبد اللہ بن الشخیر العامري البصري (أخو مطرف) ہیں۔ نسائی، ابن حبان، عجل اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے اور وفات ۱۰۸ھ میں لکھی ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور دوسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۱۱ھ میں لکھی ہے نیز اس سے پہلے کا قول بھی لکھا ہے۔ اور ان کی پیدائش خلافت عمرؓ کے زمانہ میں بتائی ہے نیز لکھا ہے کہ جن لوگوں نے ان کے لئے روایت نبی ﷺ بتائی ہے وہ ان کا وہم ہے۔

۵۔ مطرف :- یہ مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث ۷۴۔

۶۔ عن أبيه :- اس میں أب سے حضرت مطرف کے والد مراد ہیں یعنی عبد اللہ بن الشخیر بن عوف بن کعب العامري الصحابيؓ۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے ان کے تین بیٹوں مطرف، یزید اور ہانی نے۔ ابن سعد نے ان کو فتح مکہ پر مسلمان ہونے والے لوگوں میں سے شمار کیا ہے۔ اور ابن مندہ نے لکھا ہے کہ یہ بنو عامر کے وفد میں شامل ہو کر آئے تھے اور اسلام قبول کیا تھا۔

الحديث / ۴۸۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ

الْجَرِيرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ، بِمَعْنَاهُ، زَادَ: ((ثُمَّ دَلَّكَهُ بِنَعْلِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۸۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یزید بن زریج نے انہوں نے نقل کیا سعید جریری سے انہوں نے ابوالعلاء سے انہوں نے اپنے والد سے اس کے (یعنی سابقہ حدیث نمبر (۲۸۳) کے) مضمون (ومضمون) کو (اور یزید بن زریج نے اپنی روایت کے اندر سعید جریری سے) اضافہ کیا ہے ثم دلكہ بنعلہ کا یعنی پھر آپ ﷺ نے اپنے جوتے سے اس (تھوک) کو رگڑ (اور مل) ڈالا۔

نوٹ :- واضح رہے کہ مصنفؒ نے اس حدیث نمبر (۲۸۴) کو لا کر دو باتیں بتانی چاہی ہیں (۱) یہ کہ سعید الجریریؒ سے اس حدیث کو دو لوگوں نے روایت کیا ہے ایک تو حماد بن سلمہ نے اور انہوں نے روایت کرتے وقت ابوالعلاء اور ان کے والد عبداللہ بن الشخیر کے درمیان ابوالعلاء کے بھائی مطرف کا واسطہ ذکر کیا ہے یعنی عن سعید الجریریؒ عن أبي العلاء عن مطرف عن أبيه کے طریق سے نقل کیا ہے۔ اور دوسرے یزید بن زریج نے نقل کیا ہے مگر انہوں نے اپنی روایت میں ابوالعلاء اور ان کے والد عبداللہ بن الشخیر کے درمیان مطرف کا واسطہ ذکر نہیں کیا ہے بلکہ عن سعید الجریریؒ عن أبي العلاء عن أبيه کے طریق سے روایت کیا ہے یعنی ابوالعلاء نے اپنے بھائی مطرف کے واسطہ کے بغیر اپنے والد سے نقل کیا۔ (۲) دوسری بات مصنفؒ نے اس حدیث نمبر (۲۸۴) کو لا کر یہ بتانی چاہی ہے کہ یزید بن زریج نے اپنی روایت کے اندر ثم دلكہ بنعلہ کے مزید الفاظ بھی نقل کئے ہیں جو حماد بن سلمہ نے نہیں نقل کئے۔

تعارف رجال حدیث (۲۸۴)

۱۔ مسدّد :- یہ مسدّد بن مسرہد الأسدیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ یزید بن زریع:۔ یہ یزید بن زریع البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۴)۔

۳۔ سعید الجریري:۔ یہ سعید بن ایاس الجریري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹۶)۔

۴۔ أبو العلاء:۔ یہ یزید بن عبد اللہ بن الشخیر العامري أبو العلاء البصري (أخو مطرف) ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۳)۔

۵۔ عن أبيه:۔ اس میں أب سے مراد حضرت أبو العلاء کے والد حضرت عبد اللہ بن الشخیر العامري الصحابي ہیں۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۳)۔

الحديث / ۵۸۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ وَائِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ بَصَقَ عَلَى
الْبُورِيِّ ثُمَّ مَسَحَهُ بِرِجْلِهِ، فَقِيلَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: ((لَأَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۸۴:۔ فرمایا امام الوداد نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن

سعید نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا فرج بن فضالہ نے انہوں نے روایت کیا ابو سعید سے (یہ کہ
انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے حضرت وائلہ بن اسقع کو دیکھا دمشق کی مسجد میں کہ انہوں نے چٹائی
(بورے) پر تھوک دیا اور پھر اپنے پاؤں سے (مٹل اور) رگڑ دیا (جب لوگوں نے ان کو ایسا کرتے
ہوئے دیکھا تو ان کی طرف سے) اُن سے کہا گیا کہ تم نے یہ (عمل) کیوں کیا (تو انہوں نے جواب
دیتے ہوئے کہا کہ میں نے ایسا اس لئے کیا ہے) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ (عمل) کرتے
ہوئے دیکھا ہے (یعنی بورے اور چٹائی پر تھوک کر اس کو اپنے پاؤں سے ملتے اور رگڑتے ہوئے میں

نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے اس لئے میں نے بھی ایسا کیا)۔

نوٹ :- واضح رہے کہ اس حدیث شریف کو پڑھکر یہ بات ذہن میں آسکتی ہے کہ یہ حدیث معارض و مخالف ہے ماقبل میں گزری ہوئی اس حدیث کے جس میں یہ مذکور ہے کہ مسجد میں تھوکنہ گناہ ہے اور اس کا کفارہ و تدارک اس تھوک کو دفن کر دینا اور بادینا ہے کیونکہ چٹائی اور بورے پر تھوکے ہوئے تھوک کو دفن کرنا ممکن نہیں ہے نیز اس کو پاؤں سے رگڑنے اور ملنے سے تلویش و گندگی بڑھے گی نہ کہ گھٹے گی۔ خلاصہ یہ کہ احادیث و فرامین رسول ﷺ میں تضاد و معارضہ ناممکن ہے پھر یہ تضاد و معارضہ کیوں ہو رہا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب احادیث کے درمیان معارضہ و تضاد و تعارض جب ہوتا ہے جب وہ دونوں یا سب حدیثیں ایک ہی درجہ کی ہوں اور یہ دونوں حدیثیں ایک درجہ کی نہیں ہیں کیونکہ وہ حدیث جس میں ”التفل في المسجد خطيئة و كفارتها دفنها“ ہے وہ صحیح ہے اور یہ زیر تشریح حدیث نمبر (۲۸۵) ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں فرج بن فضالہ ہے جس کو بہت سے لوگوں نے ضعیف کہا ہے نیز ابوسعید ہے جس کو ابن قطان نے لایعروف کہا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تعارض و معارضہ برابر کے درجہ کی احادیث میں ہوتا ہے اور یہ برابر کے درجہ کی حدیثیں نہیں ہیں اس لئے آپ کو تعارض و معارضہ بین الاحادیث کا اشکال و شبہ اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے۔

تعارف رجال حدیث (۲۸۵)

۱۔ قتیبہ بن سعید :- یہ قتیبہ بن سعید الثقفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ الفرَج بن فضالة :- یہ الفرَج بن فضالة بن النعمان بن نعيم التنوخي القضاعي أبو فزارة أو أبو فضالة الحمصي (ويقال الدمشقي) ہیں۔ نسائی، ابن مدینی، ابن معین اور دارقطنی نے ان کو ضعیف کہا ہے، بخاری، مسلم اور ترمذی بن سعید نے منکر الحدیث کہا ہے۔

اور حافظؒ نے ان کو ضعیف راوی لکھا ہے، آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور وفات ۷۷ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ أبو سعید: بعض نسخوں میں أبو سعید کی بجائے أبو سعد ہے، بہر حال یہ أبو سعید یا أبو سعد الحمیری الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

۴۔ واثلة بن الأسقع: آپؒ واثلة بن الأسقع بن کعب بن عامر بن لیث الیشی ہیں، آپؒ غزوہ تبوک سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے اور غزوہ تبوک میں شریک رہے، آپؒ اصحاب صفہ میں سے تھے اور آپؒ ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ منورہ سے منتقل ہو کر ملک شام جا کر مقیم ہو گئے تھے اور وہیں دمشق میں بحمر ایک سو پانچ (۱۰۵) سال ۸۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ اور دمشق میں وفات پانے والے یہ سب سے آخری صحابی ہیں۔ واضح رہے کہ صاحب بذلؒ نے تو یہی لکھا ہے اور حافظؒ نے بھی تقریب میں یہی لکھا ہے لیکن صاحب المنہل نے ان کی وفات بحمر اٹھتر (۷۸) سال ۸۳ھ میں لکھی ہے۔

(۲۳) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْرِكِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ

اُن احادیث کا بیان جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ مشرک مسجد میں داخل ہو سکتا ہے (یعنی مشرک و کافر کے مسجد میں دخول کے جواز کا بیان) (۲۳)

الحديث/ ۶ ۸ ۴ - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَادٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ

الْمَقْبَرِيِّ عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: ((دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ

مُحَمَّدٌ؟ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَكِيٌّ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ، فَقُلْنَا لَهُ: هَذَا الْأَبْيَضُ الْمُتَكِيُّ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: قَدْ أَجَبْتُكَ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي سَأُتْلِكَ)) وَسَاقَ الْحَدِيثُ.

ترجمہ حدیث نمبر ۴۸۶ :- فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عیسیٰ بن حماد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی لیٹ نے انہوں نے روایت کیا سعید بن مقبری سے انہوں نے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ) انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص (ضمام بن ثعلبہ) اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اُس نے اس کو (یعنی اپنے اونٹ کو) مسجد (کے صحن یا دروازہ کے پاس) بٹھایا پھر اس کو (یعنی اس کی پنڈلی کو موڑ کر اس کی ران سے ملا کر ایک رسی میں) باندھ دیا پھر (مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوا اور اندر پہنچ کر مسجد نبوی ﷺ میں موجود صحابہ کرامؓ سے دریافت کرتے ہوئے) کہا تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں؟ اور (اس وقت) رسول اللہ ﷺ اُن لوگوں کے بیچ میں تکیہ لگائے ہوئے (بیٹھے تھے) تو ہم نے اس کو (جواب دیتے ہوئے) کہا یہ سفید رنگ والے (اور) تکیہ لگائے ہوئے (شخص محمد ﷺ ہیں) تو (ہمارا جواب سن کر) اُس شخص نے آپ ﷺ سے کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے، تو نخی کریم ﷺ نے (اس کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا قد اجبتک (میں تیرا جواب دے چکا یا دے رہا ہوں یا تیری بات سن رہا ہوں۔ واضح رہے کہ آپ ﷺ نے نعم کی بجائے قد اجبتک جو کہا ہے اس کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ عرب اکثر قد اجبتک کہتے ہیں اور کنایہ اس سے نعم ہی کو مراد لیتے ہیں آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اور دوسری وجہ علمائے کرام نے یہ بتائی ہے کہ چونکہ اُس شخص نے آپ ﷺ سے گفتگو کرنے کے لئے آپ ﷺ کی شایان شان اندازِ مخاطب اختیار نہیں کیا تھا اس لئے آپ ﷺ نے بھی اس کا جواب نعم کی

بجائے قد اُجبتک سے دیا۔ بہر حال اس کے بعد اُس شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا اے محمد ﷺ میں آپ سے (کچھ) پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور بیان کیا (آگے) حضرت انسؓ نے (طویل) حدیث کو (جو بخاری شریف میں عبد اللہ بن یوسف کے طریق سے مطول و مفصل منقول و مذکور ہے اور جس میں بار بار یہ الفاظ ہیں اللہ امرک بہذا۔ قال نعم)۔

نوٹ :- واضح رہے کہ مصنفؒ نے اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ مشرک مسجد میں داخل ہو سکتا ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ حضرت ضمام بن ثعلبہ کے بارے میں مصنفؒ کے نزدیک یہ رائج ہے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اور کافر و مشرک کے بوقتِ ضرورت مسجد میں داخل ہونے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ جس کے لئے مطولات کو دیکھنا ہی مناسب و موزوں ہے۔

اور اس حدیث شریف سے بہت سی چیزیں معلوم ہوتی ہیں جن میں سے چند یہ بھی ہیں (۱) مسجد میں تکیہ لگانا اور تکیہ لگا کر بیٹھنا جائز ہے (۲) کسی شخص کا تعارف اس کے اوصاف و صفات کے ساتھ کرنا جائز و مباح ہے (۳) کسی شخص کو اس کے دادا کے نام کے ساتھ بلانا اور مخاطب کرنا جائز ہے کیونکہ اس شخص نے آپ کو یا ابن عبدالمطلب کہہ کر خطاب کیا تھا اور آپ ﷺ نے اس کی تقریر کی اور اُس پر کوئی نکیر نہیں کی (۴) اس حدیث شریف سے آپ ﷺ کا حلم و بردباری کے عظیم مقام پر فائز ہونا اور نہایت اعلیٰ و ارفع اخلاق کے ساتھ متصف ہونا معلوم ہو رہا ہے (۵) علم حاصل کرنے والے کے لئے سفر کر کے جانے کا جواز و ثبوت بھی یہ حدیث پیش کر رہی ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۸۶)

۱۔ عیسیٰ بن حماد :- یہ عیسیٰ بن حماد بن مسلم التجیبیؒ ابو موسیٰ

المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۰)۔

۲۔ اللّیث:۔ یہ اللّیث بن سعد الإمام أبو الحارث المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۳۔ سعید المَقْبُرِيّ:۔ یہ سعید بن أبي سعيد كيسان المقبريّ أبو سعيد المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵۱)۔

۴۔ شریک بن عبد اللہ:۔ یہ شریک بن عبد اللہ بن أبي نمر القرشيّ أبو عبد اللہ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۰)۔

۵۔ أنس بن مالک:۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص کثیر الروایہ مشہور صحابی حضرت أنس بن مالک بن النضر الأنصاريّ أبو حمزة الخزرجيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۴ اور ۱۹)۔

۶۔ دخل رجل:۔ اس میں رجل سے مراد حضرت ضمام بن ثعلبة السعديّ ہیں جو بنو سعد بن بکر کی طرف سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ان کے بارے میں حضرت عمر بن خطابؓ کا قول ہے کہ میں نے حضرت ضمام بن ثعلبہ سے زیادہ اچھے اور مختصر انداز میں سوال و دریافت کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اور ان کی آمد و دریا فنگی کے بارے میں اگرچہ کئی اقوال ہیں مگر رائج قول یہ ہے کہ یہ ۹ھ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

۷۔ یا ابن عبد المطلب:۔ اس میں ابن عبد المطلب سے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب رسول اللہ ﷺ مراد ہیں۔ اور اس شخص نے بجائے یا ابن عبد اللہ کہنے کے یا ابن عبد المطلب دادا کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس وجہ سے کہا تھا کیونکہ آپ ﷺ کے والد کی تو

آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے ہی وفات ہو چکی تھی اور عبدالمطلب عربوں میں بہت معروف و مشہور شخصیت تھے۔

الحديث/ ٤٨٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا سَلَمَةُ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ نُوَيْعٍ عَنْ كَرِيبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (بَعَثْتُ بَنُو سَعْدِ بْنِ بَكْرِ ضِمَامَ بْنَ ثَعْلَبَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَدِمَ عَلَيْهِ، فَأَنَاحَ بَعِيرَهُ، عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، قَالَ فَقَالَ: أَيُّكُمْ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ٤٨٧ :- فرمایا امام البوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عمرو نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سلمہ نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا محمد بن اسحاق نے انہوں نے کہا مجھ سے سلمہ بن کھیل اور محمد بن ولید بن نویف نے بیان کیا (ان دونوں نے) گریب سے روایت کیا گریب نے حضرت ابن عباسؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ بنو سعد بن بکر نے (اپنا نمائندہ بنا کر حضرت) ضمام بن ثعلبہؓ کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا (ابن حجر، ابن اسحاق اور ابو عبیدہ نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۹ھ کا ہے لیکن واقدی نے کہا ہے کہ یہ ۵ھ کا واقعہ ہے۔ بہر حال حضرت ضمام بن ثعلبہ اپنی قوم بنو سعد بن بکر کے نمائندے بن کر) آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازہ کے پاس بٹھایا (دیکھئے اس روایت سے پچھلی روایت میں جو اونٹ مسجد

میں بٹھانے والی بات مذکور ہے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ مسجد میں بٹھانے سے مسجد کے باہر دروازہ کے پاس بٹھانا اور باندھنا مراد ہے۔ بہر حال (پھر) یعنی اونٹ کو بٹھانے کے بعد انہوں نے اس کو باندھا اور اس کے بعد مسجد میں داخل ہوئے۔ اور آگے ذکر کیا انہوں نے ان کی حدیث کی مانند (اس کا ایک مطلب تو یہ ہو سکتا ہے کہ اس سے آگے حضرت ابن عباسؓ نے حضرت انسؓ کی حدیث کے جیسی حدیث بیان کی۔ اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام ابوداؤدؒ ان الفاظ سے یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ آگے میرے شیخ محمد بن عمرو نے میرے دوسرے شیخ حماد بن عیسیٰ جیسی حدیث نمبر (۴۸۶) جیسی حدیث نقل و بیان کی۔ بہر حال حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ اس شخص نے (یعنی ضمام بن ثعلبہؓ نے مسجد میں داخل ہو کر اور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کے پاس پہنچ کر دریافت کرتے ہوئے) کہا کہ عبدالمطلب کے بیٹے تم میں سے کون صاحب ہیں؟ (آپ ﷺ نے اس کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا: میں ہوں ابن عبدالمطلب۔ (یہ سن کر حضرت ضمام بن ثعلبہؓ نے اپنے مقصد آمد کی شروعات کرتے ہوئے) کہا اے ابن عبدالمطلب (الی آخرہ)۔ اور آگے انہوں نے بیان کیا (پوری) حدیث (اور پورے واقعے) کو۔ (واضح رہے کہ اس کے بھی دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) امام ابوداؤدؒ کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ آگے میرے شیخ محمد بن عمرو نے پوری حدیث اور پورا تفصیلی واقعہ بیان کیا (۲) اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ آگے حضرت ابن عباسؓ نے پوری تفصیلی حدیث بیان و نقل کی)۔

نوٹ :- واضح رہے کہ حضرت انسؓ کی سابقہ حدیث نمبر (۴۸۶) کے بعد حضرت ابن عباسؓ کی یہ حدیث یعنی حدیث نمبر (۴۸۷) کو لا کر مصنفؒ نے دونوں حدیثوں کے درمیان کے اختلاف کو بیان کرنا چاہا ہے نیز پہلی حدیث کی وضاحت بھی کرنی مقصود ہے کیونکہ پہلی یعنی حضرت انسؓ کی حدیث میں سائل کا نام موجود نہ تھا اور اس میں موجود ہے اسی طرح پہلی حدیث میں بظاہر اونٹ کو مسجد میں بٹھانے والی بات مذکور تھی اور اس میں یہ وضاحت ہے کہ اُس سائل نے اپنا اونٹ مسجد میں

نہیں بلکہ مسجد کے پاس دروازہ پر بٹھایا اور باندھا تھا۔

اور اگر اس حدیث کو پڑھ کر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ واقعہ تو ایک ہی ہے لیکن حضرت انسؓ نے یہ بیان کیا کہ اس شخص نے اپنے سوال میں ایکم محمد ﷺ کہا تھا اور حضرت ابن عباسؓ نے یہ بیان کیا کہ اُس شخص نے اپنا سوال ایکم ابن عبدالمطلب کے الفاظ میں کیا تھا۔ نیز حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ اس کا جواب صحابہؓ نے ہذا الأبیض المتکئی کے الفاظ میں دیا تھا جبکہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ اس کا جواب خود آپ ﷺ نے دیا اور انا ابن عبدالمطلب کے الفاظ میں دیا تو ان دونوں احادیث میں یہ معارضہ اور منافات کیوں ہے؟ تو سنئے پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ کوئی معارضہ و منافات نہیں ہے کیونکہ اصل میں حضرت ضمام بن ثعلبہؓ کا پورا سوال ایکم محمد ابن عبدالمطلب تھا اب بیان کرتے وقت حضرت انسؓ نے صرف ایکم محمد کے الفاظ ذکر کر دئے اور حضرت ابن عباسؓ نے ایکم ابن عبدالمطلب کے الفاظ ذکر کر دئے کیونکہ مطلب و مقصود دونوں طرح بیان و واضح ہو رہا تھا۔ اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی کوئی معارضہ و منافات کی بات نہیں ہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ پہلے تو اس کا جواب صحابہؓ ان الفاظ میں دے چکے ہوں ہذا الأبیض المتکئی۔ اور پھر صحابہؓ کے جواب کے بعد آپ ﷺ نے بھی انا ابن عبدالمطلب کے الفاظ میں جواب دیا ہو اور بیان کرتے وقت حضرت انسؓ نے صرف صحابہؓ کا جواب ذکر کر دیا ہو اور حضرت ابن عباسؓ نے صرف آپ ﷺ کے جواب کو ذکر کر دیا ہو اور دونوں جوابوں کو ذکر کرنے کی ضرورت کسی نے بھی نہ محسوس کی ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

تعارف رجال حدیث (۴۸۷)

۱۔ محمد بن عمرو :- یہ محمد بن عمرو بن بکر أبو غسان الرازی ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۳)۔

۲۔ سلمة:- یہ سلمة بن الفضل الأبرش الأنصاري الرازي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۳)۔

۳۔ محمد بن إسحاق :- یہ محمد بن إسحاق بن یسار إمام المغازی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۴۔ سلمة بن کھیل :- یہ سلمة بن کھیل بن خُصین الحضرمي أبو يحيى الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۲)۔

۵۔ محمد بن الوليد :- یہ محمد بن الوليد بن نُوَيْفَع الأسدي مولی الزبير بن العوام ہیں۔ انہوں نے صرف کُریب مولی ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف امام مغازی محمد بن اسحاق نے۔ ابن حبان نے ان کو ثقافت میں ذکر کیا ہے اور دارقطنی نے ان کو معتبر راوی کہا ہے اور ذہبی کا کہنا ہے کہ ان سے ابن اسحاق کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ حافظؒ نے ان کو مولی آل الزبیر لکھا ہے، مقبول راوی بتایا ہے اور چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ کُریب :- یہ کُریب بن ابي مسلم مولی ابن عباسؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۴۵)۔

۷۔ ابن عباسؓ :- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن عباسؓ بن عبد المطلب القرشي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث/ ۸۸ ۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِّنْ مُّزَيْنَةَ وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ ((الْيَهُودُ اتُّوا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ

فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنِيَا مِنْهُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۸ ۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن تکی بن فارس نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالرزاق نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معمر نے انہوں نے روایت کیا زہری سے (زہری نے کہا کہ) ہم سے بیان کیا قبیلہ مزینہ کے ایک شخص نے اس وقت جبکہ ہم سعید بن مسیب کے پاس (بیٹھے ہوئے تھے اور اس شخص نے روایت کیا حضرت) ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (کہ ایک مرتبہ) یہودنی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت جبکہ آپ ﷺ اپنے صحابہؓ (کی جماعت کے) درمیان مسجد (نبوی ﷺ) میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور (آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر ان یہودیوں نے) عرض کیا اے ابوالقاسم (ﷺ) اور اس کے بعد انہوں نے گفتگو کی اور مسئلہ پوچھا (اُس مرد اور عورت کے بارے میں جو انہی (یعنی یہود ہی) میں سے تھے اور انہوں نے زنا کیا تھا) (واضح رہے کہ اس حدیث و واقعہ کو مصنفؒ مفصلاً کتاب الحدود میں لائے ہیں۔ بہر حال یہاں پر تو مصنفؒ نے اتنا گلہ کر کر کے اس مسئلہ پر استشہاد کیا ہے کہ جیسے کچھلی دونوں حدیثوں سے مشرک و کافر کے مسجد میں دخول کا جواز ثابت ہوتا ہے ویسے ہی اس حدیث نمبر (۴۸۸) سے یہود اہل کتاب کا مسجد میں داخل ہونا جائز ثابت ہو رہا ہے)۔

تعارف رجال حدیث (۴۸۸)

- ۱۔ محمد بن یحییٰ :- یہ محمد بن یحییٰ بن فارس الذہلی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۱)۔
- ۲۔ عبدالرزاق :- یہ عبدالرزاق بن ہمام الحمیری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔
- ۳۔ معمر :- یہ معمر بن راشد الأزدي أبو عروۃ البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔
- ۴۔ الزہری :- یہ محمد بن مسلم (ابن شہاب) الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۵۔ رجل من مزينة:۔ اس رجل کے بارے میں تمام ہی شرح حضرات نے مجہول ہونے کی بات کہی ہے۔

۶۔ نحن:۔ اس سے زہری اور ان کے اصحاب مراد ہیں یعنی جب اس مزینہ قبیلہ کے ایک شخص نے حدیث بیان کی اُس وقت زہری اور ان کے ساتھی سعید بن مسیب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

۷۔ سعید بن المسیب:۔ یہ مشہور امام سعید بن المسیب بن حزن بن أبي وهب القرشي المخزومي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۸۔ أبو هريرة:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۸ اور ۲۵)۔

(۲۴) بَابُ فِي مَوَاضِعِ الَّتِي لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ

یہ باب ہے ان جگہوں کے بارے میں جن میں نماز (پڑھنا) جائز نہیں ہے (۲۴)

الحديث ۴۸۹ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا)).

ترجمہ حدیث نمبر ۴۸۹:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن

ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا جریر نے انہوں نے روایت کیا اعمش سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے عبید بن عمیر سے انہوں نے حضرت ابوذرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے لئے ساری زمین کو (پانی نہ ہونے کی حالت میں) پاک (اور پاک

کرنے والی) قرار دیا گیا ہے نیز (ساری زمین کو) مسجد (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ بھی) قرار دیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی مطابقت بظاہر باب سے نظر نہیں آرہی ہے اس لئے یہ کہا جائے گا کہ یہاں پر باب کے عنوان میں وما تجوز فیہا الصلاة کے مزید الفاظ بھی محذوف و منوی ہیں تاکہ اس حدیث کی باب سے مطابقت ہو جائے۔

اور اس حدیث شریف میں یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ اس میں واو عطف مع اپنے معطوف کے محذوف ہے یعنی جعلت لی کے بعد و لامتی محذوف ہے۔ بہر کیف اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ضرورت کے وقت تیمم کا جواز اور کسی بھی پاک جگہ پر نماز پڑھنے کی اجازت صرف اسی امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت ہے سابقہ امتوں کے لئے نہ تو تیمم جائز تھا اور نہ ہی معابد و کنائس کے علاوہ کسی دیگر جگہ پر نماز پڑھنے کی اجازت تھی۔

تعارف رجال حدیث (۴۸۹)

- ۱۔ عثمان بن ابی شیبہ:۔ یہ عثمان بن ابی شیبہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔
- ۲۔ جریر:۔ واضح رہے کہ صاحب بذل نے تو لکھا ہے کہ یہ جریر بن حازم ہیں۔ لیکن صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ جریر بن عبد الحمید الضبی الکوفی ہیں۔ صحیح صاحب المنہل کی بات لگتی ہے کیونکہ جریر بن حازم کی ۱۷۱ھ میں وفات ہوئی ہے اور اخیر عمر میں اختلاط کا شکار بھی ہو گئے تھے اور اُس زمانہ میں یہ نہ حدیث بیان کرتے تھے اور نہ ان سے لوگ احادیث لیتے تھے اور عثمان بن ابی شیبہ ۱۵۶ھ میں پیدا ہوئے ہیں تو اگر جریر بن حازم کے اختلاط کا زمانہ پانچ سات سال کا بھی مانیں یا ہو تو گویا عثمان بن ابی شیبہ نے ان سے صرف چھ یا سات سال کی عمر میں یہ

حدیث لی ہوگی جو سمجھ میں نہیں آتا اس لئے تقریباً یہ بات متعین ہو جاتی ہے کہ یہ جریر بن عبد الحمید ہیں۔ بہر حال جریر بن عبد الحمید کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۲۱) اور جریر بن حازم کے لئے حدیث نمبر (۱۳)۔

۳۔ الأعمش:۔ یہ سلیمان بن مهران الأسديّ الکاهليّ أبو محمد الکوفيّ الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔ مجاهد:۔ یہ مجاهد بن جبر المخزوميّ الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۳)۔

۵۔ عبید بن عمیر:۔ یہ عبید بن عمیر بن قتادة بن سعيد الليثي ثم الجندعيّ أبو عاصم المكيّ ہیں۔ امام مسلم کا کہنا ہے کہ یہ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ باقی حضرات نے ان کو کبار تابعین میں شمار کیا ہے۔ عجل نے ان کو ثقہ کی تابعی لکھا ہے۔ صاحب بذل نے ان کی وفات بالتعین ۶۸ھ میں نقل کی ہے جبکہ صاحب المنہل نے ۶۲ھ یا ۶۸ھ میں وفات بتائی ہے۔

۶۔ أبو ذر:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت جندب بن جنادة أبو ذر الغفاري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۲)۔

الحديث / ۹۰ ۴ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ لَهْيَعَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَزْهَرَ عَنْ عَمَارِ بْنِ سَعْدِ الْمُرَادِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْغِفَارِيِّ، ((أَنَّ عَلِيًّا مَرَّ بِبَابِلَ وَهُوَ يَسِيرُ، فَجَاءَهُ الْمُؤَدِّنُ يُؤَدِّنُهُ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ، فَلَمَّا بَرَزَ مِنْهَا أَمَرَ الْمُؤَدِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: إِنَّ جَبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهَانِي أَنْ أَصَلِّيَ فِي الْمَقْبَرَةِ، وَنَهَانِي أَنْ أَصَلِّيَ فِي أَرْضِ بَابِلَ فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۹۰ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن داؤد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وہب نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا ابن لہیعہ اور تکی بن ازہر نے (ان دونوں نے روایت کیا) عمار بن سعد مرادی سے انہوں نے ابوصالح غفاری نے یہ کہ (ایک مرتبہ) حضرت علیؓ (عراق کی ایک قدیم بستی) بابل سے گزرے اور (یہ اُس سفر کا واقعہ ہے جس میں آپؐ غالباً بصرہ کو) جارہے تھے تو مؤذن آپؐ کے پاس آیا تاکہ عصر کی نماز (کے وقت) کی اطلاع دے دے (اور آپؐ کی اجازت لے کر عصر کی اذان پڑھ دے تو حضرت علیؓ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا۔ یا بقول بعض شراح کے اس ارضِ بابل سے نکل جانے اور پار ہو جانے تک ٹھہرنے اور انتظار کرنے کا حکم دیا) چنانچہ جب اُس (ارضِ بابل کی حدود) سے پار نکل گئے تو مؤذن کو حکم دیا پس اُس نے نماز کو قائم کیا (یعنی اگر پہلے اذان ہو چکی تھی تو تکبیر کہی اور اگر اذان نہیں ہوئی تھی تو پہلے اذان پڑھی اور پھر تکبیر کہی)۔ پھر جب (حضرت علیؓ) نماز سے فارغ ہو چکے تو (اُس ارضِ بابل کے حدود میں نماز نہ پڑھنے اور اُس سے پار ہو کر نماز پڑھنے کی علت وجہ بتاتے ہوئے لوگوں سے) فرمایا کہ میرے حبیب (نبی کریم ﷺ نے) مجھے منع کیا ہے قبرستان میں نماز پڑھنے سے نیز اس بات سے بھی منع کیا ہے کہ میں ارضِ بابل (کی حدود) میں نماز پڑھوں کیونکہ وہ ملعون ہے (یعنی ارضِ بابل کے رہنے والوں پر اللہ کی طرف سے لعنت کی گئی ہے چنانچہ اس کے باشندوں کو زمین میں دھنسیا گیا تھا اور نمرود بن کنعان کو بھی اسی میں دھنسیا گیا تھا)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف میں کئی باتیں سمجھنے کی ہیں مثلاً لفظِ بابل تو یہ سریانی لفظ ہے اور علمیت و عجمیت کی وجہ سے اس کو غیر منصرف پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ عراق کی ایک بہت قدیم بستی ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آزمائش کے لئے ہاروت و ماروت دو فرشتوں کو اتارا تھا۔ منقول

ہے کہ اس بستی کو سب سے پہلے نوح علیہ السلام نے آباد کیا تھا یعنی طوفان کے بعد۔

اس حدیث شریف سے قبرستان میں نماز پڑھنے کی ممانعت معلوم ہو رہی ہے۔ لیکن ائمہ فقہ کے درمیان اس سلسلہ میں اختلاف ہے چنانچہ امام شافعیؒ کے یہاں یہ تفصیل ہے کہ اگر قبرستان منبوش ہو تو نجاست کی وجہ سے اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اگر غیر منبوش ہو تو مع الکراہت جائز ہے اور اگر مشکوک ہو یعنی نہ منبوش ہونے کا یقین ہو اور نہ غیر منبوش ہونے کا تو بھی صحیح قول جواز مع الکراہت ہی کا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ مطلقاً منبوش و غیر منبوش بہر شکل قبرستان میں نماز پڑھنے کو مکروہ کہتے ہیں اور امام مالکؒ بغیر کسی کراہت کے قبرستان میں نماز پڑھنے کو جائز کہتے ہیں۔

اور اس حدیث شریف میں جو ارضِ بابل میں نماز پڑھنے کی ممانعت مذکور ہے خطابؓ کا کہنا ہے کہ مجھے کسی بھی عالم کا یہ قول نہیں ملا کہ اس نے ارضِ بابل میں نماز پڑھنے کو حرام و ممنوع کہا ہو۔ اب سوال اٹھے گا کہ پھر حدیث اور اقوالِ علماء میں یہ تضاد کیسا اور کیوں ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے خطابؓ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند میں کلام ہے اور یہ حدیث اُس صحیح حدیث کے مخالف و معارض ہے جس سے کل روئے ارض میں نماز پڑھنا درست معلوم ہوتا ہے یعنی جعلت لی الارض مسجداً و طهوراً کے الفاظ والی حدیث کے اس لئے یا تو یہ کہہ لیا جائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف کے مقابلہ صحیح کو ترجیح ہوئی ہے اور اقوالِ علماء اُس صحیح حدیث کے موافق و مطابق ہیں لہذا اقوالِ علماء اور حدیث کے درمیان تضاد و تعارض کا اشکال آپ کو نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ کچھ حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ اس حدیث میں ارضِ بابل میں نماز کی ممانعت سے مراد وہاں سکونت اختیار کرنے اور اس کو وطن بنانے کی ممانعت ہے اور اسی کو نماز کی ممانعت سے تعبیر کر دیا گیا ہے کیونکہ جب آدمی کہیں سکونت اختیار کرتا اور رہتا ہے تو ظاہر ہے وہاں نمازیں بھی پڑھتا ہے۔ اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث اصل میں خاص ہے حضرت علیؓ کے لئے چنانچہ اندازِ بیان یعنی لفظ نہانی بھی اسی کی

تائید کر رہا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

تعارف رجال حدیث (۴۹۰)

۱۔ سلیمان بن داؤد:۔ یہ سلیمان بن داؤد العتکی أبو الربیع الزهرانی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹)۔

۲۔ ابن وہب:۔ یہ عبد اللہ بن وہب بن مسلم القرشی الفہری أبو محمد المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ ابن لہیعۃ:۔ یہ عبد اللہ بن لہیعۃ بن عقبۃ الحضرمی أبو عبد الرحمن المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۸)۔

۴۔ یحییٰ بن أذھر:۔ یہ یحییٰ بن أذھر المصری مولیٰ قریش ہیں۔ ذہبی نے ان کو ثقہ کہا ہے، ابن بکیر نے ان کی بہت تعریف کی ہے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دے کر سن وفات ۱۶۱ھ بتایا ہے۔

۵۔ عمار بن سعد:۔ یہ عمار بن سعد المرادی السلہمی المصری ہیں ابن یونس نے ان کو ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دے کر ۱۴۸ھ میں وفات بتائی ہے۔

۶۔ أبو صالح الغفاری:۔ یہ سعید بن عبد الرحمن بن ملیک المصری أبو صالح الغفاری ہیں۔ ابن یونس نے ان کی حضرت علیؑ سے روایت کو مرسل کہا ہے کیونکہ ان کا سماع حضرت علیؑ سے نہیں ہے، عجل نے مصری ثقہ تابعی کہا ہے اور ابن حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔ علیؑ: آپؐ دامادِ رسولِ ﷺ، مسلمانوں کے خلیفہ رابع حضرت علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

الحديث / ۹۱ ۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَزْهَرَ وَابْنُ لَهْيَعَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْنَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ، قَالَ ((فَلَمَّا خَرَجَ)) مَكَانَ ((فَلَمَّا بَرَزَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۱ ۴ :- فرمایا امام الوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابن وہب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی تھی بن ازہر اور ابن لہیعہ نے (ان دونوں نے روایت کیا) حجاج بن شداد سے انہوں نے ابوصالح غفاری سے انہوں نے حضرت علیؑ سے (اور اسی سند کے ساتھ آگے ہمارے شیخ احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا) سلیمان بن داؤد (کی حدیث) کے مضمون کو (بس اتنا سا فرق ہے کہ احمد بن صالح نے) فَلَمَّا بَرَزَ کی جگہ فَلَمَّا خَرَجَ بیان کیا ہے۔

نوٹ :- امام الوداؤدؒ نے اس حدیث نمبر (۴۹۱) کو لا کر یہ بتانا چاہا ہے کہ یہ حدیث ہمیں دو سندوں اور دو شیخ سے پہونچی ہے (۱) سلیمان بن داؤد کے ذریعہ اور ان کی سند میں تھی بن ازہر اور ابن لہیعہ نے عن عمار بن سعد عن أبي صالح الغفاري کے طریق سے حدیث منقول ہے (۲) دوسرے یہ حدیث ہم کو ہمارے شیخ أحمد بن صالح سے پہونچی ہے اور ان کی سند میں تھی بن ازہر اور ابن لہیعہ دونوں نے عن الحجاج بن شداد عن أبي صالح الغفاري کے طریق سے روایت کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ سند میں اگرچہ اختلاف ہے مگر معنی و مضمون میں ہمارے دونوں شیخ سلیمان اور احمد کی روایت متفق و متحد ہے۔ اور ایک بات اس حدیث شریف کو لا کر مصنفؒ نے یہ بھی واضح کی

ہے کہ اگرچہ معنی و مضمون کے اعتبار سے ہمارے دونوں شیخ کی روایت متحد و متفق ہے مگر الفاظ میں ذرا سا فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ شیخ سلیمان نے اپنی روایت میں جہاں ”فلماً برز“ کے الفاظ بیان کئے ہیں وہاں شیخ احمد نے ”فلماً خرج“ کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ فرق عمار بن سعد اور الحجاج بن شداد کے درمیان ہو یعنی جہاں عمار بن سعد نے فلماً برز کہا ہے وہاں حجاج بن شداد نے فلماً خرج کہا ہے یعنی ”قال فلماً خرج مکان فلما برز“ میں قال کی ضمیر فاعل کو بجائے شیخ احمد کی طرف راجع کرنے کے حجاج بن شداد کو اس کا مرجع قرار دیا جائے۔

تعارف رجال حدیث (۴۹۱)

۱۔ أحمد بن صالح :- یہ أحمد بن صالح أبو جعفر المصري المعروف بابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۲۔ ابن وهب :- یہ عبد اللہ بن وهب بن مسلم القرشي الفهري أبو محمد المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ يحيى بن أذهر :- یہ يحيى بن أذهر المصري مولی قریش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۰)۔

۴۔ ابن لهيعة :- یہ عبد اللہ بن لهيعة بن عقبة الحضرمي أبو عبد الرحمن المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۸)۔

۵۔ الحجاج بن شداد :- یہ الحجاج بن شداد الصنعاني نزیل مصر ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقافت میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے إنه من صنعاء الشام۔ ابن قطان نے مجہول الحال کہا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔ أبو صالح الغفاريّ: - یہ سعید بن عبدالرحمن بن ملیک المصريّ

أبو صالح الغفاريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۰)۔

۷۔ عليّ: - آپ دامادِ رسول ﷺ، مسلمانوں کے خلیفہ رابع حضرت علي بن أبي طالبؓ

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

الحديث / ۹۲ ۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ح.

وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ،
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ فِيمَا يَحْسِبُ عَمْرُو أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْحَمَامُ وَالْمَقْبَرَةُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۲ ۴: - فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن

اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد نے۔ تحویل سند۔ (دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالواحد نے انہوں نے روایت کیا (یعنی عبدالواحد اور حماد دونوں نے) عمرو بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے والد (تکلی) سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور کہا موسیٰ نے اپنی حدیث میں عمرو کے خیال و گمان کے مطابق ہے یہ بات کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (امام ابوداؤد دیکھنا یہ چاہر ہے ہیں کہ ہمارے شیخ مسدّد نے تو اس حدیث کو عن عبدالواحد عن عمرو الخ کے طریق سے بالجزم والیقین مرفوع بیان کیا ہے لیکن ہمارے دوسرے شیخ موسیٰ نے اس حدیث کو عن حماد عن عمرو الخ کے طریق سے غیر متیقن اور مشکوک انداز میں مرفوع بیان کیا ہے چنانچہ فیما یحسب عمرو کے الفاظ اسی بات کو اور اسی مشکوک و مظنون رفع حدیث کو بتا رہے ہیں۔ بہر حال

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ (ساری) (کی ساری روئے) زمین نماز پڑھنے کی جگہ ہے سوائے حمام و مقبرہ کے۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے حمام (غسل خانہ) اور مقبرہ میں نماز پڑھنے کی ممانعت معلوم ہو رہی ہے۔ مقبرہ اور قبرستان میں نماز پڑھنے کے مسئلہ کی تفصیل تو پچھلی حدیث کے تحت بیان ہو چکی ہے اور حمام میں نماز پڑھنے کا مسئلہ بھی مختلف فیہ اور تفصیلی ہی ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ان دونوں مسئلوں کے لئے مطوّلات ہی کو دیکھ لیا جائے۔

تعارف رجال حدیث (۴۹۲)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حمّاد :- یہ حمّاد بن سلّمة بن دینار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ مسدد :- یہ مسدد بن مسرہد الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۴۔ عبد الواحد :- یہ عبد الواحد بن زیاد أبو بشر أو أبو عبيدة العبدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲) اور (۱۸۵)۔

۵۔ عمرو بن یحییٰ :- یہ عمرو بن یحییٰ بن عُمارة بن أبي الحسن الأنصاري المديني المازني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰)۔

۶۔ عن أبيه :- اس میں ابّ سے حضرت عمرو کے والد مراد ہیں یعنی یحییٰ بن عُمارة بن أبي الحسن الأنصاري المديني المازني اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۷۔ أبو سعيد :- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت سعد بن مالک بن سنان بن

عبید الأنصاری الخدری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۱)۔

۸۔ موسیٰ بن اسماعیل:۔ یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۹۔ عمرو بن یحییٰ:۔ یہ عمرو بن یحییٰ بن عمارۃ بن أبی الحسن الأنصاری المذنّی المازنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰)۔

(۲۵) بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْبَابِ

اونٹوں کے (پانی پیکر آنے کے بعد) بیٹھنے کی جگہ (اور رات کو رہنے کی جگہ یعنی باڑوں میں) نماز پڑھنے کی نہی و ممانعت کا بیان (۲۵)

الحديث/ ۹۳ ۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: ((سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْبَابِ، فَقَالَ: لَا تُصَلُّوا فِي مَبَارِكِ الْبَابِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ، وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: صَلُّوا فِيهَا فَإِنَّهَا بَرَكَةٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۳ ۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو معاویہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اعمش نے انہوں نے روایت کیا عبد اللہ بن عبد اللہ رازی سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت براء بن عازبؓ سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ سے مبارک اہل

(اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور باڑوں) میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہ نماز پڑھو تم مبارک اہل (اونٹوں کے باڑوں اور بیٹھنے کی جگہوں) میں کیونکہ وہ (یعنی اونٹ) شیاطین سے ہیں (واضح رہے کہ اونٹوں کے شیاطین میں سے ہونے کے بہت سے مطالب لوگوں نے بیان کئے ہیں (۱) ان کے باڑوں میں شیاطین رہتے ہیں (۲) ان کو شیاطین و جنات سے پیدا کیا گیا ہے (۳) جب یہ بدکتے ہیں تو گویا شیاطین ہو جاتے ہیں اور انہی کے جیسے اعمال و حرکات کرتے ہیں۔ بہر حال اونٹوں سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی اٹھے یا چلے یا لات مارے اور نمازی کو تکلیف و صدمہ پہنچے اور اس کی نماز ٹوٹ جائے اس لئے نبی کریم ﷺ نے مبارک اہل میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے) اور نبی کریم ﷺ سے بکریوں کے رہنے کی جگہ (مندے اور باڑے میں) نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں (یعنی مراہضِ غنم میں) نماز پڑھو کیونکہ وہ برکت (کی جگہ) ہیں۔

نوٹ :- واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں جو مبارک اہل سے متعلق نہیں

یعنی صیغہ نہی لا تصلوا مذکور ہے اس کو کچھ حضرات مثلاً امام احمد اور ابن حزم نے تو ظاہر پر محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ نہی تحریم کے لئے ہے اور کسی بھی حال میں مبارک اہل میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کوئی پڑھ لے گا تو اس کو عادیۃً صلاۃ کرنا ضروری ہوگا۔ اور جمہور نے اس کو کراہت پر محمول کیا ہے یعنی اگر مقام و جگہ پاک ہو تو مبارک اہل میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور مراہضِ غنم میں نماز پڑھنے کے سلسلہ میں جو امر یعنی صیغہ امر صَلُّوا اس حدیث شریف میں مذکور ہے یہ وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ بالاتفاق جواز و اباحت کے لئے ہے یعنی مراہضِ غنم میں نماز پڑھنا واجب کسی کے نزدیک نہیں ہے ہاں جائز ضرور ہے اور اس حدیث شریف میں صَلُّوا امر جوازی ہے نہ کہ وجوبی۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۹۳)

۱۔ عثمان بن ابی شیبہ:- یہ عثمان بن ابی شیبہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۲۔ أبو مُعَاوِیَہ:- یہ محمد بن حازم أبو مُعَاوِیَہ الضریر ہیں۔ دیکھیں حدیث (۷)۔

۳۔ الأعمش:- یہ سلیمان بن مهران الأسدی الکاهلی أبو محمد الکوفی الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔ عبد اللہ:- یہ عبد اللہ بن عبد اللہ الرازی أبو جعفر القاضی مولی بنی ہاشم ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۴)۔

۵۔ عبد الرحمن:- یہ عبد الرحمن بن ابی لیلی بن بلبل بن أحيحة بن الجلاح الأنصاری أبو عیسیٰ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۶۔ البراء بن عازب:- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت براء بن عازب الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۱۸۴)۔

(۲۶) بَابُ مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ نابالغ بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم کب دیا جائے (یعنی نابالغ بچوں کو کس عمر سے نماز پڑھوائی جائے اور نماز پڑھنے کو کہا اور حکم دیا جائے اس باب میں اس سے متعلق احادیث بیان ہوں گی) (۲۶)

الحديث/ ۴۹۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى - يَعْنِي ابْنَ الطَّبَّاعِ -

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

جَدِّهِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ، وَإِذَا بَلَغَ عَشَرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۹۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ - یعنی ابن طباع - نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابراہیم بن سعد نے انہوں نے روایت کیا عبد الملک بن ربیع بن سبرہ سے انہوں نے اپنے والد (ربیع) سے انہوں نے ان کے دادا (حضرت سبرہ بن معبد) سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ حکم کرو بچوں کو نماز پڑھنے کا جب وہ سات برس کے ہو جائیں اور جب دس سال کے ہو جائیں تو مارو تم ان کو اُس پر (یعنی اگر نماز نہ پڑھیں اور ترک کر دیں تو مار کر نماز پڑھواؤ۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بچوں کے اولیا ماں باپ کے لئے واجب و ضروری ہے کہ جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دیں اور اسی عمر سے نمازیں پڑھوائیں تاکہ ان کو عادت ہو جائے اور مکلف و بالغ ہونے پر انہیں کوئی دشواری نہ ہو۔ نیز جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو چونکہ اب بلوغ کا زمانہ قریب ہو گیا لہذا اُن پر سختی کی جائے اور اگر ضرورت پڑے تو مار مار کر بھی نماز پڑھوائی جائے۔

تعارف رجال حدیث (۴۹۴)

۱۔ محمد بن عیسیٰ :- یہ محمد بن عیسیٰ بن نجیح، أبو جعفر ابن الطباع البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۲۔ ابراہیم بن سعد :- یہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن

عوف الزهری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸)۔

۳۔ عبد الملک بن الربیع :- یہ عبد الملک بن الربیع بن سبرة بن معبد الجهنی ہیں۔ عجل نے ان کی توثیق کی ہے، ابن معین نے ان کو ضعیف کہا ہے، ذہبی نے المیزان میں لکھا ہے عبد الملک بن الربیع بن سبرة عن أبيه صدوق إن شاء الله۔ اور حافظ نے اقرب میں صرف وثقه العجلی لکھا ہے اور ان کو ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ عن أبيه :- اس میں اب سے مراد ہیں عبد الملک کے والد یعنی الربیع بن سبرة بن معبد الجهنی المدني۔ عجل نے ان کو حجازی ثقہ تابعی لکھا ہے، نسائی نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ عن جدّه :- اس میں جد سے عبد الملک کے دادا مراد ہیں یعنی حضرت سبرة بن معبد (و یقال سبرة بن عوسجة) بن حرملة بن سبرة بن خديج الجهنی أبو ثریة ان کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے انیس (۱۹) حدیثیں روایت کی ہیں جس میں سے ایک کو امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں لیا ہے۔ ان سے صرف ان کے بیٹے ربیع نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ غزوہ خندق میں شریک تھے اور یہ ان کا سب سے پہلا غزوہ تھا۔ ان کی وفات حضرت معاویہ کے دور خلافت میں ہوئی ہے۔ واضح رہے کہ ابن حبان نے سبرة بن معبد اور سبرة بن عوسجة دو الگ الگ اشخاص بتائے ہیں یعنی سبرة بن معبد تو یہی مذکورہ بالا ہیں لیکن سبرة بن عوسجة ان کے علاوہ دیگر شخص ہیں۔

الحديث / ۹۵ ۴ - حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ - يَعْنِي الْيَشْكُرِيَّ -

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ سَوَّارِ أَبِي حَمْزَةَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ سَوَّارُ بْنُ دَاوُدَ
أَبُو حَمْزَةَ الْمُزْنِيُّ الصَّرْفِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ
عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۴۹۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مؤمل بن
ہشام نے۔ یعنی مؤمل بن ہشام یشکری نے۔ انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اسماعیل نے انہوں نے
روایت کیا سوار ابو حمزہ سے۔ فرمایا امام ابوداؤد نے اور یہ (یعنی سوار) سوار بن داؤد ابو حمزہ مزنوی صیرفی
ہیں۔ انہوں نے روایت کیا عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے والد (شعیب) سے انہوں نے اپنے
دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص) سے (یہ کہ انہوں نے یعنی ان کے دادا عبداللہ بن عمرو نے) بیان کیا
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) حکم دواپنی اولاد (یعنی لڑکے اور لڑکیوں دونوں) کو جب وہ سات
سال کے ہوں، اور ماروان کو اُس پر (یعنی نماز کے ترک کرنے اور چھوڑنے کی بناء پر) جب وہ دس
سال کے ہوں اور تفریق کردوان کے درمیان ان کی خواب گاہوں میں (یعنی جب وہ دس سال کے ہو
جائیں تو ان کو الگ الگ اور جدا جدا سلاؤ تاکہ وہ کسی غیر شرعی اور ناجائز حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں
کیونکہ دس سال کی عمر کے بعد شہوت و خواہش کا امکان ہو جاتا ہے۔

نوٹ :- واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں جو دس سال کی عمر میں بستر الگ الگ
کرنے والی بات مذکور ہے اس کے بارے میں زیادہ تر حضرات نے تو بھائی اور بہن کے بستر الگ
الگ کرنے کو مراد لیا ہے۔ لیکن ابنِ رسلان نے اور صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب ہے
بھائیوں کے بستر الگ الگ اور جدا جدا کرنا اور جب بھائیوں کے بستر الگ الگ اور جدا جدا کرنے کا

حکم دیا گیا ہے تو بھائی و بہن کے بستر الگ الگ کر دینے کا حکم تو اس میں بطریقِ اولیٰ موجود ہے۔ نیز کچھ شرحِ کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ بظاہر تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ تفریق بین المضاجع بسترِ الگ الگ اور جدا جدا کرنے والی بات اور حکم دس سال والے بچے اور بچیوں سے متعلق ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا یعنی فِرْقُوا الخ کا عطف مُرُوا الخ پر ہو لہذا اس شکل میں اس بسترِ الگ الگ کرنے والے حکم کا تعلق بھی سات سال کے بچے اور بچیوں سے ہوگا۔ اور آج اکیسویں صدی میں تو یہ دوسرا مطلب ہی لینا زیادہ صحیح و مناسب ہے یعنی اولیاء کو چاہئے کہ اپنے بچے اور بچیوں کا بستر سات سال کی عمر میں الگ الگ کر دیں اور ان کو الگ الگ جُدا جُدا اسلانا کا اہتمام کر دیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۴۹۵)

۱۔ مؤمل بن ہشام:۔ یہ مؤمل بن ہشام الیشکریّ أبو ہشام البصریّ ہیں۔ ابو حاتم نے ان کو صدوق راوی کہا ہے۔ ابوداؤد، نسائی، مسلمہ بن قاسم اور ابنِ حبان نے ثقہ، اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا اور دسویں طبقہ میں سے قرار دے کر سنِ وفات ۲۵۳ھ بتایا ہے۔

۲۔ إسماعیل:۔ یہ إسماعیل بن إبراهيم الأسديّ المعروف بابنِ علیہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۳۔ سوار:۔ یہ سوار بن داؤد أبو حمزة المُرَنيّ الصیرفیّ البصریّ ہیں۔ امام احمد کا کہنا ہے کہ ہو شیخ لا بأس بہ۔ ابنِ معین نے ان کو ثقہ کہا ہے اور ابنِ حبان نے بھی ان کو ثقافت میں ذکر کیا ہے لیکن کہا ہے بخطی یعنی ثقہ ہیں مگر غلطی و خطا کا شکار ہونے والے راوی ہیں۔

۴۔ عمرو بن شعيب:۔ یہ عمرو بن شعيب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص السهميّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵)۔

۵۔ عن أبيه: - اس میں اُب سے عمرو کے والد مراد ہیں، یعنی شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص السہمی۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۳۵)۔

۶۔ عن جدّه: - اس میں جدّ سے شعیب کے دادا مراد ہیں یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۳۷)۔

الحديث/ ۹۶ ۴ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ سَوَّارٍ الْمُرَزِيُّ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَزَادَ: ((وَإِذَا زَوْجٌ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ عَبْدَهُ أَوْ أَجِيرَهُ فَلَا يَنْظُرُ إِلَى مَا دُونِ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَمَّ وَكِيعٌ فِي اسْمِهِ، وَرَوَى عَنْهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ سَوَّارُ الصَّيْرَفِيُّ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۶ ۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا زہیر بن حرب نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا وکیع نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا داؤد بن سوار مرزنی نے انہی کی سند و مضمون کو (یعنی وکیع نے بھی مؤمل کی سابقہ حدیث ہی کا مضمون بیان کیا اور جس سند کے ساتھ مؤمل نے بیان کیا اسی سند کے ساتھ وکیع نے بھی بیان کیا۔ ایک مطلب تو اس کا یہی ہے اور ایک دوسرا مطلب اور وہی زیادہ صحیح بھی معلوم ہوتا ہے اس کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وکیع نے آگے اسماعیل ہی کی سند اور انہی کی بیان کردہ حدیث کے مضمون کو بیان کیا۔ بہر کیف) اور (لیکن وکیع نے اپنی روایت کے اندر بمقابلہ مؤمل یا اسماعیل کے یہ) اضافہ (بھی نقل) کیا کہ ”اور جب نکاح کر دے تم میں سے کوئی اپنی خادم (یعنی باندی) کا اپنے غلام یا نوکر سے (یہ شک راوی ہے کہ ان کے شیخ نے لفظ

عبدہ کہا تھا یلفظِ أجيرہ کہا تھا۔ بہر حال جب ایسا ہو جائے تو نہ دیکھے وہ (یعنی نکاح کرنے والا تم میں کا کوئی بھی شخص یا کہلو کہ باندی کا مالک و آقاء اپنی باندی کا اپنے غلام سے نکاح کرنے کے بعد نہ دیکھے یعنی اب اس کے لئے دیکھنا حلال و جائز نہیں ہے) ناف کے نیچے اور گھٹنے سے اوپر کے حصہ کی طرف (کیونکہ اب نکاح کے بعد باندی کے اتنے حصہ کو دیکھنا اس کے آقاء کے لئے حرام ہو گیا۔ واضح رہے کہ اس جملہ یعنی فلا ینظر الخ کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا فاعل خادم بمعنی باندی ہو اور مطلب یہ ہو کہ اب نکاح کر دئے جانے کے بعد اس منکوحہ باندی کے لئے اپنے آقاء کا گھٹنے سے اوپر اور ناف کے نیچے کا حصہ دیکھنا جائز نہ رہا۔ اگرچہ اس کے علاوہ جسم کا حصہ اس باندی کے لئے یا اس آقاء کے لئے دیکھنا جائز ہے لیکن شہوت کے ساتھ وہ بھی جائز نہیں ہے۔

فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم کا شکار ہوئے ہیں وکیع ان کے نام میں (یعنی وکیع نے جو اپنے شیخ کا نام داؤد بن سواریا ہے یہ اُن سے غلطی ہوئی ہے اور انہوں نے باپ کو بیٹے کے نام اور بیٹے کو باپ کے نام کے ساتھ ذکر کر دیا ہے کیونکہ اصل اور صحیح سواری بن داؤد ہے اور انہوں نے حدیث کی سند بیان کرتے وقت داؤد بن سواری کہا ہے۔ اور اسی کو واضح کرنے کے لئے سابقہ حدیث کے دوران ابوداؤد نے کہا ہے وهو سواری بن داؤد أبو حمزة المزنّی الصیرفی)۔ اور روایت کیا ہے اس حدیث کو ابوداؤد طیالسی نے بھی اور انہوں نے (سند بیان کے دوران) کہا ہے حدثنا أبو حمزة سواری الصیرفی (اس تعلیق یا کہنے کہ ابوداؤد طیالسی کی حدیث کی طرف اشارہ کر کے امام ابوداؤد نے اپنے اس قول کی دلیل بیان کی ہے کہ اصل اور صحیح ویسے ہے جیسے پچھلی حدیث میں گزر رہی یعنی سواری بن داؤد ابو حمزہ کیونکہ ابوداؤد طیالسی نے بھی اس حدیث کو روایت کرتے وقت یہی کہا ہے یعنی اپنے شیخ اور عمرو بن شعیب کے شاگرد کا نام سواریا ہے نہ کہ داؤد بن سواری)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں تین تو وہی جو سابقہ احادیث میں

گزریں یعنی سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا حکم دینا، دس سال کی عمر میں نماز چھوڑنے پر ان کو مارنا اور سات سال کی عمر میں یا دس سال کی عمر میں بچوں کو الگ الگ جُدا جُدا اُسلانے کا اہتمام کرنا۔ نیز اس حدیث سے مزید چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ اپنی باندی کا نکاح کر دینے کے بعد آقاء کے لئے اس کے ناف سے نیچے اور گھٹنے کے اوپر کے حصہ کو دیکھنا جائز نہیں اور بالشہوت تو اس کے جسم کے کسی حصہ کو بھی دیکھنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح باندی کے لئے بھی حکم ہے یعنی اس کے لئے بھی اپنے آقاء کے جسم کا ناف سے لیکر گھٹنوں تک کا حصہ کسی بھی طرح دیکھنا جائز نہیں ہے۔

تعارف رجال حدیث (۴۹۶)

۱۔ زہیر بن حرب :- یہ زہیر بن حرب بن شداد النسائي أبو خيثمة البغدادي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴) اور (۲۰)۔

۲۔ وکیع :- یہ وکیع بن الجراح الرؤاسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۳۔ داؤد بن سوّار :- اس میں قلب ہوا ہے اور یہ صحیح سوّار بن داؤد ہے اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۵)۔

۴۔ أبو داؤد :- یہ مصنف کتاب امام أبو داؤد السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۰)۔

۵۔ أبو داؤد الطيالسي :- یہ سلیمان بن داؤد أبو داؤد الطيالسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۲)۔

۶۔ أبو حمزة سوّار الصيرفي :- یہ سوّار بن داؤد المزني أبو حمزة الصيرفي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۵)۔

الحديث / ۹۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ

أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُصَيْبٍ الْجُهَنِيُّ، قَالَ: ((دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ لِمَرَّاتِهِ: مَتَى يُصَلِّي الصَّبِيُّ؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَجُلٌ مِنَّا يَذْكُرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِذَا عَرَفَ يَمِينَهُ مِنْ شِمَالِهِ فَمَرُّهُ بِالصَّلَاةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۴۹۷ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن داؤد دہری نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابن وہب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی ہشام بن سعد نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا معاذ بن عبد اللہ بن حُصیب جہنی نے (اور ہشام بن سعد نے) کہا کہ ہم ان کے (یعنی معاذ بن عبد اللہ بن حُصیب) کے پاس گئے (اور غالباً جانے کے بعد یہ مسئلہ پوچھا ہوگا کہ بچہ کو نماز پڑھنے کا حکم کب دیا جائے) تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا (اور پوچھا) کہ بچہ کب پڑھے گا نماز (یعنی اس کو نماز پڑھنے کا حکم کس عمر میں دیا جائے گا) تو (ان کی بیوی نے) کہا کہ ہم سے ایک شخص (یعنی ایک صحابی) رسول اللہ ﷺ سے نقل اور بیان کرتے تھے کہ (ایک مرتبہ) آپ ﷺ سے اس سلسلہ میں دریافت کیا گیا (یعنی یہی بات پوچھی گئی کہ بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم کس عمر میں دیا جانا چاہئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ پہچان لے اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ سے تو تم اس کو حکم کرو نماز کا (یعنی جب اس میں دائیں بائیں کی تمیز کا شعور ہو جائے تو اس عمر میں اس کو نماز کا حکم دینا چاہئے۔ اور غالباً یہ شعور و تمیز بچوں میں سات سال کی عمر میں ہوتی ہے تو گویا مطلب یہ ہوا کہ ان کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دینا چاہئے۔ اب اگر کوئی کہنے لگے کہ بعض بچے بڑے ذہین ہوتے ہیں اور سات سال سے پہلے ہی ان میں یہ شعور و تمیز آ جاتی ہے اور بعض بچوں میں کم ذہن ہونے کی وجہ سے یہ صفت دس سال میں پیدا ہوتی ہے تو آپ نے اس کا مطلب سات سال کیسے نکال لیا؟ تو اس کی

جواب یہ ہے کہ اکثریت کا اعتبار ہوتا ہے اور بچوں کی اکثریت میں یہ شعور و تمیز سات سال کی عمر میں ہوتی ہے اس لئے ہم نے اس کا مطلب سات سال نکالا ہے۔ اور اس کا ایک دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا مطلب سات سال نکالنے کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں صراحۃً بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم کرنے کی بات منقول ہوئی ہے)۔

تعارف رجال حدیث (۴۹۷)

۱۔ سلیمان بن داؤد :- یہ سلیمان بن داؤد المہری الزہرائی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۹)۔

۲۔ ابن وَهْب :- یہ عبداللہ بن وَهْب بن مُسلم القرشي الفہری ابو محمد المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ ہشام بن سعد :- یہ ہشام بن سعد المدنی ابو عباد أو أبوسعده القرشي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۴۔ مُعَاذ بن عبداللہ :- یہ مُعَاذ بن عبداللہ بن خُبیب الجہنی المدنی ہیں ابوداؤد، ابن معین اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے، اور ابن حزم نے ان کو مجہول لکھا ہے۔ ان کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی ہے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اکثر وہم کا شکار ہوئے ہیں۔ اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ لامرأۃ :- اس میں امرأۃ سے حضرت معاذ بن خبیب کی بیوی مراد ہیں۔ ابن قتان نے کہا ہے کہ یہ امرأۃ غیر معروف الحال ہیں۔

۶۔ کان رجلٌ منا :- اس میں غالباً رجل مبہم سے کوئی صحابی مراد ہیں اور صحابی کے مبہم

ہونے سے حدیث کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ صحابہؓ سب کے سب ہی عدول ہیں۔ لیکن ایک رائے یہ بھی ہے کہ اس رجلِ مبہم سے مراد صحابی نہیں ہیں بلکہ کوئی دیگر شخص ہے لہذا اگر یہ رائے سامنے رکھی جائے تو جہالتِ راوی کی بناء پر یہ حدیث ضعیف ہوگی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

(۲۷) بَابُ بَدَءِ الْاِذَاانِ

اذان کی ابتداء اور شروعات کا بیان (۲۷)

نوٹ:- واضح رہے کہ اذان کی ابتداء اور شروعات کے بارے میں کچھ احادیث ایسی وارد ہوئی ہیں کہ جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اذان کی شروعات و ابتداء مکہ مکرمہ میں ہوئی ہے چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ جبریلؑ نے نبی کریم ﷺ کو نماز کے فرض ہونے کے وقت اذان کا حکم بھی دیا۔ اور بعض روایات میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو شبِ معراج میں اذان کی وحی کی گئی اور آپ ﷺ کو اذان سکھائی گئی اور آپ ﷺ اس کو لیکر آئے اور پھر حضرت بلالؓ کو وہ اذان سکھائی۔ لیکن حافظؒ کا کہنا ہے کہ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں اذان کی شروعات سے متعلق جتنی بھی روایات ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح روایت نہیں ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اذان کی شروعات ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی ہے۔ اور ابنِ منذر نے بالجزم والیقین لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں بغیر اذان کے نماز پڑھا کرتے تھے اور اذان دے کر نماز پڑھنے کی شروعات مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد ہوئی ہے۔

الحديث/ ۹۸ ۴- حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ مُوسَى الْخُثَلِيُّ وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ

وَحَدِيثُ عَبَادٍ أَيْمٌ - قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ قَالَ زِيَادٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ أَبِي عُمَيْرٍ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عُمُومَةٍ لَهُ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: ((اهْتَمَّ النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ كَيْفَ يَجْمَعُ النَّاسَ لَهَا، فَقِيلَ لَهُ: انْصَبْ رَايَةً عِنْدَ حُضُورِ الصَّلَاةِ، فَإِذَا رَأَوْهَا آذَنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ. قَالَ: فَذَكَرَ لَهُ الْقُنْعُ - يَعْنِي الشُّبُورَ - وَقَالَ زِيَادٌ: شُبُورَ الْيَهُودِ، فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ وَقَالَ: هُوَ مِنْ أَمْرِ الْيَهُودِ. قَالَ: فَذَكَرَ لَهُ النَّافُوسُ، فَقَالَ: هُوَ مِنْ أَمْرِ النَّصَارَى. فَانْصَرَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ وَهُوَ مُهْتَمٌّ لَهُمْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَرَى الْأَذَانَ فِي مَنَامِهِ. قَالَ: فَغَدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَبِئْسَ نَائِمٍ وَيَقْظَانِ إِذْ أَتَانِي آتٍ فَأَرَانِي الْأَذَانَ. قَالَ: وَكَانَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدْ رَأَاهُ قَبْلَ ذَلِكَ فَكْتَمَهُ عِشْرِينَ يَوْمًا. قَالَ: ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخْبِرَنِي؟ فَقَالَ: سَبَقَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فَاسْتَحْيَيْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا بِلَالُ قُمْ فَانْظُرْ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فافْعَلْهُ. قَالَ: فَاذَّنَ بِلَالٌ.

قَالَ أَبُو بَشِيرٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو عَمِيرٍ أَنَّ الْأَنْصَارَ تَزَعَّمُوا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ لَوْلَا أَنَّهُ كَانَ يَوْمَئِذٍ مَرِيضًا لَجَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُؤَدِّنًا.

ترجمہ حدیث نمبر / ۴۹۸ :- فرمایا امام الوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عباد بن

موسیٰ خٹلی اور زیاد بن ایوب نے۔ اور عباد کی حدیث زیادہ مفصل ہے۔ (الوداؤد کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ ہمیں اپنے دونوں شیوخ عباد بن موسیٰ اور زیاد بن ایوب سے پہونچی ہے مگر ہمارے شیخ عباد بن موسیٰ نے جو حدیث ہم سے بیان کی وہ بمقابلہ ہمارے شیخ زیاد بن ایوب کی بیان

کردہ حدیث کے زیادہ مکمل و مفصل ہے۔ اور غالباً مصنفؒ نے جو الفاظ یہاں نقل کئے ہیں وہ اسی عباد بن موسیٰ کی تفصیلی حدیث کے کئے ہیں۔ بہر حال عباد بن موسیٰ اور زیاد بن ایوب دونوں ہی نے) کہا کہ ہم سے بیان کیا ہُشیم نے انہوں نے روایت کیا ابو بشر سے۔ امام ابوداؤدؒ نے کہا کہ زیاد نے اپنی روایت کو بیان کرتے وقت أخبرنا أبو بشر کہا (یعنی ہمارے شیخ عباد نے تو حدیث بیان کرتے وقت حدثنا ہُشیم عن أبي بشر کہا لیکن زیاد نے بطریقِ عنعنہ کی بجائے صراحتِ اخبار کے ساتھ حدثنا ہُشیم أخبرنا أبو بشر کہا جس سے ہُشیم کی طرف سے تالیس کا ظن و وہم ختم ہو گیا۔ بہر حال ابو بشر نے) ابو عمیر بن انس سے روایت کیا انہوں نے (یعنی ابو عمیر نے) انصاری صحابہؓ میں سے اپنے چچاؤں میں سے کسی چچا سے (یا اپنے کئی انصاری چچاؤں میں سے کسی ایک انصاری چچا سے) نقل کیا (یہ کہ انہوں نے یعنی ان کے انصاری چچا نے) بیان کیا (اور اس قال کا ایک مطلب یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ابو عمیر نے بیان کیا۔ لیکن زیادہ واضح یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابو عمیر کے انصاری چچا جنہوں نے ابو عمیر سے آگے آنے والا واقعہ بیان کیا وہی اس ”قال“ کا فاعل ہیں أي قال المحدث أبو عميرة من العمومة الخ۔ بہر کیف انہوں نے) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اہتمام کیا نماز کے لئے کہ کس طرح سے جمع کریں لوگوں کو اس کے لئے (یعنی آپ ﷺ کو یہ فکر و پریشانی لاحق ہوئی کہ نماز کے لئے لوگوں کو کس طرح اکٹھا کیا جائے اور اس کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ واضح رہے کہ یہ اہتمام و توجہ اور مشورہ ۲ میں ہوا ہے کیونکہ اس سے پہلے تو لوگ خود ہی نماز کا پتہ چلاتے اور مسجد میں جمع ہو جایا کرتے تھے۔ بہر حال آپ ﷺ کے اس اہتمام و توجہ اور تشاور و مشورہ کے دوران بعض صحابہؓ کی طرف سے) آپ ﷺ سے یہ عرض کیا گیا کہ نماز کا وقت آنے پر ایک جھنڈا بلند (داونچا) کر دیا کیجئے اور جب وہ (یعنی مسلمان) اُس جھنڈے کو دیکھا کریں تو ایک دوسرے کو (نماز کا وقت ہو جانے کی) اطلاع (و خبر) کر دیا کریں (اس طریقہ سے چونکہ ہر شخص کو بہ سہولت نماز کے وقت کے آنے کی اطلاع نہیں

پہنچ سکتی تھی کیونکہ اپنے کاموں میں مشغول و لگے ہوئے لوگوں کو تو اخبار و سماع ہی کے ذریعہ اطلاع ہو سکتی تھی نیز گھروں اور آڑ کے مقامات میں موجود لوگوں اور پستہ قد لوگوں کے لئے بھی اس جھنڈے سے اطلاع نہیں ہو سکتی تھی) اس لئے آپ ﷺ کو یہ رائے (اور یہ طریقہ) پسند نہیں آیا۔

ابوعبیر (یا ان کے کسی چچا کا) بیان ہے کہ پھر آپ ﷺ کے سامنے زسنگھا کا ذکر کیا گیا (یعنی کسی صحابی نے اپنی رائے یہ پیش کی کہ لوگوں کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے ایک زسنگھا کا استعمال کیا جائے اور اس میں پھونکا جائے اور اس کو بجایا جائے تاکہ لوگ اس کی آواز کو سن کر نماز کا وقت ہونے کو سمجھ جایا کریں۔ اور آگے جو یہ الفاظ ہیں) یعنی الشُّبُور (ان سے مصنفؒ کے شیخ عباد نے لفظ القُنع کے معنی بیان کئے ہیں یعنی القُنع کے معنی ہیں بگل، زسنگھا اور یہ بھی واضح رہے کہ اس لفظ القُنع کے ضبط کے سلسلہ میں اختلاف ہے کسی نے القُنع قاف اور نون کے ساتھ ضبط کیا ہے، کسی نے قُنع قاف اور باء کے ساتھ، کسی نے قُنع قاف اور ثاء کے ساتھ اور کسی نے قُنع قاف اور تاء کے ساتھ مگر یہ اختلاف صرف لفظی ہے معنی سب کے ایک ہی ہیں یعنی البوق بگل و زسنگھا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ان سب میں سب سے مشہور لغت قاف اور نون والی ہے یعنی القُنع والی) اور کہا زیادہ شُبُور الیہود (واضح رہے کہ اس سے مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارے شیخ عباد نے تو اس القُنع کی تفسیر و وضاحت صرف لفظ الشُّبُور سے کی تھی اور یعنی الشُّبُور کہا تھا مگر ہمارے دوسرے شیخ یعنی زیادہ نے اس کی تفسیر مضاف الیہ کا ذکر کر کے شُبُور الیہود سے کی تھی یعنی القُنع کا مطلب بتایا تھا یہود کا ساز زسنگھا، بگل) اور آپ ﷺ کو یہ رائے پسند نہ آئی (کیونکہ اس میں یعنی مسلمانوں کو نماز کا وقت آنے کی اطلاع دینے اور ان کو نماز کے لئے اکٹھا کرنے کے مقصد سے بوق و زسنگھا کا استعمال کرنے میں یہودیوں کے طریقہ کار کو اختیار کرنا تھا اور یہودیوں کی مشابہت آپ ﷺ کو بالکل پسند نہ تھی اس لئے نبی کریم ﷺ کو یہ رائے بھی پسند نہ آئی) اور (اس کی یعنی اس طریقہ کو بھی پسند نہ کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے آپ

ﷺ نے) فرمایا کہ یہ تو یہود کا کام (اور طریقہ) ہے۔ (اور) بیان کیا انہوں نے (یعنی ابو عیمر یا ان کے کسی انصاری چچا نے) کہ پھر ذکر کیا گیا آپ ﷺ کے سامنے ناقوس کا (یعنی اس کے بعد آپ ﷺ کے سامنے کچھ صحابہؓ نے یہ رائے رکھی اور پیش کی کہ نماز کا وقت آنے پر لوگوں کو اس کی اطلاع دینے کے لئے ناقوس کا استعمال کیا جائے۔ واضح رہے کہ یہ طریقہ نصاریٰ کا تھا کہ وہ اپنی نمازوں کے اوقات کی اطلاع کے لئے ناقوس بجاتے تھے۔ اور ناقوس یہ ہوتا تھا کہ ایک لمبی اور بڑی لکڑی پر اس سے چھوٹی لکڑی کے ذریعہ آواز کی جاتی اور بجایا جاتا تھا، اور یہ طریقہ شروع میں تھا اور اب تو ناقوس گھنٹے کو بھی کہا جاتا ہے اور نصاریٰ اب اس کام کے لئے گھنٹے ہی کا استعمال کرتے ہیں۔ بہر حال چونکہ اس میں نصاریٰ کے ساتھ تشبہ اور مشابہت لازم آتی تھی اس لئے آپ ﷺ کو یہ رائے بھی پسند نہ آئی اور اپنی اس ناپسندیدگی کو ظاہر کرنے کے لئے آپ ﷺ نے) فرمایا کہ یہ (یعنی نماز کے اوقات کی اطلاع دینے اور لوگوں کو مسجد میں بلانے کے لئے ناقوس کا استعمال) نصاریٰ کا کام (اور طریقہ) ہے۔۔۔ (یہ رائے مشورہ ہوا اور کوئی بات طے ہوئے بغیر مجلس ختم ہو گئی اور اس مجلس میں مشہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہؓ بھی موجود تھے تو جس طرح سب لوگ آپ ﷺ کی مجلس سے اپنے اپنے گھروں کو لوٹے تو یہ بھی یعنی) عبد اللہ بن زید بن عبد ربہؓ بھی (اپنے گھر کو) لوٹے اس حال میں کہ یہ بھی آپ ﷺ کے قلق و اعتناء کی وجہ سے قلق و اعتناء میں مبتلا تھے (یعنی جس طرح سے آپ ﷺ کو اس بات کی فکر لگی ہوئی تھی کہ لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کی خاطر کیا طریقہ اختیار کیا جائے ویسے ہی ان کو بھی یہی فکر لاحق تھی اور اسی فکر کو لئے ہوئے آپ ﷺ کی مجلس سے اپنے گھر پہنچے۔ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ حدیث شریف کے اس ٹکڑے سے یہ سبق ملتا ہے کہ مرید و شاگرد کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو فکر اس کے شیخ و استاد کو ہوا ہے وہی فکر اپنے شیخ و استاد کی طرح ہونی چاہئے۔ بہر حال جب یہ عبد اللہ بن زیدؓ اپنے گھر پہنچے) تو ان کو خواب میں اذان دکھلا دی گئی (ان کے اس خواب کی تفصیل

تو آگے آنے والی روایت میں آجائے گی یہاں تو بس اتنا سمجھ لیں کہ آپ ﷺ کی مجلس سے لوٹ کر یہ اپنے گھر جا کر سوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو خواب میں اذان دکھائی۔ حضرت ابوعمیر یا ان کے کسی چچا (نے) بیان کیا کہ پھر وہ (یعنی عبداللہ بن زید) صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو بتلایا (وہ سب کچھ جو خواب میں دیکھا تھا یعنی اذان) چنانچہ آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں سونے والے اور جاگنے والے کے درمیان تھا (یعنی مجھے ہلکی سی نیند آئی ہوئی تھی۔ یا بقول سیوطیؒ) اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ پر ایک خاص حالت طاری تھی کہ (اچانک ایک آنے والا (یعنی ایک فرشتہ) میرے پاس آیا اور اس نے مجھے اذان (کے کلمات) سکھائے۔ اور بیان کیا انہوں نے (یعنی ابوعمیر یا ان کے کسی انصاری چچا نے اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ اس قتال کا فاعل عبداللہ بن زید ہیں۔ بہر کیف جو بھی قائل ہو اس قائل نے یہ) بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطابؓ دیکھ چکے تھے اس کو (یعنی خواب میں ان کلمات اذان کو) اس سے پہلے (یعنی حضرت عبداللہ بن زیدؓ کے دیکھنے سے پہلے) مگر انہوں نے اس کو (یعنی اپنے اس خواب میں کلمات اذان کے دیکھنے کو آپ ﷺ سے) بیس دن تک چھپائے رکھا (خلاصہ یہ کہ یہی خواب حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کے خواب سے بیس دن پہلے دیکھا تھا مگر آپ ﷺ سے اس کا ذکر نہیں کیا تھا اور شاید ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس سلسلہ میں آپ ﷺ پر وحی اترنے کے منتظر تھے مگر جب عبداللہ بن زیدؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا خواب بتایا تو راوی) کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے (یعنی حضرت عمرؓ نے بھی) نبی کریم ﷺ کو (اپنے خواب کی) خبر (اطلاع) دی، تو آپ ﷺ نے (ان کا خواب سن کر) اُن سے فرمایا کہ تم کو کس چیز نے روک رکھا اس بات سے کہ تم مجھے (اپنے اس خواب کی) اطلاع دو (یعنی تم نے مجھے اپنا خواب پہلے سے کیوں نہیں بتایا؟) تو (آپ ﷺ کا جواب دیتے ہوئے حضرت عمرؓ نے) کہا کہ مجھ سے پہلے عبداللہ بن زیدؓ نے (آپ ﷺ سے اپنا خواب بیان کر دیا) پس مجھے شرم آئی (واضح رہے کہ اس جملہ کا مطلب کچھ شراح

حضرات نے یہ لکھا ہے کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنا خواب آپ ﷺ کو بتانے میں شرم محسوس کی پس عبداللہ بن زیدؓ مجھ سے سبقت لے گئے اور انہوں نے مجھ سے پہلے اپنا خواب آپ ﷺ کو بتا دیا۔ اور کچھ حضرات نے اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ غالباً حضرت عمرؓ اپنا خواب آپ ﷺ سے ذکر کرنا بھول گئے تھے لیکن جب حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے آپ ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا تو حضرت عمرؓ کو بھی اپنا خواب یاد آ گیا مگر پھر وہ شرمائے کہ آپ ﷺ کو اپنا خواب بتائیں اس لئے بعد میں بتایا) اس کے بعد (یعنی حضرت عبداللہ بن زیدؓ کا خواب سننے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بلال اٹھ اور دیکھ (یعنی غور سے سن) اس کو جو تجھے حکم کریں عبداللہ بن زیدؓ اور کر تو اس کو (یعنی جو جو کلمات جس جس طرح عبداللہ بن زیدؓ بتائیں تو ان کلمات کو اسی طرح کہتا جا اور اذان دے۔ راوی کا) بیان ہے اس کے بعد حضرت بلالؓ نے (عبداللہ بن زیدؓ کے القاء کرنے اور بتانے کے مطابق) اذان دی۔

ابو بشر کا (یہ بھی) بیان ہے کہ مجھے حضرت ابو عمرؓ نے یہ بھی خبر دی ہے کہ انصار یہ کہا کرتے تھے کہ اگر اُس دن عبداللہ بن زیدؓ بیمار نہ ہوتے تو آپ ﷺ انہی کو (یعنی عبداللہ بن زیدؓ ہی کو) مؤذن مقرر فرماتے (واضح رہے کہ مصنفؒ نے ابو بشر کا یہ قول و بیان ذکر کر کے یہ بتانا چاہا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی بجائے حضرت بلالؓ کو جواز اذان دینے کا حکم دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اُس دن حضرت عبداللہ بن زیدؓ بیمار تھے اور بلند آواز سے اذان دینے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ لیکن صاحب المنہل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ انصار کا ظن و گمان اور خیال تھا اس لئے کہ حقیقت یہ نہ تھی بلکہ کچھ اور تھی اور وہ یہ تھی کہ حضرت بلالؓ حضرت عبداللہ بن زیدؓ کے مقابلہ میں بلند آواز تھے اس لئے ان کو مؤذن مقرر فرمایا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر حقیقت یہ نہ ہوتی بلکہ وہ ہوتی جو انصار کا خیال و گمان ذکر کیا گیا ہے تو شفا یاب اور بیماری سے اچھا ہونے کے بعد آپ ﷺ نے انہی کو یعنی حضرت

بلالؓ کی بجائے حضرت عبداللہ بن زیدؓ ہی کو مؤذن مقرر فرما دیا ہوتا لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا لہذا معلوم ہوا کہ اصل بات وہی تھی جو ہم نے ذکر کی۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے بہت سے مسائل اور بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں (۱) امورِ دینیہ کے سلسلہ میں ہر ایک مسلمان کو ایک خاص فکر و توجہ ہونی چاہئے (۲) جب بھی کوئی اہم مسئلہ درپیش ہو تو آپس میں مشاورت و مشاورت کرنی چاہئے اور پھر مشورہ کے بعد ہی اس مسئلہ کا حل تلاش کرنا چاہئے نیز اچھی رائے اگر کسی ماتحت کے پاس بھی موجود ہو تو اُسے اپنی وہ رائے اپنے سردار و آقاء کے سامنے رکھ دینی چاہئے (۳) شرعاً یہ مطلوب ہے کہ اہل باطل کی ہر طریقہ سے مخالفت کرنی چاہئے ان کے تشبہ و مشابہت سے بھی بچنا چاہئے (۴) مومن کا خواب حق اور سچا ہوتا ہے (۵) نبی کریم ﷺ کے علاوہ کوئی دیگر مومن شخص بھی خواب کے اندر حق تعالیٰ کی مراد کو دیکھ سکتا اور اس پر مطلع ہو سکتا ہے لیکن لوگ اس کے مکلف جب ہی ہوں گے جب نبی کریم ﷺ کی طرف سے اس خواب میں دیکھی ہوئی شے پر تقریر و تنبیہ ہو جائے (۶) اور اس حدیث شریف سے فرض نمازوں کے لئے اذان کی مشروعیت و اثبات کا پتہ لگ رہا ہے۔ اور واضح رہے کہ مصنف اسی بات کو ثابت کرنے کے لئے اس روایت کو یہاں پر لائے ہیں۔

تعارف رجال حدیث (۴۹۸)

۱۔ عباد بن موسیٰ :- یہ عباد بن موسیٰ الخُتَلّیُّ أبو محمد الأنباری البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۰)۔

۲۔ زیاد بن ایوب :- یہ زیاد بن ایوب بن زیاد الطوسی أبو ہاشم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۳۔ ہُشَیم:۔ یہ ہُشَیم بن بَشیر بن القاسم بن دینار السَلَمیّ أبو مُعاویۃ الواسطیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۴۔ أبو بَشَر:۔ یہ جعفر بن اَبی وحشیۃ أبو بَشَر الواسطیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۸۱)۔

۵۔ أبو عُمَیر:۔ یہ أبو عُمَیر عبد اللہ بن أنس بن مالک الأنصاریّ ہیں۔ یہ حضرت انسؓ کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ حاکم نے ان کا نام عبد اللہ بتایا ہے۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ قلیل الحدیث راوی بتایا ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن عبد البر نے ان کو مجہول اور لا یشیح بہ لکھا ہے۔ ابن منذر اور ابن حزم نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔ عن عمومة له من الأنصار:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس میں جو لفظ عُمُومۃ ہے یہ عَمّ کی جمع ہے جیسے کہ بُعُولَہ جمع ہے بُعْل کی۔ اور یہاں پر عُمُومۃ له من الأنصار سے یہ تو طے ہے کہ انصاری صحابہؓ مراد ہیں لیکن ان کے ناموں کے بارے میں صاحب المنہل وغیرہ تقریباً تمام ہی شرح حضرات نے لکھا ہے کہ ان کے ناموں کے بارے میں کہیں سے کوئی پتہ نہ چل سکا، بہر حال یہ سب صحابہؓ ہیں اور جہالت صحابہؓ کی وجہ سے حدیث پر کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے یہ حدیث بھی اس جہالت صحابہؓ کی وجہ سے متاثر نہیں ہوگی۔

(۲۸) بَابُ كَيْفِ الْأَذَانُ

یہ باب ہے اذان (اور تکبیر) کی صفت و کیفیت کے بیان میں (۲۸)

الحديث / ۹۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ

حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ

التَّيْمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: ((لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّافُوسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لَجْمُ الصَّلَاةِ، طَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَافُوسًا فِي يَدِهِ، فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ أَتَبِيعُ النَّافُوسَ؟ قَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ فَقُلْتُ: نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهُ: بَلَى، قَالَ فَقَالَ: تَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ. حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قَالَ: ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّي غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ قَالَ: وَتَقُولُ إِذَا أَقَمْتَ الصَّلَاةَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ، فَقَالَ: إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٍّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقَى عَلَيْهِ مَا رَأَيْتُ فَلْيُؤَدِّنْ بِهِ فَإِنَّهُ أُنْدَى صَوْتًا مِنْكَ، فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أَلْقِيهِ عَلَيْهِ وَيُؤَدِّنْ بِهِ. قَالَ: فَسَمِعَ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَائَهُ وَيَقُولُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَلِلَّهِ الْحَمْدُ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَقَالَ فِيهِ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ((اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ)) وَقَالَ مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِيهِ ((اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ)) لَمْ يَثْبِيَا.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۹۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن

منصور طوسی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یعقوب نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا میرے والد نے انہوں نے روایت کیا محمد بن اسحاق سے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن حارث تمیمی نے انہوں نے روایت کیا محمد بن عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ سے انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد عبد اللہ بن زید نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ: جب رسول اللہ ﷺ نے ناقوس کے بنائے جانے کا حکم دیا تاکہ نماز کے لئے جمع ہونے (کی خبر و اطلاع کے) واسطے لوگوں کے لئے اس کو بجا دیا جایا کرے تو مجھے سوتے میں ایک شخص دکھائی دیا جو اپنے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے تھا (واضح رہے کہ کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ ابھی پچھلی حدیث میں تو یہ گزرا ہے کہ آپ ﷺ نے ناقوس کو طریقہ نصاریٰ ہونے کی وجہ سے پسند نہیں فرمایا اور اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے ناقوس بنانے کا حکم دیا تو یہ تو احادیث کے درمیان منافات و تعارض ہے جبکہ احادیث رسول ﷺ کے درمیان منافات و تعارض ہونا نہیں چاہئے تو ان احادیث میں کیوں ہو رہا ہے؟ تو اس کا ایک جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ اس میں جو امر ہے یہ بمعنی ارادہ ہے اس لئے تضاد و منافات بین الاحادیث نہیں ہے۔ مگر اس جواب پر اکثر علماء نے یہ اعتراض کیا ہے کہ آپ ﷺ کی شان سے جیسے یہ بعید ہے کہ کسی ناپسند شے کا حکم دیں ویسے ہی یہ بھی ممکن نہیں کہ کسی ناپسند شے کا ارادہ فرمائیں۔ اور اس کا دوسرا جواب جس کو اکثر علمائے کرام نے پسند کیا ہے یہ ہے کہ کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے بلکہ اصل واقعہ یہ

ہے کہ آپ ﷺ نے ابتداءً یہود کے زنگھے اور نصاریٰ کے ناقوس دونوں ہی کو ناپسند فرمایا تھا لیکن جب بعد میں نماز کی اطلاع دینے کے واسطے کسی نہ کسی چیز کا بنانا ضروری اور لازمی سمجھا تو آپ ﷺ نے یہود کے زنگھے اور نصاریٰ کے ناقوس میں سے ناقوس بنائے جانے کا حکم دیا کیونکہ یہود کے مقابلہ میں نصاریٰ کو مسلمانوں اور آپ ﷺ سے محبت و تعلق تھا۔ اور ابنِ رسولان کا یہ کہنا ہے کہ حکم آپ ﷺ نے پہلے دیا تھا اور ناپسند بعد میں فرمایا تھا اس لئے تعارض اور ناپسند فعل کے حکم دینے کا کوئی اشکال ہی نہیں ہوتا۔ بہر حال جب بادلِ ناخواستہ آپ ﷺ نے یہ طے کر دیا اور حکم دے دیا کہ نماز کی اطلاع و خبر دینے کے واسطے ناقوس بنایا جائے اور اس کا استعمال کیا جائے تو حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے خواب میں ایک فرشتہ کو اپنے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے دیکھا تو یہ صحابیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (اس سے) کہا اے بندہٴ خدا کیا تو اس ناقوس کو بیچے گا؟ تو اُس (خواب میں نظر آنے والے شخص نے جواب دیتے ہوئے) کہا کیا کرو گے تم اس سے؟ (یعنی کس کام اور کس غرض و مقصد کے لئے تم یہ ناقوس خریدنا چاہتے ہو؟) تو میں نے (اپنے خریدنے کی غرض و مقصد بتاتے ہوئے اُس شخص سے) کہا کہ ہم اس کے ذریعہ (یعنی اس کو بجا کر اور اس کی آواز سے مسلمانوں کو) نماز کے لئے بلایا کریں گے (تاکہ وہ اس کی آواز سن کر اٹھا ہو جایا کریں اور نماز پڑھ لیا کریں۔ میری بات سن کر اُس خواب میں نظر آنے والے شخص نے) کہا کیا میں تمہاری راہنمائی نہ کر دوں اُس پر جو اس سے بہتر ہے (یعنی کیا میں تمہیں اس کام کے لئے ناقوس اور اس کے بجانے سے بہتر چیز نہ بتا دوں) تو میں نے اس سے کہا کیوں نہیں (یعنی نیکی اور پوچھ پوچھ ضرور بتائیے) عبداللہ بن زیدؓ کا بیان ہے کہ میرے اس جواب کو سننے کے بعد اُس شخص نے کہا کہ (اس ناقوس اور اس کے بجانے سے بہتر نماز کی اطلاع و خبر دینے کے واسطے یہ ہے کہ تم) (جب نماز کا وقت آیا کرے تو یہ کلمات) کہا کرو (یعنی) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ

اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ۔۔ (حضرت عبداللہ بن زید کا) بیان ہے کہ پھر (یعنی مجھے مذکورہ بالا کلمات اذان سکھانے کے بعد وہ خواب میں نظر آنے والا شخص) مجھ سے تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا (اور) پھر (یعنی تھوڑا سا پیچھے ہٹنے کے بعد اُس شخص نے) کہا (اور جب) تو اقامتِ صلاۃ (یعنی تکبیر کہنے کا) ارادہ کرے تو (یہ کلمات کہا کر) (یعنی) اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ (یعنی صرف دو مرتبہ اور اس کے بعد) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ (ایک مرتبہ اور اس کے بعد) أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ (ایک مرتبہ اور اس کے بعد) حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ (ایک مرتبہ اور اس کے بعد) حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (ایک مرتبہ اور اس کے بعد) قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ (یعنی دو مرتبہ اور اس کے بعد) اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ (اور اس کے بعد اخیر میں) لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ (خطابی وغیرہ کا کہنا ہے کہ یہ جو حدیث میں مذکور ہے کہ کلمات اذان کو سکھانے کے بعد وہ فرشتہ ذرا پیچھے ہٹا اور پھر کلمات تکبیر سکھائے اس سے دو باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) مستحب یہ ہے کہ جس جگہ اذان دی جائے تکبیر اُس جگہ سے الگ دوسرے مقام میں کہی جائے (۲) اس میں یہ اشارہ بھی مل رہا ہے کہ اذان و تکبیر کے درمیان تھوڑا سا فصل اور وقفہ ہونا چاہئے۔۔ راوی حدیث حضرت عبداللہ بن زید کہتے ہیں کہ) جب میں نے صبح کی تو میں (یعنی صبح ہونے کے بعد میں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو خبر دی اُس (سب کچھ کی جو) میں نے خواب میں دیکھا تھا (یعنی خواب کا پورا قصہ آپ ﷺ کو بتایا) تو (میرا خواب سننے کے بعد آپ ﷺ نے) فرمایا ان شاء اللہ یہ خواب سچا خواب ہے (یعنی وحی کے مطابق ہے کیونکہ آپ ﷺ کے پاس یہ وحی آچکی تھی کہ اس خواب کو نافذ کیجئے اور اس پر عمل کیجئے چنانچہ آپ ﷺ نے اس خواب پر عمل کیا اور حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے فرمایا کہ تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور ان کو بتاتے جاؤ وہ (کلمات اذان) جو تم نے خواب میں دیکھے (اور سُنے) ہیں

اور بلال اذان دیں ان کے ساتھ (یعنی جو کلمات اذان تم ان کو بتاؤ بلال انہیں کلمات کے ساتھ اذان دیں) کیونکہ وہ تمہارے مقابلے بلند آواز والے ہیں (نویؒ وغیرہ نے حدیث شریف کے اس ٹکڑے کی وجہ سے یہ فرمایا ہے کہ بلند آواز والے شخص کا مؤذن ہونا مستحب واولیٰ ہے، اور عقل سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اذان کا مقصد ہوتا ہے اعلام واطلاع اور یہ مقصد جتنی آواز اونچی اور بلند ہوگی اتنا ہی زیادہ حاصل ہوگا اس لئے ایسے شخص کا اذان دینا ہی مستحب اور اولیٰ ہوگا جس کی آواز اونچی اور بلند ہو۔ بہر حال حضرت عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت بلالؓ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور میں ان کو بتاتا جاتا تھا وہ (خواب میں دیکھے ہوئے کلمات اذان) اور وہ اذان دیتے جاتے تھے ان (کلمات اذان) کے ساتھ۔

(حضرت عبداللہ بن زیدؓ) کہتے ہیں (کہ جب یہ اذان ہو رہی تھی) تو حضرت عمرؓ بن خطابؓ نے اپنے گھر میں ہونے کی حالت میں اس کو سنا تو اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے (گھر سے) نکلے (واضح رہے کہ یہاں پر چادر سے وہ چادر مراد ہے جو بدن کے اوپری حصہ پر ڈالی جاتی تھی کیونکہ ظاہر ہے نیچے کی چادر یعنی تہبند کو تو باندھے ہوئے ہوں گے ورنہ تو ستر کھل جاتا۔ بہر حال حضرت عمرؓ جلدی میں اپنی چادر کو اوڑھنے کی بجائے کھینچتے ہوئے گھر سے نکلے اور آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر) عرض کرنے لگے قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق دیکر بھیجا ہے (اور سچا رسول بنا کر بھیجا ہے) میں نے بھی خواب میں مثل اُسی کے دیکھا ہے جو ان کو (یعنی عبداللہ بن زیدؓ کو) دکھلایا گیا ہے (واضح رہے کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ ان کا خواب سنے بغیر حضرت عمرؓ نے یہ بات کیسے کہی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے یا تو یہ بات اُس وقت کہی تھی جب اُن سے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کا خواب بیان کیا جا چکا تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بطورِ کشف و مکاشفہ حضرت عمرؓ کو ان کے اس خواب کا پتہ لگ گیا ہو، شراح حضرات نے لکھا ہے کہ ظاہری عبارت حدیث سے یہی پتہ لگ رہا ہے کہ حضرت

عمرؓ کو حضرت عبداللہ بن زیدؓ کے خواب کا کشف ہوا تھا اور اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے بھی انہی کے جیسا خواب دیکھا ہے۔ بہر حال حضرت عمرؓ کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **فَلِلَّهِ الْحَمْدُ** (یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے حق کو بالکل ظاہر و واضح کر دیا اور اس طرح اذان و اقامت دکھا اور سکھا کر ہماری الجھنوں اور پریشانیوں کو دور فرمادیا)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ایسی ہی ہے بواسطہ سعید بن مسیبؒ، زہریؒ کی روایت بھی عبداللہ بن زیدؓ سے (امام ابوداؤدؒ بتانا یہ چاہر ہے ہیں کہ جیسے محمد بن ابراہیم بن الحارث نے عن محمد بن عبداللہ بن زید عن أبيه عبداللہ بن زید کے طریق سے اس روایت کو بیان کیا ہے ویسے ہی محمد بن مسلم ابن شہاب زہریؒ نے بھی اسی روایت کو عن سعید بن المسیب عن عبداللہ بن زید کے طریق سے روایت کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ صرف شیخ کا فرق ہے ورنہ جس طریقہ سے محمد بن ابراہیم نے اپنی روایت میں اذان اور تکبیر کو نقل کیا ہے بالکل ویسے ہی زہریؒ نے بھی نقل کیا ہے۔ لیکن زہریؒ کے شاگردوں نے جب زہریؒ سے اس روایت کو نقل کیا ہے تو ان میں اختلاف ہو گیا ہے چنانچہ محمد بن اسحاق نے زہریؒ سے نقل کرتے ہوئے اس حدیث میں بیان کیا ”اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر“ (یعنی زہریؒ کے شاگرد محمد بن اسحاق نے تو اذان کے شروع میں چار مرتبہ تکبیر کو نقل کیا) لیکن (زہریؒ کے دوسرے دو شاگرد یعنی) معمر اور یونس نے زہریؒ سے نقل کرتے ہوئے اس حدیث میں ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ کہا اور اس دو تکبیروں پر مشتمل جملہ کو دوبار نہیں کہا (اور مزید خلاصہ کے طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ ابوداؤدؒ یہ بتانا چاہر ہے ہیں کہ ہم نے جو یہ حدیث نمبر (۴۹۹) نقل کی ہے یہ بالکل اسی طرح محمد بن ابراہیم اور محمد بن مسلم زہریؒ دونوں سے منقول ہے ہاں اتنا فرق ہے کہ زہریؒ کے دو شاگرد معمر اور یونس نے اذان کے اندر شروع میں تکبیر کو صرف دو مرتبہ ذکر کیا ہے)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اذان کے شروع میں ”اللہ اکبر“

چار مرتبہ کہا جائے گا (چنانچہ امام مالکؒ کے علاوہ ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء اسی کے قائل ہیں) اور لا الہ الا اللہ کے علاوہ باقی کلمات کو دو دو مرتبہ کہا جائے گا۔ اور تکبیر میں اللہ اکبر اور قد قامت الصلاة کو دو دو مرتبہ اور باقی کلمات کو صرف ایک ایک مرتبہ۔ (یہ تو ہے اس حدیث سے سمجھ میں آنے والی بات ویسے اذان و تکبیر کے طریقے اور تعداد کلمات کے بارے میں ائمہ اور فقہاء کے درمیان بہت اختلاف ہے اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ مطوّلات کا مطالعہ فرمالیا جائے)۔

تعارف رجال حدیث (۴۹۹)

۱۔ محمد بن منصور الطوسیؒ: یہ محمد بن منصور بن داؤد بن ابراہیم الطوسیؒ ابو جعفر العابد البغدادیؒ ہیں۔ یہ اصلاً خراسان کے ایک شہر طوس کے رہنے والے تھے بعد میں بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بھراٹھاسی (۸۸) سال ۲۵۴ھ یا ۲۵۶ھ میں بتائی ہے۔ لیکن صاحب المنہل نے ان کی عمر اسی (۸۰) سال نقل کی ہے۔

۲۔ یعقوب بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف الزہریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۰)۔

۳۔ اُبی: اس میں اُب سے مراد یعقوب کے والد حضرت ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف الزہریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸)۔

۴۔ محمد بن إسحاق: یہ مشہور امام المغازی محمد بن إسحاق بن یسار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۵۔ محمد بن ابراہیم: یہ محمد بن ابراہیم بن الحارث بن خالد التیمی

القرشي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۷) اور (۳۴۳)۔

۶۔ محمد بن عبد اللہ :- یہ محمد بن عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ الأنصاری

الخزرجی المدنی ہیں۔ عجل نے ان کو مدنی ثقہ تابعی کہا ہے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابن مندہ نے کہا ہے کہ ان کی پیدائش نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہوئی ہے۔ حافظ نے ان کو ثقہ لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔ عبد اللہ بن زید :- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ بن

ثعلبہ بن زید الأنصاری الخزرجی أبو محمد المدنی ہیں۔ یہ بیعت عقبہ، بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے ہیں، ان کو خواب میں اذان دکھائی گئی۔ امام بخاری اور ابن عدی کا قول ہے کہ ان کی صرف ایک ہی حدیث ہے یعنی حدیث اذان لیکن حافظ کا کہنا ہے کہ میں نے حدیث اذان کے علاوہ ان کی اور بھی بہت سی حدیثیں پائی اور دیکھی ہیں۔ ان کی وفات بعمر چونسٹھ (۶۳) سال ۳۲ھ میں ہوئی ہے اور نماز جنازہ حضرت عثمانؓ نے پڑھائی ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ اُحد میں شہید ہوئے ہیں۔

۸۔ عمر بن الخطاب :- آپ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب القرشي العدوي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

۹۔ ابوداؤد :- یہ مصنف کتاب امام ابوداؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۰۔ الزہری :- یہ محمد بن مسلم (ابن شہاب) الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۱۱۔ سعید بن المسيّب :- یہ سعید بن المسيّب بن حزن بن أبي وهب

القرشي المخزومي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۱۲۔ عبد اللہ بن زید^{رض}: آپؐ کے لئے دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۷) پر۔

۱۳۔ ابنِ اسحاق :- یہ مشہور امام المغازی محمد بن اسحاق بن یسار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۱۴۔ الزہریؒ: یہ محمد بن مسلم (ابن شہاب) الزہریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۱۵۔ معمور:- یہ معمور بن راشد الأزدي أبو عروۃ البصري ہیں دیکھیں حدیث (۲۷)۔

۱۶۔ یونس :- یونس بن عبید بن دینار العبديّ أبو عبید أو أبو عبد الله البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

۱۷۔ الزہریؒ: یہ محمد بن مسلم (ابن شہاب) الزہریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

الحديث / ٥٠٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: ((قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي سُنَّةَ الْأَذَانِ. قَالَ: فَمَسَحَ مُقَدِّمَ رَأْسِي. قَالَ تَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتُ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۰۰ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حارث بن عبید نے انہوں نے نقل کیا محمد بن عبد الملک بن محذورہ سے انہوں نے اپنے والد (عبد الملک) سے انہوں نے ان کے دادا (حضرت ابو محذورہ) سے (یہ کہ) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اذان (پڑھنے) کا طریقہ سکھلا دیجئے تو (آپ ﷺ نے میری یہ بات سن کر) میرے سر کے آگے کے حصہ پر ہاتھ پھیرا (واضح رہے کہ احادیث میں یہ واقعہ اور اس کی تفصیل حضرت ابو محذورہ سے اس طرح منقول و مذکور ہے کہ آپ ﷺ جب حنین سے لوٹے تو راستہ میں نماز کا وقت ہونے پر مؤذن رسول اللہ ﷺ نے اذان دی تو ہم چند ساتھیوں نے مؤذن کی آواز سن کر زور زور سے اس کی نقل اتاری اور استہزاء کیا۔ آپ ﷺ کو ہمارے اس نقل اتارنے کی آواز پہنچ گئی، آپ ﷺ نے ہم سب کو بلوایا جب ہم آپ ﷺ کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے وہ کون ہے جس کی بلند اور اونچی آواز میں نے سنی ہے تو سب ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کر دیا اور بتا دیا کہ میں ہوں وہ، تو آپ ﷺ نے سب کو جانے دیا اور مجھے روک لیا اور مجھ سے فرمایا کہ اب کھڑے ہو کر اذان دو، میں کھڑا تو ہو گیا مگر مجھے تو اذان دینی آتی تھی نیز اس وقت تک میں ایمان کی دولت سے بھی محروم تھا اور مجھے آپ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کے حکم سے زیادہ کوئی چیز ناپسند نہ تھی، تو آپ ﷺ نے اس وقت بنفس نفیس مجھے پوری اذان سکھائی، اور اس کے بعد مجھے ایک تھیلی دی جس میں کچھ چاندی تھی اور پھر اپنا ہاتھ میری

پیشانی، چہرے، سینے اور جگر پر پھیرا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا ہاتھ میری ناف تک پہنچ گیا، اور پھر یہ دعاء دی بَارَكَ اللّٰهُ فِیْكَ وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَیْكَ۔ اس کے بعد کیا تھا جتنی مجھے آپ ﷺ سے ناپسندیدگی اور عداوت تھی اب وہ سب محبت میں بدل گئی۔ بہر حال شرح حضرات نے اس قصہ پر مشتمل اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اب آئیے اس حدیث نمبر (۵۰۰) کے ترجمہ کی طرف حضرت ابو محذورہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مرے سر کے اگلے حصے یعنی پیشانی پر اپنا دست مبارک پھیرا تا کہ آپ ﷺ کے دست مبارک کی برکت مجھے حاصل ہو جائے جس کے نتیجہ میں جو آپ ﷺ مجھے سکھائیں وہ مجھے یاد و محفوظ ہو جائے اور اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: کہہ (واضح رہے کہ یہ خبر یعنی صیغہ مضارع تقول امر یعنی قُلْ کے معنی میں ہے) اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اس حال میں کہ بلند کرے تو ان کلمات کے ساتھ اپنی آواز کو (یعنی ان کلمات کو بلند آواز کے ساتھ کہہ) پھر کہہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ اس حال میں کہ پست کرے تو ان کلمات کے ساتھ اپنی آواز کو (یعنی شہادتین کو دو دو مرتبہ پست آواز کے ساتھ آہستہ سے کہہ اور) پھر (یعنی دو دو مرتبہ شہادتین کو آہستہ سے کہنے کے بعد) بلند کر تو اپنی آواز کو شہادۃ کے ساتھ (یعنی اب دوبارہ بلند آواز کے ساتھ زور سے کہہ) اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ (اور شہادتین کو دو دو مرتبہ بلند آواز سے کہنے کے بعد بلند ہی آواز سے کہہ) حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ پھر اگر ہو وہ نماز جس کے لئے تو اذان دے رہا ہے صبح کی یعنی فجر کی نماز تو کہہ تو الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ (یعنی اگر فجر کی اذان دے رہا ہو تو خیر عِلَّتین کے بعد الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے الفاظ بھی کہہ۔ اور فجر کی اذان میں ان الفاظ کے بعد اور فجر کے علاوہ کی اذان میں

حَيَّعَلَيْنِ کے بعد ہی کہہ تو (اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ -

نوٹ :- اس حدیث شریف میں اس بات کی دلیل ہے کہ اذان میں ترجیع یعنی پہلے شہادتین کو آہستہ سے کہنے اور پھر دوبارہ بلند آواز سے کہنے کی چنانچہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اس کے یعنی اذان میں ترجیع کی سنیت کے قائل ہیں اور وہ اسی حدیث کو دلیل میں پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث یعنی حدیث ابی محذورہؓ حدیث صحیح ہے اور اس میں ایک ایسی زیادتی یعنی ترجیع کی بات مذکور ہے جو کسی صحیح حدیث کے منافی نہیں ہے لہذا اصول حدیث کے مطابق اس زیادتی کو قبول کیا جائے گا اور ترجیع کو سنت مانا جائے گا۔ نیز یہ حضرات ترجیع کی سنیت پر ایک دلیل بھی دیتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی حدیث اور واقعہ بالکل شروع کا ہے اور حضرت ابو محذورہؓ کی یہ حدیث اور واقعہ غزوہ حنین کے بعد ۸ھ کا ہے اور یہ اصول ہے کہ بعد والی حدیث پر عمل کیا جاتا ہے لہذا حضرت ابو محذورہؓ کی حدیث پر عمل ہوگا اور اذان میں ترجیع کو سنت کہا جائے گا۔ نیز یہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ اہل مکہ و مدینہ کا عمل بھی ترجیع کا ہے لہذا اذان کے اندر ترجیع کی سنیت و عدم سنیت میں سے سنیت ہی کو رائج کہا جائے گا اور اذان میں ترجیع کو مسنون مانا جائے گا۔

لیکن امام ابو حنیفہؒ اور دیگر کوئی علماء حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ اذان کے اندر ترجیع نہ سنت ہے نہ مستحب اور یہ حضرات دلیل میں یہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی حدیث اور آسمان سے اترنے والے فرشتہ کی اذان کے اندر ترجیع نہیں ہے اور اذان کے سلسلہ میں فرشتہ کی اذان اور عبداللہ بن زیدؓ کی حدیث ہی اصل ہے اس لئے اذان کے اندر ترجیع کو نہ سنت کہہ سکتے ہیں اور نہ مستحب۔ اور یہی حضرت ابو محذورہؓ کی حدیث جس سے اذان کے اندر ترجیع کا ثبوت ہو رہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اذان مذکور نہیں ہے بلکہ تعلیم اذان ہے یعنی اس میں جو آپ ﷺ نے حضرت ابو محذورہؓ سے ترجیع کرائی تھی وہ اذان کی وجہ سے نہیں کرائی تھی بلکہ تعلیم و تعلم کی غرض سے کرائی تھی اور

اس کی دلیل یہ ہے کہ اس وقت حضرت ابو محذورہؓ کا فرہ گئے اور آپ ﷺ نے جو ترجیع یعنی تکرارِ شہادتین کا حکم دیا تھا وہ اس لئے دیا تھا کہ شہادتین کا یقین و اقرار ان کے دل میں راسخ ہو جائے اور بیٹھ جائے نہ کہ اس لئے کہ اذان کے اندر ترجیع کرنی چاہئے مگر ابو محذورہؓ نے یہ سمجھا کہ آپ ﷺ کا مقصد اس سے یہ بتانا ہے کہ اصل اذان میں ترجیع ہوگی اور انہوں نے اس کو اسی طرح نقل کر دیا۔ نیز مؤذن رسول ﷺ حضرت بلالؓ کا تاو فات رسول ﷺ بغیر ترجیع کے اذان دینا بھی اسی کا ثبوت اور دلیل ہے کہ اذان میں ترجیع مسنون نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہ حدیثِ ابی محذورہؓ اپنے ظاہر کے اعتبار سے اذان میں ترجیع کی سنیت کو ثابت کر رہی ہے اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی دلیل بن رہی ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور دیگر علمائے کوفہ جو اذان میں ترجیع کی عدم سنیت اور عدم استحباب کے قائل ہیں ان کے خلاف ہے۔۔ نیز اس حدیث شریف سے فجر کی اذان میں حَيِّ عَلَتَيْنِ کے بعد دومرتبہ الصلاة خیر مِنَ النوم کہنے کا بھی ثبوت ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں یہ سبق بھی ہے کہ جو آدمی کسی چیز اور مسئلہ سے ناواقف ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے جاننے والے سے رجوع کرے اور استاذ کو چاہئے کہ وہ اپنے شاگرد اور متعلم کے ساتھ نرمی اور رافت و شفقت سے پیش آئے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۰۰)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد الأسدیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ الحارث بن عبید:۔ یہ الحارث بن عبید الایادیؒ أبو قدامة البصریؒ المؤذن ہیں۔ حافظؒ نے انکو ”صدوق یخطی“ یعنی صدوق غلطی کا شکار ہونے والے راوی لکھا ہے اور آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔ امام احمدؒ نے ان کو مضطرب الحدیث اور ابنِ معین نے ضعیف کہا ہے۔

۳۔ محمد بن عبد الملک :- یہ محمد بن عبد الملک بن ابی محذورة

القرشي الجمحي المكي المؤذن ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، ابن قتان نے مجهول الحال کہا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ عن أبيه :- اس میں اب سے مراد ہیں محمد بن عبد الملک کے والد

عبد الملک بن ابی محذورة القرشي الجمحي المكي۔ اور ان کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ عن جدّه :- اس میں جد سے مراد محمد بن عبد الملک کے دادا حضرت

أبو محذورة القرشي الجمحي المكي المؤذن ہیں۔ یہ صحابی رسول ﷺ ہیں لوگوں میں سب سے زیادہ بلند آواز اور اچھی اذان دینے والے تھے، آپ ﷺ نے ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر فرمایا تھا۔ یہ اپنی کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں ان کے نام کے بارے میں کئی قول ہیں (۱) ان کا نام اوس تھا (۲) ان کا نام سمرة بن معير تھا (۳) سلمة تھا (۴) سلمان تھا۔ امام ترمذی کا کہنا ہے کہ حضرت ابو محذورة کا نام سمرة بن معير تھا۔ اور الزبير بن بكار کا قول ہے کہ حضرت ابو محذورة کا نام اوس بن معير بن لؤذان بن سعد بن جُمح تھا اور جو لوگ ان کا نام اس کے علاوہ بتاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ بہر حال یہ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں ان کی وفات مکہ مکرمہ میں ۵۹ھ میں ہوئی ہے اور ایک قول ۶۷ھ کا بھی ہے۔

الحديث / ۵۰۱ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ

وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَأُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَ هَذَا الْخَبَرِ وَفِيهِ ((الصَّلَاةُ

خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فِي الْأُولَى مِنَ الصُّبْحِ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ مُسَدَّدٍ أَبِينُ، قَالَ فِيهِ وَقَالَ ((وَعَلَّمَنِي الْقِيَامَةَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)). قَالَ أَبُو دَاوُدَ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَإِذَا أَقَمْتَ الصَّلَاةَ فَقُلْهَا مَرَّتَيْنِ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، أَسَمِعْتُ. قَالَ: ((فَكَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ وَرَةً. لَا يَجُزُّ نَاصِيَتَهُ وَلَا يَفْرِقُهَا، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَيْهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۰۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوعاصم اور عبدالرزاق نے (ان دونوں نے نقل کیا) ابن جریج سے (ابن جریج) نے کہا کہ مجھے خبر دی عثمان بن سائب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی میرے والد نے اور عبدالملک بن ابی محذورہ کی ماں (یعنی حضرت ابو محذورہ کی زوجہ نے) اور ان دونوں نے نقل کیا حضرت ابو محذورہ سے اور حضرت ابو محذورہ نے آپ ﷺ سے (اور آگے حسن بن علی نے بھی بیان کی) اسی خبر کی مانند (یعنی مسدد نے بواسطہ الحارث بن عبید جو سابقہ حدیث ہم سے بیان کی ہے اُسی کے جیسی حدیث حسن بن علی نے بواسطہ ابوعاصم و عبدالرزاق ہم سے بیان کی اور) اس میں (یعنی حسن بن علی نے اپنی سند سے اُس حدیث کے اندر یہ بھی بیان کیا) ہے کہ ”الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ“ کے الفاظ (کہہ) فجر کی پہلی اذان میں (یعنی مستحب و مسنون ہے یہ کہ توفجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہہ)۔

(واضح رہے کہ مصنفؒ اس حدیث نمبر (۵۰۱) کو لاکریہ اختلاف بتانا چاہتے ہیں کہ حدیث نمبر (۵۰۰) اور (۵۰۱) میں اتنا فرق ہے اور یہ اختلاف ہے کہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ اگرچہ دونوں حدیثوں میں مذکور ہیں لیکن فی الأولى من الصبح کے الفاظ کی قید صرف اس حدیث نمبر (۵۰۱) میں ہے اور اس لفظ یعنی فی الأولى من الصبح سے امام شافعیؒ نے اپنے قول جدید میں اُس اذان کو مراد لیا ہے جو فجر سے پہلے ہوتی ہے چنانچہ ان کا قول جدید یہی ہے کہ جواز ان فجر کا وقت ہونے سے پہلے ہوگی اس میں یہ تہویب ہوگی یعنی الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ دومرتبہ کہے جائیں گے اور جواز ان فجر کا وقت ہونے کے بعد یعنی دوسری اذان ہوگی اس میں نہیں کہے جائیں گے۔ اور امام ابوحنیفہؒ نے یہ کہا ہے کہ فی الأولى من الصبح کے الفاظ کا مطلب ہے کہ تہویب یعنی الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ فجر کی اذان میں کہے جائیں گے نہ کہ اقامت و تکبیر میں)۔

اور فرمایا امام الوداؤدؒ نے کہ مسدد کی حدیث (یعنی حدیث نمبر ۵۰۰) زیادہ واضح (اور مکمل و مفصل) ہے (اذان کے سلسلہ میں بمقابلہ اس حدیث نمبر (۵۰۱) کے یعنی حسن بن علی کی اس حدیث کے مقابلہ میں اگرچہ اس حدیث میں یعنی حسن بن علی کی حدیث میں کلمات تکبیر بھی منقول و مذکور ہیں کیونکہ حسن بن علی نے) اپنی اس حدیث میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ابوحمزہؓ نے مزید یہ بھی بیان کیا کہ آپ ﷺ نے مجھے اقامت (و تکبیر) سکھائی دودومرتبہ (یعنی میں جب اقامت و تکبیر کہوں تو کلمات اقامت کو دودومرتبہ اس طرح کہوں کہ) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ (کو دومرتبہ کہوں اور اسی طرح) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (کو دومرتبہ کہوں نیز) أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (کو بھی دومرتبہ اس کے بعد) حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ (اور پھر) حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (کو بھی دودومرتبہ پھر) اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ (کو بھی دومرتبہ اور کلمہ توحید) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (کو ایک مرتبہ کہوں)۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور کہا عبدالرزاق نے (یعنی ہمارے شیخ حسن بن علی نے ہمیں بتایا کہ ہم سے جب عبدالرزاق نے عن ابن جریج کے طریق سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اس میں یہ کہا کہ حضرت ابو محذورہؓ نے اقامت کے سلسلہ میں یہ بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا) اور جب تو تکبیر کہے تو کہہ اس کو (یعنی کلماتِ تکبیر کو) دودو مرتبہ (اور کہہ تو) قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ (کو بھی دودو مرتبہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا) کیاسن لیا تو نے (وہ جواذان و اقامت کے سلسلہ میں میں نے تجھے بتایا اور سکھایا)۔

(واضح رہے کہ اس حدیث نمبر (۵۰۱) کو ذکر کرنے سے اور پھر قال ابوداؤد الخ کے الفاظ سے مصنفؒ جو کہنا چاہر ہے اور اس سے ان کی جو غرض ہے اس کا خلاصہ و حاصل یہ ہے کہ حضرت ابو محذورہؓ کی حدیث کو مسدود نے ذکر کیا تو اس میں صرف اذان کا ذکر ہے اور حسن بن علی نے ذکر کیا تو اس میں مزید اقامت کے کلمات کا بھی ذکر ہے یہ تو اختلاف ہے مسدود اور حسن بن علی کی حدیث میں یعنی حدیث نمبر (۵۰۰) اور (۵۰۱) میں۔ اب یہ جو حدیث نمبر (۵۰۱) ہے یعنی حسن بن علی کی حدیث اس میں بھی اختلاف ہے اور وہ اختلاف یہ ہے کہ حسن بن علی کو یہ حدیث جب ان کے شیخ ابو عاصم نے عن ابن جریج سنائی اور پہونچائی تو اس میں کلماتِ اقامت کو مفصلاً ذکر کیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ یہ کلماتِ اقامت صرف دودو مرتبہ کہے جائیں گے مگر اس میں ابو عاصم نے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے الفاظ کو ذکر نہیں کیا۔ اور جب ان کے شیخ عبدالرزاق نے اسی حدیث کو عن ابن جریج سنایا اور پہونچایا تو انہوں نے کلماتِ اقامت کا اجمالاً ذکر کیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ یہ کلماتِ اقامت صرف دودو مرتبہ کہے جائیں گے نیز عبدالرزاق نے یہ بھی ذکر کیا کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے الفاظ کو بھی تکبیر میں دودو مرتبہ کہا جائے گا۔ یہ ہے خلاصہ مسدود اور حسن بن علی کی حدیث کے اختلاف کا اور پھر حسن بن علی کی حدیث میں بھی ابو عاصم اور عبدالرزاق کے اختلاف کا۔۔۔۔۔ یہاں پر ہی ایک بات یہ بھی سمجھ لیجئے کہ قَدْ

قَامَتِ الصَّلَاةُ کے بعد جو یہ لفظ ہے ”أَسْمَعْتُ“ اس کے بارے میں شرح حضرات نے کئی باتیں لکھی ہیں (۱) اس میں جو ہمزہ ہے یہ استفہام کا ہے اور یہ آپ ﷺ کا قول ہے جو آپ ﷺ نے حضرت ابو محذورہؓ سے فرمایا تھا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کلماتِ اذان و اقامت سکھانے کے بعد بطور تصدیق یہ پوچھا کہ اے ابو محذورہ کیا تم نے وہ سب کچھ سن لیا اور یاد کر لیا جو میں نے تم سے اذان و اقامت کے بارے میں کہا اور بیان کیا (۲) یہ یعنی ”أَسْمَعْتُ“ حضرت عبدالرزاق کا قول ہے جو انہوں نے اپنے شاگرد سے کہا تھا یعنی انہوں نے اپنے شاگرد سے حضرت ابو محذورہؓ کی یہ روایت نقل کر کے بطور استفہام یہ پوچھا کہ کیا تم نے وہ سب کچھ سن لیا اور سمجھ لیا جو میں نے تم سے بیان کیا ہے (۳) اور اس میں ایک احتمال یہ بھی ممکن ہے کہ یہ باب افعال کے مصدر الإسماع سے واحد مذکر حاضر کا صیغہ أَسْمَعْتُ بروزن أَفْعَلْتُ ہو اور یہ آپ ﷺ کا قول ہو جو آپ ﷺ نے حضرت ابو محذورہؓ سے فرمایا ہو اور مطلب یہ ہو کہ ”اے ابو محذورہ جب تو تکبیر کہے اور کلماتِ اقامت کہے تو اتنی آواز سے کہہ کہ تو جماعت میں حاضرین لوگوں کو سنا دے کیونکہ اقامت حاضرین کے لئے ہوتی ہے برخلاف اذان کے کیونکہ وہ یعنی اذان غائبین کے لئے ہوتی ہے اس لئے اذان کو بلند آواز سے دیا جاتا ہے“۔

اور راوی حدیث حضرت سائب نے بیان کیا کہ حضرت ابو محذورہؓ کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اپنی پیشانی کے بال نہ کترتے تھے اور نہ ان کو جدا کرتے تھے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اُن پر (اپنا دست مبارک) پھیرا تھا (یعنی آپ ﷺ کے اس تبرک اور دستِ شفقت کا شرف ان بالوں کو حاصل تھا اس لئے حضرت ابو محذورہؓ کے شاگرد سائب بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے شیخ حضرت ابو محذورہؓ کو کبھی بھی ان بالوں کو کترواتے اور اپنے آپ سے جدا کرتے نہیں دیکھا)۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۰۱)

۱۔ الحسن بن علی :- یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الخلال الحلوانی

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ ابو عاصم:۔ یہ الضحاک بن مَخلد النبیل ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۵)۔

۳۔ عبدالرزاق:۔ یہ عبدالرزاق بن ہمام الحمیری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔

۴۔ ابن جریج:۔ یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۳)۔

۵۔ عثمان بن السائب:۔ یہ عثمان بن السائب المکی الجُمحی مولیٰ اُبی محذورہ ہیں، انہوں نے صرف اپنے والد اور اُمّ عبدالملک سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف ابن جریج نے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابن قطان نے ان کو لا یعرف (غیر معروف) کہا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔ اُبی:۔ اس میں اُب سے مراد حضرت عثمان کے والد السائب المکی الجُمحی، انہوں نے صرف حضرت ابو محذورہ سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف ان کے بیٹے عثمان نے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور ذہبی نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ غیر معروف ہیں اور ابوداؤد و نسائی میں ان کی صرف یہی ایک حدیث اذ ان منقول ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔ اُم عبدالملک:۔ یہ حضرت عبدالملک بن اُبی محذورہ کی والدہ اور حضرت ابو محذورہ کی بیوی ہیں۔ بیہقی نے ان کو مجہولۃ الحال راویہ کہا ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے صرف اپنے شوہر حضرت ابو محذورہ سے اور ان سے صرف عثمان بن السائب نے روایت کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راویہ لکھا اور دوسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۸۔ أبو محذورۃ: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ أبو محذورۃ القرشی، الجمحی المکی المؤذن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۰)۔

۹۔ أبوداؤد:- یہ مصنف کتاب امام أبوداؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۰۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرہد الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۱۱۔ عبدالرزاق:- یہ عبدالرزاق بن ہمام الحمیری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔

۱۲۔ أبو محذورۃ: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ أبو محذورۃ القرشی، الجمحی المکی المؤمن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۰)۔

الحديث/ ٥٠٢ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَفَّانٌ وَسَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ وَحَجَّاجٌ وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ - قَالُوا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَامِرُ الْأَحْوَلُ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ أَنَّ ابْنَ مُحَيْرِيزٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ، حَدَّثَهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، الْأَذَانُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. وَالْإِقَامَةُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ

أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ،
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ
قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) كَذَا فِي كِتَابِهِ فِي حَدِيثِ
أَبِي مَحْذُورَةَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۰۲ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی
نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عثمان، سعید بن عامر اور حجاج نے (اور ان تینوں کی روایت کا مضمون
و مفہوم ایک ہی ہے اگرچہ الفاظ تینوں کے مختلف اور الگ الگ ہیں)۔ اور ان تینوں نے کہا کہ ہم سے
بیان کیا ہم نام نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عامر احوال نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا مکحول نے
یہ کہ اُن سے ابنِ مُجَرِّز نے یہ بیان کیا کہ حضرت ابو محذورہؓ نے اُن سے بیان کیا یہ کہ رسول اللہ ﷺ
نے ان کو اذان سکھلائی انیس کلمے اور اقامت سترہ کلمے، اور اذان (کے اُن انیس کلمات کی تفصیل یہ
ہے کہ مؤذن شروع میں چار مرتبہ کلمہ تکبیر کہے یعنی) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
(کہے اور اس کے بعد دو مرتبہ کلمہ شہادت توحید کہے یعنی) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (کہے اور اس کے بعد دو مرتبہ کلمہ شہادت رسالت کہے یعنی) أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ
اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (کہے اور پھر دو مرتبہ کلمہ شہادت توحید کہے یعنی) أَشْهَدُ أَنْ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (کہے اور پھر دو مرتبہ کلمہ شہادت رسالت کہے یعنی)
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (کہے اور اس کے بعد دو کلمے یہ
کہے یعنی) حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ (کہے اور پھر دو کلمے یہ کہے یعنی) حَيَّ عَلَى

الْفَلَّاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَّاحِ (کہے اور اس کے بعد دومرتبہ کلمہ بتکبیر کہے یعنی) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ (کہے اور پھر اخیر میں ایک مرتبہ کلمہ توحید یعنی) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (کہے)۔

اور اقامت (کے سترہ کلمات کی تفصیل یہ ہے کہ مُکبّر شروع میں چار مرتبہ کلمہ بتکبیر یعنی) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ (کہے پھر دومرتبہ کلمہ شہادت توحید یعنی) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (کہے پھر دومرتبہ کلمہ شہادت رسالت یعنی) أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (کہے پھر دومرتبہ) حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ (کہے اس کے بعد دومرتبہ) حَيَّ عَلَى الْفَلَّاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَّاحِ (کہے اور حَيَّ عَلَتَيْنِ کے بعد دومرتبہ کلمہ اقامت یعنی) قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ (کہے اس کے بعد دو مرتبہ کلمہ بتکبیر یعنی) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ (کہے اور اس کے بعد بالکل اخیر میں ایک مرتبہ کلمہ توحید یعنی) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (کہے)۔

اور ایسے ہی ہے ان کی کتاب (یعنی ہمام کی) کتاب میں (جو انہوں نے حضرت ابو مخزومہؓ کی احادیث کے سلسلہ میں (لکھ رکھی اور تیار کر رکھی تھی)۔ (واضح رہے کہ اس عبارت کا مطلب بتاتے ہوئے شراح حضرات نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمام نے جو حضرت ابو مخزومہؓ کی یہ حدیث جس میں کلمات اذان انیس اور کلمات اقامت سترہ بیان کئے گئے ہیں یہ حدیث انہوں نے اپنی کتاب سے دیکھ کر بیان کی ہے اور جب وہ کتاب سے حدیث بیان اور نقل کرتے ہیں تو وہ حدیث مضبوط اور غیر متکلم فیہ ہوتی ہے لہذا یہ کہہ کر گویا مصنفؒ نے یہ کہا کہ ہم سے حسن بن علی نے بتایا کہ اُن سے ان کے شیوخ عفان، سعید اور حجاج نے یہ کہا تھا کہ حضرت ہمام نے ہم سے یہ حدیث اپنی کتاب سے دیکھ کر بیان کی تھی نہ کہ اپنے حفظ سے اور ان کی اپنے حفظ سے بیان کردہ حدیث اگرچہ متکلم فیہ ہوتی ہے لیکن ان کی اپنی کتاب سے بیان کردہ حدیث غیر متکلم فیہ اور صحیح ہوتی ہے لہذا ان کی یہ

حدیث بھی غیر متکلم فیہ اور صحیح ہے۔ (۲) اور اس کا دوسرا مطلب شرح حضرات نے یہ بیان کیا ہے کہ ہمام نے یہ حدیث اپنے حفظ اور یاد سے بیان کی تھی اور ان کی اپنے حفظ و یاد سے بیان کی ہوئی حدیث چونکہ متکلم فیہ ہوتی ہے اس لئے ان کے تلامذہ عفان، سعید اور حجاج نے حسن بن علی سے یہ جملہ یعنی ”هكذا في كتابه في حديث أبي معذورة“ کہہ کر یہ بتا دیا کہ اگرچہ انہوں نے یہ حدیث ہم سے اپنے حفظ و یاد سے بیان کی تھی لیکن جب ہم نے ان کی کتاب میں دیکھا یا انہوں نے اپنی کتاب دکھائی تو اس میں بھی یہ حدیث بالکل ایسے ہی تھی لہذا اس حدیث کو متکلم فیہ اور غیر صحیح نہیں کہا جاسکتا بلکہ غیر متکلم فیہ اور صحیح ہی کہا جائے گا کیونکہ ان کی کتاب میں منقول و مکتوب احادیث غیر متکلم فیہ اور صحیح ہی ہیں۔

نوٹ :- اس حدیث سے بھی ترجیح ثابت ہوتی ہے اور اس مسئلہ ترجیح کی قدرے تفصیل کے لئے اس سے پہلے والی حدیث کا مطالعہ فرمائیں۔ اور اذان و اقامت کے اختلاف کے بارے میں بہتر تو یہی ہے کہ مطولات کو دیکھیں پھر بھی کچھ خلاصہ درج ذیل ہے۔

امام شافعیؒ اور اہل علم کی ایک جماعت اذان کے اندر انیس کلمات ہی کی قائل ہے جیسا کہ حضرت ابو معزورہؓ کی حدیث میں مذکور و منقول ہے۔ امام ابو حنیفہؒ، امام احمدؒ اور ثورثیؒ اذان کے اندر پندرہ کلمات کے قائل ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی حدیث میں یعنی حدیث نمبر (۴۹۹) میں پندرہ ہی کلمات مذکور ہیں یعنی چار کلمات ترجیح کے علاوہ جو پندرہ کلمات ہیں یہ حضرات انہی کلمات اذان مانتے اور کہتے ہیں۔ اور امام مالکؒ اذان کے اندر سترہ کلمات کے قائل ہیں یعنی ان کے نزدیک شروع اذان میں دو مرتبہ کلمہ تکبیر ہے اور ترجیح ہے اس لئے دو گھٹے اور چار بڑھے لہذا ابو حنیفہؒ اور احمدؒ کے مقابلہ میں دو کلمے بڑھ گئے اور امام شافعیؒ کے مقابلہ میں صرف دو کلمے گھٹے اور اس طرح امام مالکؒ کے یہاں کلمات اذان کی تعداد سترہ ہو گئی اور ہے۔

اور اقامت کے سلسلہ میں یہ حدیث صراحت کر رہی ہے اس بات کی کہ کلمہ توحید کے علاوہ تمام کلمات اقامت کو دو مرتبہ کہا جائے گا اور شروع میں کلمہ تکبیر کو چار مرتبہ کہا جائے گا اور اس طرح کل کلمات اقامت سترہ ہو جائیں گے۔ اور کلمات اقامت کے بارے میں بھی اختلاف وادلہ کی تفصیل کے لئے تو مطولات ہی کو دیکھیں لیکن کلمات اقامت کے اختلاف کو اجمالاً یہاں بھی سمجھ لیں۔۔۔۔۔ امام ابوحنیفہؒ، ابن مبارکؒ اور ثوریؒ اقامت میں سترہ کلمات کے قائل ہیں بالکل اسی طرح جس طرح اس حدیث میں منقول و مذکور ہیں۔ امام مالکؒ اقامت میں دس کلمات کے قائل ہیں یعنی کلمہ تکبیر شروع میں دو مرتبہ اور پھر قد قامت الصلاة سمیت تمام کلمات ایک ایک مرتبہ اور اخیر میں کلمہ تکبیر دو مرتبہ اور ایک مرتبہ کلمہ توحید۔ اور امام شافعیؒ کا قول قدیم تو امام مالکؒ ہی کی طرح اقامت کے سلسلہ میں دس کلمات کا ہے لیکن قول جدید گیارہ کلمات کا ہے یعنی کلمہ تکبیر شروع و آخر میں دو دو مرتبہ قد قامت الصلاة دو مرتبہ اور باقی تمام کلمات ایک ایک مرتبہ اور امام احمدؒ کا بھی یہی قول ہے یعنی امام شافعیؒ کے قول جدید کے جیسا قول اور حضرت عمرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، انسؓ، حسن بصریؒ، زہریؒ، مکحولؒ، اوزاعیؒ، اسحاقؒ، داؤدؒ، اور ابن منذرؒ کا بھی یہی قول ہے۔ اس کے علاوہ اقامت کے بارے میں کچھ حضرات کا قول آٹھ کلمات کا اور کچھ حضرات کا نو کلمات کا بھی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تعارف رجال حدیث (۵۰۲)

۱۔ الحسن بن علیؒ: یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الخلال الحلوانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ عفانؒ: یہ عفان بن مسلم بن عبداللہ الصفار الباہلی أبو عثمان البصری مولیٰ عذرۃ بن ثابت الأنصاریؒ ہیں حافظ نے ان کو ثقہ، ثبت لکھا اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیا

ہے۔ صاحب المنہل وغیرہ نے ان کی وفات بغداد میں ۲۲۰ھ میں نقل کی ہے۔

۳۔ سعید بن عامر :- یہ سعید بن عامر الضبیّ أبو محمد البصریّ ہیں۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ کثیر الحدیث، عجمی نے رجل صالح ثقہ من خيار المسلمين، ابو حاتم نے رجل صالح کبھی کبھی وہم وخطا کا شکار ہونے والے، ابن قانع نے ثقہ اور ابن حبان نے بھی ثقات میں ہی لکھا ہے۔ حافظ نے ثقہ، صالح لکھا اور نوں طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور وفات بصرہ چھپاسی سال ۲۰۸ھ میں بتائی ہے اور صاحب المنہل نے بالتفصیل وفات اس طرح لکھی ہے چھپیس شوال ۲۰۸ھ۔

۴۔ حجاج :- یہ حجاج بن منہال الأنماطیّ أبو محمد السلمیّ البصریّ ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ، فاضل محدث لکھا ہے اور نوں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سن وفات ۲۱۶ھ یا ۲۱۷ھ بتایا ہے۔

۵۔ ہمام :- یہ ہمام بن یحییٰ بن دینار العوذیّ أبو بکر البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۶۔ عامر الأحول :- یہ عامر بن عبد الواحد الأحول البصریّ ہیں۔ حافظ نے ان کو ”صدوق یخطئ“ صدوق خطا کا شکار ہونے والا راوی لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔ مکحول :- یہ مکحول بن زبر الشامیّ الإمام أبو عبد اللہ الدمشقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۱)۔

۸۔ ابن مُحَیْرِز :- یہ عبد اللہ بن مُحَیْرِز بن جُنَادَة بن وَهَب بن لُوْذَانَ الجمحیّ أبو مُحَیْرِز المکیّ ہیں۔ یہ یتیم تھے اور مکہ میں حضرت ابو محمد زورہ کی زیر تربیت رہے اس

کے بعد ملکِ شام جا کر بیت المقدس میں سکونت اختیار کر لی۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ، عابد لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۹۹ھ میں بتائی ہے اور ایک قول اس کے بعد کا بھی لکھا ہے۔

۹۔ أبو محذورة: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ أبو محذورة القرشي، الجمحي المکی المؤذن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۰)۔

الحديث/ ٣٠٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا

ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ _ يَعْنِي عَبْدِ الْعَزِيزِ _ عَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ، قَالَ: ((الْقَى عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ التَّائِدِينَ هُوَ بِنَفْسِهِ فَقَالَ قُلْ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۰۳ :- فرمایا امام ابو داؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن بشار

نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو عاصم نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابن جریج نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی ابن عبد الملک بن ابی محذورہ نے۔ یعنی عبد العزیز نے۔ انہوں نے نقل کیا ابن مُخیرِز

سے انہوں نے حضرت ابو محذورہؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ) مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے خود بنفسِ نفیس تاذین (یعنی کلماتِ اذان اور اذان دینے کی کیفیت اور اس کا طریقہ) سکھایا، اور (اس تعلیم و القاء کے وقت) فرمایا (کہ جب تو اذان دے تو یہ کلمات) کہہ (یعنی شروع میں چار مرتبہ کلمہ تکبیر) اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ (کہہ اور اس کے بعد کلمہ شہادتِ توحید دومرتبہ یعنی) اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ (کہہ اور پھر دومرتبہ کلمہ شہادتِ رسالت یعنی) اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (کہہ پھر آپ ﷺ نے) فرمایا کہ پھر دوبارہ کہہ اور اونچی کراہنی آواز کو (ان کلماتِ شہادت یعنی) اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (کو کہتے ہوئے اور اس کے بعد دومرتبہ حیّ علّٰیٰ حیّ علّٰیٰ یعنی) حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (کہہ اور پھر دومرتبہ کلمہ تکبیر یعنی) اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ (کہہ اور پھر اخیر میں ایک مرتبہ کلمہ توحید یعنی) لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ (کہہ۔ یعنی اس طرح پر آپ ﷺ نے مجھے کلماتِ اذان اور اذان دینے کی ترکیب و طریقہ بتایا)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کلماتِ اذان انیس ہیں اور اذان میں ترجیع شہادتین ہونی چاہئے لہذا یہ حدیث دلیل ہے اُن حضرات کی جو اذان میں انیس کلمات اور ترجیع شہادتین کے قائل ہیں۔ اور یہ حدیث اُن حضرات کے خلاف ہے جو اذان میں انیس کلمات کی بجائے سترہ کلمات کے اور عدمِ ترجیع کے قائل ہیں۔ اور اس اختلاف کی تفصیلات کے لئے تو گذشتہ احادیث اور ان کی تشریحات کا مطالعہ کر لیں۔ تاہم اتنا ذہن میں رکھ لیں کہ جن حضرات کے خلاف یہ حدیث ہے اُن حضرات کی طرف سے امام طحاویؒ کا یہ قول پیش کیا جاسکتا ہے کہ اس حدیث میں جو ترجیع شہادتین مذکور ہے اس کا مطلب یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابو محذورہؓ سے جس طرح زور

سے اور بلند آواز سے شہادتین کو کہلوانا یا کہنے کی تعلیم دینا چاہتے تھے انہوں نے اس طرح اور اتنی بلند آواز سے نہیں کہا تھا اس لئے آپ ﷺ سے اُن سے دوبارہ بلند آواز سے ان کلماتِ شہادت کو کہنے کے لئے فرمایا نہ کہ اس لئے کہ اذان کے کلمات انیس ہیں اور اذان میں ترجیع شہادتین کرنی چاہئے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۰۳)

۱۔ محمد بن بشار :- یہ محمد بن بشار بن عثمان العبديّ أبو بکر بندار البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۲۔ أبو عاصم :- یہ الضحاک بن مخلد النبیل ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۵)۔

۳۔ ابن جریج :- یہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۴)۔

۴۔ ابن عبد الملک :- یہ عبد العزیز بن عبد الملک بن أبي محذورة الجمحيّ المکّيّ المؤذن ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور علی بن مدینی کا قول ہے کہ حضرت ابو محذورہؓ کے جتنے بیٹے (پوتے) بھی حدیث بیان کرتے ہیں وہ سب کے سب ضعیف اور لیس بشیٰ ہیں۔ اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ ابن مُحَيْرِيز :- یہ عبد اللہ بن مُحَيْرِيز أبو مُحَيْرِيز المکّيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۲)۔

۶۔ أبو محذورة :- آپؒ مشہور صحابی رسول ﷺ أبو محذورة القرشيّ، الجمحيّ المکّيّ المؤذن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۰)۔

نوٹ :- ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ یہ حدیث نمبر (۵۰۳) یہاں ذرا مختصر ہے اور نسائی میں

بالتفصیل ہے چنانچہ مفصل حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ ابنِ محیر یز جب ملکِ شام جانے لگے تو انہوں نے حضرت ابو محذورہؓ سے کہا کہ جب میں وہاں جاؤں گا تو وہاں کے لوگ مجھ سے آپ کی اذان اور اذان دینے کے طریقہ کے بارے میں ضرور پوچھیں گے اس لئے مجھے اس کی پوری تفصیل بتا اور سنا دیجئے تاکہ میں اُن لوگوں سے بیان کر دوں تب حضرت ابو محذورہؓ نے یہ پوری تفصیل جو حدیث نمبر (۵۰۳) میں مذکور ہے ابنِ محیر یز کو بتائی اور سنائی۔

الحديث / ۵۰۴ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَدِّي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ أَبِي مَحْذُورَةَ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَحْذُورَةَ، يَقُولُ: ((الْقِيَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْأَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: وَكَانَ يَقُولُ فِي الْفَجْرِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۰۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا نفیلی نے

انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابراہیم بن اسماعیل بن عبد الملک بن ابی محذورہ نے (اور دورانِ خبر) کہا کہ میں نے سنا اپنے دادا عبد الملک بن ابی محذورہ کو یہ بیان کرتے ہوئے کہ انہوں نے (اپنے والد

حضرت ابو محذورؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان (کے کلمات) ایک ایک کلمہ کر کے سکھائے ہیں (یعنی مجھے خوب اچھی طرح سے سمجھا سمجھا کر اور ایک ایک کلمہ کہلو کر اذان بتائی اور سکھائی ہے جس کی تفصیل یہ ہے، شروع میں چار مرتبہ کلمہ تَکْبِیر یعنی) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ (پھر دوسرے کلمہ شہادتِ توحید یعنی) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (پھر دوسرے کلمہ شہادتِ رسالت یعنی) أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (پھر دوسرے کلمہ شہادتِ توحید یعنی) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (پھر دوسرے کلمہ شہادتِ رسالت یعنی) أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (پھر دوسرے کلمہ شہادتِ توحید یعنی) حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (اور ابراہیم بن اسماعیل نے دورانِ خبریہ بھی) کہا (کہ میں نے اپنے دادا عبد الملک بن ابی محذورہ کو یہ بھی بیان کرتے ہوئے سنا کہ) اور وہ (یعنی حضرت ابو محذورہؓ) فجر (کی اذان) میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ (کے الفاظ کو بھی دوسرے کلمہ) کہا کرتے تھے (اور اس کے بعد دوسرے کلمہ تَکْبِیر یعنی) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ کہتے اور پھر اخیر میں ایک مرتبہ کلمہ توحید لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ کر اپنی اذان کو ختم کرتے تھے)۔

نوٹ :- اس حدیث سے بھی ترجیع ثابت ہو رہی ہے لہذا اس مسئلہ ترجیع کی تفصیلات کے لئے تو گزشتہ احادیث کی تشریحات کا مطالعہ فرمائیں۔ اور ایک مسئلہ اس حدیث کو پڑھکر یہ ذہن میں آسکتا ہے کہ اس میں آخر میں دو مرتبہ کلمہ تکبیر اور ایک مرتبہ کلمہ توحید مذکور نہیں ہے تو ایسا کیوں ہے؟ تو اس کا جواب صراحۃً تو لکھا ہوا مجھے کہیں نہیں ملا ہاں اتنی بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہاں پر اس حدیث میں غالباً اختصار کی وجہ سے یہ کلمات مذکور نہیں ہیں۔ اسکے علاوہ اگر کوئی جواب آپ کے ذہن میں ہو تو مجھے بھی مطلع فرما کر ممنون و ماجور ہوں۔ جزاک اللہ (محمد مایمن قاسمی فون نمبر ۲۴۱۶۵۵۹-۰۵۹۱)۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۰۴)

۱۔ النُقَیْلَیَّ: یہ عبداللہ بن محمد بن علی بن نُفَیْل النُقَیْلَیَّ أبو جعفر الحرّانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔ ابراہیم بن اسماعیل: یہ ابراہیم بن اسماعیل بن عبدالملک بن اُبی محذورۃ أبو اسماعیل القرشی ہیں۔ اُزدی نے ان کو ضعیف راوی کہا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو مجہول راوی لکھ کر ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۳۔ عبدالملک بن اُبی محذورۃ: یہ عبدالملک بن اُبی محذورۃ القرشی الجُمحی المکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۰)۔

۴۔ أبو محذورۃ: آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ أبو محذورۃ القرشی، الجمحی المکی المؤذن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۰)۔

الحديث/ ۵۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْإِسْكَندَرَانِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادٌ يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ يَعْنِي الْجُمَحِيَّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ الْجُمَحِيَّ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ، ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَّمَهُ الْإِذَانَ. يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ إِذَانِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ وَمَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَفِي حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ أَبِي مَحْذُورَةَ

قُلْتُ حَدَّثَنِي عَنْ أَذَانَ أَبِيكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ قَطُّ. وَكَذَلِكَ حَدِيثُ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ابْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ عَنْ عَمِّهِ عَنْ جَدِّهِ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((ثُمَّ تَرَجَّعَ فَتَرَفَعَ صَوْتَكَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۰۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن داؤد

اسکندرائی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا زیادہ یعنی زیادہ بن یونس۔ نے انہوں نے نقل کیا نافع بن عمر۔ یعنی نافع بن عمر جمعی۔ سے انہوں نے عبد الملک بن ابی محذورہ سے (یہ کہہ کر کہ عبد الملک بن ابی محذورہ نے) ان کو خبر دی ہے عبد اللہ بن محیریز جمعی سے نقل کرتے ہوئے (اور عبد اللہ بن محیریز نے نقل کیا ہے) حضرت ابو محذورہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اذان سکھائی ہے (اور وہ یعنی ابو محذورہ اذان میں) کہتے تھے (یا یہ کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو محذورہ کو جواز ان سکھائی تھی اس میں آپ ﷺ دورانِ تعلیم کہہ رہے تھے) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (یعنی شروع اذان میں آپ ﷺ نے ان کو کلمہ تکبیر دومرتبہ سکھایا تھا۔ یا ابو محذورہ آپ ﷺ سے سیکھی ہوئی اذان کو بیان کرتے ہوئے یا اس کے مطابق اذان دیتے ہوئے شروع اذان میں کلمہ تکبیر صرف دومرتبہ کہا کرتے تھے) پھر (یعنی کلمہ شہادتِ توحید کے بعد) انہوں نے (یعنی نافع بن عمر جمعی نے بھی) ابنِ جریج کی عبد العزیز بن عبد الملک سے نقل کردہ حدیث (میں پائی جانے والی) اذان کو اور اسی کے (یعنی ابنِ جریج کی عبد العزیز بن عبد الملک سے نقل کردہ حدیث کے) مضمون و مفہوم کو نقل و بیان کیا (خلاصہ یہ کہ نافع بن عمر جمعی کی عبد الملک بن ابی محذورہ سے نقل کردہ یہ روایت یعنی حدیث نمبر (۵۰۵) ابنِ جریج کی عبد العزیز بن عبد الملک سے نقل کردہ روایت کے یعنی حدیث نمبر (۵۰۳) کے بالکل موافق و مشابہ ہے یعنی جس طریقہ سے ابنِ جریج کی روایت میں جو کلمات اذان اور ترجیع

شہادتین مذکور ہے ویسے ہی نافع بن عمر کی اس حدیث میں بھی وہی تمام کلمات اذان اور ترجیع شہادتین مذکور و منقول ہے ہاں بس اتنا اختلاف ہے کہ ابنِ جریج کی روایت میں اذان کے شروع میں کلمہ تکبیر چار مرتبہ مذکور ہے اور نافع بن عمر کی روایت میں دو مرتبہ مذکور ہے۔

اور امام ابوداؤد نے فرمایا کہ مالک بن دینار کی روایت میں (یہ مذکور ہے کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو محذورہؓ کے صاحبزادے (غالباً عبدالملک بن ابی محذورہ) سے عرض کیا کہ مجھ سے بیان کرو اپنے والد کی وہ اذان جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھی تھی (یعنی مجھے اپنے والد محترم کی وہ اذان سناؤ جو وہ دیا کرتے تھے اور جس کو انہوں نے آپ ﷺ سے سیکھا اور حاصل کیا تھا) تو انہوں نے (میری درخواست کو پورا کرتے ہوئے اس اذان کو سنایا اور) ذکر کیا (اور اس سنانے اور بیان کرنے کے دوران) انہوں نے صرف اللہُ اکْبَرُ اللہُ اکْبَرُ کہا (یعنی جیسے نافع بن عمر کی روایت میں شروع اذان میں دو مرتبہ کلمہ تکبیر منقول و مذکور ہے ویسے ہی مالک بن دینار کی روایت میں بھی شروع اذان میں دو ہی مرتبہ کلمہ تکبیر منقول و مذکور ہے)۔

اور اسی کی مانند ہے (یعنی نافع بن عمرؓ کی روایت ہی کی مانند ہے) جعفر بن سلیمان کی وہ حدیث جو انہوں نے عن ابنِ ابی محذورہ عن عمہ عن جدہ کے طریق سے روایت کی ہے مگر یہ کہ انہوں نے (یعنی جعفر بن سلیمان نے اپنی حدیث میں یہ بھی) بیان کیا ہے ثم ترجع فترفع صوتک اللہُ اکْبَرُ اللہُ اکْبَرُ یعنی پھر تو ترجع کر اور اپنی آواز کو بلند کر اللہُ اکْبَرُ اللہُ اکْبَرُ کہتے ہوئے۔

(واضح رہے کہ ابوداؤد اس تعلیق سے اور اس سے پہلے کی تعلیق سے بتانا یہ چاہ رہے ہیں کہ جس طریقہ سے نافع بن عمر کی روایت میں شروع اذان میں کلمہ تکبیر صرف دو مرتبہ مذکور ہے ویسے ہی مالک بن دینار کی روایت میں بھی دو ہی مرتبہ مذکور ہے نیز جعفر بن سلیمان کی روایت میں بھی اسی طرح دو ہی

مرتبہ مذکور ہے ہاں جعفر بن سلیمان کی حدیث میں یہ زیادتی بھی مذکور ہے کہ کلمہ تکبیر میں ترجیع کر اور بلند آواز کے ساتھ دومرتبہ کلمہ تکبیر کو پھر کہہ۔ اور ایک مطلب اس دوسری تعلیق کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ”ایسے ہی یعنی نافع بن عمر اور مالک بن دینار کی روایت کی طرح ہی جعفر بن سلیمان کی حدیث بھی شروع اذان میں کلمہ تکبیر کے دومرتبہ کہنے یعنی صرف اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے پر مشتمل ہے لیکن جعفر بن سلیمان نے اپنی حدیث میں ترجیع شہادتین کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے ”ثم ترجع فترفع صوتك“ جبکہ نافع بن عمر اور مالک بن دینار نے ابن جریج کی طرح ثم ارجع فمد من صوتك کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

نوٹ:- اس دوسری تعلیق میں جو یہ الفاظ ہیں ”ثم ترجع فترفع صوتك“ ان کے بارے میں شرح حضرات نے لکھا ہے کہ ان میں جو ترجع اور ترفع دو لفظ ہیں یہ باب تَفَعَّل سے صیغہ امر یعنی تَرَجَّعُ فترفعُ بروزن تَفَعَّلُ بھی ہو سکتے ہیں اور ثلاثی مجرد سے صیغائے مضارع یعنی تَرَجَّعُ بروزن تَصَوَّبُ اور تَرَفَّعُ بروزن تَفَتَّحُ بھی ہو سکتے ہیں اور دونوں شکلوں میں مطلب ایک ہی ہوگا۔

واضح رہے کہ اس حدیث کی شرح کے آخر میں صاحب المنہل نے ایک خلاصہ لکھا ہے جو مجھے بہت اچھا لگا اس لئے میں بھی اس کو نقل کئے دے رہا ہوں شاید آپ کے بھی کام آئے اور آپ کو پسند بھی آئے تو سنئے وہ لکھتے ہیں کہ:- ماقبل میں اذان سے متعلق جو احادیث نقل ہوئی ہیں اُن سے اذان کے شروع میں چار مرتبہ اور دومرتبہ کلمہ تکبیر کہنا معلوم ہوا اسی طریقہ سے دونوں شکلوں میں ترجیع شہادتین کرنا اور نہ کرنا بھی معلوم ہوا ہے۔ اور اقامت میں شروع میں چار مرتبہ کلمہ تکبیر کہنا اور باقی تمام کلمات کو دومرتبہ کہنا اور اخیر میں کلمہ تَوْحِيدًا اِلٰهًا اِلَّا اللّٰهُ کو صرف ایک مرتبہ کہنا۔ نیز اقامت کے بارے میں ایک طریقہ یہ سامنے آیا کہ تمام کلمات اقامت کو دومرتبہ کہا جائے اور کلمہ تَوْحِيدًا اِلٰهًا اِلَّا اللّٰهُ کو صرف ایک مرتبہ کہا جائے۔ اور اقامت ہی کے بارے میں ایک طریقہ یہ سامنے آیا کہ تمام

کلماتِ اقامت کو ایک ایک بار کہا جائے ہاں کلمہ تکبیر کو اول اور آخر میں دو دو مرتبہ اور قد قامت الصلاة کو بھی دو مرتبہ ہی کہا جائے۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ یہ تمام طریقے جائز اور بغیر کسی کراہت کے صحیح ہیں کیونکہ یہ سب ہی طریقے آپ ﷺ سے ثابت ہیں اور آپ ﷺ کے صحابہؓ نے ان پر عمل کیا ہے لہذا جو چاہے شروع میں چار مرتبہ کلمہ تکبیر کہلے اور جو چاہے دو مرتبہ کہلے۔ اور جو چاہے ترجیع کر لے اور جو چاہے ترجیع نہ کرے۔ اسی طریقہ سے اقامت کے سلسلہ میں جو چاہے شروع میں چار مرتبہ کلمہ تکبیر کہلے باقی کلمات کو دو دو مرتبہ سوائے کلمہ توحید کے۔ اور جو چاہے کلمہ تکبیر سمیت تمام الفاظ اقامت کو دو دو مرتبہ کہلے سوائے کلمہ توحید کے کیونکہ کلمہ توحید تو بہر صورت ایک ہی مرتبہ کہنا ہوگا اس لئے کہ کسی بھی حدیث میں ایک مرتبہ کے علاوہ مذکور نہیں ہے۔ اور جو چاہے تمام کلمات اقامت کو صرف ایک ایک مرتبہ کہلے اور کلمہ تکبیر کو اول اور آخر میں دو دو مرتبہ اور اسی طرح قد قامت الصلاة کو بھی دو ہی مرتبہ کیونکہ کلمہ تکبیر اور قد قامت الصلاة دو سے کم کسی حدیث میں مذکور نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ اذان و اقامت کے الفاظ میں جو اختلاف ہے یہ صرف افضلیت کا ہے جو یا عدم جواز کا نہیں ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

تعارف رجال حدیث (۵۰۵)

۱۔ محمد بن داؤد :- یہ محمد بن داؤد الإسکندرانیؒ ابو محمد المہری المصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۸)۔

۲۔ زیاد بن یونس :- یہ زیاد بن یونس الحضرمیؒ أبو سلامۃ الإسکندرانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۸)۔

۳۔ نافع بن عمر :- یہ نافع بن عمر بن عبد اللہ بن جمیل الجمحیؒ الحافظ

المکّی ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ، ثبت لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات مکہ مکرمہ میں ۱۶۹ھ میں لکھی ہے۔

۴۔ عبد الملک بن اُبی محذورة :- یہ عبد الملک بن اُبی محذورة القرشيّ الجُمحيّ المکّی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۰)۔

۵۔ عبد اللہ بن مُحَيْرِيز :- یہ عبد اللہ بن مُحَيْرِيز أَبُو مُحَيْرِيز المکّی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۲)۔

۶۔ اُبو محذورة :- آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ اُبو محذورة القرشيّ، الجُمحيّ المکّی المؤذن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۰)۔

۷۔ ابن جريج :- یہ عبد الملک بن عبد العزيز بن جريج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۳)۔

۸۔ عبد العزيز بن عبد الملک :- یہ عبد العزيز بن عبد الملک بن اُبی محذورة الجُمحيّ المکّی المؤذن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۳)۔

۹۔ اُبوداؤد :- یہ مصنف کتاب امام اُبوداؤد سليمان بن الأشعث السجستانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۰۔ مالک بن دينار :- یہ مالک بن دينار الزاهد اُبو يحيى الساميّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴۸)۔

۱۱۔ ابن اُبی محذورة :- اس میں ابن سے مراد عبد الملک بن اُبی محذورة القرشيّ الجُمحيّ المکّی ہیں۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۰)۔

۱۲۔ عن أذان أبيك :- اس میں اُب سے مراد ہیں حضرت ابو محذورۃ القرشیّ الجُمحیّ المکّیّ المؤذن ہیں۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۲)۔

۱۳۔ جعفر بن سلیمان :- یہ جعفر بن سلیمان الضبعیّ أبو سلیمان البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶۵)۔

۱۴۔ ابن اُبی محذورۃ :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ ابن اُبی محذورۃ سے یہاں پر ابن ابن اُبی محذورۃ مراد ہیں یعنی حضرت ابو محذورۃ کے بیٹے نہیں بلکہ پوتے مراد ہیں اور اس کی دو وجہیں ہیں (۱) وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو محذورۃ کے بیٹے اپنے چچا یعنی حضرت ابو محذورۃ کے بھائی سے کوئی روایت نقل نہیں کرتے (۲) اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ حضرت ابو محذورۃ کے کوئی بھائی مسلمان ہوئے تھے بلکہ حافظ نے تو ابن جریر وغیرہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابو محذورۃ کے صرف ایک بھائی تھے جن کا نام انیس تھا اور وہ بھی جنگ بدر میں کافر ہونے کی حالت ہی میں قتل کر دئے گئے تھے اس لئے یہ ممکن نہیں کہ ابن اُبی محذورۃ یعنی عبدالملک بن اُبی محذورۃ اپنے کسی چچا سے روایت کریں۔ اسی طرح اس سند کے اندر جو یہ ہے عن عمہ عن جدہ یہ بھی بہت مشکل اور غلط معلوم ہو رہا ہے کیونکہ ابن اُبی محذورۃ یعنی عبدالملک بن اُبی محذورۃ کے دادا کا اسلام بھی ثابت نہیں ہے نیز روایت اذان خود ابو محذورہ سے منقول ہے نہ کہ ان کے والد اور عبدالملک کے دادا سے۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہ سند یعنی ”عن ابن اُبی محذورۃ عن عمہ عن جدہ“ ظاہری اعتبار سے تو صحیح ہو نہیں سکتی اس لئے اس میں تاویل کرنی ضروری ہے اور اس کی تاویل و توجیہ شرح حضرات نے یہ لکھی ہے کہ اس میں ابن اُبی محذورۃ سے ابن ابن اُبی محذورۃ یعنی عبدالعزیز بن عبدالملک بن اُبی محذورۃ مراد ہیں (ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر ۵۰۳) اور عن عمہ میں عم سے مراد ہیں عبداللہ بن مُحَبِّز جو ان کے اگرچہ حقیقی چچا نہیں ہیں لیکن چونکہ وہ یتیم تھے

اور ان کی پرورش حضرت ابو محذورہؓ نے کی ہے اس لئے گویا کہ وہ ان کے بیٹے ہو گئے اور عبدالعزیز بن عبدالملک بن ابی محذورہ کے مجازی چچا ہو گئے (اور ان کے یعنی عبداللہ بن محیریز کے لئے دیکھیں حدیث نمبر ۵۰۳) اور عن جدہ میں جد سے مراد ہیں عبدالعزیز بن عبدالملک بن ابی محذورہ کے دادا یعنی حضرت ابو محذورہؓ (اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر ۵۰۳) تو گویا اب اس سند کا مطلب یہ ہوگا کہ جعفر بن سلیمان نے روایت کیا عبدالعزیز بن عبدالملک بن ابی محذورہ سے انہوں نے اپنے مجازی چچا عبداللہ بن محیریز سے انہوں نے ان کے یعنی عبدالعزیز کے دادا صاحبِ اذان حضرت ابو محذورہؓ سے۔

اس کے علاوہ اس سند یعنی ”عن ابن ابی محذورہ عن عمہ عن جدہ“ کی ایک تاویل شرح حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسمیں ابن ابی محذورہ کہہ کر مجازاً حضرت ابو محذورہؓ کے پر پوتے یعنی ابراہیم بن اسماعیل بن عبدالملک بن ابی محذورہ کو مراد لیا گیا ہے (ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر ۵۰۴) اور عن عمہ سے ان کے یعنی ابراہیم کے چچا عبدالعزیز بن عبدالملک بن ابی محذورہ کو (ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر ۵۰۳) اور عن جدہ میں جد سے یا تو ابراہیم کے دادا عبدالملک بن ابی محذورہ کو یا عبدالعزیز کے دادا یعنی ابو محذورہؓ کو اور یہ ہو سکتا ہے کیونکہ عبدالعزیز بن عبدالملک - ابراہیم کے دادا (یعنی اپنے والد) عبدالملک سے بھی روایت کرتے ہیں اور اپنے دادا یعنی حضرت ابو محذورہؓ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ اس تاویل کا خلاصہ یہ ہے کہ جعفر بن سلیمان نے روایت کیا ابراہیم بن اسماعیل بن عبدالملک بن ابی محذورہ سے اور انہوں نے اپنے چچا عبدالعزیز بن عبدالملک بن ابی محذورہ سے اور ان کے چچا نے یعنی عبدالعزیز نے ابراہیم کے دادا (یعنی اپنے والد) عبدالملک بن ابی محذورہ سے یا خود اپنے دادا حضرت ابو محذورہؓ سے روایت کیا ہے یعنی جد سے عبدالملک اور حضرت ابو محذورہ دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔

اور یہ سب کچھ تاویل و توجیہ لکھنے کے بعد شرح حضرات نے لکھا ہے کہ ہم نے بہت سی کتب حدیث کو دیکھا پڑھا اور چھانا مگر ہمیں ابوداؤد کے علاوہ یہ اندازِ سند یعنی جعفر بن سلیمان عن ابن اُبی محذورة عن عمه عن جدہ کسی کتاب میں لکھا ہوا نہیں ملا اسلئے اگرچہ مذکورہ بالا تاویلات لکھ دی گئی ہیں مگر غالب گمان یہ ہے کہ اس سند کے اندر تصحیف ہو گئی ہے اور جہاں پر عن اُبیہ لکھا جانا تھا وہاں غلطی سے عن عمہ لکھ دیا گیا ہے یعنی ”جعفر بن سلیمان عن ابن اُبی محذورة عن عمه عن جدہ“ غلط اور تصحیف ہے اور صحیح ”جعفر بن سلیمان عن ابن اُبی محذورة عن اُبیہ عن جدہ“ ہے یعنی جعفر بن سلیمان نے عبدالعزیز بن عبدالملک بن اُبی محذورة سے اور انہوں نے اپنے والد یعنی عبدالملک بن ابی محذورہ سے اور انہوں نے ان کے یعنی عبدالعزیز کے دادا حضرت ابو محذورہ سے روایت کیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

الحديث/ ٥٠٦ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى ح. وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: ((أُحِيلَتْ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ. قَالَ وَحَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَقَدْ أَعْجَبَنِي أَنْ تَكُونَ صَلَاةُ الْمُسْلِمِينَ - أَوْ قَالَ الْمُؤْمِنِينَ - وَاحِدَةً، حَتَّى لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَبْتُ رَجُلًا فِي الدُّورِ يُنَادُونَ النَّاسَ بِحِينَ الصَّلَاةِ، وَحَتَّى هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ رَجُلًا يَقُومُونَ عَلَى الْآطَامِ يُنَادُونَ الْمُسْلِمِينَ بِحِينَ الصَّلَاةِ، حَتَّى نَقْسُوا أَوْ كَادُوا أَنْ يَنْقُسُوا. قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمَّا رَجَعْتُ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ اهْتِمَامِكَ رَأَيْتُ رَجُلًا كَانَ عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ

أَخْضَرَيْنِ فَقَامَ عَلَى الْمَسْجِدِ فَأَذَّنَ ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا، إِلَّا أَنَّهُ يَقُولُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، وَلَوْلَا أَنُ يَقُولَ النَّاسُ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى أَنُ تَقُولُوا لَقُلْتُ إِنِّي كُنْتُ يَقْظَانًا غَيْرِ نَائِمٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: لَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، وَلَمْ يَقُلْ عَمْرُو لَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَمُرْ بِلَا لَا فليؤذُنْ. قَالَ فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى وَلَكِنْ لَمَّا سُبِقْتُ اسْتَحْيَيْتُ. قَالَ وَحَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا. قَالَ: وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا جَاءَ يَسْأَلُ فَيُخْبَرُ بِمَا سُبِقَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَأَنَّهُمْ قَامُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ قَائِمٍ وَرَاكِعٍ وَقَاعِدٍ وَمُصَلٍّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)).

قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ عَمْرُو: وَحَدَّثَنِي بِهَا حُصَيْنٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى حَتَّى جَاءَ مُعَاذٌ. قَالَ شُعْبَةُ: وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ حُصَيْنٍ فَقَالَ: لَا أَرَاهُ عَلَى حَالٍ، إِلَى قَوْلِهِ كَذَلِكَ فَافْعَلُوا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى حَدِيثِ عَمْرُو بْنِ مَرْزُوقٍ، قَالَ: فَجَاءَ مُعَاذٌ فَأَشَارُوا إِلَيْهِ. قَالَ شُعْبَةُ: وَهَذِهِ سَمِعْتُهَا مِنْ حُصَيْنٍ. قَالَ فَقَالَ مُعَاذٌ: لَا أَرَاهُ عَلَى حَالٍ إِلَّا كُنْتُ عَلَيْهَا. قَالَ فَقَالَ إِنَّ مُعَاذًا: قَدْ سَنَ لَكُمْ سُنَّةَ كَذَلِكَ فَافْعَلُوا. قَالَ وَحَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَهُمْ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، ثُمَّ أَنْزَلَ رَمَضَانُ وَكَانُوا قَوْمًا لَمْ يَتَعَوَّدُوا الصِّيَامَ وَكَانَ الصِّيَامُ عَلَيْهِمْ شَدِيدًا، فَكَانَ مَنْ لَمْ يَصُمْ أَطْعَمَ مُسْكِينًا، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ

{فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ} فَكَانَتْ الرُّخْصَةُ لِلْمَرِيضِ وَالْمُسَافِرِ، فَأَمَرُوا بِالصَّيَامِ. قَالَ وَحَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا قَالَ: وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَفْطَرَ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَأْكُلَ لَمْ يَأْكُلْ حَتَّى يُصْبِحَ. قَالَ: فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَرَادَ امْرَأَتَهُ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ نِمْتُ، فَظَنَّ أَنَّهَا تَعْتَلُ فَأَتَاهَا فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرَادَ الطَّعَامَ، فَقَالُوا حَتَّى نُسَخِّنَ لَكَ شَيْئًا، فَنَامَ، فَلَمَّا أَصْبَحُوا نَزَلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةُ فِيهَا {أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصَّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ}.

ترجمہ حدیث نمبر ۵۰۶ :- فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن مرزوق نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا عمرو بن مرہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابن ابی لیلیٰ سے - تحویل سند - (ایک دوسری سند) اور فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابن مثنیٰ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن جعفر نے انہوں نے روایت کیا شعبہ سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے (یہ کہ عمرو بن مرہ نے) بیان کیا کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: نماز میں تین تغیر (اور تین تبدیلیاں) ہوئی ہیں (واضح رہے کہ شرح حضرات نے یہاں پر یہ صراحت کی ہے کہ صلاۃ سے صلاۃ واذان دونوں مراد ہیں اور یہاں پر اجمالاً جن تین تغیرات کی بات کی گئی ہے وہ یہ ہیں (۱) اذان کے شروع ہونے سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ بعض حضرات بعض کو نماز کی اور اس کا وقت ہونے کی اطلاع دیا کرتے تھے لیکن بعد میں اس کی بجائے اذان کو شروع و رائج کیا گیا (۲) ایک طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی آدمی ایسے وقت آتا کہ امام کچھ نماز پڑھ چکا ہوتا تو لوگ اس کو اشارہ سے بتاتے کہ اتنی رکعتیں ہو چکی ہیں تو پہلے وہ اُن چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پورا کرتا اور پھر امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتا لیکن بعد میں یہ حکم دیدیا گیا کہ ایسے وقت میں جو بھی آئے وہ فوراً امام کے ساتھ

شریک ہو جائے اور اپنی چھوٹی ہوئی نماز کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کرے (۳) پہلے نماز بیت المقدس کی طرف کو رخ کر کے پڑھی جاتی تھی اس میں یہ تغیر ہوا کہ بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کی بجائے کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیدیا گیا۔۔۔۔۔ یہیں یہ بھی سمجھ لیں کہ اس حدیث نمبر (۵۰۶) میں اس تیسرے تغیر کا بیان نہیں ہوگا بلکہ اس کی جگہ صیام و روزہ کا ذکر آئے گا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ راوی سے یہ سہو ہوا ہے اور اُس نے اس تغیر و تبدیلی کی بجائے روزوں سے متعلق جو تغیر و تبدیلی ہوئی ہے اس کو اس روایت میں ذکر کر دیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ یہی روایت مسند احمد میں بھی ہے اور وہاں پر یہی مذکورہ بالا تین تغیر و تبدیلیاں مذکور ہیں اور صیام و روزہ سے متعلق تغیر و تبدیلی کا اسمیں ذکر نہیں ہے۔۔۔ بہر حال اب ترجمہ ملاحظہ کیجئے، راوی نے پہلے تو اجمالاً یہ بیان کر دیا کہ نماز میں تین تبدیلی اور تین تغیر ہوئے ہیں اور پھر اس اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ (ہم سے ہمارے اصحاب (یعنی صحابہؓ نے) یہ بیان کیا (واضح رہے کہ یہاں پر اصحاب سے مراد اصحابِ محمد ﷺ ہیں کیونکہ بہت سی روایتوں میں اصحابنا کی بجائے اصحاب محمد ﷺ صراحۃً منقول ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ ابن ابی لیلیٰ کا سماع چونکہ بہت سے صحابہؓ سے ثابت ہے اس لئے اس حدیث کے مرسل ہونے کا شبہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔ نیز جہالتِ اسمائے صحابہؓ سے حدیث کی حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑا کرتا کیونکہ الصحابة کلہم عدول اس لئے اس جہالتِ اسمائے صحابہؓ کی وجہ سے بھی اس حدیث کے بارے میں کوئی اشکال و شبہ نہیں ہونا چاہئے۔ بہر حال ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ہم سے بہت سے صحابہؓ نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے (بہت) خوش کرتی (اور اچھی لگتی) ہے یہ بات کہ مسلمانوں کی نماز یا (آپ ﷺ نے فرمایا) مؤمنوں کی نماز ایک ہو (واضح رہے کہ یہ راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ نے صلاة المسلمين فرمایا تھا یا صلاة المؤمنين فرمایا تھا۔ اور یہ جو فرمایا گیا کہ ان کی نماز ایک ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ الگ الگ منفرد نماز پڑھنے کی بجائے سب

ایک ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھیں۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سب مسلمانوں کا مل کر نماز پڑھنا اتنا پسند ہے کہ میں (یہاں تک ارادہ کر چکا ہوں کہ لوگوں کو گھروں (یعنی قبیلوں اور محلوں میں) بھیجا کروں (اور وہ) لوگوں کے لئے پکار پکار کر نماز کے وقت کو کہا کریں اور یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا یہ کہ کچھ لوگوں کو حکم دوں کہ وہ اونچی اونچی عمارتوں پر کھڑے ہو کر (زور زور سے) پکار پکار کر مسلمانوں کے لئے نماز کے وقت (آنے کا) اعلان کیا کریں (یعنی مثلاً الصلاة۔ الصلاة کے الفاظ پکار پکار کر اور زور زور سے کہا کریں تاکہ لوگ یہ اعلان سن کر اکٹھا ہو جایا کریں اور تمام مسلمان ایک ساتھ مل کر نماز پڑھ لیا کریں۔ آپ ﷺ کے اس قدر اہتمام جماعت کو دیکھ کر کچھ صحابہؓ نے ناقوس بنائے جانے کا مشورہ دیا چنانچہ ناقوس بنایا گیا) یہاں تک کہ لوگوں نے اس کو بجایا۔ یا بجانے کا ارادہ کیا اور بجانے کے قریب ہو گئے۔ ابن ابی لیلیٰ کا بیان ہے (کہ نوبت ناقوس بجانے کے قریب تک پہنچ چکی تھی کہ) اچانک (اتنے میں) ایک انصاری شخص (یعنی عبداللہ بن زیدؓ) آئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب میں لوٹا (آپ کی مجلس سے اپنے گھر) آپ ﷺ کے اعتناء (واہتمام) کو لیکر (جو لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے سلسلہ میں آپ کو لاحق تھا تو آپ ﷺ کی اُس فکر و اہتمام کی وجہ سے) میں نے (خواب میں) ایک شخص کو دیکھا جس پر دو سبز رنگ کے کپڑے تھے (واضح رہے کہ اس میں جو یہ کائن ہے ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ یہ تشبیہ کے لئے نہیں ہے بلکہ تحقیق کے لئے ہے اور اس میں یعنی سبز رنگ کے کپڑوں میں اس طرف اشارہ ہے کہ اذان و اقامت دخولِ جنت کے اسباب میں سے ہے کیونکہ ارشادِ باری ہے ”عَالِيَهُمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٍ خُضْرٍ وَإِسْتَبْرَقٍ“۔ عبداللہ بن زیدؓ آگے کہتے ہیں کہ وہ سبز رنگ کے کپڑوں والا شخص (مسجد پر کھڑا ہوا اور اس نے اذان دی، پھر وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر کھڑا ہوا (اور دوبارہ اُس شخص نے) اسی کے مثل کہا (یعنی وہی کلمات اذان دوبارہ کہے) مگر یہ کہ اُس نے (اس مرتبہ ایک مزید لفظ یعنی) فَذُ قَامَتِ الصَّلَاةُ (کو بھی دو مرتبہ) کہا، اور

اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ (مجھے جھوٹا) کہیں گے تو میں کہتا کہ میں جاگا ہوا تھا سو یا ہوا نہ تھا۔ ابن شنی نے کہا اُن تقولوا۔ (واضح رہے کہ ان الفاظ سے امام ابوداؤدؒ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ابن مرزوق نے توجہ ہم سے حدیث بیان کی تو انہوں نے اپنی روایت میں یہ کہا کہ اس خواب کا قصہ بیان کر کے حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے یہ کہا ”ولولا أن يقول الناس لقلت إني كنت يقظاناً غير نائم“ یعنی اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں یہ بھی کہتا کہ میں نے اس شخص کو اذان و اقامت کہتے ہوئے دیکھا ہے اور اُس وقت میں گہری نیند میں مستغرق نہیں تھا بلکہ ہلکی سی نیند تھی اور گویا کہ میں جاگا ہوا تھا۔ اور ہمارے دوسرے شیخ ابن شنی نے جب ہم سے حدیث بیان کی تو انہوں نے اپنی روایت میں ”لو لا أن تقولوا لقلت إني كنت يقظاناً غير نائم“ یعنی اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم مجھے جھوٹا کہو گے تو میں یہ کہتا کہ میں اس وقت نیند میں مستغرق نہیں تھا بلکہ گویا کہ جاگا ہوا تھا۔ خلاصہ یہ کہ امام ان الفاظ سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ابن مرزوق نے غائب کا صیغہ اور فاعل کو ظاہر کر کے ”لو لا أن يقول الناس الخ“ کہا اور دوسرے شیخ ابن شنی نے صیغہ خطاب کے ساتھ ”لو لا أن تقولوا الخ“ کہا ہے۔۔۔ بہر حال اس انصاری شخص کا خواب سن کر (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہتر (خواب) دکھلایا ہے۔

وقال ابن المثنی الخ اور کہا ہے ابن شنی نے ”لقد أراک اللہ خیراً“ اور نہیں کہا عمرو نے ”لقد أراک اللہ خیراً“ (واضح رہے کہ امام ابوداؤدؒ ان الفاظ سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابن شنی نے تو اپنی روایت میں یہاں پر یہ بیان کیا تھا کہ آپ ﷺ نے عبداللہ بن زیدؓ کا خواب سن کر اُن سے یہ کلمات یعنی ”لقد أراک اللہ خیراً“ کہے تھے لیکن ہمارے دوسرے شیخ یعنی عمرو بن مرزوق نے یہاں پر اپنی روایت میں یہ نہیں کہا کہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کا خواب سن کر اُن سے یہ الفاظ یعنی ”لقد أراک اللہ خیراً“ کہے تھے۔ یہ بھی واضح رہے کہ بعض

نسخوں میں یہاں پر ”وقال ابن المثنی لقد أراک اللہ خيراً ولم یقل عمرو لقد“ تک کی عبارت مکتوب ہے اور اسی کو صاحب المنہل نے صواب و درست بھی کہا ہے لہذا ان نسخوں کے اعتبار سے مطلب یہ ہوگا کہ امام اس عبارت سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابن ثنی نے اس جملہ کو لفظ ”لقد“ کے ساتھ ”لقد أراک اللہ خيراً“ نقل کیا تھا لیکن دوسرے شیخ ابن مرزوق نے اپنی روایت میں بغیر لفظ ”لقد“ کے یعنی صرف ”أراک اللہ خيراً“ نقل کیا تھا۔۔۔۔۔ بہر حال حضرت عبداللہ بن زید کا خواب سن کر آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ تم بلال کو حکم دو اور وہ اذان دیں (یعنی جیسے تم نے خواب میں دیکھا ہے ویسے ویسے حضرت بلال کو بتاتے جاؤ اور وہ اپنی بلند آواز میں انہیں کلمات کے ساتھ اذان دیتے جائیں)۔۔۔۔۔ ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں (یعنی اصحاب رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ) اتنے میں حضرت عمرؓ تشریف لائے (یعنی جب حضرت عبداللہ بن زید کے خواب کے مطابق اذان دی گئی اور حضرت عمرؓ نے سنا تو جلدی جلدی اپنے گھر سے مسجد نبوی ﷺ تشریف لائے) اور کہنے لگے بے شک میں نے بھی (خواب میں) مثل اسی کے دیکھا ہے جو انہوں نے (یعنی عبداللہ بن زید نے) دیکھا ہے اور لیکن جب مجھ سے پہلے بیان کیا جا چکا تو مجھے شرم آئی (یعنی ابن ابی لیلیٰ نے یہ بھی بیان کیا کہ ہمیں اصحاب محمد ﷺ سے یہ بھی خبر پہونچی ہے کہ جب اذان دی گئی تو حضرت عمرؓ نے تشریف لا کر یہ عرض کیا تھا کہ بالکل ایسا ہی خواب میں نے بھی دیکھا ہے مگر چونکہ عبداللہ بن زید اپنا خواب مجھ سے پہلے بیان کر چکے تو مجھے شرم آئی کہ میں اپنا خواب بیان کروں۔۔۔۔۔ بہر حال نماز و اذان میں جن تین تبدیلیوں اور تغیرات کا حدیث کے شروع میں اجمالاً ذکر ہوا تھا ان میں سے ایک کی تفصیل یہاں پوری ہو گئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے جماعت واجب نہ تھی اور نماز کے لئے اذان نہیں ہوتی تھی، آپ ﷺ نے جماعت کو پسند فرمایا اور اس کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کے طریقہ کے بارے میں اپنے صحابہؓ سے مشورہ کیا، کئی مشورے آئے مگر آپ ﷺ

نے ان کو پسند نہیں فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد اللہ بن زیدؓ کو خواب میں اذان دکھائی اور آپ ﷺ نے اس کو پسند فرمایا اور نماز کے لئے اذان دینے کے طریقہ کو رائج و مشروع کیا۔

ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا (یعنی اُن تین تبدیلیوں میں سے دوسری تبدیلی کی تفصیل کو بیان کرتے ہوئے ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ) اور ہم سے بیان کیا ہمارے کچھ اصحاب (یعنی صحابہؓ) نے (یعنی ابن ابی لیلیٰ نے بعض صحابہؓ رسول ﷺ سے نقل کرتے ہوئے) بیان کیا کہ (ابتداء و شروع میں یہ جائز و رائج تھا کہ) ایک شخص (یعنی کوئی صحابیؓ) جب (مسجد میں ایسے وقت) پہنچتا (کہ نماز کھڑی ہو چکی ہوتی تو پہلے سے مسجد میں موجود لوگوں سے) پوچھتا (یعنی خود نماز میں شریک لوگوں سے یا جو ابھی نماز میں شریک نہ ہوئے ہوتے مگر اس سے پہلے مسجد میں آگئے ہوتے اُن سے یہ معلوم کرتا کہ آپ ﷺ کتنی رکعت پڑھا چکے ہیں) تو اس کو خبر دی جاتی آپ ﷺ کی نماز میں سے اتنی نماز کی جتنی پہلے ہو چکی ہوتی (یعنی یا تو کوئی نماز سے خارج شخص اس کو بتا دیتا کہ مثلاً ایک رکعت ہو چکی ہے یا نماز میں شریک کوئی نمازی اشارہ سے بتا دیتا کہ ایک رکعت ہو چکی ہے۔ یا نماز میں شریک کوئی شخص زبان سے کہہ کر بتا دیتا کہ مثلاً ایک رکعت یا دو رکعتیں ہو چکی ہیں لیکن یہ نماز میں شریک شخص کا زبان سے کہہ کر بتانا جب صحیح ہو سکتا ہے جب کلام فی الصلاة کی تحریم کو مدینہ منورہ میں مانا جائے اور اس حالت کو اس تحریم کلام فی الصلاة سے پہلے کا واقعہ سمجھا جائے۔ بہر حال پھر وہ مسبوق شخص جلدی جلدی اپنی چھوٹی ہوئی نماز کو پورا کرتا اور پھر آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی نماز میں داخل و شریک ہو جاتا) اور (ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے ہم سے) یہ بھی بیان کیا کہ وہ لوگ (یعنی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے والے) آپ ﷺ کے ساتھ (یعنی پیچھے جماعت میں) کھڑے ہوتے (تو ان کی مختلف حالتیں ہوتیں) کوئی کھڑا ہوتا، کوئی رکوع میں ہوتا، کوئی بیٹھا ہوتا اور کوئی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہوتا (کیونکہ بعض لوگ وہ ہوتے جو آپ ﷺ کے ساتھ تکبیر تحریمہ یا پہلی رکعت میں شریک ہوئے ہوتے اور بعض وہ

ہوتے جن کی کچھ نماز چھوٹ گئی ہوتی مگر وہ اپنی چھوٹی ہوئی نماز کو ادا کر کے آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہو گئے ہوتے۔ اور جو لوگ اپنی چھوٹی ہوئی نماز کو ادا کر رہے ہوتے تو ان میں سے کچھ قیام میں اور کچھ رکوع میں اور کچھ قعدے میں ہوتے۔)

قال ابن المنثی النخ ابن ثنی نے (اپنی سند کے ساتھ یعنی عن محمد بن جعفر عن شعبۃ کے طریق سے) نقل و بیان کیا کہ عمرو بن مرہ نے کہا کہ اور مجھ سے بیان کیا ہے اس کو (یعنی اس مذکورہ بالا روایت و قصہ کو) حصین بن عبد الرحمن نے بھی ابن ابی لیلیٰ سے نقل کرتے ہوئے (امام اس عبارت سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابن ثنی نے اس روایت و قصہ کے بارے میں اپنی اس سند عن محمد بن جعفر عن شعبۃ کے طریق سے یہ بھی بتایا کہ عمرو بن مرہ نے شعبۃ سے یہ بھی کہا تھا کہ یہ حدیث و قصہ مجھے ڈائرکٹ بلا واسطہ حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے بھی ملا اور پہونچا ہے یعنی میں نے خود ان سے بھی سنا ہے اور بواسطہ حصین بن عبد الرحمن بھی ابن ابی لیلیٰ سے مجھے یہ روایت پہونچی ہے۔ بہر حال ابن ثنی نے اپنی سند سے اس روایت کے اندر یہ نقل کیا کہ: لوگوں کی نماز کے سلسلہ میں مذکورہ بالا حالت و شکل رہی) یہاں تک کہ حضرت معاؤ (مسجد میں آئے) تو لوگوں نے (اپنے طریقہ کے مطابق) ان کو اشارہ کیا (کہ اتنی نماز ہو چکی ہے) تو حضرت معاؤ نے کہا نہیں دیکھوں گا میں آپ کو کسی حالت میں مگر میں اسی میں ہو جاؤں گا (یعنی میں تمہاری طرح نہیں کروں گا بلکہ نماز کی جس حالت میں بھی آپ ﷺ کو دیکھوں گا اسی حالت میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہو جاؤں گا یعنی آپ ﷺ قیام، رکوع، سجدے قعدے میں سے جس حال میں بھی ہوں گے میں اسی حالت میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاؤں گا) ابن ابی لیلیٰ بعض صحابہؓ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں (کہ نماز کے مکمل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے حضرت معاؤ کی اس بات کو پسند کرتے ہوئے) فرمایا کہ بے شک معاؤ نے ایک سنت (و طریقہ) مقرر کیا ہے لہذا تم بھی ایسے ہی کیا کرو (یعنی

جس حالت میں امام ہو اُسی حالت میں اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو جایا کرو۔ یہ تھی وہ دوسری تبدیلی جو نماز کے سلسلہ میں ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے پہلے اور ابتداء میں لوگ مسجد میں آتے ہی امام کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ پہلے جلدی جلدی اپنی چھوٹی ہوئی نماز کو پورا کرتے اور پھر امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے یہاں تک کہ یہ ہوا کہ حضرت معاذؓ نے ایسا نہ کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے اور بعد میں آپ ﷺ کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی نماز پوری کی اور آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کے اس طریقہ کو پسند فرمایا اور آگے کے لئے ہر شخص کے لئے اسی طرح کرنے کا حکم فرمایا جو آج بھی ہے اور تا قیام قیامت تک رہے گا۔

قال شعبۃ الخ کہا شعبہ نے اور سنا ہے میں نے اس روایت کو حصین سے بھی تو انہوں نے اپنی روایت میں لا اراہ علی حال سے کذلک فافعلوا تک کے الفاظ بھی بیان کئے (امامؒ اس عبارت سے بتانا یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں اپنے شیخ کے واسطے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت شعبہ نے اپنے شاگردوں کو یہ بھی بتایا تھا کہ ہمارے شیخ عمرو بن مرہ نے تو یہ روایت صرف ”حتی جاء معاذ“ تک بیان کی تھی لیکن ہمارے دوسرے شیخ یعنی حصین بن عبد الرحمن نے جب یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے ”حتی جاء معاذ“ کے بعد مزید یہ الفاظ ”فقال معاذ لا اراہ علی حال إلا کنت علیہا قال فقال: إن معاذاً: قد سن لكم سنة کذلک فافعلوا“ بھی نقل کئے تھے۔

قال أبوداؤد البخ امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ پھر میں لوٹتا ہوں عمرو بن مرزوق کی حدیث کی طرف (یعنی وہی بیان کرتا ہوں کیونکہ ان کی حدیث ابن ثنی کی حدیث سے زیادہ واضح اور مفصل ہے تو سنئے) ابن ابی لیلیٰ نے بواسطہ صحابہؓ بیان کیا کہ پھر حضرت معاذؓ آئے اور لوگوں نے (یعنی جو صحابہؓ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے) ان کو بھی اشارہ سے بتایا (کہ اتنی نماز ہو چکی ہے)۔ شعبہ نے کہا کہ میں نے یہ (یعنی فاشاروا إلیہ کا جملہ) حصین سے بھی سنا ہے۔ آگے ابن ابی لیلیٰ

بواسطہ صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذؓ نے ان اشارہ کرنے والوں کا جواب دیتے ہوئے کہا میں تو جس حالت میں آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں اسی میں شریک ہو جاؤں گا۔ آگے ابن ابی لیلیٰ بواسطہ صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے (نماز سے فراغت کے بعد) فرمایا کہ معاذ نے تمہارے لئے ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے پس تم بھی ایسا ہی کیا کرو۔

(اس اختلافِ روایت کے خلاصہ کو بیان کرتے ہوئے صاحب المنہل نے کچھ اس طرح سمجھایا ہے کہ شعبہ نے اس حدیث کو دو سندوں سے روایت کیا ہے (۱) عن عمرو بن مرقہ عن ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے یعنی شروع حدیث سے لے کر آخر حدیث تک (۲) شعبہ نے اس روایت کو عن حصین عن ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے روایت کیا ہے مگر اس طریق سے شعبہ نے شروع حدیث سے لے کر صرف ”إن معاذاً قد سن لكم سنة كذلك فافعلوا“ تک کی حدیث نقل کی ہے۔ اور اسی طرح عمرو بن مرقہ نے بھی اس حدیث کو دو طریق سے روایت کیا ہے (۱) عن ابن ابی لیلیٰ ڈائریکٹ (۲) عن حصین عن ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے یعنی بواسطہ حصین۔ پہلے طریق سے تو مطوّل و مفصل نقل کیا ہے اور دوسرے طریق سے یعنی عن حصین عن ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے صرف حتیٰ جاء معاذ تک کی حدیث نقل کی ہے)۔

قال وحدثنا الخ (یہاں سے آگے روزہ کے سلسلہ میں واقع ہونے والی تبدیلیوں اور تغیرات کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ اب اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ شروع میں اجمالاً یہ کہا گیا تھا کہ نماز میں تین تبدیلیاں اور تین تغیر ہوئے ہیں تو تفصیل ابھی صرف دو تبدیلیوں کی بیان ہوئی ہے پھر تیسری کہاں ہے تو اس کا جواب شروع ہی میں بتا دیا گیا تھا کہ یہ کسی راوی سے سہواً ہوا ہے اور اس نے بجائے نماز کی تیسری تبدیلی کے یہاں پر روزہ کی تبدیلیوں کو ذکر کر دیا ہے۔ ویسے وہ نماز کی تیسری تبدیلی اور تغیر اس کے بعد والی روایت میں آ رہا ہے۔ بہر کیف ابن ابی لیلیٰ نے) فرمایا: اور ہم سے

بیان کیا ہمارے اصحاب (یعنی صحابہؓ) نے یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ (ہجرت کر کے) تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کو (یعنی مسلمانوں کو مہینہ میں) تین دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا (اور ان کے اوپر ان روزوں کو واجب قرار دیا) پھر نازل کیا گیا رمضان (کے روزوں کا حکم) اور وہ (یعنی صحابہؓ) ایسے لوگ تھے جو روزے رکھنے کے عادی نہ تھے اور (چونکہ ان کو روزے رکھنے کی عادت نہ تھی اس لئے) روزے رکھنا ان کے لئے شاق (و مشکل) ہوا تو (جائز) ہوا (یہ کہ) جو شخص (بلا کسی عذر کے بھی) روزہ نہ رکھے وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ پھر اتری یہ آیت ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ جو شخص تم میں سے رمضان کا مہینہ پائے تو وہ اس کے روزے رکھے (یعنی جو شخص بھی رمضان کے مہینہ میں حاضر و مقیم ہو اور مسافر نہ ہو تو اس کے لئے روزے رکھنے ضروری ہیں اور روزے نہ رکھنا جائز نہیں ہے، پس اس آیت کے اترنے کے بعد وہ جو اختیاری حکم تھا کہ جو چاہے روزے رکھے اور جو چاہے روزے نہ رکھے مسکینوں کو کھانا کھلا دے منسوخ ہو گیا) اور ہو گئی (روزے نہ رکھ کر فدیہ دینے کی اجازت و سہولت اس آیت کے نزول کے بعد صرف) مریض اور مسافر کے لئے اور حکم دیدیا گیا ان کو روزے رکھنے کا (یعنی معذورین کے علاوہ حضرات کے لئے یہ حکم نافذ کر دیا گیا کہ اب ان کو روزے رکھنے اور روزے نہ رکھ کر فدیہ ادا کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ اب انکو صرف روزے ہی رکھنے ہوں گے۔ واضح رہے کہ یہاں تک روزے میں ہونے والی دو تبدیلیوں کا ذکر مکمل ہو چکا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے تو صومِ عاشوراء کی بجائے ہر ماہ کے تین روزوں کا حکم ہوا، پھر ہر ماہ کے تین دن کے روزوں کی بجائے صرف ماہِ رمضان کے روزوں کا حکم ہوا پہلے اختیاری یعنی چاہے روزے رکھ لو اور چاہے روزے نہ رکھ کر فدیہ ادا کر دو اور پھر حتمی یعنی غیر معذورین حضرات کو یہ اختیار نہیں رہا اور ان کو صرف روزے ہی رکھنے کا حکم دیا گیا)۔

قال: وحدثنا أصحابنا البخ (یہاں سے آگے روزوں کے سلسلہ میں جو تیسرا تغیر اور تیسری

تبدیلی ہوئی ہے اس کا بیان شروع ہو رہا ہے چنانچہ ابن ابی لیلیٰ (کہر ہے میں کہ: اور بیان کیا ہم سے ہمارے اصحاب (یعنی صحابہؓ) نے (اور اس بیان کے دوران ہمارے بعض اصحاب نے) فرمایا: کہ (ابتداءً اسلام اور شروع شروع میں ایسا تھا کہ کوئی) آدمی افطار کے وقت میں داخل ہوتا اور (کچھ) کھانے سے پہلے ہی سو جاتا تو نہ کھاتا وہ صبح ہونے تک (یعنی افطار کا وقت آنے پر اگر کوئی روزے دار کچھ کھائے بغیر سو جاتا تو اس کے لئے کھانا اور اسی طرح دیگر مفطرات جماع وغیرہ صبح ہونے تک حرام ہو جاتے اور صبح ہونے کے بعد چونکہ روزہ شروع ہو جاتا ہے اس لئے اب روزہ کی وجہ سے دن میں اس کے لئے غروب شمس تک کھانا پینا وغیرہ جائز نہ ہوتا اور گویا اس کو روزے پر روزہ رکھنا ہوتا۔ ابن ابی لیلیٰ) کہتے ہیں (کہ روزہ کے سلسلہ میں یہی حکم چل رہا تھا کہ ایک دن ایسا ہوا کہ) حضرت عمرؓ بن خطابؓ (اپنے گھر) آئے اور اپنی بیوی سے (جماع کرنے کا) ارادہ کیا تو (حضرت عمرؓ کی بیوی) نے کہا کہ بے شک میں (افطار کا وقت آنے کے بعد کچھ کھانے سے پہلے) سوچکی ہوں (لہذا اب میرے لئے جماع کرانا حرام ہو گیا اس لئے آپ مجھ سے جماع نہیں کر سکتے) تو حضرت عمرؓ نے یہ سمجھا اور خیال کیا کہ یہ عورت جھوٹا بہانہ کر رہی ہے (اور انہوں نے اس کی بات کو نہ مانتے ہوئے) اس سے جماع کر لیا (اسی طرح ایک واقعہ یہ ہوا کہ) ایک انصاری شخص نے (اپنے گھر آ کر) کھانے کا ارادہ کیا (یعنی اپنے گھر والوں سے کھانا مانگا) تو اس کے گھر والوں نے کہا (ذرا ٹھہرو) تاکہ ہم تمہارے لئے کچھ کھانا گرم کر دیں (یعنی کھانا ٹھنڈا ہے اس کو ہلکا سا گرم کر دیں۔ یا سب کچھ ٹھنڈا ہے اس میں سے کچھ آپ کے لئے گرم کر دیں پھر آپ کھا لینا۔ یہ سن کر وہ انصاری شخص ٹھہر گئے اور اس کے بعد ان انصاری شخص پر نیند کا غلبہ ہوا) اور وہ سو گئے (اور چونکہ سو جانے کے بعد رات میں بھی کھانا جائز نہیں رہتا تھا اس لئے وہ کھانا نہ کھا سکے) پس جب مسلمانوں نے صبح کی (یعنی صبح ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اپنا قصہ آپ ﷺ کو بتایا نیز ان کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہؓ نے انہی کے جیسی بات بتائی) تو آپ ﷺ پر ان واقعات کے

بارے میں یہ آیت اتری ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حلال قرار دیا گیا ہے تم لوگوں کے لئے ایامِ صیام کی راتوں میں اپنی عورتوں سے جماع کرنا (پس اس آیت کی وجہ سے رمضان کی راتوں میں بہر صورت یعنی سونے سے پہلے اور سونے کے بعد بھی جماع کرنے کی رخصت ہوگئی۔ نیز یہ آیت بھی اتری ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ تو ایامِ صیام کی راتوں میں بہر صورت یعنی سونے سے پہلے اور سونے کے بعد کھانے کی رخصت و اجازت ہوگئی)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز اور روزہ کے سلسلہ میں مرحلہ وار کچھ تغیرات اور تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ نماز کے سلسلہ میں تو یہ تبدیلیاں ہوئیں کہ شروع میں تو لوگ نماز کی اطلاع ایک دوسرے کو دیدیا کرتے تھے اور بعد میں اس کے لئے اذان دینے کا حکم ہوا۔ اسی طرح شروع میں مسبوق شخص اپنی چھوٹی ہوئی نماز کو جلدی جلدی پوری کر کے امام کے ساتھ شریک ہوتا تھا لیکن بعد میں یہ حکم دیدیا گیا کہ مسبوق شخص آتے ہی امام کے ساتھ شریک ہو جایا کرے اور اپنی چھوٹی ہوئی نماز کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کیا کرے۔ نیز شروع میں نماز کے اندر بیت المقدس کی طرف رخ کیا جاتا تھا لیکن بعد میں یہ حکم دیدیا گیا کہ کعبۃ اللہ کی طرف کو رخ کر کے نماز پڑھی جایا کرے۔۔۔۔۔ اور روزوں میں یہ تبدیلیاں ہوئیں کہ پہلے پہلے تو صرف عاشوراء کا روزہ اور ہر مہینہ کے تین دن کے روزے رکھے جانے کا حکم تھا بعد میں رمضان کے روزوں کا حکم آیا اور اس اختیار کے ساتھ آیا جو چاہے روزہ رکھ لے اور جو چاہے روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے اور پھر اس اختیار میں معذورین کی تخصیص کر کے غیر معذورین کے لئے صرف روزہ ہی رکھنے کو ضروری قرار دے دیا گیا۔ نیز روزوں کے سلسلہ میں شروع میں ایک حکم یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کے لئے افطار کا وقت ہونے کے بعد کھانا، پینا اور جماع کرنا صرف سونے سے پہلے پہلے جائز تھا اور سونے کے بعد ان میں

سے کوئی بھی چیز جائز نہیں رہتی تھی لیکن بعد میں اس کی بجائے یہ حکم دیدیا گیا کہ ایامِ صیام کی راتوں میں سو جانے کے بعد بھی یہ چیزیں جائز رہیں گی۔

اور واضح رہے کہ نماز و روزہ میں اس تغیر کی حکمت و مصلحت بتاتے ہوئے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ نماز کے اندر ان تغیرات کی مصلحت و حکمت تو یہ تھی کہ منافق و مومن کا امتیاز ہو جائے کیونکہ اس تغیر سے مومن کے ایمان میں اضافہ ہونا اور منافق کے نفاق کا ظہور ایک لازمی شے تھا۔ اور روزوں میں اس تغیر کی مصلحت و حکمت تھی امت کے لئے آسانی اور سہولت کو فراہم و مہیا کرنا۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۰۶)

۱۔ عمرو بن مرزوق:- یہ عمرو بن مرزوق الباہلی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۶)۔

۲۔ شعبۃ:- یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۳۔ عمرو بن مرّة:- یہ عمرو بن مرّة الجملیّ أبو عبد اللہ الکوفیّ الأعمری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۴۔ ابن ابی لیلیٰ:- یہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ الأنصاریّ المدنیّ أبو عیسیٰ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۵۔ ابن المثنیٰ:- یہ محمد بن المثنیٰ العنزّیّ البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۷)۔

۶۔ محمد بن جعفر:- یہ محمد بن جعفر الہذلیّ المعروف بغندر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۴)۔

۷۔ شعبۃ:- یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

اور (۲۳)۔

۸۔ عمرو بن مرّة: یہ عمرو بن مرّة الجَمَلِيّ أبو عبد اللہ الکوفيّ الأعْمیٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۹)۔

۹۔ ابن أبي لیلی: یہ عبد الرحمن بن أبي لیلی الأنصاريّ المدنيّ أبو عیسیٰ الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۱۰۔ أصحابنا: اس سے اصحابِ محمد ﷺ مراد ہیں۔ اور ان کے ناموں کی تعیین شرح حضرات نے نہیں کی ہے لیکن جہالتِ صحابہؓ سے حدیث کی حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے اس حدیث کی حیثیت پر بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

۱۱۔ ابن المثنیٰ: یہ محمد بن المثنیٰ العنزيّ البصريّ ہیں، دیکھیں حدیث (۱۷)۔

۱۲۔ ولم يقل عمرو: اس میں عمرو سے مراد عمرو بن مرزوق الباهليّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۱۳۔ فمُر بلالاً: یہ بلالؓ مؤذنِ رسول ﷺ حضرت بلال بن رباحؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۱۴۔ فقال عُمرُ: یہ حضرت عمر بن الخطاب القرشيّ امیر المؤمنین ہیں اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

۱۵۔ قال ابن المثنیٰ قال عمرو: اس میں ابن المثنیٰ تو محمد بن المثنیٰ العنزيّ البصريّ ہیں اور ان کے لئے دیکھے حدیث نمبر (۱۷)۔ اور اس میں جو عمرو ہے اس عمرو سے مراد ہیں عمرو بن مرّة۔ لیکن ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اس سے عمرو بن مرزوق

مراد ہیں۔ بہر حال عمرو بن مَرَّة کے لئے تو حدیث نمبر (۲۲۹) دیکھیں اور عمرو بن مرزوق کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۱۶۔ حُصَيْن:۔ یہ حُصَيْن بن عبدالرحمن السلمي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۱۷۔ مُعَاذ:۔ آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت مُعَاذ بن جَبَل الأنصاريؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

۱۸۔ أَبُو دَاوُد:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۹۔ فِجَاء رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرَادَ الطَّعَامَ:۔ اس میں جو رجل انصاری مذکور ہیں ان کا نام صاحب المنہل نے تو بتائے ہیں صرمة بن قیس لکھا ہے لیکن بذل الجہود کے حاشیہ پر محشی نے لکھا ہے کہ اس انصاری شخص کے نام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) ان کا نام قیس بن صرمة تھا (۲) أبو قیس بن عمرو تھا (۳) صرمة بن مالک تھا (۴) ان کا نام صرمة بن أنس تھا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

الحديث / ۵۰۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي دَاوُدَ ح. وَحَدَّثَنَا نَصْرُ

بْنُ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ الْمَسْعُودِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرَّةَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: ((أُحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ وَأُحِيلَ الصِّيَامُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ)). وَسَاقَ نَصْرُ الْحَدِيثِ بِطَوَّلِهِ. وَاقْتَصَرَ ابْنُ الْمُثَنَّى مِنْهُ قِصَّةَ صَلَاتِهِمْ نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَطُّ. قَالَ: الْحَالُ الثَّلَاثُ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَصَلَّى - يَعْنِي نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ - ثَلَاثَةَ عَشَرَ شَهْرًا،

فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ {قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ} فَوَجَّهَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى الْكَعْبَةِ، وَتَمَّ حَدِيثُهُ،

وَسَمَّى نَصْرُ صَاحِبِ الرُّوْيَا. قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَقَالَ فِيهِ: فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، مَرَّتَيْنِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. ثُمَّ أَمْهَلَ هُنَيْئَةً ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ زَادَ بَعْدَ مَا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَقِنَهَا بِلَالًا. فَادَّنَ بِهَا بِلَالًا)).

وَقَالَ فِي الصَّوْمِ قَالَ: ((فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَيَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ {كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ، أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ، وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ} فَكَانَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُفْطِرَ وَيُطْعِمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا أَجْزَأُهُ ذَلِكَ. فَهَذَا حَوْلُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ {شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ، فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ

كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ { فَثَبَّتَ الصَّيَامَ عَلَى مَنْ شَهِدَ الشَّهْرَ
وَعَلَى الْمُسَافِرِ أَنْ يَقْضِيَ، وَثَبَّتَ الطَّعَامَ لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْعَجُوزِ الَّذِينَ لَا
يَسْتَطِيعَانِ الصَّوْمَ، وَجَاءَ صِرْمَةٌ وَقَدْ عَمِلَ يَوْمَهُ } (وَسَاقِ الْحَدِيثِ).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۰۷ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابنِ ثنی نے
انہوں نے روایت کیا ابوداؤد طیالسی سے۔ تحویلِ سند۔ (دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم
سے بیان کیا نصر بن مہاجر نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا یزید بن ہارون نے انہوں نے نقل کیا
مسعودی سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت معاذ بن جبلؓ
سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ: نماز میں تین تبدیلیاں کی گئیں اور (اسی طرح) روزہ میں بھی تین
تغیر کئے گئے ہیں۔ اور بیان کیا نصر نے حدیث کو اس کے طول کے ساتھ۔ اور ابنِ ثنی نے اس حدیث
میں صرف ان کے (یعنی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کے) بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز
پڑھنے کے قصہ کو (مصنفؒ کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ یہ حدیث اسی سند یعنی مسعودی والی سند سے ہمیں دو
شیوخ سے پہونچی ہے یعنی ابنِ ثنی اور نصر بن مہاجر سے تو ہم سے اجمالاً تو ان دونوں ہی نے روزے
اور نماز دونوں کے تینوں تغیرات اور تبدیلیوں کو بیان کیا یعنی ”أَحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ وَأَحِيلَ
الصَّيَامُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ“ کے الفاظ تو دونوں ہی نے ہم سے بیان کئے، لیکن جب اس اجمال کی تفصیل
بیان کی تو ہمارے ایک شیخ ابنِ ثنی نے احوالِ صیام کے بارے میں تو کچھ بھی ذکر نہیں کیا اور احوالِ صلاۃ
میں سے بھی صرف ایک آخری اور تیسری حالت یعنی تحویلِ قبلہ والی بات کو ذکر کیا۔ اور دوسرے شیخ یعنی
نصر بن مہاجر نے حدیث کو مفصل و مطول کر کے بیان کیا اور اپنی اس طویل اور تفصیلی حدیث میں نماز اور
روزے دونوں کے تینوں تغیرات اور تبدیلیوں کو ذکر کیا ہے۔ بہر حال مصنفؒ کے شیخ ابنِ ثنی نے اپنی

سند سے اس طویل حدیث میں سے صرف نماز کے حالِ ثالث کو بیان کرتے ہوئے) کہا کہ (نماز میں ہونے والی تیسری تبدیلی اور تیسرا تغیر) یہ ہے کہ آپ ﷺ (جب ہجرت کر کے) مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی یعنی بیت المقدس کی طرف کورخ کر کے نماز پڑھی۔ تیرہ مہینے تک، پھر (آپ ﷺ کے کعبۃ اللہ کو قبلہ بنائے جانے کی خواہش اور اس کی دعاء کرنے کے بعد) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ ”ہم تیرا آسمان کی طرف بار بار نظر اٹھانا (یعنی تحویل قبلہ کے سلسلہ میں وحی کا انتظار کرنا) دیکھ رہے ہیں، پس اب ہم بدلے دیتے ہیں تیرا وہ قبلہ جس کو تو پسند کرتا ہے (یعنی اب ہم بیت المقدس کی بجائے کعبۃ اللہ کو قبلہ قرار دے دیتے ہیں) پس پھیر لے تو اپنا منہ اور رخ مسجدِ حرام کی طرف، اور جہاں پر بھی تم ہو (یعنی چاہے زمین پر ہو، چاہے سمندر میں چاہے پہاڑوں پر الغرض جہاں بھی ہو وہاں) اسی کی طرف کو اپنا منہ پھیرو (یعنی ہر جگہ اسی کی طرف کورخ کر کے نماز پڑھو) پس اللہ تعالیٰ نے (اس آیت کو اتار کر) کعبہ کی طرف کو کر دیا (یعنی آپ ﷺ کا قبلہ بیت المقدس کی بجائے کعبۃ اللہ کو قرار دیدیا)۔ اور مکمل ہو گئی ان کی حدیث (واضح رہے کہ مصنفؒ ان الفاظ یعنی وتم حدیثہ کے الفاظ سے کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ ابن شہین نے جو اس طویل حدیث میں سے صرف نماز کی ایک تیسری حالت پر مشتمل حدیث ہم سے بیان کی تھی وہ یہاں پر مکمل ہو گئی)۔

اور (ہمارے شیخ) نصر (جنہوں نے اس حدیث کو ہم سے مفصل و مکمل بیان کیا ہے انہوں نے) صاحبِ خواب کا نام بھی لیا (یعنی انہوں نے اپنی حدیث کے اندر اس آدمی کا نام بھی ذکر کیا ہے جس نے خواب کے اندر اذان دیکھی تھی چنانچہ انہوں نے اپنی حدیث میں یہ) کہا ہے کہ: پس ایک انصاری شخص عبداللہ بن زید تشریف لائے، نیز انہوں نے (یعنی ہمارے شیخ نصر بن مہاجر نے اپنی اس مفصل

ومطول حدیث میں یہ بھی) بیان کیا کہ اُس نے (یعنی اُس فرشتہ نے جس کو عبد اللہ بن زیدؓ نے بشکلِ انسان خواب میں دیکھا تھا) اپنا رخ قبلہ کی طرف کیا اور کہا: اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ (دومرتبہ اور اس کے بعد پورے کلماتِ اذان اس طرح کہے) اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ دومرتبہ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ دومرتبہ (اور پھر) اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ - لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ (واضح رہے کہ اس روایت میں جو شروع اذان میں صرف دومرتبہ تکبیر ہے اس کے بارے میں صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں مشہور اور صحیح روایات ابتدائے اذان میں چار مرتبہ تکبیر کی ہیں، نیز یہ زیرِ تشریح روایت ضعیف بھی ہے کیونکہ اس میں ابن ابی لیلیٰ حضرت معاؤ سے نقل کر رہے ہیں جبکہ ان کا سماع حضرت معاؤ سے ثابت نہیں ہے اسی طرح اس میں ایک راوی مسعودی ہیں جو متکلم فیہ ہیں۔۔ بہر حال آگے ہمارے شیخ نصر بن مہاجر اپنی سند سے یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ) پھر (خواب میں دیکھنے والا شخص) تھوڑی دیر تک ٹھیرا رہا (یعنی تھوڑی دیر تک بیٹھ گیا اور) پھر کھڑے ہو کر اسی کے مثل (یعنی جو کلمات پہلے کہے تھے وہی کلمات) کہے مگر یہ کہ انہوں نے (یعنی عبد اللہ بن زیدؓ نے بیان کیا کہ اُس نے اس مرتبہ) حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (کو دومرتبہ) کہنے کے بعد اضافہ کیا قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کا (یعنی حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دومرتبہ قَامَتِ الصَّلَاةُ بھی کہا)۔ راوی حدیث حضرت معاؤ کہتے ہیں کہ پھر (یعنی عبد اللہ بن زیدؓ کا خواب سننے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے (اُن سے) فرمایا: سکھاؤ اور بتاؤ تم یہ بلال کو (یعنی جو کلمات تم نے خواب میں دیکھے اور سنے ہیں وہ بلالؓ کو بتاتے جاؤ تا کہ وہ اُن کلمات کے ساتھ اذان دیں چنانچہ انہوں نے بتائے) اور حضرت بلالؓ نے اُن کلمات کے ساتھ اذان دی۔

اور ہمارے شیخ نصر بن مہاجر نے (اپنی اُس مطول و مفصل روایت میں روزے کے سلسلہ میں

اپنی سند سے یہ بھی) بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ (ابتداء میں) رسول اللہ ﷺ (اور آپ ﷺ کے صحابہؓ) ہر مہینہ کے تین دن کے روزے رکھتے تھے اور عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ فرض کئے گئے ہیں تم پر روزے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم گناہوں سے بچو اور متقی ہو جاؤ (یعنی یہ ایسا حکم ہے کہ جو ہر نبی اور ہر امت کے لئے تھا اور اس پر عمل کرنے سے گناہوں سے بچاؤ اور تقویٰ کی دولت نصیب ہوتی ہے) پس روزے رکھو تم متعین دنوں کے (یعنی رمضان کے دنوں کے۔ یا یہ مطلب ہے کہ عاشوراء کے دن کا اور ہر مہینہ کے تین دن کے) اور تم میں سے جو شخص (ایامِ صیام یعنی رمضان میں) بیمار ہو یا مسافر ہو (اور ان دنوں میں روزے نہ رکھ سکے) تو (اُس پر ضروری ہے) دوسرے دنوں میں سے شمار کرنا (یعنی جتنے دن کے روزے ایامِ صیام میں نہ رکھ سکے اتنے دنوں کے روزے دوسرے دنوں میں رکھنا) اور اُن لوگوں پر جو اس کی (یعنی روزے رکھنے کی) طاقت رکھیں (پھر بھی روزہ نہ رکھیں) فدیہ ہے (اور وہ فدیہ) ایک مسکین کا (ایک دن کا) کھانا ہے۔ پس اس آیت کے نزول کے بعد یہ حکم ہو گیا کہ جو شخص روزہ رکھنا چاہے روزہ رکھ لے اور جو شخص روزہ نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے کافی ہو جائے گا اس کے لئے یہ کھانا کھلانا (یعنی شروع میں چونکہ لوگ روزے رکھنے کے عادی نہ تھے اور روزہ رکھنا ان کے لئے نہایت شاق و مشکل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو روزہ رکھنے اور نہ رکھ کر فدیہ دینے کا اختیار دیا) پس یہ ہے ایک تغیر و تبدل (یعنی روزے میں جو تین تغیر و تبدل ہوئے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ہر ماہ کے تین دن کے روزوں اور عاشوراء کے دن کے روزہ کی بجائے رمضان کے روزوں کا حکم ہوا لیکن اختیاری) پھر اللہ تعالیٰ نے اتاری یہ آیت ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ

الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ﴿﴿﴾ ”رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا (یعنی لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف) یہ ہدایت ہے لوگوں کے لئے (اور اس میں) حق کی طرف ہدایت دینے والی اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی واضح آیات و دلیلیں ہیں پس جو شخص تم میں سے رمضان کا مہینہ پائے (یعنی جو اس مہینہ میں حاضر و مقیم ہو اور تندرست و غیر مسافر ہو) تو وہ اس کے روزے رکھے، اور جو شخص (اس مہینہ میں) بیمار ہو یا مسافر ہو تو اس کے اوپر ضروری ہے شمار کرنا دوسرے دنوں میں سے (یعنی فی الحال افطار کر لے اور بعد میں جب مقیم و تندرست ہو جائے تو اتنے ہی روزے قضاء رکھ لے جتنے رمضان میں نہ رکھ سکا تھا) پس (اس آیت کے نزول کے بعد صحیح و تندرست اور مقیم لوگوں کے لئے اختیار ختم ہو گیا اور) فرض ہو گیا روزے ہی رکھنا ان پر جو رمضان کے مہینہ کو پائیں (تندرست و غیر مسافر ہونے کی حالت میں، اور واجب) ہو گیا مسافر پر (اور اسی طرح مریض و بیمار پر) قضاء کرنا (یعنی بیماری اور سفر میں جتنے روزے چھوٹے ہیں مقیم و تندرست ہونے کے بعد اتنے ہی روزوں کو قضاء رکھنا) اور ثابت و مستمر رہا (رمضان کے مہینہ میں روزہ نہ رکھنے کا جواز اور اس کی جگہ پر بطور فدیہ) کھانا دینا اور کھلانا اُس شیخِ کبیر اور بڑھیا کے لئے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں (یہ ہوا روزہ کے حکم میں دوسرا تغیر و تبدل۔ اور تیسرے تغیر و تبدل کی طرف اشارہ ہے آگے کے الفاظ و جاء صرمة الخ میں مصنفؒ نے اس کو بھی بیان نہیں کیا ہے لیکن اس کی مکمل تفصیل و شرح پچھلی حدیث نمبر (۵۰۶) میں سامنے آ ہی چکی ہے۔ بہر حال مصنفؒ نے جو الفاظ ذکر کئے ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے کہ) اور آئے صرمة اس حال میں کہ انہوں نے پورے دن کام کیا تھا (یعنی پورے دن کام کرنے کے بعد شام کو اپنے گھر آئے اور کھانا مانگا گھر والوں نے کہا ابھی ذرا گرم کر کے دیتے ہیں اتنے میں ان کو نیند آ گئی یعنی کھانا کھانے سے پہلے ہی سو گئے اور

اب تک حکم یہ تھا کہ اگر کوئی ایسے سو جاتا تو اب اس کے لئے اگلے دن افطار کا وقت آنے کے بعد ہی کھانا وغیرہ جائز ہوتا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کا واقعہ جماع پیش آیا نیز دیگر اور بھی کئی صحابہؓ کے واقعات پیش آئے بالآخر یہ حکم اللہ کی طرف سے بدلا گیا اور یہ آیت اتری ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ اور لوگوں کے لئے سونے کے بعد بھی ایامِ صیام یعنی رمضان کی راتوں میں کھانا، پینا اور جماع وغیرہ جائز ہو گیا۔ یہ ہے روزوں کے بارے میں تیسری تبدیلی اور تیسرا تغیر جس کی طرف مصنفؒ نے وجاء صرمة الخ سے اشارہ کیا ہے اور تفصیل نہ ذکر کر کے یہ کہہ دیا ہے کہ (اور مکمل و مفصل پوری حدیث کو بیان کیا ہمارے شیخ نصر بن مہاجر نے) (یعنی ہمارے شیخ نصر بن مہاجر نے اپنی حدیث میں وجاء صرمة وقد عمل یومہ کہا اور اس کے آگے اس واقعہ سے متعلق پوری مکمل حدیث بیان کی)۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۰۷)

۱۔ ابن المثنیٰ:۔ یہ محمد بن المثنیٰ العنزی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۷)۔

۲۔ عن أبي داود:۔ یہ ابو داؤد سلیمان بن داؤد الطیالسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۲)۔

۳۔ نصر بن المہاجر:۔ یہ نصر بن المہاجر المصیسی الحافظ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۸)۔

۴۔ یزید بن ہارون:۔ یہ یزید بن ہارون السلمی ابو خالد الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۵۔ المسعودی:۔ یہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود

الکوفیّ المسعودیّ ہیں۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ صدوق راوی ہیں لیکن وفات سے پہلے اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ اور ائمہ جرح و تعدیل نے ان کے بارے میں یہ ضابطہ لکھا ہے کہ جس نے ان سے کوفہ اور بصرہ میں سنا اور احادیث لی ہیں وہ تو عمدہ اور صحیح ہیں اور جس نے اس کے بعد بغداد میں ان سے سنا اور احادیث لی ہیں تو وہ اختلاط کے بعد کی ہیں۔ اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے ان کی وفات ۱۶۰ھ یا ۱۶۵ھ میں بتائی ہے۔

۶۔ عمرو بن مّرّة: یہ عمرو بن مّرّة الجَمَلیّ أبو عبد اللہ الکوفیّ الأعمیٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۹)۔

۷۔ ابن اَبی لیلیٰ: یہ عبد الرحمن بن اَبی لیلیٰ الأنصاریّ المدنیّ أبو عیسیٰ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۸۔ مُعَاذ بن جَبَلؒ: آپؒ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت مُعَاذ بن جَبَل الأنصاریؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

۹۔ نصر: یہ نصر بن المهاجر المصیصیّ الحافظ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶۸)۔

۱۰۔ ابن المثنیٰ: یہ محمد بن المثنیٰ العنزّیّ البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۱۱۔ عبد اللہ بن زیدؒ: آپؒ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ بن ثعلبة الأنصاریّ صاحب الأذان أبو محمد المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۸)۔

۱۲۔ بلالؒ: آپؒ مشہور صحابی اور مؤذن رسول ﷺ حضرت بلال بن رباح ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۱۳۔ صِرْمَة: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں اور آپؐ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۶)۔ اور یہاں پر یعنی حدیث نمبر (۵۰۷) کی شرح کی آخر میں شرح حضرات نے آپؐ یعنی حضرت صِرْمَةؓ کے بارے میں مزید تفصیل بھی لکھی ہے میں بھی اس کو نقل کئے دیتا ہوں شاید کسی کے کام آئے۔ تو سنئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ ان صحابیؓ کے نام کے بارے میں مختلف روایات اور مختلف اقوال ہیں (۱) ان کا نام صِرْمَة بن قیس ہے (۲) صِرْمَة بن مالک ہے (۳) صِرْمَة بن انس ہے (۴) قیس بن صِرْمَة ہے (۵) أبو قیس بن صِرْمَة ہے (۶) أبو قیس بن عمرو ہے۔ اب اس اختلاف کو بعض حضرات نے اس بات پر محمول کیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ یہ سب الگ الگ صحابہؓ ہیں اور یہ واقعہ ان تمام ناموں والے صحابہؓ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ لیکن اگر یہ کہا اور مانا جائے کہ یہ ایک ہی واقعہ پیش آیا تھا اور ایک ہی صحابیؓ کے ساتھ پیش آیا تھا اور یہ تمام نام ایک ہی صحابیؓ کے ہیں تو اس شکل میں شرح حضرات نے تطبیق و توفیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کا نام اصل میں صِرْمَة بن قیس ہی ہے اب جس نے اپنی روایت میں قیس بن صِرْمَة کہا ہے تو اس نے قلب اور نام کو الٹ پلٹ کر کے کہہ دیا ہے۔ اور جس نے صِرْمَة بن مالک کہا اُس نے ان کے دادا کی طرف نسبت کی۔ اور ان کی دو کنیت ہیں أبو قیس اور أبو انس۔ تو جس نے صِرْمَة بن انس کہا اُس نے اداتِ کنیت حذف کیا اور قلب کیا اور أبو انس بن صِرْمَة کہنے کی بجائے صِرْمَة بن انس کہہ دیا۔ اور جس نے أبو قیس بن صِرْمَة کہا اُس نے کنیت اور ان کے باپ کے نام کے ساتھ کہا ہے۔ واضح رہے کہ اس پوری تفصیل کے بعد بھی یہ بات رہ جاتی ہے کہ جس نے أبو قیس بن عمرو کہا ہے تو اس کو انہی صِرْمَة بن قیس پر کیسے منطبق کیا جائے۔ اس لئے میری آپؐ سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اگر اس کی کوئی تاویل اور تطبیق آپؐ کے ذہن میں ہو تو مجھے بھی مطلع فرما کر ممنون و ماجور ہوں۔ (جزاک اللہ تعالیٰ)۔ (محمد یامین قاسمی ۲۴/۱۶۵۵۹-۰۵۹۱)۔

(۲۹) بَابُ فِي الْإِقَامَةِ

یہ باب ہے تکبیر (کہنے کے طریقہ) کے بیان میں (۲۹)

الحديث / ۵۰۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ ح. وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((أَمَرَ بَلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتَرَ الْإِقَامَةَ زَادَ حَمَّادٌ فِي حَدِيثِهِ إِلَّا الْإِقَامَةَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۰۸ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب اور عبد الرحمن بن مبارک نے (ان دونوں نے) کہا کہ ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے روایت کیا سماک بن عطیہ سے۔ تحویل سند۔ (دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا وہیب نے (اور یہ یعنی سماک بن عطیہ اور وہیب) جمیعاً (یعنی دونوں روایت کرتے ہیں) ایوب سے اور ایوب ابو قلابہ سے (اور ابو قلابہ) حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ: حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا تھا (یعنی آپ ﷺ نے حکم دیا تھا) یہ کہ اذان (کے کلمات) کو جفت (یعنی دو دو بار) کہیں اور اقامت (تکبیر کے کلمات) کو طاق (یعنی ایک ایک بار) کہیں۔ (اور) اضافہ کیا ہے حماد نے اپنی حدیث میں إِلَّا الْإِقَامَةَ کے لفظ کا (واضح رہے کہ ”زاد حماد إِلَّا الْإِقَامَةَ“ کے الفاظ سے ابوداؤد یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایوب سے اس روایت کو ایک تو وہیب نے بلا واسطہ روایت کیا ہے اور دوسرے حماد نے بواسطہ سماک بن عطیہ روایت کیا ہے تو وہیب نے تو صرف یہ الفاظ نقل کئے ہیں ”أَمَرَ بَلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتَرَ“

الإقامة، یعنی حضرت بلالؓ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ کلماتِ اذان کو (سوائے کلمہ توحید کے) دو دو مرتبہ کہا کریں اور تمام کلماتِ اقامت کو صرف ایک ایک مرتبہ کہا کریں۔ لیکن حماد نے اپنی روایت میں ان الفاظ کے ساتھ ساتھ إلا الإقامة کا لفظ بھی نقل کیا ہے یعنی حضرت بلالؓ کو سوائے لفظ قد قامت الصلاة کے باقی کلماتِ تکبیر کو ایک ایک مرتبہ کہنے کا حکم دیا گیا تھا۔

نوٹ :- یہ حدیث شریف دلیل ہے اُن حضرات کی اور موافق ہے اُن حضرات کے مسلک کے جو تمام کلماتِ اذان کو سوائے کلمہ توحید کے دو دو مرتبہ کہنے کے قائل ہیں۔ اور تکبیر کے اندر سوائے لفظ قد قامت الصلاة کے تمام کلماتِ اقامت کو صرف ایک ایک مرتبہ کہنے کے قائل ہیں۔ واضح رہے کہ اذان و اقامت کے سلسلہ میں جو اختلاف ہے اس کے بارے میں کچھ تفصیلات تو گزشتہ احادیث کی تشریحات کے ضمن میں دیکھی جاسکتی ہیں لیکن پوری تفصیلات کے لئے بہتر یہی ہے کہ مطولات کی طرف رجوع فرمائیں۔

تعارف رجال حدیث (۵۰۸)

۱۔ سلیمان بن حرب :- یہ سلیمان بن حرب بن بجیل الأسیدی الأزديّ الواسحیّ أبوایوب البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۴)۔

۲۔ عبدالرحمن بن المبارک :- یہ عبدالرحمن بن المبارک بن عبداللہ العیشیّ الطفاویّ أبو بکر أو أبو محمد البصریّ ہیں۔ ابو حاتم، عجل، ابن حبان اور البزار نے ان کی توثیق کی ہے۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھ کر دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور صاحب المنہل نے ان کا سن وفات صراحتہ ۲۲۸ھ نقل کیا ہے۔

۳۔ حماد :- یہ حماد بن زید بن درہم الأسدیّ أبو اسماعیل البصریّ ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۴۔ سماک بن عطیة :- یہ سماک بن عطیة البصریّ المریدی ہیں۔ انہوں نے عمرو بن دینار، حسن بصری اور ایوب سختیانی سے روایت کیا ہے اور ان سے حماد بن زید، یثیم بن ریح اور حرب بن میمون نے۔ ابن معین، ابن حبان اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے حافظ نے ان کو ثقہ لکھ کر چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳)۔

۶۔ وہیب :- یہ وہیب بن خالد بن عجلان الباہلیّ أبوبکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

۷۔ ایوب :- یہ ایوب بن أبي تميمة السختیانیّ أبوبکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۸۔ أبو قلابہ :- یہ عبد اللہ بن زید أبو قلابہ الجرمی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۲۲)۔

۹۔ انسؓ :- آپ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور مشہور کثیر الروایہ صحابیؓ انس بن مالک بن النضر الأنصاریؓ أبو حمزة الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

۱۰۔ بلالؓ :- آپ مشہور صحابیؓ اور مؤذن رسول اللہ ﷺ حضرت بلال بن رباحؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۱۱۔ زاد حماد :- یہ حماد بن زید بن درهم الأسدیّ أبو اسماعیل البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

الحديث ۹/ ۵۰ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ

خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَ حَدِيثِ وَهَيْبٍ. قَالَ إِسْمَاعِيلُ، فَحَدَّثْتُ بِهِ أَيُّوبَ فَقَالَ: إِلَّا الْإِقَامَةَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۰۹ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حمید بن مسعدہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اسماعیل نے انہوں نے روایت کیا خالد حذاء سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے حضرت انسؓ سے (اور آگے خالد حذاء نے بیان کی) وہیب کی حدیث کے جیسی حدیث (یعنی جس طریقہ سے وہیب نے عن ایوب کے طریق سے سابقہ حدیث نمبر (۵۰۸) بیان کی اور اس میں إِلَّا الْإِقَامَةَ کے لفظ کو نقل نہیں کیا ویسے ہی خالد حذاء نے بھی یہ حدیث بغیر اس لفظ إِلَّا الْإِقَامَةَ کے عن أبي قلابَةَ کے طریق سے اپنے شاگردوں کو سنائی اور پہونچائی۔ لیکن ان کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد (اسماعیل کا بیان ہے کہ) میں نے خالد حذاء سے اس حدیث کو سننے کے بعد بالکل ہوبہ ہو یعنی لفظ إِلَّا الْإِقَامَةَ کے بغیر ہی) اس حدیث کو حضرت ایوب (سختیانی) کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے (یعنی ایوب نے) کہا إِلَّا الْإِقَامَةَ (یعنی حضرت بلالؓ کو کلمات اذان کو دو دو مرتبہ کہنے اور کلمات اقامت کو ایک ایک مرتبہ کہنے کا حکم دیا گیا تھا مگر کلمہ قَد قامت الصلاة کو دو مرتبہ کہنے کا حکم دیا گیا تھا)۔

نوٹ :- واضح رہے کہ جو حضرات تکبیر کے اندر کلمہ قَد قامت الصلاة کو بھی ایک ہی مرتبہ کہنے کے قائل ہیں وہ دلیل میں اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ إِلَّا الْإِقَامَةَ کا لفظ حدیث کا جز نہیں ہے بلکہ ایوب کا اپنا بڑھایا ہوا کلمہ اور جملہ ہے۔

تعارف رجال حدیث (۵۰۹)

۱۔ حُمید بن مَسْعَدَةَ :- یہ حُمید بن مَسْعَدَةَ بن المبارک السامی الباہلی

البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۹)۔

۲۔ إسماعیل بن إبراهيم :- یہ إسماعیل بن إبراهيم المعروف بابن عُلیّة ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۳۔ خالد الحذاء :- یہ خالد بن مهران الحذاء ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔

۴۔ أبو قلابہ :- یہ عبد اللہ بن زید أبو قلابہ الجرمي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۶۲)۔

۵۔ أنس :- آپ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور مشہور کثیر الروایہ صحابی أنس بن مالک بن النضر الأنصاري أبو حمزة الخزرجي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

۶۔ وهيب :- یہ وهيب بن خالد بن عجلان الباهلي أبو بکر البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

۷۔ قال إسماعیل :- یہ إسماعیل بن إبراهيم المعروف بابن عُلیّة ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۸۔ أيوب :- یہ أيوب بن أبي تميمة السختياني أبو بکر البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

الحديث / ۵۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُسْلِمِ أَبِي الْمُثَنَّى عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((إِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، فَإِذَا

سَمِعْنَا الْقَائِمَةَ تَوَضَّأْنَا ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ)). قَالَ شُعْبَةُ: لَمْ أَسْمَعْ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۱۰ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن بشار نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن جعفر نے (محمد بن جعفر نے کہا) میں نے سنا ابو جعفر کو کہ وہ حدیث بیان کر رہے تھے بواسطہ ابوالمثنیٰ حضرت ابن عمرؓ سے (یہ کہ ابن عمرؓ نے) بیان کیا (ہے) کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان (کے کلمات) دو دو مرتبہ (کہے جاتے) تھے اور تکبیر (کے کلمات) ایک ایک مرتبہ سوائے اس کے کہ وہ (یعنی مکبر) قد قامت الصلاة، قد قامت الصلاة کہتا (یعنی اس کلمہ اقامت کو دو مرتبہ کہتا)۔ (اور ابن عمرؓ نے ایک جائز بات اور مسئلہ کو بتاتے ہوئے یہ بھی بیان کیا کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ) جب ہم تکبیر سنتے تو وضوء کرتے اور پھر نماز کے لئے نکلتے (اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم آپ ﷺ کے طویل قراءت کرنے پر بھروسہ کرتے ہوئے کبھی کبھی نماز کے لئے تیار ہونے اور نکلنے کو تکبیر کے ہونے تک مؤخر کرتے تھے۔ اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ بعض روایات میں یہاں پر تَوَضَّأْنَا کی بجائے ”تَوَخَّيْنَا“ کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تکبیر سننے کے بعد نماز کے لئے تیار ہو جاتے اور کھڑے ہو جاتے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

(امام ابوداؤدؒ اپنی سند سے نقل کرتے ہیں کہ) شعبہ کا بیان ہے کہ میں نے ابو جعفر سے اس حدیث کے علاوہ کوئی دیگر حدیث نہیں سنی (صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ شاید مصنف شعبہ کے اس قول کو نقل کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ابو جعفر قلیل الروایہ شخص ہیں۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ شعبہ کے اس قول کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ابو جعفر سے صرف ایک یہی حدیث مروی ہے کیونکہ وہ اپنے سماع کی نفی کر رہے ہیں نہ کہ مطلق کسی اور کے سماع کی بھی کیونکہ خود ابوداؤد شریف میں نیز ترمذی شریف میں

ابن عمرؓ کی ایک حدیث الصلاة قبل العصر کے سلسلہ میں ہے اور اس کی سند میں یہ موجود ہیں لیکن اس روایت کو بھی ان سے شعبہ نے نقل نہیں کیا ہے بلکہ طیلسی نے نقل کیا ہے اس لئے شعبہ کے قول کا مطلب وہی ہے جو اوپر لکھا گیا۔

تعارف رجال حدیث (۵۱۰)

۱۔ محمد بن بشار:۔ یہ محمد بن بشار بن عثمان العبديّ أبو بکر بندار البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۲۔ محمد بن جعفر:۔ یہ محمد بن جعفر الهذليّ المعروف بغندر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۴)۔

۳۔ شعبۃ:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۴۔ سمعت أبا جعفر:۔ یہ محمد بن إبراهيم بن مسلم بن مهران بن المثنی القرشيّ أبو جعفر أو أبو إبراهيم الكوفي (ويقال البصريّ) مؤذن مسجد العريان ہیں۔ ان کو محمد بن مسلم - محمد بن مهران - محمد بن المثنی - محمد بن أبي المثنی بھی کہا جاتا ہے۔ بہر حال ابن معین اور دارقطنی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے مگر لکھا ہے کان یخطئ یعنی ہیں تو ثقہ مگر خطأ و غلطی کا شکار ہوتے ہیں، ابن عدی نے کہا کہ ان کی بہت کم حدیثیں ہیں چنانچہ حافظؒ نے لکھا ہے کہ ان کی صرف دو حدیثیں ہیں ایک تو یہی اور ایک الصلاة قبل العصر والی حدیث۔ اور حافظؒ نے تقریب میں ان کو خطأ کا شکار ہونے والا صدوق راوی لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ مسلم أبو المثنیٰ: یہ مسلم بن المثنیٰ (ویقال مسلم بن مهران بن المثنیٰ) أبو المثنیٰ الکوفی المؤذن ہیں، ابوزرعہ اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ اور حافظ نے ثقہ لکھ کر چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔ ابن عمرؓ: آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۷۔ قال شعبہ: یہ شعبہ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۸۔ لم أسمع عن أبي جعفر: یہ محمد بن إبراهيم القرشی أبو جعفر الکوفی أو البصري ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۳) پر۔

الحديث / ۵۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ - يَعْنِي الْعَقَدِيَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرِو حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُؤَذِّنِ مَسْجِدِ الْعُرْيَانِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمُثَنَّى مُؤَذِّنَ مَسْجِدِ الْأَكْبَرِ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، وَسَاقَ الْحَدِيثِ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۱۱: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ بن فارس نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا، ابو عامر نے یعنی ابو عامر عقدی عبد الملک بن عمرو نے۔ انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے روایت کیا مسجد عریان کے مؤذن ابو جعفر سے (یہ کہ انہوں نے) کہا کہ میں نے مسجد اکبر کے مؤذن ابو المثنیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت

ابن عمرؓ سے سنا ہے (اور اس سند کو ذکر کرنے کے بعد محمد بن یحییٰ بن فارس نے پوری) حدیث بیان کی (بالکل ویسے ہی جیسے کہ ہمارے شیخ محمد بن بشار نے بیان کی۔ یعنی حدیث نمبر (۵۱۰) کی طرح ہی حدیث بیان کی)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف میں جو ”مسجد العریان“ مذکور ہے تو اس میں جو لفظ العریان ہے یہ عین کے ضمہ، راء کے سکون اور یاء کے فتح کے ساتھ ہے اور شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اکثر صحیح نسخوں میں یہ اسی طرح یعنی یاء کے ساتھ العُریان ہی ہے لیکن بعض نسخوں میں یہ باء کے ساتھ العُربان بھی ہے۔ بہر حال یہ کوفہ کا ایک محلہ ہے اور اسی کی طرف نسبت کی وجہ سے اس محلہ کی مسجد کو مسجد عریان کہا جاتا ہے۔ اور ابنِ رسلان کا یہ کہنا ہے کہ ابو جعفر کوفی ہیں اس لئے یہ مسجد عریان بصرہ کے محلہ عریان کی مسجد ہے نہ کہ کوفہ کی۔۔۔ اور اس میں جو المسجد الاکبر مذکور ہے اس سے غالباً کوفہ کی جامع مسجد مراد ہے۔ ابنِ رسلان نے تو بالجزم والیقین لکھا ہے کہ اس سے کوفہ ہی کی جامع مسجد مراد ہے کیونکہ ابوالمثنیٰ کوفی ہیں اور یہ اہل کوفہ ہی کے مؤذن تھے نہ کہ اہل بصرہ کے۔

تعارف رجال حدیث (۵۱۱)

۱۔ محمد بن یحییٰ بن فارس:- یہ محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن خالد بن فاس الذہلیؒ ابو عبد اللہ النیسابوریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱)۔

۲۔ ابو عامر:- یہ عبد الملک بن عمرو القیسؒ ابو عامر العقَدیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۷)۔

۳۔ شعبہ:- یہ شعبہ بن الحجاج بن الورد العتکیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)

اور (۲۳)۔

۴۔ أبو جعفر مؤذن مسجد العريان:۔ یہ محمد بن ابراہیم بن مسلم القرشي أبو جعفر الکوفي أو البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۱۰)۔

۵۔ أبو المثنی مؤذن مسجد الأكبر:۔ یہ مسلم بن المثنی أبو المثنی الکوفي المؤذن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۱۰)۔

۶۔ ابن عمر:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب القرشي العدوي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

(۳۰) بَابُ الرَّجُلِ يُؤَدِّنُ وَيُقِيمُ آخِرُ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ ایک شخص اذان دے اور دوسرا تکبیر کہے (تو یہ بھی

درست ہے) (۳۰)

الحديث / ۵۱۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: ((أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْأَذَانِ أَشْيَاءَ لَمْ يَصْنَعْ مِنْهَا شَيْئًا. قَالَ: فَأَرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَذَانَ فِي الْمَنَامِ، فَاتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: أَلْقَهُ عَلَى بَلَالٍ. فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ. فَأَذَّنَ بَلَالٌ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَنَا رَأَيْتُهُ وَأَنَا كُنْتُ أُرِيدُهُ. قَالَ: فَأَقِمُّ أُنْتُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۱۲:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد بن خالد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن عمرو

نے انہوں نے روایت کیا محمد بن عبد اللہ سے انہوں نے اپنے چچا عبد اللہ بن زید سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اذان کے سلسلہ میں کئی چیزوں کا ارادہ فرمایا (مثلاً ناقوس اور بوق وغیرہ کا لیکن) ان میں سے کسی کو بھی نہیں کیا (یعنی آپ ﷺ نے نماز کے وقت کی اطلاع دینے کے لئے ناقوس، بوق، آگ اور جھنڈے وغیرہ کے استعمال کا ارادہ تو فرمایا لیکن تشبہ وغیرہ بہت سی مصالح اور وجوہ کی بناء پر ان میں سے کسی کا بھی استعمال نہیں فرمایا۔ محمد بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابھی یہی صورت حال تھی کہ) عبد اللہ بن زید کو خواب میں اذان (کے کلمات اور اس کا طریقہ) دکھلا دیا گیا، تو انہوں نے (یعنی عبد اللہ بن زید نے) نبی کریم ﷺ کے پاس آکر اس کی (یعنی خواب کی یا خواب میں دیکھی ہوئی اذان کی) خبر دی (آپ ﷺ نے ان کا خواب سن کر) فرمایا: سکھاؤ (اور بتلاؤ) تم وہ (یعنی خواب میں دیکھی ہوئی اذان) بلالؓ کو، پس انہوں نے وہ (اذان) بلالؓ کو سکھائی، اور حضرت بلالؓ نے (اُن سے کلمات اذان سیکھ کر) اذان دی۔ تو عبد اللہ بن زیدؓ نے کہا میں نے دیکھا ہے اس کو اور میں اس کا ارادہ رکھتا ہوں (یعنی جب آپ ﷺ نے یہ حکم دیدیا اور حضرت بلالؓ نے اذان دیدی تو حضرت عبد اللہ بن زیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ چونکہ میں نے خواب میں اذان دیکھی تھی اس لئے میری خواہش تھی کہ میں ہی اذان دوں اور میرا خیال تھا کہ میں ہی اذان دینے کا زیادہ مستحق ہوں بمقابلہ دوسروں کے لیکن چونکہ آپ کا حکم ہوا اس لئے میں نے حضرت بلالؓ کو وہ اذان سکھا دی۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سن کر ان کی تسلی اور تطہیبِ قلب کی خاطر فرمایا کہ تم ایسا کرو) کہ تکبیر تم کہو۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے ایک شخص کے اذان کہنے اور دوسرے شخص کے تکبیر کہنے کا جواز معلوم ہو رہا ہے اور یہ جواز متفق علیہ ہے اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے لیکن اولیت و استجاب میں ذرا سا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ، مالک، ابو ثور اور اکثر اہل حجاز و کوفہ کا خیال ہے کہ اس میں دونوں باتیں جائز و برابر ہیں یعنی جواز اذان کہے وہی تکبیر کہے یا تکبیر اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کہے لیکن

حنابلہ اور شوافع کا یہ کہنا ہے کہ اولیٰ یہی ہے کہ جواذان کہے وہی تکبیر کہے۔ صاحبِ بذل نے احناف کے بارے میں لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں حنفیہ کا مذہب وہ ہے جو امام علاؤ الدین نے بدائع الصانع میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ سننِ اذان میں سے ہے یہ کہ جواذان کہے وہی تکبیر کہے۔ اور اگر کوئی دوسرا تکبیر کہتا ہے تو اس کی دو شکلیں ہوں گی۔ یا تو اس کے تکبیر کہنے سے مؤذن کو تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی پہلی شکل میں مؤذن کے علاوہ دوسرے شخص کا تکبیر کہنا مکروہ ہوگا اور دوسری شکل میں غیر مکروہ و جائز ہوگا۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۱۲)

۱۔ عثمان بن ابی شیبہ:- یہ عثمان بن ابی شیبہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۲۔ حماد بن خالد:- یہ حماد بن خالد أبو عبد اللہ الخياط ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۶)۔

۳۔ محمد بن عمرو:- یہ محمد بن عمرو الأنصاري المدني ہیں۔ حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ محمد بن عبد اللہ:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ ابوداؤد اور دارقطنی میں تو یہ نام اسی طرح ہے یعنی محمد بن عبد اللہ ہی ہے اور مطلب یہ ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے اپنے چچا عبد اللہ بن زید سے روایت کیا اور ان سے یعنی محمد بن عبد اللہ سے محمد بن عمرو الأنصاري نے۔ لیکن صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ غلط ہے اور صحیح و درست یہ ہے کہ یہ محمد بن عبد اللہ کی بجائے عبد اللہ بن محمد ہونا چاہئے جیسا کہ آگے آنے والی حدیث نمبر (۵۱۳) میں بھی ہے۔

بہر حال اگر یہ محمد بن عبد اللہ ہیں تو ان کا تعارف یہ ہے کہ یہ محمد بن عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ الخزرجی الأنصاری المدنی ہیں۔ انہوں نے صرف اپنے والد عبد اللہ بن زیدؓ اور ابو مسعود الأنصاری سے روایت کیا ہے اور ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ بن محمد اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور محمد بن ابراہیم التیمی اور ایک بڑی جماعت نے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، عجل نے ان کو مدنی ثقہ تابعی لکھا ہے اور ابن مندہ کا قول ہے کہ ان کی پیدائش آپ ﷺ کے زمانہ میں ہوئی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

اور اگر یہ عبد اللہ بن محمد ہیں تو پھر ان کا تعارف یہ ہے کہ یہ عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ الأنصاری الخزرجی المدنی ہیں۔ انہوں نے اذان کے بارے میں اپنے دادا عبد اللہ بن زیدؓ سے روایت نقل کی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ بواسطہ والد اپنے دادا سے نقل کی ہے۔ اور ان سے ابو العمیس عتبہ بن عبد اللہ المسعودی، محمد بن سیرین اور محمد بن عمرو انصاری نے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ عن عمہ عبد اللہ بن زید :- سب سے پہلے تو یہ جھلیں کہ اس میں جو یہ عن عمہ مکتوب و منقول ہے یہ ابوداؤد کے تمام نسخوں نیز بیہقی اور مسند احمد میں اسی طرح مکتوب و منقول ہے یعنی گویا محدثین کی ایک جماعت کا اس لفظ پر اتفاق ہے اس لئے غلطی اور تصحیف ہونے کی بات کہنے کی تو کسی نے جرئت نہیں کی ہے لیکن اس کا صحیح ہونا بھی کسی طریقہ سے ممکن نہیں کیونکہ اس میں یعنی عن عمہ میں جو ضمیر مجرور ہے اس کا مرجع سابقہ راوی ہیں اور سابقہ راوی کے بارے میں یہ تفصیل سامنے آہی چکی کہ وہ یا تو محمد بن عبد اللہ ہیں جیسا کہ سند میں مکتوب بھی ہے تو اس اعتبار سے یہاں پر عن اُبیہ

عبداللہ بن زید ہونا چاہتے تھا کیونکہ عبداللہ بن زیدؓ محمد کے والد ہیں نہ کہ چچا۔ اور اگر سابقہ راوی عبداللہ بن محمد مانیں تو یہاں پر عن جدہ عبداللہ بن زید ہونا چاہتے تھا۔ کیونکہ عبداللہ بن زیدؓ عبداللہ بن محمد کے دادا ہیں نہ کہ چچا۔ بہر حال اس میں جو عبداللہ بن زیدؓ ہیں وہی مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں جنہوں نے اذان کا خواب دیکھا تھا۔ یعنی عبداللہ بن زید بن عبد ربہ بن ثعلبہ الأنصاری الخزرجی أبو محمد المدنی۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۹)۔

واضح رہے کہ میں نے اس سلسلہ میں مفتی عبداللہ صاحب شیخ الحدیث مدرسہ ہانسوڈ گجرات اور حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب سے معلومات کی اور محدثین کے اتفاق کی وجہ پوچھی تو حضرت شیخ یونس صاحب نے فرمایا کہ یہاں پر کسی بنیادی راوی سے خطا ہوئی ہے اور ان محدثین کے اتفاق کی وجہ یہ ہے کہ محدثین کا اصول یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ سے جیسا سنتے ہیں ویسا ہی بیان کرتے ہیں اس لئے ان سب نے غلط ہی بیان کیا اور نقل کیا ہے یعنی یہ سہو نہیں ہے بلکہ انہوں نے قصداً ایسا ہی نقل و بیان کیا ہے۔

۶۔ علی بلالؓ: آپ صحابی رسول ﷺ اور مؤذن رسول ﷺ حضرت بلال بن رباحؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

الحديث/ ۵۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: كَانَ جَدِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ ((فَأَقَامَ جَدِّي)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۱۳: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن عمر قواریری نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن مہدی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا

محمد بن عمرو نے انہوں نے کہا میں نے سنا عبد اللہ بن محمد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میرے دادا عبد اللہ بن زید بیان کرتے ہیں (اور آگے عبد اللہ بن محمد نے نقل کیا) اسی خبر کو (یعنی سابقہ حدیث نمبر (۵۱۲) کو۔ نیز عبد اللہ بن محمد نے اپنی نقل کردہ روایت کے اندر آپ ﷺ کے قول فَأَقِمْ أَنْتَ کے بعد یہ بھی) بیان کیا کہ پھر میرے دادا نے اقامت کہی (یعنی کچھل روایت میں تو بس حدیث یہاں پر ختم ہوگئی کہ آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن زیدؓ سے فرمایا کہ اذان تو بلال نے کہہ دی پس تکبیر تم کہنا۔ لیکن عبد اللہ بن محمد نے اپنی اس حدیث یعنی حدیث نمبر (۵۱۳) میں یہ بھی نقل کیا کہ آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد میرے دادا حضرت عبد اللہ بن زیدؓ نے ہی تکبیر کہی تھی)۔

تعارف رجال حدیث (۵۱۳)

۱۔ عبید اللہ بن عمر :- یہ عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ القواریری الجُشمیّ أبو سعید البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۲۹)۔

۲۔ عبد الرحمن بن مہدیّ :- یہ عبد الرحمن بن مہدیّ بن حسان العنبریّ أبو سعید البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

۳۔ محمد بن عمرو :- یہ محمد بن عمرو الأنصاریّ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۱۲)۔

۴۔ عبد اللہ بن محمد :- یہ عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ الأنصاریّ المدنیّ الخزرجیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۱۲)۔

۵۔ عبد اللہ بن زیدؓ :- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ بن ثعلبہ الأنصاریّ الخزرجیّ أبو محمد المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۴۹۹)۔

بَابُ مَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ

یہ باب ہے (اس بارے میں کہ) جو شخص اذان کہے وہی تکبیر بھی کہے
نوٹ:- یہ باب چونکہ ہمارے اختیار کردہ نسخہ میں نہیں ہے اسلئے اس کو کوئی نمبر نہیں دیا گیا ہے

الحديث/ ٤١٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ

بْنُ عُمَرَ بْنِ غَانِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ - يَعْنِي الْإِفْرِيقِيَّ - أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بْنَ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بْنَ الْحَارِثِ الصَّدَائِيَّ، قَالَ: ((لَمَّا كَانَ أَوَّلُ أَذَانِ الصُّبْحِ أَمَرَنِي - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - فَأَذَنْتُ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَقِيمُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى نَاحِيَةِ الْمَشْرِقِ إِلَى الْفَجْرِ فَيَقُولُ لَا، حَتَّى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ نَزَلَ فَبَرَزْتُ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيَّ وَقَدْ تَلَا حَقَّ أَصْحَابِهِ - يَعْنِي فَتَوْضًا - فَأَرَادَ بَلَّالٌ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ لَهُ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ أَخَا صَدَاءَ هُوَ أَذَّنَ وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ قَالَ: فَأَقَمْتُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ٤١٥ :- فرمایا امام الوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن

مسلمہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن عمر بن غانم نے انہوں نے روایت کیا عبد الرحمن بن زیاد - یعنی عبد الرحمن بن زیاد افریقی - سے یہ کہ انہوں نے سنا زیاد بن نعیم حضرمی کو یہ کہتے ہوئے کہ انہوں نے حضرت زیاد بن حارث صدائی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ (ایک مرتبہ دوران سفر) جب صبح (یعنی فجر) کی اذان کے وقت کی ابتداء ہوئی (یعنی وقت ہو گیا اور صبح صادق ہو گئی) تو انہوں نے یعنی نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا (یعنی اذان دینے کا حکم دیا اور اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ مؤذن

رسول ﷺ اس وقت غالباً حاضر و موجود نہ تھے اس وجہ سے ان کو حکم دیا۔ بہر حال حضرت زیاد بن حارث صدائی کہتے ہیں کہ میں نے تعمیل حکم کی (اور اذان دی) (واضح رہے کہ اس حدیث شریف کے اس جملے یعنی ”لما کان أول اذان الصبح“ کے کئی مطلب بیان کئے گئے ہیں چنانچہ جو حضرات فجر کی اذان کا وقت اور صبح صادق ہونے سے پہلے بھی ایک اذان دے جانے کے قائل ہیں انہوں نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ ”جب پہلی اذان کا وقت ہو گیا“ اور جو حضرات اس کے قائل نہیں ہیں انہوں نے اس جملہ کا مطلب بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں جو لفظ اول ہے یہ ابتداء اور شروعات کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ ”جب صبح کی اذان کے وقت کی ابتداء ہوگئی یعنی صبح صادق ہوگئی“ اس کے علاوہ ان حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ لفظ اول بمعنی پہلی ہی ہے لیکن یہاں پر اولیت اور پہلی کا مطلب ہے تکبیر کے مقابل پہلی یعنی گویا اقامت و تکبیر کو مد نظر رکھتے ہوئے اذان کو پہلی اذان سے تعبیر کر دیا گیا ہے کیونکہ اقامت میں بھی اذان ہی کے الفاظ ہوتے ہیں اس لئے گویا کہ وہ دوسری اذان ہوتی ہے اور اصل اذان پہلی اذان ہوتی ہے۔ بہر حال آگے راوی حدیث حضرت صدائی بیان کرتے ہیں کہ اذان دے چکنے کے بعد میں متصل اور فوراً ہی (کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! کیا تکبیر کہوں؟) (شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ حضرت صدائی غالباً نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور غالباً انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ فجر کی نماز اذان کے فوراً بعد پڑھی جاتی ہے اس لئے انہوں نے اذان دینے کے فوراً بعد آپ ﷺ سے تکبیر کہنے کی اجازت مانگی۔ بہر کیف ان کے اقامت کہنے کی اجازت مانگنے پر) آپ ﷺ مشرق کی جانب فجر کی روشنی کو دیکھنے لگے اور فرمانے لگے نہیں یعنی ابھی اقامت نہ کہو (کیونکہ ابھی اس کا وقت نہیں ہوا ہے) یہاں تک کہ جب فجر طلوع ہوگئی (یعنی خوب اسفار و روشنی ہوگئی) تو آپ ﷺ (اپنی سواری سے) اترے اور اپنی ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے گئے (یعنی پیشاب وغیرہ کی ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے تشریف لے گئے) پھر آپ ﷺ (اپنی ضرورت

سے فارغ ہو کر) میرے پاس آئے اور آپ ﷺ کے تمام صحابہ طے (یعنی چونکہ یہ سفر کا واقعہ ہے اور سفر میں کچھ لوگ آگے اور پیچھے ہوتے ہیں لہذا صحابہ کرامؓ بھی ایسے ہی متفرق اور آگے پیچھے تھے لیکن جس وقت آپ ﷺ اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر لوٹے تو تمام صحابہؓ آپ ﷺ کے پاس مجتمع اور اکٹھا ہو گئے تھے) پھر آپ ﷺ نے وضوء کیا (واضح رہے کہ یہاں پر فتو ضاً سے پہلے جوفظ ”یعنی“ ہے یہ زیاد بن نعیم کا بڑھایا ہوا لفظ ہے اور اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے اس لفظ کو یہاں پر کیوں بڑھایا ہے؟ تو اس کا جواب شرح حضرات نے یہ لکھا ہے کہ زیاد بن نعیم کو یہاں پر یہ یاد نہیں رہا تھا کہ ان کے شیخ حضرت زیاد بن حارث صدائیؓ نے یہاں پر کیا لفظ استعمال فرمایا تھا لیکن یہ یاد تھا کہ انہوں نے یہاں پر جوفظ استعمال فرمایا تھا اس کا مطلب یہی یعنی فتو ضاً ہی تھا اور ایسے موقع پر یعنی جب کوئی راوی اپنے شیخ کا استعمال کردہ لفظ بھول جائے لیکن اس کا مطلب و مفہوم یاد ہو اور اُس مطلب و مفہوم کو اپنے لفظ میں بیان کرنا چاہے تو اس کا طریقہ محدثین کے یہاں یہی ہوتا ہے کہ اُس مفہوم و مطلب کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے سے پہلے اس لفظ ”یعنی“ کا اضافہ کرے اس لئے انہوں نے یعنی زیاد بن نعیم نے بھی یہاں پر اس لفظ ”یعنی“ کا اضافہ کیا ہے۔ اور اس ”یعنی فتو ضاً“ کا لفظی ترجمہ اس طرح بھی کر سکتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے اس جگہ پر جس لفظ کا استعمال کیا تھا اُس سے ان کی مراد فتو ضاً ہی تھی۔ بہر حال آگے حضرت صدائیؓ بیان کرتے ہیں کہ جب اقامت کا وقت ہوا تو حضرت بلالؓ نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا تو اُن سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (تم تکبیر مت کہو کیونکہ) صداء کے بھائی (یعنی قبیلہ صداء کے ایک صدائی شخص) نے اذان دی ہے اور (یہ شرعاً مستحسن ہے کہ) جو شخص اذان دے وہی تکبیر کہے۔ (حضرت صدائیؓ کا) بیان ہے کہ پھر میں نے تکبیر کہی۔

نوٹ :- اس حدیث شریف میں یہ جو حضرت زیاد بن حارث صدائیؓ کو صداء کا بھائی کہا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ قبیلہ صداء کے ایک فرد تھے اور عربی میں قبیلہ کے کسی بھی فرد کو قبیلہ کا بھائی

کہد یا جاتا ہے اس لئے ان کو بھی آپ ﷺ نے أخو صداء فرمایا ہے۔

اور اس حدیث شریف میں جو حضرت بلالؓ کو تکبیر کہنے سے روکنا اور منع کرنا مذکور ہے اس سے یہ پتہ لگ رہا ہے کہ اقامت و تکبیر کا زیادہ حقدار و مستحق وہی شخص ہے جس نے اذان دی ہو اور اس مسئلہ کی قدرے تفصیل حدیث نمبر (۵۱۰) کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔

جو حضرات طلوع فجر سے پہلے فجر کی اذان دے جانے اور اس کے صحیح ہونے کے قائل ہیں یہ حدیث اپنے ظاہر کے اعتبار سے اُن حضرات کی دلیل ہے کیونکہ اس حدیث میں اُسی اذان پر اکتفاء مذکور ہے جو طلوع فجر سے پہلے دی گئی تھی کیونکہ اس میں اذان کا اعادہ مذکور نہیں ہے۔ اور جو حضرات طلوع فجر سے پہلے اذان دے جانے اور اس کی صحت کے قائل نہیں ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ اس میں جو اذان مذکور ہے وہ وقت کے اندر یعنی صبح صادق کے بعد ہی ہوئی تھی اس لئے اعادہ کی ضرورت نہ تھی اور اسی کی وجہ سے اس کا اعادہ بھی نہیں کیا گیا۔

تعارف رجال حدیث (۵۱۴)

۱۔ عبد اللہ بن مَسْلَمَہ:۔ یہ عبد اللہ بن مَسْلَمَہ بن قعنب القعنبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ عبد اللہ بن عمر بن غانم:۔ یہ عبد اللہ بن عمر بن غانم الرُعيني ابو عبد الرحمن قاضي اُفريقہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۰)۔

۳۔ عبد الرحمن بن زیاد:۔ یہ عبد الرحمن بن زیاد بن أنعم الإفريقي ابو أيوب أو أبو خالد القاضي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۲)۔

۴۔ زیاد بن نعيم:۔ یہ زیاد بن ربيعة بن نعيم بن ربيعة بن عمر الحضرمي

ہیں۔ ان کو داد کی طرف نسبت کرتے ہوئے زیاد بن نعيم کہا جاتا ہے۔ انہوں نے زیاد بن الحارث، أبوذر، أبوأيوب اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے بکر بن سوادہ اور عبدالرحمن بن زیاد نے۔ عجل نے ان کو ثقہ تابعی کہا ہے، ابن حبان اور یعقوب بن سفیان نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۹۵ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ زیاد بن الحارث الصدائيؓ: آپ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ اور ان کو جو صدائي کہا جاتا ہے وہ یمن کے قبیلہ صداء کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کیونکہ ان کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔ اور الصداء ایک شخص تھا جس کا نام یزید بن حرب تھا اسی شخص کی نسبت سے یہ قبیلہ۔ قبیلہ صداء کہلاتا تھا۔

۶۔ بلالؓ: آپ مشہور صحابی اور مؤذن رسول ﷺ حضرت بلال بن رباحؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

(۳۱) بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ

اذان میں آواز کو بلند کرنے (یعنی بلند آواز سے اذان دینے) کا بیان (۳۱)

الحديث/ ۵۱۵ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمِرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ وَيَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهُ خَمْسُ وَعِشْرُونَ صَلَاةً وَيُكْفَرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۱۵ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمرؓ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے روایت کیا موسیٰ بن ابی عثمان سے انہوں نے ابوتحیٰ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا کہ: مؤذن (کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ) اس کی مغفرت کی جاتی ہے (ایسی طویل و عریض اور وسیع مغفرت جو ممتد اور پھیلی ہوتی ہے) اس کی آواز (پہونچنے کی) غایت (وانتهاء) تک، اور گواہی دیگی (اس کے حق میں قیامت کے دن) ہر تر اور خشک چیز (یعنی جب مؤذن بلند آواز سے اذان دیتا ہے تو جہاں تک اس کی آواز پہونچتی ہے وہاں تک کے تمام انسان و جن اور تمام حیوانات و مخلوقات قیامت کے دن اس کے اسلام و ایمان کی گواہی دیں گے۔۔۔ اور یہ گواہی دینا انسان و جنات کی طرف سے تو ظاہر ہے زبانِ قال سے اور حقیقہً ہوگا۔ لیکن جمادات و نباتات اور حیوانات کی طرف سے گواہی دے جانے کے بارے میں علمائے کرام کی طرف سے دو باتیں کہی جاتی ہیں (۱) ان کی طرف سے جو گواہی ہوگی وہ لسانِ حال سے ہوگی (۲) یہ گواہی حقیقت پر محمول ہے، اللہ تعالیٰ ان کو قوتِ گویائی دے گا اور یہ بھی لسانِ قال سے گواہی دیں گے۔ اور مؤذن کے حق میں جو شہادت و گواہی ہوگی اس کی حکمت و مصلحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی فضیلت و برتری اور عالی مرتبہ ہونے کو لوگوں کے سامنے معروف و مشہور کریں گے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بعض لوگوں کے خلاف شہادت و گواہی کرا کے ان کی فضیلت و رسوائی کرے گا ویسے ہی کچھ لوگوں کے حق میں شہادت و گواہی کرا کے ان کا اکرام و اعزاز کرے گا اور مؤذن حضرات بھی انہیں میں سے ہوں گے) اور (اذان کی آواز سن کر) نماز میں حاضر ہونے والے شخص (کا مقام یہ ہے کہ) اس کے لئے پچیس نمازوں (کا ثواب) لکھا جاتا ہے۔ اور مٹا دئے جاتے ہیں اُس سے وہ گناہ جو اُن دونوں کے درمیان (ہوئے

ہوتے ہیں۔ یعنی ایک نماز سے لیکر دوسری نماز تک کے درمیان جو صغیرہ گناہ ہوتے ہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی وجہ سے وہ تمام بخش دئے اور معاف کر دئے جاتے ہیں۔

نوٹ:- اس حدیث شریف کا جو پہلا جملہ ہے یعنی ”المؤذن یغفر لہ مدى صوتہ“ شرح حضرات نے اس کے کئی مطلب لکھے ہیں (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مؤذن اپنی طاقت کے مطابق بلند آواز سے اذان دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مکمل و پوری مغفرت کا مستحق ہو جاتا ہے (۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تمام گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے چاہے وہ گناہ اتنے ہی کیوں نہ ہوں کہ اگر ان کو جسم دے دیا جائے تو وہ اس کے اذان دینے کی جگہ سے لیکر وہاں تک کے علاقے کو بھر دیں اور پُر کر دیں جہاں تک اس کی آواز پہنچ رہی ہو (۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤذن کے وہ تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں جو اس نے اذان دینے کی جگہ سے لیکر اذان کی آواز پہنچنے تک کے علاقے میں کئے ہوتے ہیں (۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤذن کی شفاعت کی وجہ سے اُن تمام لوگوں کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا جو اذان دینے کی جگہ سے لیکر اذان کی آواز پہنچنے تک کے علاقے میں رہتے اور بستے ہیں (۵) اس میں جو یغفر ہے یہ بمعنی یستغفر ہے اور مطلب یہ ہے کہ مؤذن کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے ہر وہ چیز جو اس کی آواز کو سنتی ہے (۶) اس میں جو لہ ہے یہ لاجلہ کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ مؤذن کی وجہ سے اُن تمام لوگوں کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے جو اس کی اذان کو سنتے ہیں اور پھر اُس اذان کے بعد پڑھی جانے والی نماز میں شریک ہو کر باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔

بہر حال اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اذان کے اندر حتی الامکان آواز کو بلند کرنا مستحب ہے، قیامت کے دن مؤذنین حضرات کو ایک خاص مقام اور بلند مرتبہ حاصل ہوگا۔ نیز اس حدیث سے باجماعت پڑھی جانے والی نماز کی افضلیت کا بھی پتہ لگ رہا ہے اور یہ بھی معلوم ہو رہا ہے

کہ جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازوں کے درمیان جو گناہ ہوتے ہیں وہ باجماعت نماز پڑھنے کی وجہ سے معاف کر دئے اور بخش دئے جاتے ہیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۱۵)

۱۔ حفص بن عمر النمری :- یہ حفص بن عمر بن الحارث بن سخبرة الأزدي النمری ابو عمرو الحوضی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ شعبۃ :- یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۳۔ موسیٰ بن أبي عثمان :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اکثر نسخوں میں یہ موسیٰ بن أبي عائشة مکتوب ہے لیکن ایک نسخہ میں موسیٰ بن أبي عثمان بھی ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی میں بھی موسیٰ بن أبي عثمان ہی ہے بہر حال یہ موسیٰ بن أبي عثمان التبان المدني و قیل الکوفی مولیٰ المغيرة ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے لکھا ہے کہ موسیٰ بن أبي عثمان الکوفی۔ اور موسیٰ بن أبي عثمان التبان المدني مولیٰ المغيرة دوا لگ الگ شخص ہیں اور دونوں مقبول راوی ہیں چھٹے طبقہ میں آتے ہیں، اور جن حضرات نے ان دونوں کو ایک کہا ہے ان سے غلطی ہوئی ہے۔ موسیٰ بن أبي عثمان التبان کی روایات نسائی میں اور تعلیقات بخاری میں ہیں / خت۔ س۔ اور موسیٰ بن أبي عثمان الکوفی کی روایات ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ہیں۔ اور موسیٰ بن أبي عائشة کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵)۔

۴۔ أبو يحيى :- صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ أبو يحيى المکی ہیں۔ لیکن ابنِ رسلان

اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ یہ سمعان الأسلمی ابو یحیٰ المدنی ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور اپنی صحیح میں ابو یحیٰ کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ ان کا نام سمعان الأسلمی ہے۔ ابنِ قطان نے ان کو غیر معروف، منذری اور ثوری نے مجہول کہا ہے۔ حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ ابو ہریرۃؓ: آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث ۵۱۶ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ، أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأَذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النَّدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثَوَّبَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ وَيَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ أَنْ لَا يَذْرِي كَمْ صَلَّى)).

ترجمہ حدیث نمبر ۵۱۶: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جب نماز کے لئے پکارا جاتا ہے (یعنی نماز کے لئے اذان ہوتی ہے) تو شیطان (اذان کی جگہ سے) پیٹھ موڑ کر پادتا ہے چلا جاتا (اور بھاگتا) ہے تاکہ اذان نہ سنے (یعنی جب اذان ہوتی ہے تو شیطان اس کی وجہ سے ایسا بوجھل ہوتا ہے جیسے گدھا اپنے اوپر لادے

جانے والے بوجھ کی وجہ سے ہوتا ہے اور جس طرح اُس بوجھ کی وجہ سے گدھ پادتا ہوا چلتا ہے ویسے ہی یہ شیطان بھی پادتا ہوا ہی چلتا ہے۔ یعنی یہ بالکل حقیقت پر محمول ہے کیونکہ شیاطین کھاتے اور پیتے ہیں لہذا اُن سے خروجِ ریح بھی ہوتا ہے۔ اور بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے ذکر یعنی اذان کا استخفاف و استحقار کرتا ہے اور وہاں سے بھاگ جاتا ہے تاکہ اُس کو نہ سنے۔ اور یہ جو ”حتی لا یسمع التاذین“ ہے اس کے بارے میں ایک رائے تو وہی ہے جو اوپر بتائی گئی یعنی اس میں جو حُتّی ہے وہ تعلیلیہ ہے لیکن ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ حُتّی غایت کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ شیطان کا پیٹھ موڑ کر بھاگنا وہاں تک ہوتا ہے جہاں پر اذان کی آواز کا سننا ختم ہو جاتا ہے۔ اور مصنف جس باب یعنی باب رفع الصوت بالأذان کے تحت اس حدیث کو لائے ہیں اس کے اعتبار سے یہ دوسری والی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اذان میں جتنی آواز بلند ہوگی شیطان اتنی ہی دور بھاگ کر جائے گا۔ بہر حال شیطان اذان کی آواز سن کر دور بھاگ جاتا ہے (لیکن جب اذان پوری کر دی جاتی ہے (یعنی مؤذن اذان دیکر فارغ ہو جاتا ہے تو وہ (یعنی شیطان نماز کی جگہ) واپس آ جاتا ہے (اور وہیں رہتا ہے) یہاں تک کہ جب تکبیر کہی جاتی ہے تو (پھر) پیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے (تاکہ تکبیر نہ سنے، اور بھاگتا رہتا ہے) یہاں تک کہ جب تکبیر پوری کر دی جاتی ہے (یعنی مگر تکبیر کبھکر فارغ ہو جاتا ہے) تو وہ (یعنی شیطان پھر) واپس آ جاتا ہے تاکہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جائے (یعنی اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالے اور اس کو خشوع و خضوع کے ساتھ نماز نہ پڑھنے دے) اور (نماز کے دل میں وسوسہ اندازی کے ساتھ ساتھ یہ بھی کرتا ہے کہ اُس سے) کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر اور فلاں بات یاد کر (یعنی نماز کے اندر اس کو) ایسی ایسی باتیں (یاد دلاتا ہے جو اس کو نماز شروع کرنے سے پہلے) یاد نہ تھیں، یہاں تک کہ (یاد تاکہ) ہو جائے (وہ نماز پڑھنے والا) آدمی ایسی حالت میں کہ نہ جانے کتنی (رکعتیں) پڑھ چکا ہے (یعنی شیطان اس قدر

وسوسہ اندازی کرتا ہے کہ نمازی کو یہ بھی یاد نہیں رہ پاتا کہ کتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے، یا یہ کہلو کہ شیطان کی وسوسہ اندازی کا مقصد اور غرض یہ ہوتی کہ نمازی کو ایسے شک میں مبتلا کر دے کہ اس کو اتنا تک پتہ نہ رہے کہ کتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے اور کتنی باقی ہیں۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے اذان اور مؤذن کی مزید فضیلت معلوم ہو رہی ہے نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ شیطان کو اذان کی وجہ سے بڑی تکلیف ہوتی ہے اور وہ اس کو سننے کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے اس کی آواز سنتے ہی بھاگ پڑتا ہے۔ اور اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ انبیائے کرام علیہ السلام کے علاوہ ہر انسان پر شیطان کو ایک قسم کا تسلط و اختیار حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ وسوسہ اندازی کرتا ہے حتیٰ کہ حالتِ صلاۃ تک میں بھی یہ کام کرتا ہے۔ اور یہ حدیث اس بات کی طرف بھی متنبہ کر رہی ہے کہ شیطان انسان کو نقصان پہنچانے کا بڑا حریص اور خواہش مند رہتا ہے اس لئے ہر انسان کو چاہئے کہ شیطان سے ہوشیار، چوکمہ اور متنبہ رہے۔

تعارف رجال حدیث (۵۱۶)

۱۔ القعنبی:۔ یہ عبداللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبیحی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ أبو الزناد:۔ یہ عبداللہ بن ذکوان القرشی أبو عبد الرحمن المدنی المعروف بأبي الزناد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۴۔ الأعرج:۔ یہ عبد الرحمن بن ہرمز أبوداؤد المدنی المعروف بالأعرج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۵۔ ابوہریرہؓ: آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

(۳۲) بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْمُؤَدِّنِ مِنْ تَعَاهُدِ الْوَقْتِ

مؤذن پر وقت کی پابندی (اور اس کی رعایت و حفاظت اور نگہداشت) کرنے کے واجب ہونے کا بیان (یعنی اس باب میں وہ احادیث ذکر ہوں گی جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے اوقات کی حفاظت و نگہداشت کرنا مؤذن پر واجب اور اس کی ذمہ داری ہے) (۳۲)

الحديث ۵۱۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَدِّنُ مُؤْتَمَنٌ، اللَّهُمَّ ارْشِدِ الْأَئِمَّةَ وَاعْفِرْ لِلْمُؤَدِّينَ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۵۱۷: - فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حنبل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن فضیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اعمش نے انہوں نے روایت کیا ایک شخص (غالباً سہیل بن ابی صالح) سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ امام ضامن ہے (واضح رہے کہ امام کے ضامن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مقتدیوں کی نماز کی صحت اس کی نماز کی صحت پر موقوف ہے لہذا اس کو چاہئے کہ طہارت میں مکمل احتیاط رکھے، شرائط نماز کو اچھی طرح سے ادا کرے

اور ارکان و سنن کا مکمل خیال رکھے، خلاصہ یہ کہ ضُمان سے مراد غرامہ اور تاوان نہیں ہے بلکہ مذکورہ بالا بیان کردہ ضمان مراد ہے) اور مؤذن امین ہے (یعنی لوگ اس کو امین سمجھتے ہیں اور اس پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہوئے نماز ادا کرتے ہیں روزے کھولتے ہیں غرضیکہ تمام موقت اور وقت کے ساتھ کئے جانے والے اعمال میں اس پر بھروسہ کرتے ہیں لہذا اس کو چاہئے کہ وقت کا مکمل خیال و لحاظ رکھے تاکہ کسی کی نماز، روزہ اور سحری وغیرہ بے وقت ہو کر خراب نہ ہو۔ واضح رہے کہ مؤذن کے امین ہونے کا ایک مطلب یا کہئے کہ اس کو امین کہے جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اذان دیتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اس اونچی جگہ پر کھڑے ہونے کے وقت اپنے آپ کو امین سمجھنا اور مکمل امانت داری کا ثبوت دینا چاہئے اور لوگوں کے گھروں میں اور چھپائی جانے والی چیزوں کو بالکل نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ یہ امین ہے۔ بہر حال چونکہ اس حدیث میں امام کی ضمانت و کفالت اور مؤذن کی امانت کو بیان کیا گیا ہے اور دونوں ہی ذمہ داریاں بہت اہم اور سخت ہیں اس لئے منصلاً آپ ﷺ نے ان کے لئے دعاء دیتے ہوئے فرمایا) اے اللہ! تو اماموں کو (علم و عمل کی) توفیق دے (یعنی وہ اپنی ذمہ داریوں کو سیکھیں اور سمجھیں اور اُن پر عمل کریں اس کی ان کو توفیق عطاء فرما) اور بخش دے مؤذِنوں کو (یعنی اپنی پوری کوشش صرف کرنے کے باوجود بھی اگر اُن سے اپنی ذمہ داری امانت کو ادا کرنے میں کوئی تقصیر و کوتاہی ہو جائے اور خطاء اُس سے اوقات میں کسی قسم کی تقدیم و تاخیر اور غلطی ہو جائے تو اُن کی اس غلطی کو تو معاف فرما کر ان کی بخشش کر دے)۔

نوٹ:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث کی سند میں جو الأعمش عن رجل ہے۔ اس میں جو رجل مبہم مذکور ہے اس کے بارے میں صاحب المنہل نے تو یہ لکھا ہے کہ مجھے نہ تو اس شخص کا نام معلوم ہو سکا اور نہ اس کے حالات۔ اور ابنِ رسلان نے یہ لکھا ہے کہ بہت ممکن ہے اس رجل سے حضرت ابوصالح کے بیٹے سہیل بن ابی صالح مراد ہوں اور ابنِ رسلان کی اس بات کی تائید

اس سے بھی ہوتی ہے کہ مسند احمد میں جو سند مذکور ہے اس کے اندر یہ صراحت ہے اور وہ سند یہ ہے
 ”حدثنا قتيبة حدثنا عبد العزيز عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة۔۔۔۔۔“

شرح حضرات نے اس حدیث کے تحت یہ مسئلہ چھیڑا اور لکھا ہے کہ امامت افضل ہے یا مؤذن
 تو اس سلسلہ میں دونوں طرح کی رائے ہیں۔ ابنِ رسلانؒ اور اشرفؒ کا قول یہ ہے کہ اذان امامت سے
 یا کہئے مؤذن امامت سے افضل ہے۔ اور انہوں نے اسی حدیث سے اس طرح استدلال کیا ہے کہ اس
 حدیث میں امام کو ضامن اور مؤذن کو مؤتمن اور امین کہا گیا ہے اور ظاہر ہے امین اور امانت ضمین اور
 ضمانت سے افضل و اعلیٰ ہوتی ہے اس لئے مؤذن اور اذان امامت سے افضل ہے۔۔۔ اور دوسری
 رائے یہ ہے کہ امامت اذان سے افضل اور امام مؤذن سے افضل ہوتا ہے اور اس رائے کے رکھنے
 والے لوگوں نے اسی حدیث سے اس طرح پر استدلال کیا ہے کہ دیکھئے امام تمام ارکانِ صلاۃ اور اعمالِ
 صلاۃ کا متکفل و ضامن ہوتا ہے اور مؤذن صرف وقت کا، امام خلیفہ رسول ﷺ ہوتا ہے اور مؤذن
 خلیفہ بلالؓ نیز آپ ﷺ نے اس حدیث میں ائمہ کے لئے دعائے ارشاد و توفیق کی ہے اور مؤذنین
 کے لئے دعائے مغفرت کی ہے اس لئے ان مذکورہ بالا باتوں کی وجہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امامت اور
 امام افضل ہوتا ہے بمقابلہ مؤذن اور اذان کے۔ واضح رہے کہ قاریؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ دوسری
 والی رائے احناف اور تمام شوافع کی ہے لیکن نوویؒ کا قول یہ ہے کہ امام شافعیؒ کی رائے پہلی والی ہے یعنی
 اذان امامت سے افضل ہے۔ اور امام احمدؒ کی اس سلسلہ میں دونوں طرح کی دو روایتیں ہیں۔

بہر کیف اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ امام خیارِ قوم اور افضل و بہتر لوگوں میں سے
 ہونا چاہئے کیونکہ وہی اس ضمان و ضمانت کو اٹھا سکتا اور ضامن ہونے کا اہل ہو سکتا ہے۔ اور مؤذن
 مسلمان، عاقل اور عادل ہونا چاہئے کیونکہ غیر مسلم، غیر عاقل اور غیر عادل شخص امین نہیں ہو سکتا اور نہ
 اس ذمہ داریِ امانت کو ادا کر سکتا ہے۔ (آج کل کے دور میں غور کریں وہ لوگ جو ان چیزوں کا خیال

کئے بغیر امامت و مؤذنی کی ذمہ داری ایسے لوگوں کے حوالے کرتے ہیں جو امامت و مؤذنی کے لئے مطلوبہ صفات سے خالی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے اس فعل میں کتنے صحیح اور کتنے غلط ہیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۱)

۱۔ أحمد بن حنبل :- یہ مشہور امام فقہ احمد بن محمد بن حنبل ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

۲۔ محمد بن فضیل :- یہ محمد بن فضیل بن غزوان بن جریر الضبیّ أبو عبد الرحمن الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۳۔ الأعمش :- یہ سلیمان بن مهران الأسديّ الکاهلیّ أبو محمد الکوفی الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔ عن رجل :- اس رجلِ مبہم کی تفصیل کچھ اوپر بتائی جا چکی ہے جس کے مطابق غالباً یہ سہیل بن ابي صالح ذکوان السمان أبو یزید المدنی ہیں اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۷)۔

۵۔ أبو صالح :- یہ ذکوان أبو صالح السمان الزیات ہیں۔ دیکھیں حدیث (۸)۔

۶۔ أبو هريرة :- آپ کثیر الروایہ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث ۵۱۸ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ نَمِيرٍ عَنِ

الْأَعْمَشِ قَالَ: نَبْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: وَلَا أَرَانِي إِلَّا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِثْلَهُ.

ترجمہ حدیث نمبر ۵۱۸ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابن نمیر نے انہوں نے نقل کیا اعمش سے (یہ کہ انہوں نے) کہا کہ مجھے خبر دی گئی ابوصالح سے نقل کر کے (یعنی مجھ سے کسی شخص نے ابوصالح سے سن کر یہ حدیث بیان کی۔ نیز انہوں نے یعنی اعمش نے) کہا اور نہیں خیال کرتا ہوں میں اپنے آپ کو مگر یہ کہ میں نے اس کو اُن سے یعنی ابوصالح سے سنا ہے (اور انہوں نے یعنی ابوصالح نے نقل کیا) حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے (اور آگے حسن بن علی نے اپنی اسی سند عن ابن نمیر الخ سے) اُسی کی مانند (حدیث بیان کی یعنی امام احمد بن حنبلؒ کی اپنی سند عن محمد بن فضیل الخ سے بیان کردہ سابقہ حدیث کی مانند حدیث بیان کی)۔

نوٹ :- صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث نمبر (۵۱۸) کو لا کر غالباً امام ابوداؤد نے اس حدیث کو قوی اور مضبوط کرنا چاہا ہے جس میں عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة کہہ کر یہی سابقہ حدیث نمبر (۵۱۷) بیان کی گئی ہے۔ اور شاید ایسا ہوا ہے کہ اعمش نے اس حدیث کو ابوصالح سے سنا مگر بعد میں ان کو تردد ہو گیا کہ انہوں نے ڈائرکٹ اُن سے سنا ہے یا کسی کے واسطے سے سنا ہے اس لئے کبھی تو انہوں نے کہا حدثنا أبو صالح اور کبھی کہا نبئت عن أبي صالح۔ لیکن یہ حدیث یعنی حدیث نمبر (۵۱۸) یہ بھی بتا رہی ہے کہ اعمش کا غالب گمان یہی ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو ڈائرکٹ ابوصالح ہی سے سنا ہے۔ خلاصہ یہ کہ سابقہ حدیث نمبر (۵۱۷) میں عن رجل مبہم ہونے سے اس روایت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا اور یہ روایت بہر دو شکل متصل ہی رہے گی کیونکہ انہوں نے اس حدیث کو ابوصالح سے ڈائرکٹ بھی سنا ہے۔ اور اگر بیچ میں واسطہ بھی ہو تو اس کا ابہام مسند احمد

کی سند سے دور ہو جاتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

تعارف رجالِ حدیث (۵۱۸)

۱۔ الحسن بن علی:۔ یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الخلال الحلوانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ ابنِ نمیر:۔ یہ عبد اللہ بن نمیر الہمدانی أبوہشام الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۳۔ الأعمش:۔ یہ سلیمان بن مہران الأسدی الکاہلی أبو محمد الکوفی الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔ أبو صالح:۔ یہ ذکوان أبو صالح السمان الزیات ہیں۔ دیکھیں حدیث (۸)۔

۵۔ أبوہریرہؓ:۔ آپؓ کثیر الروایہ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

(۳۳) بَابُ الْأَذَانِ فَوْقَ الْمَنَارَةِ

منارہ (یعنی اذان دینے کے لئے بنائی ہوئی اونچی جگہ) پر اذان دینے کا بیان (۳۳)

الحديث/ ۵۱۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ

بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ: ((كَانَ بَيْتِي مِنْ أَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ فَيَأْتِي بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ

يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ، فَإِذَا رَأَتْ تَمْطِي ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ. أَسْتَعِينُكَ عَلَى قُرَيْشٍ أَنْ يُقِيمُوا دِينَكَ. قَالَتْ: ثُمَّ يُؤْذِنُ. قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُهُ كَانَ تَرْكَهَا لَيْلَةً وَاحِدَةً هَذِهِ الْكَلِمَاتِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۱۹ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن ایوب نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابراہیم بن سعد نے انہوں نے نقل کیا محمد بن اسحاق سے انہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے بنو نجار کی ایک (صحابیہ) عورت سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (کہ مسجد نبوی ﷺ بننے اور اس کے اوپر اذان دینے کے لئے کوئی اونچی جگہ بننے سے پہلے چونکہ) میرا گھر مسجد کے آس پاس (ارد گرد) کے اونچے گھروں میں سے تھا (یا ان تمام گھروں میں میرا ہی گھر اونچا تھا اس لئے) حضرت بلالؓ اسی (کی چھت پر جا کر) فجر کی اذان دیا کرتے تھے۔ اور وہ (یعنی حضرت بلالؓ اذان دینے کے ارادہ سے) سحر ہی میں (یعنی صبح صادق اور اذان کا وقت ہونے سے پہلے رات کے آخر حصہ ہی میں) آجایا کرتے اور گھر کی (چھت) پر بیٹھ کر فجر (یعنی صبح صادق۔ اور بقول ابنِ رسلان فجر کا ذب) کو دیکھتے رہتے (یعنی اس کا۔ صبح صادق۔ کا انتظار کرتے رہتے) اور جب اس کو (یعنی صبح صادق کے طلوع ہونے کو) دیکھتے تو انگڑائی (یا جمائی) لیتے (کیونکہ بیٹھے بیٹھے تھک جاتے تھے اس لئے نشاط و چستی کے لئے انگڑائی اور جمائی لیتے تھے اور) پھر (یعنی اپنے آپ کو نشیط و چست کرنے کے بعد) فرماتے (یعنی آگے آنے والے کلمات کے ساتھ دعاء کرتے ہوئے کہتے) اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ الْح یعنی اے اللہ! بے شک میں تیری تعریف کرتا ہوں اور تیرا شکر گزار ہوں (اس بات پر کہ تو نے مجھے اسلام کی دولت نصیب کی اور مجھے اذان کی ذمہ داری ادا کرنے کا موقع عنایت فرمایا اور میں) تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں قریش پر (یعنی

کفارِ قریش پر میں تجھ سے مدد طلب کرتا ہوں بہ اس شکل کہ تو ان کو اس بات کی ہدایت و توفیق دے کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور (تیرے دین کو قائم (و نافذ) کرنے کا ذریعہ بنیں) واضح رہے کہ حضرت بلالؓ جو خاص طور پر اپنی اس دعاء میں قریش کا ذکر کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ فتح مکہ سے بہت پہلے کی بات ہے اور فتح مکہ سے پہلے ظاہر ہے کفارِ قریش کو وہ قوت و غلبہ حاصل تھا کہ ان کے اسلام میں داخل ہونے سے دیگر قبائل کا اسلام میں داخل ہونا اور اسلام کو قوت و شوکت حاصل ہونا ایک بدیہی بات معلوم ہوتی تھی اس لئے حضرت بلالؓ خاص طور پر ان کا ذکر کرتے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول کی اور کچھ کے علاوہ سب ہی قریش اسلام میں داخل ہوئے، مکہ فتح ہوا اور اسلام کو خوب طاقت و شوکت حاصل ہوئی۔ بہر کیف وہ انصاریہ صحابیہؓ عورت آگے) بیان کرتی ہیں کہ پھر (یعنی یہ دعاء کرنے کے بعد) حضرت بلالؓ اذان دیتے تھے (نیز اُس انصاری صحابیہؓ عورت کا یہ بھی) بیان ہے کہ اللہ کی قسم میں نے ان کو (یعنی بلالؓ کو) کبھی نہیں جانا (یعنی کبھی نہیں دیکھا کہ) انہوں نے کسی ایک رات بھی ان کلمات (کے ساتھ اپنی دعاء مانگے) کو ترک کیا (اور چھوڑا) ہو (یعنی بلاناغہ ہر روز فجر کی اذان دینے سے پہلے یہ دعاء ضرور مانگا کرتے تھے)۔

نوٹ:- دیکھئے اس حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہو رہی ہے کہ مؤذن کو وقت کی بہت ہی زیادہ مراقبت و محافظت کرنی چاہئے تاکہ شریعت نے اذان کا جو وقت رکھا ہے اُسی وقت میں اذان ہو، نیز اس حدیث سے صاف صاف یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اذان کسی بلند مقام پر کھڑے ہو کر دینی چاہئے کیونکہ اذان کا مقصد ہے لوگوں کو نماز کا وقت ہونے کی اطلاع و خبر کرنا اور یہ مقصد ظاہر ہے اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اذان دینے سے زیادہ اچھی طرح حاصل ہوگا اور دور دور تک کے مسلمانوں کو نماز کا وقت ہونے کی خبر ہو جائے گی اور وہ اذان سن کر جماعت کے ساتھ ادائیگی نماز کے لئے مسجد کا رخ کریں گے۔ نیز واضح رہے کہ اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اذان دینے کی بات اس حدیث کے ساتھ

ساتھ اور بھی بہت سی احادیث و آثار سے ثابت ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہئے کہ اس کام کے لئے یعنی اونچی جگہ کھڑے ہو کر اذان دینے کیلئے لوگوں کے گھروں کی بے پردگی کرنا قطعاً مناسب و جائز نہیں ہے اور ان کے گھروں کے پردہ کا لحاظ رکھنا بھی بہت ہی اہم اور نہایت ضروری شے ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۱۹)

۱۔ أحمد بن محمد:۔ یہ أحمد بن محمد بن یوب البغدادی أبو جعفر الوردّاق صاحب المغازی ہیں۔ ان سے ابوداؤد نے صرف یہی اذان کے سلسلہ میں ایک حدیث روایت کی ہے، امام احمد اور ابن مدینی ان کے بارے میں اچھا خیال رکھتے تھے (یحسنان القول فیہ)۔ ابراہیم حربی کا کہنا ہے کہ یہ وردّاق (کاغذ کا کام کرنے والے) تھے اور یہ ثقہ راوی ہیں، ابن حبان نے بھی ان کو ثقّات میں ذکر کیا ہے۔ ابراہیم جنیدی نے بحوالہ تکی ان کو کذاب راوی لکھا ہے، حاکم نے ان کو لیس بالقوی کہا ہے اور ابو حاتم کا قول ہے کہ انہوں نے ابو بکر بن عیّاش سے منکر احادیث بھی نقل و روایت کی ہیں۔ حافظ نے ان کو صدوق صاحب غفلت راوی لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بغداد میں ۲۲۸ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ ابراہیم بن سعد:۔ یہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸)۔

۳۔ محمد بن إسحاق:۔ یہ مشہور امام مغازی محمد بن إسحاق بن یسار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۴۔ محمد بن جعفر:۔ یہ محمد بن جعفر بن الزبیر بن العوام الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۳)۔

۵۔ عروۃ بن الزبیر :- یہ عروۃ بن الزبیر بن العوام الأسدی أبو عبد اللہ المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۶۔ امراۃ من بنی النجار :- اس میں جو امراۃ مذکور ہے اس کے بارے میں حافظؒ نے تو یہ لکھا ہے کہ یہ ایک صحابی عورت ہیں اور مجھے ان کا نام کہیں سے معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن ابن سعد نے اسی روایت کو طبقات میں نقل کیا ہے تو اس میں یہ صراحت ہے عن النوار أم زید بن ثابت یعنی اس نجاری صحابی عورت کا نام النوار أم زید بن ثابت تھا۔

(۳۴) بَابُ الْمُؤَذِّنِ يَسْتَدِيرُ فِي أَذَانِهِ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ مؤذن (جب حیّ علی الصلاۃ اور حیّ علی الفلاح کہے) تو اپنی اذان میں (ان کلمات کو کہنے کے وقت اپنا چہرہ دائیں اور بائیں) گھمائے (۳۴)

الحدیث / ۵۲۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ - يَعْنِي ابْنَ الرَّبِيعِ ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ جَمِيعًا عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ فِي قُبَّةِ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ، فَخَرَجَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ، فَكُنْتُ أَتَّبِعُ فَمَهُ هَهُنَا وَهَهُنَا. قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ بَرُوذٌ يَمَانِيَّةٌ قَطْرِيَّ.

وَقَالَ مُوسَى قَالَ: رَأَيْتُ بِلَالًا خَرَجَ إِلَى الْأَبْطَحِ فَأَذَّنَ، فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، لَوَّى غُنْفَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا وَلَمْ يَسْتَدِرْ ثُمَّ دَخَلَ

فَأَخْرَجَ الْعَنْزَةَ) وَسَاقَ حَدِيثَهُ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۲۰ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا قیس۔ یعنی قیس بن ربیع۔ نے، تحویلِ سند (دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلیمان انباری نے انہوں نے کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا سفیان سے نقل کرتے ہوئے (اور اُن دونوں یعنی قیس اور سفیان نے) جمیعاً (یعنی دونوں نے) روایت کیا عون بن ابی حنیفہ سے انہوں نے اپنے والد (حضرت ابو حنیفہؒ) سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس مکہ میں آیا (واضح رہے کہ یہ واقعہ اور یہ آمد یا توجہ الوداع کے موقعہ کی ہے یا فتح مکہ کے موقعہ کی۔ بہر حال حضرت ابو حنیفہؒ بیان کر رہے ہیں کہ جب میں آپ ﷺ کے پاس پہنچا) تو آپ ﷺ اس وقت چڑے کے ایک سُرخ رنگ کے ڈیرے (اور خیمے) میں (تشریف فرما) تھے (اتنے میں ظہر یا عصر کی اذان کا وقت ہو گیا) تو حضرت بلالؓ نکلے اور اذان دی (یعنی بطحاء یا بطح المعروف بمحصب نامی جگہ میں جا کر اذان دی۔ اور جب وہ دورانِ اذان حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے اپنا چہرہ ادھر ادھر دائیں بائیں کر رہے تھے) تو میں بھی ان کے منہ اور چہرہ کا اتباع کر رہا تھا (اپنے منہ اور چہرہ کو) ادھر ادھر کر کے (یا میں ان کے چہرہ کو دائیں بائیں ہونے کو دیکھ رہا تھا۔) اور آگے (حضرت ابو حنیفہؒ نے یہ بھی) بیان کیا کہ پھر (یعنی اذان کے بعد) رسول اللہ ﷺ (نماز پڑھانے کے لئے اپنے خیمہ سے) باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ ﷺ کے جسمِ اطہر پر سُرخ (یعنی سُرخ دھاریوں والا) جوڑا تھا (یعنی) یمنی قطری چادریں (آپ ﷺ زیب تن کئے ہوئے اور اوڑھے ہوئے) تھے۔

اور موسیٰ نے کہا کہ حضرت ابو حنیفہؒ نے بیان کیا (واضح رہے کہ وقال موسیٰ الخ سے

مصنفؒ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ یہ روایت ہمیں دو شیوخ سے پہونچی ہے یعنی موسیٰ بن اسماعیل اور محمد بن سلیمان سے۔ لیکن ان دونوں کی روایت میں کچھ فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ اس سے پہلے کی نقل کردہ روایت ہمارے شیخ محمد بن سلیمان کی بیان کردہ ہے اور اب آگے ہمارے دوسرے شیخ موسیٰ بن اسماعیل کی روایت نقل ہو رہی ہے جس میں انہوں نے حضرت ابو حنیفہؒ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ (میں نے حضرت بلالؓ کو دیکھا کہ وہ (اپنے خیمہ سے نکل کر اذان دینے کے لئے) أبطح (یعنی مٹھب) کی طرف گئے (اور وہاں جا کر) اذان دی اور جب (اذان دیتے دیتے) حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح پر پہونچے تو گھمایا انہوں نے اپنی گردن کو دائیں اور بائیں لیکن (پورے) نہیں گھومے، پھر اندر گئے اور برچھی (نیزہ) لیکر آئے (اور آگے ہمارے شیخ موسیٰ بن اسماعیل نے) بیان کیا ان کی (یعنی حضرت ابو حنیفہؒ کی پوری) حدیث کو (یعنی فصلیٰ بنا الظهر والعصر تمر المرأة والکلب والحمار لا یمنع ثم لم یزل یصلی رکعتین حتی أتى المدينة الخ کو)۔

نوٹ :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اذان میں استدارہ اور التفات کے بارے میں بہت سے اقوال اور بہت زیادہ اختلاف ہے اس لئے اس کے لئے تو مطولات ہی کا مطالعہ فرمائیں۔ تاہم یہاں پر اتنا ضرور سمجھ لیں کہ استدارہ کے سلسلہ میں روایات مختلف ہیں بعض میں کان یستدیر آیا ہے اور بعض میں لم یستدر یعنی اثبات نفی دونوں طرح کی روایات ہیں جس کی وجہ سے یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ یہ تو تضاد و تعارض اور منافات بین الاحادیث ہے جبکہ فرامین رسول ﷺ میں تضاد و تعارض ناممکن ہے تو پھر یہ کیوں ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ وغیرہ نے لکھا ہے کہ کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے بلکہ یہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے کیونکہ جہاں پر اور جن روایات میں کان یستدیر ہے یعنی استدارہ کا اثبات ہے اس کا مطلب ہے حیعلتین کے وقت سر اور چہرہ کو ادھر ادھر دائیں بائیں کرنا۔ اور جن روایات میں لم یستدر یعنی استدارہ کی نفی مذکور ہے اس کا مطلب ہے پورے جسم کو نہ

گھمانا۔

اور اس حدیث شریف سے کئی مسئلے معلوم ہو رہے ہیں جن میں سے چند یہ بھی ہیں۔ (۱) سرخ دھاری دار کپڑے اور جوڑا پہننا جائز ہے (۲) اذان کے اندر حیعلتین پر دائیں بائیں چہرہ گھمانا اور متوجہ ہونا ایک شرعی عمل اور مستحب کام ہے (۳) نمازی کو نماز پڑھنے کے وقت اپنے سامنے سترہ کھڑا کرنا چاہئے (۴) دورانِ سفر نماز کو قصر کر کے پڑھا جائے گا۔

تعارف رجال حدیث (۵۲۰)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ قیس :- یہ قیس بن الربیع الأسدی ابو محمد الکوفی ہیں۔ حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے مگر لکھا ہے کہ بڑھاپے میں ان کا حافظہ گڑبڑ ہو گیا تھا نیز ان کے بیٹے نے ان کی طرف سے حدیث کھنکھ کر کچھ ایسے مضامین بیان کئے ہیں جو حدیث نہیں ہیں۔ اور ان کو ساتویں طبقہ میں سے قرار دیکر ان کی وفات کچھ اوپر ۲۶۰ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ محمد بن سلیمان :- یہ محمد بن سلیمان ابو ہارون الأنباری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۶)۔

۴۔ وکیع :- یہ وکیع بن الجراح الرؤاسی ابو سفیان الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۵۔ سفیان :- یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ابو عبد اللہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۶۔ عون بن ابی جُحیفہ:۔ یہ عون بن ابی جُحیفہ السوائی الکوفی ہیں۔ ابن معین، ابوحاتم، نسائی اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کو چوتھے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۱۶ھ میں بتائی ہے۔

۷۔ عن أبیه:۔ اس میں اب سے عون کے والد مراد ہیں یعنی وہب بن عبد اللہ (ویقال ابن وہب) بن مسلم بن جُنَادَة أَبُو جُحِيفَةَ السَّوَّائِي۔ اور یہ صحابی رسول ﷺ ہیں اور یہ نبی کریم ﷺ کی اخیر عمر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، آپ ﷺ سے انہوں نے بہت سی روایات یاد اور نقل کی ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت علیؓ کی صحبت و مصاحبت اختیار کر لی تھی۔ منقول ہے کہ حضرت علیؓ نے ہی ان کا نام وہب الخیر رکھا تھا۔ حافظ نے ان کی وفات ۷۷ھ میں نقل کی ہے لیکن ابن حبان نے ان کی وفات ۶۲ھ میں بتائی ہے اگرچہ ایک قول ۷۷ھ کا بھی نقل کیا ہے۔

۸۔ بلالؓ:۔ آپ مشہور صحابی اور مؤذن رسول ﷺ حضرت بلال بن رباحؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۹۔ موسیٰ:۔ یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

(۳۵) بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

اُن (احادیث) کا بیان جواذان اور تکبیر کے درمیان دعاء (کی ترغیب) کے بارے میں وارد ہوئی ہیں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ اذان اور اقامت کے درمیان دعاء کرنی چاہئے کیونکہ یہ اجابتِ دعاء کا وقت ہے) (۳۵)

الحديث / ۵۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدٍ

الْعَمِّيَّ عَنْ أَبِي إِيَّاسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۲۱ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن کثیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے زیدؒ سے روایت کرتے ہوئے ((اور زیدؒ نے)) روایت کیا ابویاس سے انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ نہیں رد کیا جاتا اذان و اقامت کے درمیان (کی جانے والی) دعاء کو (یعنی اللہ تعالیٰ اس وقت کی جانے والی دعاء کو ضرور قبول کرتا ہے ہاں یہ الگ بات ہے کہ کبھی اس کی قبولیت کا ظہور دنیا ہی میں ہو جاتا ہے اور کبھی اس کے بدلے آخرت میں ثواب ملنا مقرر کر دیا جاتا ہے)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف میں بالکل صاف صاف اس بات کی ترغیب ہے کہ اذان و اقامت کے درمیانی وقفہ میں ہر انسان کو دعاء مانگنی چاہئے اور اس وقت میں دعاء مانگنا نہایت افضل و بہتر ہے کیونکہ اس وقت میں مانگی جانے والی ہر دعاء بارگاہ رب العالمین میں قبولیت کا درجہ حاصل کرتی ہے۔

یہاں پر ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ اذان و اقامت کے درمیان و مابین سے کیا وقت اور کب سے کب تک کا وقت مراد ہے تو اس سلسلہ میں تین رائے اور تین احتمال شراح حضرات نے لکھے ہیں (۱) یہ وقفہ اور وقت اذان کی شروعات سے لیکر اذان کے ختم ہونے اور اسی طرح تکبیر کی ابتداء سے لیکر اس کے ختم ہونے تک کا وقت ہے (۲) یہ وقفہ اور وقت اذان کی ابتداء اور شروعات سے شروع ہوتا ہے اور اقامت و تکبیر کی انتہاء اور ختم ہونے تک رہتا ہے۔ (۳) یہ وقفہ اور وقت اذان کی انتہاء سے

شروع ہوتا ہے اور اقامت و تکبیر کی ابتداء و شروعات تک رہتا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۲۱)

۱۔ محمد بن کثیر :- یہ محمد بن کثیر العبديّ أبو عبد اللہ البصريّ ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۲۔ سفیان :- یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوريّ أبو عبد اللہ الکوفيّ ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۳۔ زید العمّی :- یہ زید بن الحواریّ أبو الحواریّ البصريّ العمّی ہیں۔ حافظؒ
نے ان کو ضعیف راوی لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ أبو ایاس :- یہ معاویہ بن قرۃ بن ایاس بن ہلال المزنيّ أبو ایاس البصريّ
ہیں۔ ابو حاتم، ابن معین، نسائی، عجل، ابن حبان اور ابن سعد سب ہی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ اور حافظؒ نے
ان کو ثقہ، عالم لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔ نیز ان کی وفات بمصر چھتر (۷۶) سال ۱۱۳ھ
میں بتائی ہے۔

۵۔ انس بن مالکؓ :- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی حضرت انس بن مالک بن النضر
الأنصاريّ أبو حمزة الخزرجيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

(۳۶) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ جب آدمی مؤذن (کی اذان سنے) تو کیا کہے (یعنی اس باب میں یہ
بیان ہوگا کہ اذان کا جواب کس طرح دیا جائے گا) (۳۶)

الحديث / ۵۲۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ

ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ النَّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۲۲: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عطاء بن یزید لیشی سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جب تم سُنو اذان کو تو کہو مثل اُسی کے جو کہے مؤذن (یعنی اذان کا جواب دو)۔

نوٹ:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف میں ”مثل مايقول الخ“ میں جو لفظ مثل ہے اس کو منصوب پڑھیں گے کیونکہ یہ یا تو مصدر محذوف کی صفت ہے اور ما۔ مصدر یہ ہے اُی قولوا قولاً مثل قول المؤذن۔ یا یہ مفعول مطلق ہے کیونکہ یہ صفت ہے موصوف محذوف قولاً کی اور جب صفت کو موصوف محذوف کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے تو اس کو موصوف ہی کا اعراب دیدیا جاتا ہے اور موصوف محذوف تھا مفعول مطلق لہذا اس کو بھی موصوف محذوف کا اعراب دے کر اور اس کا قائم مقام بنا کر مفعول مطلق کر دیا گیا اور منصوب پڑھا گیا۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ اس میں ”ما یقول“ پر جو ما ہے یہ مصدر یہ بھی ہو سکتا ہے نیز موصولہ بھی ہو سکتا ہے اور اس دوسری شکل میں یعنی ما کو موصولہ ماننے کی شکل میں اگر ضمیر عائد کا اشکال ہو تو یہ کہا جائے گا کہ وہ محذوف ہے ”اُی قولوا قولاً مثل مايقوله المؤذن۔۔۔“

اور اس حدیث شریف میں جو ”إذا سمعتم النداء“ کے الفاظ ہیں ابنِ رسلان اور صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اذان کا جواب دینا صرف اس شخص پر واجب ہے جس کو اذان کی آواز آئے اور وہ کلمات اذان کو سنے۔ اس کے برخلاف اگر کوئی شخص مؤذن کو مقام

اذان اور ہیئتِ اذان میں دیکھے لیکن دور ہونے یا بہرا ہونے کی وجہ سے اذان کی آواز کو نہ سن سکے تو اس پر جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

اور اس حدیث شریف میں جو ”فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ“ کے الفاظ میں قولوا صیغہ امر ہے اس کو کچھ حضرات مثلاً حنفیہ، اہل ظواہر اور ابن وہب نے تو وجوب کے لئے لیا ہے لیکن جمہور کے نزدیک یہ امر وجوبی نہیں ہے بلکہ استحبابی ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ اس حدیث سے تو بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے کہ سامع۔ مؤذن کے ہر کلمہ کا جواب اُسی کے کہے ہوئے کلمہ کو دہرا کر دے گا حتیٰ کہ حیعلتین کا جواب بھی حیعلتین ہی سے دے گا لیکن اس کے بعد جو ایک حدیث آرہی ہے یعنی حدیث نمبر (۵۲۷) جس کے راوی حضرت عمر بن خطابؓ ہیں اور اس میں اذان کا پورا تفصیلی جواب منقول ہے اُس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حیعلتین کا جواب لا حول ولا قوۃ إلا باللہ سے دیا جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اس مجمل روایت کی تفسیر حضرت عمر بن خطابؓ کی مفصل روایت سے کرتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ حیعلتین کا جواب حوقلتین سے دیا جائے گا۔ اور بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ جب عام اور خاص حدیثوں کے درمیان جمع کرنا ممکن ہے تو دونوں پر عمل کرتے ہوئے اذان کا سننے والا حیعلتین کا جواب حیعلتین اور حوقلتین دونوں سے دے گا۔

اس حدیث کے تحت اور بھی کئی مسئلے آتے ہیں مثلاً الصلاة خیر من النوم کا جواب کن الفاظ میں دیا جائے گا تو اس میں بھی دونوں رائے ہیں بعض حضرات کا خیال ہے کہ انہیں الفاظ کو دہرا کر جواب دیا جائے گا بعض کا کہنا ہے ”صَدَقْتُ وَبَرَرْتُ“ کے الفاظ جواب میں کہے جائیں گے اور کچھ حضرات کی رائے اس میں بھی جمع کی ہے یعنی دونوں الفاظ سے جواب دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ ان چند باتوں کا یہاں نقل کرنا مناسب سمجھا گیا اس لئے نقل کر دیا باقی اس سے یعنی جوابِ اذان سے متعلق

مزید تفصیلات کے لئے مطولات کا مطالعہ فرمائیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۲۲)

۱۔ عبد اللہ بن مسلمہ :- یہ عبد اللہ بن مسلمہ بن قعب القعنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک :- یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ ابن شہاب :- یہ محمد بن مسلم (ابن شہاب) الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۴۔ عطاء بن یزید :- یہ عطاء بن یزید اللیثی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۵۔ أبو سعید الخدریؓ :- آپ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن مالک بن سنان بن عبید الأنصاریؓ أبو سعید الخدریؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۱)۔

الحديث/ ۲۳ ۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ ابْنِ

لَهْيَعَةَ وَحْيَوَةَ وَسَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ، وَأَرْجُوا أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۲۳ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلمہ نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابن وہب نے انہوں نے روایت کیا ابن لہیعہ، حیوہ اور سعید بن ابی ایوب سے (اور ان سب نے روایت کیا) کعب بن علقمہ سے انہوں نے عبد الرحمن بن جُمیر سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا) یہ کہ انہوں نے نعی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”جب تم مؤذن کو سنو (یعنی اس کی اذان کی آواز سُنو) تو کہو اس کے کہنے کی مانند (یعنی اذان کا جواب دو اور جو کلمات وہ کہے ان کو دہراؤ۔ حیعلتین کی جگہ حوقلتین کہو یا دونوں کو کہو خلاصہ یہ کہ اذان سنو تو جواب دو) پھر (یعنی جب اذان ہو چکے اور تم جواب اذان سے فارغ ہو چکو تو اس کے بعد) مجھ پر درود بھیجو (واضح رہے کہ اس حدیث میں جو صرف صلاة علی النبی کا ذکر ہے یعنی سلام کا ذکر نہیں ہے اس میں دلیل ہے جمہور کی جو صرف صلاة علی النبی ﷺ کے جواز کے بھی قائل ہیں) کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ جو بھی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے (یعنی ایک مرتبہ درود بھیجنے کی وجہ سے) اُس (درود بھیجنے والے) پر دس (رحمتیں) نازل کرے گا (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ ایک نیکی کا ثواب اس کا دس گنا دیا جائے گا) پھر (یعنی مجھ پر درود بھیجنے کے بعد) اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو کیونکہ وہ (یعنی وسیلہ) جنت کا ایک (ایسا اعلیٰ و ارفع) مقام ہے جو نہیں مناسب ہے (یعنی نہیں ملے گا) مگر اس کے (کل اور تمام) بندوں میں سے کسی ایک (مخصوص و خاص) بندے کو، اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ اور (سنو اس وسیلہ کو اللہ تعالیٰ سے میرے لئے مانگنے کا فائدہ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ) جو بھی اللہ تعالیٰ سے میرے لئے اس وسیلہ کو مانگے گا (اور دعاء کرے گا) تو اس کے لئے (میری طرف سے) شفاعت (کیا جانا) واجب (اور لازمی) ہو جائے گا۔

نوٹ:- اس حدیث میں جو صلاۃ علی النبی ﷺ کا حکم مذکور ہے یہ اگرچہ سامعین اذان کے لئے ہے مگر اس میں مؤذن بھی داخل ہے کیونکہ من صلی علی کے عموم میں وہ بھی داخل ہے نیز اذان سے فارغ ہونے کے بعد اس کے لئے اس پر عمل کرنے سے کوئی مانع بھی نہیں ہے۔ اور یہ جو ”صَلُّوا“ صیغہ امر ہے جمہور نے تو اس کو استتباب و ندب پر محمول کیا ہے۔ لیکن عینی نے اس کو وجوب پر محمول کرنے کی بات کہی ہے۔ اور صاحب المنہل وغیرہ شراح حضرات نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اذان اور اس کے جواب کے بعد جو درود پڑھا جائے گا وہ آہستہ آواز میں پڑھا جائے گا یعنی بس اتنی آواز میں کہ خود پڑھنے والا سُن سکے اور اس کے پاس والا سُن سکے نیز لکھا ہے کہ اس وقت بلند آواز سے درود پڑھنا بدعت اور طریقہ رسول ﷺ کے خلاف ہے اور اس بدعت کی شروعات ۱۷۷ھ یا ۱۹۷ھ سے ہوئی ہے۔

اور اس حدیث شریف میں جو آپ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے کہ وسیلہ (یعنی جنت کا وہ اعلیٰ و ارفع مقام جو صرف ایک خاص بندے کو ملے گا) مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا اس کو پڑھ کر یہ اشکال ذہن میں آسکتا ہے کہ یہ مقام تو یقیناً آپ ہی کو ملے گا پھر آپ ﷺ نے اس طرح سے کیوں فرمایا اور امت کو اس کی دعاء کرنے کا حکم کیوں دیا؟ تو سنئے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا اس وقت تک آپ ﷺ کے پاس یہ وحی نہیں آئی تھی کہ وہ مقام آپ ہی کو ملے گا۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وحی آنے اور معلوم ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے بطور تواضع اور انکساری یہ انداز اختیار فرمایا ہے۔ اور امت کو جو اس مقام وسیلہ کی دعاء کرنے کا حکم دیا ہے اس میں بھی یہی دونوں باتیں ہو سکتی ہیں یعنی یا تو یہ اس بارے میں وحی آنے اور معلوم ہونے سے پہلے کا حکم اور ارشاد ہے یا یہ حکم آپ ﷺ نے وحی آنے اور معلوم ہونے کے بعد ہی دیا ہے مگر اس لئے دیا ہے تاکہ اس مقام کی رفعت و عظمت اور زیادہ ہو جائے اور امت کو اس دعاء کرنے کے نتیجے میں اجر و ثواب حاصل ہو جائے۔

اس حدیث کو پڑھ کر یہ بات بھی ذہن میں آسکتی ہے کہ شفاعت تو مُذْنِبِین اور گناہگاروں کی ہوگی اور ایسا شخص یعنی جوازِ ان کا جواب دے، آپ ﷺ پر درود بھیجے اور آپ ﷺ کے لئے مقامِ وسیلہ کی دعاء کرے ظاہر ہے وہ مُذْنِبِین اور گناہگاروں کی فہرست سے ان شاء اللہ خارج ہی ہوگا تو پھر ایسے شخص کے حق میں شفاعت کے واجب و ثابت ہونے والی بات کیوں فرمائی گئی؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی طرف سے بہت سی اور کئی طرح کی شفاعتیں ہوں گی جن میں سے جنت میں بلا حساب و کتاب داخل کئے جانے اور درجات کو بلند کئے جانے وغیرہ کی شفاعت بھی ہے اور ظاہر ہے اس درجہ کی شفاعت کی تو غیر گناہگار کو بھی یقیناً ضرورت ہوگی اس لئے فرمایا گیا کہ اذان کا جواب دینے، مجھ پر درود بھیجنے اور میرے لئے مقامِ وسیلہ کی دعاء کرنے والے کے لئے میری شفاعت لازم و واجب ہو جاتی ہے اور ہوگی۔

انہر میں بطورِ خلاصہ سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف سے یہ چند باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) جو بھی اذان سنے اس کو چاہئے کہ اس کا جواب دے (۲) اذان کا جواب دینے سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ پر درود بھیجنا چاہئے (۳) امت مامور ہے اس بات کی کہ اذان کے بعد اللہ تعالیٰ سے نبی کریم ﷺ کے لئے مقامِ وسیلہ کی دعاء و طلب کرے (۴) جو حضرات اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے لئے مقامِ وسیلہ کی طلب و دعاء کریں گے ان کو ان شاء اللہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت ضرور حاصل ہوگی (۵) مقامِ وسیلہ صرف نبی کریم ﷺ کو ہی حاصل ہوگا (۶) نبی کریم ﷺ اعلیٰ درجہ کے متواضع اور منکسر المزاج شخص تھے جس کی کھلی دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے امت کو یہ حکم دیا کہ آپ ﷺ کے لئے دعاء کرے جبکہ آپ ﷺ کی ذات کے لئے کسی کی دعاء کی ضرورت نہیں ہے۔

تعارف رجال حدیث (۵۲۳)

۲۔ محمد بن سلمة:۔ یہ محمد بن سلمة بن عبد اللہ بن ابی فاطمة المرادی

الجمليّ أبو الحارث المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵) اور (۲۸۵)۔

۲۔ ابن وهب :- یہ عبداللہ بن وهب بن مسلم القرشيّ الفهريّ أبو محمد المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ ابن لهيعة :- یہ عبداللہ بن لهيعة بن عقبه الحضرميّ أبو عبد الرحمن المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۸)

۲۔ حيوة :- یہ حيوة بن شريح بن صفوان بن مالك التّجيبّيّ أبو زرعة المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

۳۔ سعيد بن أبي أيوب :- یہ سعيد بن أبي أيوب مقلّاص الخزاعيّ أبو يحيى المصريّ ہیں۔ احمد اور ابو حاتم نے ان کے بارے میں لا باس بہ کہا ہے۔ نسائی، ابن معین، ابن حبان اور ترمذی بن بکیر نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن سعد نے ان کو ثقہ، ثبت کثیر الحدیث راوی لکھا ہے۔ امام بخاری نے ان کی وفات کے بارے میں ۱۴۹ھ کا قول نقل کیا ہے اگرچہ ایک قول ۱۶۱ھ کا بھی ہے۔ اور حافظ نے ان کو ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی پیدائش ۱۰۰ھ میں ہوئی تھی اور وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی ہے اور وفات کے بارے میں اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔

۴۔ كعب بن علقمة :- یہ كعب بن علقمة بن كعب بن عدیّ التّوخيّ أبو عبد الحميد المصريّ ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقّات میں ذکر کیا ہے، ان کی وفات ۱۲۷ھ یا ۱۳۰ھ میں ہوئی ہے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ عبد الرحمن بن جُبیر :- یہ عبد الرحمن بن جُبیر المصريّ المؤذن العامريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۴)۔

۶۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ: آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ السہمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۷)۔

الحديث / ۵۲۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حُيَّيٍّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي الْجُبَلِيِّ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، ((أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ يَفْضِلُونَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قُلْ كَمَا يَقُولُونَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۲۴: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابن سرح اور محمد بن سلمہ نے ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابن وہب نے انہوں نے روایت کیا حییٰ سے انہوں نے ابو عبد الرحمن - یعنی ابو عبد الرحمن جبلی - سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے یہ کہ ایک شخص نے (آپ ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مؤذنین کو ہم پر فضیلت ہے (یعنی اذان کے عمل کی وجہ سے مؤذنین ہم پر فضیلت میں غالب اور بڑھے ہوئے ہیں اور ان کو اس کی وجہ سے ہم سے زیادہ ثواب کا استحقاق ہے تو کیا کوئی ایسا عمل بھی ہے جس کو ہم کریں اور ان کی برابر فضیلت و ثواب کے مستحق ہو جائیں یعنی اگر ہے تو ہمیں بتا دیجئے تاکہ ہم اس کو کر لیا کریں) تو رسول اللہ ﷺ نے (اس شخص کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا کہ کہہ تو اس کے کہنے کی طرح (یعنی جب تو اذان سنے تو اس کا جواب دے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اس کے یعنی مؤذن کے کہنے کی طرح کہہ اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے یعنی تمام کلمات کو مثل مؤذن ہی کے کہے اور حیٰ علتین کا جواب حو قلتین سے دے یا حیٰ علتین اور حو قلتین دونوں کو جمع کرے۔ بہر حال اس کے آگے آپ ﷺ نے مزید یہ بھی فرمایا کہ) پھر جب تو فارغ ہو جائے (اذان کا جواب دے کر) تو (اللہ تعالیٰ سے) مانگ (جو بھی

تیراجی چاہے اور تیری خواہش ہو) تجھے دیا جائے گا (یعنی اذان کا جواب دینے کے بعد جو بھی دعاء تو اللہ تعالیٰ سے مانگے گا وہ قبول ہوگی کیونکہ یہ دعاء کی مقبولیت و اجابت کا وقت ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ لفظ تَعْلُفٌ میں جو مفعول ثانی ضمیر ہے اس کا مرجع ماقبل یعنی فَسَلَّ میں جو دعاء اور سوال مفہوم ہو رہا ہے وہ ہے)۔

نوٹ:- صاحب المنہل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے بظاہر اگرچہ یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ سامعین اذان اگر اذان کا جواب دیں تو ان کو بھی اسی فضیلت و ثواب کا استحقاق ہو جائے گا جو فضیلت و ثواب مؤذن کو حاصل ہوتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بات آپ ﷺ نے اذان کا جواب دینے والوں کی تطہیب خاطر اور ان کی تسلی کے لئے فرمائی ہے کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ مؤذن کو جواب دینے والے کے مقابلہ میں کہیں زیادہ اجر و ثواب ملتا ہے ہاں اس سے انکار نہیں کہ اذان کے جواب پر بھی بہت ثواب ملتا ہے مگر مؤذن سے کم۔ اور اس کی دلیل کہ اس حدیث میں مذکورہ شے تطہیب و ترضیہ کے قبیل سے ہے بہت سی احادیث صحیحہ ہیں مثلاً مسلم شریف کی یہ روایت کہ ”مؤذن قیامت کے دن سب سے لمبی گردنوں والے ہوں گے“ اور طبرانی کی یہ روایت کہ ”آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں یہ قسم کھا لوں تو حانث نہ ہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ مؤذن ہیں اور ان کو قیامت کے دن ان کی لمبی گردنوں سے پہچانا جائے گا“ وغیرہ۔

اس حدیث شریف سے یہ چند باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) انسان کو چاہئے کہ خیر و بھلائی کے حاصل کرنے پر اپنے آپ کو بھارتا اور تیار کرتا رہے اور خاص طور پر اس وقت جب یہ دیکھے کہ کوئی دوسرا انسان اس سے پہلے کسی خیر و بھلائی کو حاصل کر چکا ہے (۲) مؤذنین حضرات کا اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت اونچا مقام ہے اور ان کو اس عملِ تاذین کے بدلے بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا (۳) اذان کے

بعد دعاء کرنا ایک مستحب اور شرعی عمل ہے اور اس وقت کی جانے والی دعاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوتی ہے (۴) اذان کا جواب دینے والوں کو بھی مؤذن ہی کی طرح بہت زیادہ اجر و ثواب ملتا ہے اگرچہ مؤذنین سے زرا کم ملتا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۲۴)

۱۔ ابن السرح:۔ یہ أحمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن السرح أبو الطاهر المصري ہیں، اور ان کو جواب بن السرح کہا جاتا ہے وہ ان کے جدِ اعلیٰ یعنی سکڑ دادا کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۲۔ محمد بن سلمة:۔ یہ محمد بن سلمة بن عبد اللہ بن أبي فاطمة المرادي الجملي أبو الحارث المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵) اور (۲۸۵)۔

۳۔ ابن وهب:۔ یہ عبد اللہ بن وهب بن مسلم القرشي الفهري أبو محمد المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۴۔ حبيبي:۔ یہ حبيبي بن عبد اللہ بن شريح المعافري أبو عبد اللہ المصري ہیں۔ ابن معین نے ان کے بارے میں ”لیس به بأس“ نسائی نے ”لیس بالقوي“ بخاری نے ”فيه نظر“ لکھا ہے اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ حافظ نے صدوق و ہم کا شکار ہونے والا راوی لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۴۸ھ میں بتائی ہے۔ واضح رہے کہ صاحب بذل اور صاحب المنہل نے ان کا سن وفات ۱۴۳ھ نقل کیا ہے۔

۵۔ أبو عبد الرحمن:۔ یہ عبد اللہ بن يزيد المعافري أبو عبد الرحمن الحُبلي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۸)۔

۶۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ: آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ السہمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۷)۔

الحديث / ۵۲۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ الْحَكِيمِ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۲۵: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید

نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا لیث نے (لیث نے روایت کیا) حکیم بن عبد اللہ بن قیس سے انہوں نے عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ سے انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا (ہے) کہ جو شخص کہے اس وقت جب سنے مؤذن کو (یعنی جب دورانِ اذان مؤذن کو اشہدُ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اشہدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ کہتا ہوا سنے تو جواب دیتے ہوئے کہے) ”وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا“ (یعنی اور میں بھی گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس اللہ کے جو اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور اس بات کی بھی کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، راضی ہوں میں اللہ کے رب ہونے، محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر) تو بخشدائے جائیں گے اس کے لئے (اس کے تمام صغیرہ گناہ۔ یعنی مؤذن کی شہادتیں کا جواب جو بھی سامع اذان مذکورہ بالا کلمات کے

ساتھ دیتا ہے تو اس کے تمام صغیرہ گناہ اس کے نامہ اعمال سے ختم کر دئے اور بخش دئے جاتے ہیں)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف کے ظاہر سے تو یہی پتہ چل رہا ہے کہ دورانِ اذان ہی جب مؤذن کلمہ شہادت کہے تو اس حدیث شریف میں مذکورہ کلمات کو سامعین اذان مؤذن کے کلمہ شہادت کو سننے کے بعد ہی کہیں اور اس مغفرت کے مستحق ہو جائیں۔ لیکن صاحب المنہل نے اس کے بارے میں ایک رائے اور ایک احتمال یہ بھی لکھا ہے کہ ”من قال حين يسمع المؤذن الخ“ میں کوئی صراحت تو ہے نہیں اس لئے اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اذان مکمل ہونے کے بعد جو شخص اس حدیث شریف میں مذکور کلمات کو کہے گا تو اس کے تمام صغائر بخش دئے جائیں گے۔ اور اس دوسرے احتمال کی تائید وترجیح کی غرض سے مؤلف نے لکھا ہے کہ پہلے والے مطلب کے اعتبار سے ممکن اور اندیشہ ہے کہ سامع۔ مؤذن کے کچھ کلمات کا جواب نہ دے سکے کیونکہ یہ کلمات طویل ہیں اور ممکن ہے ان کلمات کو کہتے کہتے مؤذن آگے کے کلمات اذان کہہ چکے جبکہ دوسرے مطلب کے اعتبار سے اس امکان و خدشہ سے بالکل حفاظت ہو جاتی ہے۔

تعارف رجال حدیث (۵۲۵)

۱۔ قتیبہ بن سعید :- یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفی أبو رجاء البغلانی ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ اللیث :- یہ اللیث بن سعد بن عبدالرحمن الفہمی أبو الحارث الإمام المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۳۔ الحکیم :- یہ الحکیم بن عبداللہ بن قیس بن مخرمۃ بن المطلّب بن عبد مناف المطلبی المصری ہیں۔ نسائی نے ان کے بارے میں ”لیس بہ بأس“ لکھا ہے، ابن

حَبَّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے نیز چوتھے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات مصر میں ۱۱۸ھ میں نقل کی ہے۔

۴۔ عامر بن سعد بن أبي وقاص :- یہ عامر بن سعد بن أبي وقاص الزهريّ المدنيّ ہیں۔ عجلّی نے ان کو ثقہ مدنی تابعی لکھا ہے، ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث اور ابن حَبَّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن سعد نے ان کی وفات ۱۰۴ھ میں لکھی ہے لیکن ان کے علاوہ حضرات کا کہنا ہے کہ ان کی وفات مدینہ منورہ میں بزمانہ خلافت ولید بن عبد الملک ہوئی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے نیز تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۰۴ھ میں نقل کی ہے۔

۵۔ سعد بن أبي وقاصؓ :- آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن أبي وقاص مالک بن اُھیب (ویقال وھیب) بن عبد مناف بن زھرة بن کلاب بن مرّة بن کعب بن لؤي بن غالب القرشيّ أبو إسحاق الزهريّ ہیں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والے ہیں۔ بدر سمیت تمام جنگوں میں شریک رہے ہیں، قادسیہ انہی کے ہاتھوں فتح ہوا ہے، حضرت عمرؓ کی طرف سے کوفہ کے امیر رہے ہیں۔ ان کے سن وفات کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں جن میں سے مشہور و اصح بتاتے ہوئے صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ ان کی وفات ۵۵ھ میں مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام عتیق میں ہوئی، ان کے جنازہ کو مدینہ منورہ لایا گیا، مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

الحديث/ ۵۲۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ، قَالَ: وَأَنَا وَأَنَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۲۶ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن مہدی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا علی بن مسہر نے انہوں نے روایت کیا ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد ((عروہ)) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن کو شہادتین کہتے ہوئے سنتے تو فرماتے اور میں بھی میں بھی۔

نوٹ :- ”کان إذا سمع المؤذن یتشهد“ اس جملہ کا مطلب بتاتے ہوئے صاحب بذل نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ مؤذن کو اذان میں اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ کہتے ہوئے سنتے تو اس کے جواب میں فرماتے وَأَنَا وَأَنَا۔۔۔۔ اور صاحب المنہل نے اس مطلب کے ساتھ اس جملہ کا ایک مطلب اور اس کے بارے میں ایک احتمال یہ بھی لکھا ہے کہ اس میں تشہد سے پوری اذان کو مراد لیا جائے اور کہا جائے کہ جزء یعنی تشہد بول کر کل یعنی پوری اذان کو مراد لیا گیا ہے اور اس کی تائید مستدرک حاکم کی اُس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں ”کان رسول الله ﷺ إذا سمع المؤذن قال وأنا وأنا“ کیونکہ اس میں یتشهد کا لفظ نہیں ہے یعنی آپ ﷺ اذان کا جواب وأنا وأنا سے دیتے تھے نہ کہ تمام کلمات اذان کو پورا پورا مثل مؤذن کے کہہ کر۔۔۔ اس کے بعد مؤلف لکھتے ہیں کہ اس دوسرے مطلب کو لینے اور احتمال کو تسلیم کرنے میں یہ اشکال ہوگا کہ آپ ﷺ مؤذن ہی کی طرح تمام کلمات اذان کو پورا پورا کیوں نہیں کہتے تھے جبکہ آپ ﷺ ہی کا فرمان ہے کہ ”قولوا مثل ما يقول المؤذن“ یعنی اذان کا جواب اسی کی مانند کلمات کہہ کر دو؟ تو اس کے کئی جواب دئے گئے ہیں (۱) مؤذن کا جواب دینا واجب نہیں ہے اس لئے کوئی اشکال کی بات نہیں ہے (۲) آپ ﷺ کا یہ عمل و معمول اس وقت سے پہلے کا ہے جس وقت آپ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ اذان کا جواب مؤذن ہی کی طرح کلمات کہہ کر دیا جائے

(۳) آپ ﷺ تو پورے کلماتِ اذان کہہ کر ہی اذان کا جواب دیتے تھے مگر راوی نے یہاں نقل نہیں کئے ہیں۔ واضح رہے کہ اس تیسرے احتمال و جواب کو مؤلفؒ نے بعید از قیاس احتمال و جواب بتایا ہے۔

”وَأَنَا وَأَنَا“ ان کلمات کی تشریح کرتے ہوئے صاحب المہمل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس کے کئی مطلب ہو سکتے ہیں اور اس میں کئی احتمال ہیں (۱) اس میں جو تکرار ہے یعنی ضمیر اَنَا کا یہ تاکید کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اذان ختم ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے ”اور میں بھی اور میں بھی“

(۲) اسمیں جو ضمیر اَنَا کا تکرار ہے یہ تاکید کے لئے نہیں ہے بلکہ تائیس کے لئے ہے اور اس شکل میں بھی دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) پہلے ”وَأَنَا“ کا تعلق شہادتِ اولیٰ سے ہے اور اس میں واو عاطفہ ہے اور پہلی ضمیر اَنَا مبتدا اپنی خبر اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جملہ محذوفہ سے مل کر معطوف ہے جملہ محذوفہ معطوف علیہ اَنْتَ تشہد اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پر آئی اَنْتَ تشہد اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ اَوْ۔ اَنَا اَيْضاً اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کما اَنْتَ تشہد اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ اور اسی طرح اسی تفصیل کے ساتھ دوسرے ”وَأَنَا“ کا تعلق شہادتِ ثانیہ سے ہے اُی وَأَنَا اَيْضاً اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ کما اَنْتَ تشہد اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ۔ اَوْ۔ اَنْتَ تشہد اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ وَأَنَا اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ (۲) تکرارِ ضمیر اَنَا کو تائیس ہی کے لئے ماننے کی شکل میں دوسرا مطلب و احتمال یہ ہے کہ آپ ﷺ ان کلمات یعنی ”وَأَنَا وَأَنَا“ کو چار مرتبہ کہتے تھے یعنی دورانِ اذان ہی ہر ایک کلمہ شہادت پر آپ ﷺ ”وَأَنَا“ فرماتے تھے۔ اب ایک مسئلہ یہ ہے کہ کلمہ شہادتِ رسالت آپ ﷺ کس طرح کہتے تھے تو اس میں اختلاف ہے بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ کلمہ شہادتِ رسالت کو کہتے ہوئے آپ ﷺ اَشْهَدُ اَنْیَ رَسُولُ اللَّهِ کہتے تھے لیکن ظاہر اور جمہور کا خیال یہ ہے کہ آپ ﷺ بھی بقیہ تمام امت کی طرح اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ ہی کہا کرتے تھے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۲۶)

۱۔ ابراہیم بن مہدی :- یہ ابراہیم بن مہدی المصیصی ہیں۔ یہ اصلاً بغدادی ہیں۔ ابو حاتم، ابن قانع اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے، ابن معین نے ان کے بارے میں ”ما اراہ یکذب“ کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا ہے نیز دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سن وفات ۲۲۴ھ یا ۲۲۵ھ بتایا ہے۔

۲۔ علی بن مُسہر :- یہ علی بن مُسہر القرشی أبو الحسن الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰۹)۔

۳۔ ہشام بن عروہ :- یہ ہشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۴۔ عن ابیہ :- اس میں اب سے حضرت ہشام کے والد مراد ہیں یعنی عروہ بن الزبیر بن العوام الأسدی أبو عبد اللہ المدنی۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۵۔ عائشہ :- آپ عائشہ بنت ابی بکر الصدیق أم المؤمنینؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث/ ۵۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

جَهْضَمٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسَافٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ،

فَقَالَ أَحَدُكُمْ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، فَإِذَا قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ قَلْبِهِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۲۷ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن مثنیٰ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن جہضم نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اسماعیل بن جعفر نے انہوں نے روایت کیا عمارہ بن عزیہ سے انہوں نے حبیب بن عبد الرحمن بن اساف سے انہوں نے حفص بن عاصم بن عمر سے انہوں نے اپنے والد (عاصم بن عمر بن خطاب) سے انہوں نے ان کے دادا (یعنی اپنے والد حضرت) عمر بن خطابؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جب مَوْزَنَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ کہے اور تم میں سے کوئی (بھی خلوص دل سے اس کے جواب میں) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ کہے (واضح رہے کہ یہاں پر یعنی شروع اذان میں صرف دو مرتبہ تکبیر کا ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ دونوں تکبیریں ایک ہی کلمہ کا حکم رکھتی ہیں اور آگے بھی چونکہ تمام کلمات اذان میں سے دودو کی بجائے ایک ہی کلمہ مذکور ہے اس لئے چار تکبیروں کی بجائے دو تکبیروں کے ذکر کئے جانے سے یہ اشکال نہیں ہونا چاہئے کہ شروع اذان میں کلمہ تکبیر کو صرف دو مرتبہ کہا جائے گا۔ بہر کیف) پھر جب مَوْزَنَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ کہے (تو سامع اور جواب دینے والا اس کے جواب میں) کہے أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - اور جب (مَوْزَنَ) کہے أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (تو سامع اور

جواب دینے والا) کہے اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پھر (جب مؤذن) کہے حَيَّ عَلٰی الصَّلَاةِ تو (سامع اور جواب دینے والا) کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ پھر (جب مؤذن) کہے حَيَّ عَلٰی الْفَلَاحِ تو (سامع اور جواب دینے والا) کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ پھر (جب مؤذن) کہے اَللّٰہُ اَكْبَرُ اَللّٰہُ اَكْبَرُ تو (سامع اور مجیب) کہے اَللّٰہُ اَكْبَرُ اَللّٰہُ اَكْبَرُ۔ پھر (جب مؤذن) کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو (سامع اور جواب دینے والا) کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اور سامع و مجیب ان تمام کلمات کو اذان کے جواب میں) اپنے دل سے (یعنی خلوص دل سے کہے) تو (انشاء اللہ سابقین اولین کے ساتھ) جنت میں داخل ہوگا۔

نوٹ :- یہ حدیث شریف صراحت کر رہی ہے اس بات کی کہ حیعلتین کا جواب حَوْ قَلَتِیْن کے ساتھ دیا جائے گا۔ اب اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ جن روایتوں میں ”قَوْلُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ“ کے الفاظ مروی ہیں یہ روایت تو ان کے معارض و مخالف ہوگی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ معارض و مخالف نہیں ہے بلکہ تَخَصُّص و مُفَصِّل ہے لہذا اشکال کی کوئی بات نہیں ہے۔ اور اب اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ چلئے ایسی روایات کے لئے تو یہ روایت تَخَصُّص و مُفَصِّل ہو سکتی ہے لیکن حضرت ابوامامہؓ کی وہ روایت جس میں حیعلتین کا جواب صرّاحۃً حیعلتین کے ساتھ دیا جانا منقول ہے اس کے لئے تو یہ تخصیص و تفصیل والی بات نہیں کہی جاسکتی اور جب نہیں کہی جاسکتی تو وہی معارضت و منافات بین الاحادیث کا اشکال یقیناً ہوگا۔ تو سنئے اس کا جواب دیتے ہوئے منذرؓ نے لکھا ہے کہ جس روایت کی وجہ سے آپ کو اشکال ہو رہا ہے اس کی سند میں ایک راوی یعنی عفیر بن معدان محدثین کے نزدیک واہی اور ضعیف ہے لہذا لازماً وہ روایت ضعیف ہوگی اور یہ جوزیر بحث حضرت عمرؓ کی روایت ہے یہ صحیح روایت ہے اور یہ اصول ہے کہ ضعیف روایت صحیح روایت کے معارض نہیں ہو سکتی لہذا آپ کو بھی معارضت و مخالفت بین الاحادیث کا اشکال نہیں ہونا چاہئے۔ نیز اس کا ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

اگر حضرت ابوامامہؓ والی روایت کو بھی صحیح مان لیا اور ثابت کر دیا جائے تو بھی کوئی معارضہ و مخالفت والی بات نہیں ہے کیونکہ حضرت عمرؓ کی روایت سے حیعلتین کا جواب حوقلتین سے دینا معلوم ہوا اور حضرت ابوامامہؓ کی روایت سے حیعلتین کا جواب حیعلتین ہی سے دینا معلوم ہوا تو یہ مخالفت و منافات کی بات نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کبھی حیعلتین کا جواب حوقلتین سے دیدیا جائے اور کبھی حیعلتین ہی سے اور کبھی دونوں سے۔

”من قلبہ“ اس لفظ کے بارے میں ظاہر و واضح اور جمہور علمائے کرام کی رائے تو یہی ہے کہ اس کا تعلق ماسبق میں مذکور تمام کلمات سے ہے اور مطلب یہ ہے کہ سامع و مجیب مؤذن کے تمام کلمات اذان کا جواب خلوص قلب اور دل سے دے۔ اور اس ”من قلبہ“ کے بارے میں ایک احتمال اور کچھ حضرات کی رائے یہ بھی ہے کہ اس کا تعلق مؤذن کے آخری کلمے یعنی کلمہ ”توحید لا الہ الا اللہ“ سے ہے اور مطلب یہ ہے کہ سامع و مجیب مؤذن کے اس کلمہ توحید کا جواب خلوص قلب اور دل سے دیتے ہوئے لا الہ الا اللہ کہے۔

”دخل الجنة“ طیبی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں جو صیغہ ماضی دخل ہے یہ صیغہ مضارع یدخل کے مقام و معنی میں ہے بالکل ویسے ہی جیسے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَنَادَىٰ اصْحَابُ الْجَنَّةِ﴾ میں نادى صیغہ ماضی ینادی صیغہ مضارع کے مقام و معنی میں ہے۔ اب اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ جب ایسا ہی ہے تو آپ ﷺ نے یہاں پر سیدھا سیدھا صیغہ مضارع یدخل ہی کیوں استعمال نہیں فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ سب سے بڑے فصیح و بلیغ تھے اور یہ فصاحت و بلاغت ہی کی بات ہے کہ جب کسی ایسی شے کی خبر دینا ہوتی ہے جس کا وجود متحقق و یقینی ہو تو وہاں پر مضارع کی بجائے ماضی کا استعمال کیا جاتا ہے اور یہ یعنی اذان کا جواب دینے والے کے لئے دخول جت ایسی ہی شے ہے جو متحقق و یقین ہے اس لئے آپ ﷺ نے یہاں پر مضارع کی بجائے ماضی کا استعمال فرمایا ہے۔۔۔۔۔ اب

اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ جنت میں تو ہر مومن ہی داخل ہوگا تو پھر مجیبِ اذان کے لئے خصوصیت کے ساتھ اس دخولِ جنت کی خبر دینے کا کیا مطلب ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی بات بالکل صحیح ہے کہ ہر مومن جنت میں داخل ہوگا لیکن مؤذن کا جواب دینے والا سابقین کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا اس لئے اس کے لئے خصوصیت کے ساتھ دخولِ جنت کی خبر دینے کا مطلب ہے اور یہ خبر بے مطلب و بے معنی نہیں ہے۔

بہر حال اس حدیث شریف سے چند باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) سامع کو مؤذن کا جواب دینا چاہئے (۲) سامع کو جواب دیتے ہوئے ہر ایک کلمہ۔ مؤذن کے اُس کلمہ کو کہنے سے فراغت کے بعد کہنا چاہئے (۳) حیعلتین کا جواب حو قلتین سے دینا چاہئے (۴) اذان کا جواب دینے کی بہت بڑی فضیلت ہے جب ہی تو اذان کا جواب دینے والے کو سابقین کے ساتھ جنت میں داخلہ نصیب ہوگا (۵) اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ ہر ایک عمل کے اندر اخلاص و خلوص نہایت اہم اور بہت ضروری شے ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۲۷)

۱۔ محمد بن المثنیٰ :- یہ محمد بن المثنیٰ العنزّی ابو موسیٰ البصری ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۲۔ محمد بن جہضم :- یہ محمد بن جہضم بن عبد اللہ الثقفی ابو جعفر البصری ہیں اصلاً خراسانی ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، ابو زرہ نے ان کے بارے میں ”صدوق لا بأس بہ“ لکھا ہے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۳۔ اسماعیل بن جعفر :- یہ اسماعیل بن جعفر الزرقیّ أبو إسحاق القاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۴۔ عُمارة بن غَزِيَّة :- یہ عُمارة بن غَزِيَّة بن الحارث بن عمرو بن غَزِيَّة الأنصاريّ المازنيّ المدنيّ ہیں۔ احمد، ابوزرعہ اور بخاری نے ان کو ثقہ کہا ہے، ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث، ابن معین نے صالح، ابوحاتم اور نسائی نے ”لیس به بأس و كان صدوقاً“، ابن حبان نے ثقّات تبع تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اور صرف ابن حزم نے ضعیف کہا ہے چنانچہ ذہبی کا قول ہے کہ سوائے ابن حزم کے ان کو کسی نے ضعیف نہیں کہا۔ اور حافظؒ نے ان کے بارے میں ”لا بأس به“ لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ ان کی حضرت انسؓ سے نقل کردہ روایات مرسل ہیں۔ اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۴۰ھ میں نقل کی ہے۔

۵۔ خُبيب بن عبد الرحمن :- یہ خُبيب بن عبد الرحمن بن خُبيب بن إساف (أو يساف) الأنصاريّ الخزرجيّ أبو الحارث المدنيّ ہیں۔ ابن معین، نسائی، ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے، ابوحاتم نے ان کو صالح الحدیث اور ابن سعد نے ثقہ قلیل الحدیث لکھا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۳۲ھ میں نقل کی ہے۔

۶۔ حفص بن عاصم :- یہ حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمريّ المدنيّ ہیں۔ نسائی، ابوزرعہ، بخاری اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے اور ہبۃ اللہ الطبری نے متفق علیہ ثقہ بتایا ہے۔ اور حافظؒ نے ثقہ لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔ عن أبيه :- اس میں أبّ سے حفص کے والد عاصم مراد ہیں یعنی عاصم بن عمر بن الخطاب العدويّ أبو عمر۔ أو أبو عمرو المدنيّ۔ یہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں پیدا ہو چکے

تھے، ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الأفلح تھیں جن کو حضرت عمرؓ نے طلاق دیدی تھی اور اس کے بعد ان سے یزید بن جاریہ نے نکاح کر لیا تھا۔ ابن البرقی کا قول ہے کہ عاصم بن عمرؓ پیدا تو آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں ہوئے ہیں لیکن انہوں نے آپ ﷺ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔ اور تاریخ البخاری میں مکتوب ہے ”خاصمت أمه أباه إلى أبي بكر وله ثمان سنين“ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت کم سے کم ساڑھے پانچ سال کے تھے۔ صاحب المنہل وغیرہ نے ان کی وفات کو بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کی وفات مقام ربذہ میں ۶۷ھ یا ۶۸ھ میں ہوئی ہے۔

۸۔ عمر بن الخطابؓ: آپؓ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

(۳۷) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْإِقَامَةَ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ جب اقامت و تکبیر سنے تو جواب میں کیا کہے (یعنی اس باب میں یہ بتایا جائے گا کہ تکبیر کا جواب کس طرح دینا چاہئے) (۳۷)

الحديث/ ۵۲۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَوْ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنَّ بِلَالًا أَخَذَ فِي الْإِقَامَةِ، فَلَمَّا أَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَذَامَهَا، وَقَالَ فِي سَائِرِ الْإِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيثِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْأَذَانِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۲۸ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن داؤد عسکلی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن ثابت نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا شام والوں میں سے ایک شخص نے (اور اُس شامی شخص نے روایت کیا) شہر بن حوشب سے انہوں نے حضرت ابوامامہؓ سے۔ یا نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک سے۔ یہ کہ حضرت بلالؓ نے تکبیر کہنی شروع کی اور جب (تکبیر کہنے کے دوران) قد قامت الصلاة کہا تو نبی کریم ﷺ نے (تکبیر کے اس کلمہ کے جواب میں) أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا کہا (یعنی اللہ تعالیٰ نماز کو ثابت و قائم رکھے اور اس کے پڑھنے کو دائم و ہمیشہ رکھے) اور (اس کلمے یعنی قد قامت الصلاة کے علاوہ تمام کلمات کا جواب دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے) پوری تکبیر و اقامت میں مثل انہی (کلمات کے کہا جو اذان کے بارے میں حضرت عمرؓ کی حدیث میں مذکور ہیں) (یعنی اذان کے جواب کے جو کلمات جس طرح سابقہ حضرت عمرؓ کی حدیث میں گزرے ہیں اقامت و تکبیر کے جواب میں آپ ﷺ نے وہی کہے۔ یعنی آپ ﷺ نے پوری اقامت و تکبیر کا جواب اذان کے جواب ہی کی طرح دیا اور قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کا جواب أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا کے الفاظ سے دیا)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے صراحت یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اقامت و تکبیر کا جواب بھی اسی طرح دیا جائے گا جس طرح اذان کا جواب دیا جاتا ہے۔ اور اقامت و تکبیر میں جو ایک نیا کلمہ کہا جاتا ہے یعنی قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اسکے جواب میں أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا کہا جائے گا۔ اور صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ حدیث مالکیہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ اسکے قائل نہیں ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ یہ حدیث اگرچہ محمد بن ثابت کے ضعیف ہونے اور شہر بن حوشب کے مختلف فی العدلہ راوی ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن فضائلِ اعمال میں ضعیف روایت پر بھی بہ اتفاق علماء عمل کیا جاسکتا ہے اس لئے اس حدیث کی

رُوسے اقامت و تکبیر کا جواب بھی مثل اذان کے دینا مستحب و مندوب ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔

”عن أبي أُمَامَةَ أَوْ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ“، شرح حضرات نے اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ اس حدیث کے رُوات میں سے کسی راوی کا شک ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جس راوی کو شک ہوا ہے اُس سے نیچے کا راوی یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ میرے شیخ نے مجھ سے حدیث بیان کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ میرے شیخ نے جب مجھ سے حدیث بیان کی تھی تو یا تو تعین صحابی کے ساتھ عن أبي أُمَامَةَ کہا تھا یا بدون تعین صحابی عن بعض أصحاب النبي ﷺ کہا تھا۔

تعارف رجال حدیث (۵۲۸)

۱۔ سلیمان بن داؤد العتکیؒ :- یہ سلیمان بن داؤد العتکیؒ أبو الربیع الزهرانی البصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹)۔

۲۔ محمد بن ثابت :- یہ محمد بن ثابت العبديؒ أبو عبد الله البصريؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۰)۔

۳۔ رجل من أهل الشام :- اس رجل مبہم کے بارے میں شرح حضرات نے لکھا ہے مجہول لا يعرف یعنی یہ شخص مجہول ہے اور اس کے نام و حالات کا پتہ نہیں چل سکا۔

۴۔ شہر بن حوشب :- یہ شہر بن حوشب الأشعريؒ أبو سعيد أو أبو الجعد الشامیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۴)۔

۵۔ أبو أُمَامَةَ :- آپؒ مشہور صحابی رسول ﷺ صُدي بن عجلان أبو أُمَامَةَ الباهليؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۴)۔

۶۔ عن بعض أصحاب النبي ﷺ :- صاحب بذل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں

جس صحابی کا ذکر ہے اس کے نام کے بارے میں ہمیں کوئی واقفیت نہ ہو سکی۔

۷۔ بلالؓ: آپ مشہور صحابی اور مؤذن رسول ﷺ حضرت بلال بن رباحؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۸۔ عمرؓ: آپ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب القرشی العدویؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

(۳۸) بَابُ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْإِذَاانِ

یہ باب ہے اذان کے ختم ہونے پر دعاء کے بیان میں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ اذان کے بعد یہ دعاء کرنا مستحب ہے) (۳۸)

الحديث/ ۵۲۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۲۹: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن

حنبل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا علی بن عیاش نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعیب بن ابی حمزہ نے انہوں نے روایت کیا محمد بن منکدر سے انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان سننے کے بعد کہے گا (یعنی یہ دعاء پڑھے

گا) ”اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ النَّامَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتُهُ“ تو اس کے لئے قیامت کے دن (میری) شفاعت واجب و ثابت ہو جائے گی (یعنی انشاء اللہ اس کو حسنِ خاتمہ نصیب ہوگا)۔

نوٹ :- ”مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ“ اس جملہ کی وضاحت کرتے ہوئے صاحبِ المنہل وغیرہ نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) ان الفاظ کا ظاہری مطلب تو یہی نکلتا ہے کہ اس دعاء کو دورانِ اذان اور اذان سنتے وقت کہے (۲) ان الفاظ میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ لفظِ النداء سے پوری اذان مراد ہو یعنی جزء بول کر کل یا کہنے کے مطلق بول کر کامل یعنی پوری اذان کو مراد لیا گیا ہے اور کلمہ ”حِينَ“ بمعنی بعد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس دعاء کو پوری اذان سننے کے بعد پڑھے۔ نیز لکھا ہے کہ یہی دوسرا والا مطلب اور احتمال زیادہ اولیٰ و بہتر ہے کیونکہ اس کی تائید اُس روایت (یعنی حدیث نمبر ۵۲۳) سے بھی ہو رہی ہے جس میں یہ بھی ہے ”فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ الْخ“ کیونکہ اس حدیث سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ اس دعاء کو اذان سے فراغت اور اذان کے مکمل ہونے کے بعد ہی پڑھنا اور مانگنا چاہئے۔

”إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ“ واضح رہے کہ بخاری شریف کی روایت میں تو یہاں پر لفظِ إِلَّا نہیں ہے لیکن ابوداؤد، نسائی اور ترمذی کی روایت میں یہاں پر لفظِ إِلَّا موجود ہے لہذا اس کو سمجھاتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ شروع حدیث میں جو ”مَنْ قَالَ الْخ“ میں کلمہ ”مَنْ“ ہے وہ استفہامِ انکاری کے لئے بمعنی نفی ہے اور قَالَ بمعنی يقول ہے اور مطلب یہ ہے ”مَنْ أَحَدٌ يَقُولُ ذَلِكَ إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ“ یعنی نہیں ہے کوئی بھی جو اذان کے بعد اس دعاء کو پڑھے مگر اس کے لئے روزِ قیامت میری شفاعت واجب و ثابت ہے اور اس دعاء کے پڑھنے والے ہر شخص کو قیامت کے دن میری شفاعت ضرور نصیب ہوگی۔ اور اس بات کی تائید یعنی استفہامِ انکاری بمعنی نفی کی تائید میں شرح

حضرات نے قرآن کریم کی یہ آیات لکھی ہیں ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ - ﴿وَهَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ یعنی جس طرح ان آیات کے اندر استفہام انکاری بمعنی نفی ہے ویسے ہی اس حدیث شریف من قال حین یسمع الخ میں بھی استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔

بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں اذان کے بعد ان کلمات مذکورہ کے ساتھ دعاء کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اس دعاء کے ذریعہ انسان خیر کثیر اور بہت سے فوائد کو حاصل کر سکتا ہے جس میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے لئے رسول کریم ﷺ کی شفاعت کا استحقاق ہو جاتا ہے۔ نیز اس حدیث کے اندر اذان کے بعد ان کلمات کے ساتھ دعاء کرنے والے شخص کے لئے حسنِ خاتمہ کی بشارت دی گئی ہے۔ اور اس حدیث شریف سے ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مفضل شخص کا فاضل شخص کے لئے دعاء کرنا جائز و مباح بلکہ کہئے مندوب و مستحب اور شرعی عمل ہے کیونکہ ظاہر ہے آپ ﷺ کے مقابلہ میں ہر ایک امتی مفضل ہی ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس دعاء کے نتیجہ میں مفضل کو بے تحاشہ فائدہ اور نفع حاصل ہوگا۔

تعارف رجال حدیث (۵۲۹)

۱۔ أحمد بن حنبل :- یہ مشہور امام فقہ احمد بن حنبل ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

۲۔ علی بن عیّاش :- یہ علی بن عیّاش بن مسلم الألهانی أبو الحسن الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۲)۔

۳۔ شعیب بن أبی حمزة :- یہ شعیب بن أبی حمزة الأمویّ أبو بشر الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۲)۔

۴۔ محمد بن المُنْکَدِر :- یہ محمد بن المُنْکَدِر التیمیّ أبو عبد اللہ أو

أبو بکر المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۱)۔

۵۔ جابر بن عبد اللہ : آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ

الأنصاری الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲) اور (۶۳)۔

(۳۹) بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ مغرب کی اذان کے وقت (بطور دعاء) کیا کلمات کہے (۳۹)

الحديث / ۵۳۰ - حَدَّثَنَا مُوَمَّلُ بْنُ إِهَابٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ

الْعَدَنِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَعْنٍ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَقُولَ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ، وَإِذْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، فَاعْفِرْ

لِيَّ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۳۰ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مومل بن

إہاب نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن ولید عدنی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا قاسم

بن معن نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا مسعودی نے انہوں نے روایت کیا ابو کثیر مولى ام سلمہ

سے انہوں نے حضرت ام سلمہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ مجھے سکھایا رسول اللہ ﷺ نے یہ کہ

میں کہا کروں مغرب کی اذان کے وقت (ان کلمات اور اس دعاء کو) ”اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ،

وَإِذْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، فَاعْفِرْ لِيَّ“۔

نوٹ:- اس حدیث شریف میں جو ”عند اذان المغرب“ کے الفاظ ہیں اس کے بارے میں دو احتمال ہیں (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ اذان کے شروع ہونے کے وقت اس دعاء کو پڑھا جائے اور صاحبِ المنہل نے اسی مطلب اور اسی احتمال کو ظاہر و واضح لکھا ہے (۲) دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ مغرب کی اذان ختم و مکمل ہونے کے بعد اس دعاء کو پڑھا جائے۔ اور قارئیٰ نے ان الفاظ کا مطلب بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ واضح اور ظاہر یہی مطلب ہے کہ اذان کے جواب سے فراغت کے بعد یا اذان کے جواب کے دوران ان کلمات کے ساتھ دعاء کی جائے۔

تعارف رجال حدیث (۵۳۰)

۱۔ مؤمل بن إهاب :- یہ مؤمل بن إهاب (ویقال یہاب) بن عبد العزیز بن قفل بن شدل الربعی ثم العجلی ابو عبد الرحمن الکوفی نزیل الرملة ہیں۔ اصلاً کرمانی ہیں۔ ابو حاتم نے ان کو صدوق، مسلمہ بن قاسم نے ثقہ صدوق کہا ہے۔ نسائی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ لکھا ہے اور ایک قول ثقہ کہنے کا بھی ہے۔ اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کے بارے میں صدوق لہ اوہام لکھا ہے اور گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات مقامِ رملہ میں ۲۵۴ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ عبد اللہ بن الولید :- یہ عبد اللہ بن الولید بن میمون الأموی ابو محمد المکی المعروف بالعندی ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور مستقیم الحدیث کہا ہے۔ بخاری نے مقارب، عقیلی نے ثقہ معروف، البوزرعہ نے صدوق اور دارقطنی نے ثقہ مامون کہا ہے لیکن ابن معین نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور حافظ نے صدوق کبھی کبھی خطا کا شکار ہونے والے راوی بتایا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۳۔ القاسم بن مَعْن:۔ یہ القاسم بن معن بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود المسعودی ابو عبداللہ الکوفی ہیں۔ ابنِ معین نے ان کو رجلِ نبیل، احمد نے ثقہ اور ابوحاتم نے ثقہ صدوق کہا ہے، ابوداؤد سے ان کے بارے میں ثقہ مائل الی الارحاء کا قول منقول ہے، ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابنِ سعد نے ان کو ثقہ، عالم حدیث وفقہ اور ماہر تاریخ و شعر اور اپنے زمانہ کا شعی کہا جانے والا لکھا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ اور فاضل محدث لکھا ہے نیز ساتویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۷۷ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ المسعودی:۔ یہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود الکوفی المسعودی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۷)۔

۵۔ ابو کثیر مولیٰ امّ سلمة:۔ یہ ابو کثیر مولیٰ امّ سلمةؓ ہیں۔ انہوں نے صرف حضرت امّ سلمہؓ سے اور ان سے صرف مسعودی اور ان کی بیٹی حفصہ نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے ان کے بارے میں لایعرف (غیر معروف ہیں) کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔ امّ سلمة:۔ آپؓ امّ المؤمنین ہند بنت ابی امیة امّ سلمةؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۷)۔

(۴۰) بَابُ أَخْذِ الْأَجْرِ عَلَى التَّائِدِينَ

اذان دینے پر اجرت لینے کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ اذان دینے کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں) (۴۰)

الحديث / ۵۳۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا

سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ وَقَالَ مُوسَى، فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: ((إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي. قَالَ: أَنْتَ إِمَامُهُمْ، وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ، وَاتَّخِذْ مُوَدَّنًا لَا يَأْخُذُ عَلَيَّ أَذَانِهِ أَجْرًا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۳۱: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سعید جریری نے انہوں نے روایت کیا ابوالعلاء سے انہوں نے مطرف بن عبد اللہ سے انہوں نے حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے میری قوم کا امام بنا دیجئے۔ اور موسیٰ نے ایک دوسری جگہ (یعنی ایک مرتبہ) کہا ان عثمان بن العاصؓ قال الخ (واضح رہے کہ مصنفؒ وقال موسی الخ سے یہ بتانا چاہر ہے ہیں کہ ہمارے شیخ موسیٰ نے اس حدیث کو دو انداز اور دو طرح کے الفاظ میں ہم سے بیان کیا ہے چنانچہ ایک مرتبہ حدیث بیان کرتے وقت مکمل سند کو ذکر کرنے کے بعد کہا قال عثمان قلت یا رسول اللہ الخ یعنی بعینہ حضرت عثمانؓ کے الفاظ کو نقل کیا۔ اور ایک مرتبہ ہمارے شیخ نے اس روایت کو اس انداز میں نقل کیا کہ حضرت عثمانؓ کو ایک غائب شخص قرار دیا اور ان کے قول کو نقل کر دیا یعنی إن عثمان بن العاصؓ قال یا رسول اللہ کہہ کر حدیث بیان کی۔ دیکھئے اس دوسری والی شکل میں ترجمہ اس طرح پر کریں گے کہ موسیٰ نے اپنی سند سے عثمان کے بارے میں یہ نقل و بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ الخ۔ بہر حال جب انہوں نے آپ ﷺ سے اپنی قوم کا امام بنائے جانے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ان کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے (فرمایا: تم ان کے (یعنی اپنی قوم کے) امام ہو (یعنی ہم نے تمہیں ان کا

امام بنا دیا لہذا تم آج سے ان کے امام ہو) اور (سنو) تم رعایت کرنا ان کے کمزوروں کی (یعنی تمہارے پیچھے ہر طرح کے لوگ نماز پڑھیں گے مگر تمہیں ضعیف و ناتواں لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے بلکہ سب سے کمزور مقتدی کی رعایت کرتے ہوئے تخفیف کے ساتھ یعنی چھوٹی چھوٹی سورتوں کی قراءت کے ساتھ نماز پڑھانی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز کے ارکان و سنن کو بھی کم کرنا یا ترک کرنا بلکہ ارکان و سنن کا لحاظ رکھتے ہوئے خفیف اور ہلکی نماز پڑھانی ہے تاکہ کمزور و ضعیف مقتدی بھی جماعت میں شریک ہونے کو اپنے لئے ثقیل اور مشکل نہ سمجھیں۔ اور یہ جو مراعات و رعایت کے لئے واقتد کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ بطورِ مشاکلہ استعمال کیا گیا ہے یعنی گویا یہ کہا گیا ہے کہ جیسے کمزور لوگ تمہاری اقتداء کریں گے تمہیں بھی ان کے ضعف کی اقتداء کرتے ہوئے خفیف اور ہلکی نماز پڑھانی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے ایک ہدایت ان کو یہ فرمائی) اور تم مقرر کرنا ایک ایسا مؤذن جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے (کیونکہ بغیر اجرت کے اذان دینے والا شخص ہی زیادہ مخلص ہوتا ہے اور للہ اذان دیتا ہے)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے کئی باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) امورِ خیر اور امورِ دینیہ

کے سلسلہ میں ریاست و عہدہ کی طلب کرنا جائز ہے (۲) امام کو اپنے پیچھے نماز پڑھنے والے مقتدی حضرات کی رعایت کرنا نہایت ضروری شے ہے (۳) مؤذنی کی ذمہ داری ایسے شخص کو دینی چاہئے جو عملِ اذان پر اجرت کا طالب نہ ہو۔

واضح رہے کہ اس حدیث سے تو بظاہر اذان پر اجرت لینے کا عدمِ جواز ہی ثابت ہو رہا ہے لیکن اذان و امامت وغیرہ پر اجرت لئے اور دئے جانے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے اور ائمہ و علمائے کرام کی طرف سے اس سلسلہ میں بڑی تفصیلات منقول ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان تفصیلات کو مطولات سے دیکھ لیا جائے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۳۱)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد :- یہ حماد بن سلمہ بن دینار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ سعید الجریوی :- یہ سعید بن ایاس الجریوی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹۶)۔

۴۔ أبو العلاء :- یہ یزید بن عبد اللہ بن الشخیر العامری البصریّ أخو مطرف بن عبد اللہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۳)۔

۵۔ مطرف بن عبد اللہ :- یہ مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر العامری البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۴)۔

۶۔ عثمان بن أبي العاصّ :- آپ عثمان بن أبي العاصّ الثقفيّ أبو عبد اللہ الطائفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵۰)۔

۷۔ وقال موسى :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳)۔

(۴۱) بَابُ فِي الْأَذَانِ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ

یہ باب ہے وقت ہونے سے پہلے اذان دے جانے کے بارے میں (یعنی اس میں یہ بیان ہوگا کہ اگر اذان کا وقت ہونے سے پہلے اذان دیدی جائے تو کیا کرنا چاہئے۔ یا یہ کہتے کہ کیا وقت سے پہلے اذان دینا جائز ہے یا نہیں اس باب میں یہ بیان ہوگا (۴۱)

الحديث / ۵۳۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ

الْمَعْنَى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، ((أَنَّ بِلَالَ أَدَّنَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِي: أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ. زَادَ مُوسَى: فَرَجَعَ فَنَادَى أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ)). قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَرَوْهُ عَنْ أَيُّوبَ إِلَّا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۳۲: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل اور داؤد بن شیب نے (ایک ہی) مضمون کو (یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک کی روایت کا مضمون ایک ہی ہے اگرچہ الفاظ الگ الگ ہیں۔ بہر حال ان دونوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے) کہا کہ ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے روایت کیا ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے یہ کہ (ایک مرتبہ حضرت) بلالؓ نے (یہ سمجھ کر کہ فجر طلوع ہو چکی ہے) فجر کے طلوع ہونے (اور اذان کا وقت ہونے سے) پہلے ہی اذان دیدی تو نوحی کریم ﷺ نے ان کو (یعنی حضرت بلالؓ کو) یہ حکم دیا کہ وہ لوٹیں (اپنی اذان دینے کی جگہ پر) اور یہ پکاریں أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ (یعنی زور زور سے یہ اعلان کریں کہ یہ بندہ یعنی میں بلال سو گیا تھا اور اذان کے وقت سے غافل ہو گیا تھا اس لئے یہ غلطی ہو گئی ہے کہ فجر طلوع ہونے سے پہلے ہی اذان دیدی اور تم لوگوں کی نیند خراب کر دی۔ اور) زیادہ کیا موسیٰ نے (یعنی ہمارے شیخ داؤد بن شیب نے تو بس اتنی ہی حدیث ہم سے نقل کی مگر ہمارے دوسرے شیخ موسیٰ بن اسماعیل نے مزید یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کے یہ حکم دینے کے بعد حضرت بلالؓ لوٹے (اپنی اذان دینے کی جگہ) اور پکارا أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ (یعنی فرجع الخ کے الفاظ داؤد بن شیب کی روایت میں نہیں ہیں بلکہ صرف موسیٰ بن اسماعیل کی روایت میں ہیں)۔

اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ اس حدیث کو (مرفوعاً) ایوب سے صرف حماد بن سلمہ نے روایت

کیا ہے (واضح رہے کہ مصنفؒ نے اپنے اس قول سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کو مرفوعاً صرف حماد نے روایت کیا ہے جبکہ دوسرے حضرات نے اس کو مؤتوفاً یا مرسلً روایت کیا ہے)۔

نوٹ:- اس حدیث شریف سے یہ چند باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) مؤذن کو اوقات کا خوب اچھی طرح سے خیال رکھنا چاہئے اور اس کی پوری پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اذان اپنے وقت پر ہو (۲) مؤذن یا کوئی بھی شخص کتنی بھی کوشش کرے پھر بھی اس سے غلطی اور خطا کا امکان ہے (۳) اگر مؤذن نے پوری کوشش کی مگر پھر بھی اُس سے غلطی ہوگئی یعنی بے وقت اذان دیدی گئی تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اس غلطی اور خطا کی اطلاع لوگوں کو دیدے (۴) ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بڑے کی اطاعت کرے اور خاص طور پر امورِ دینیہ میں تو ضرور ہی کرے (۵) نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فجر کی اذان اس کا وقت ہونے سے پہلے دینا جائز نہیں ہے یعنی اس حدیث سے تو صرف فجر کے بارے میں ہی یہ معلوم ہوا اگرچہ کوئی بھی اذان وقت سے پہلے نہیں دی جاسکتی۔

یہ بھی واضح رہے کہ فجر کے علاوہ باقی تمام نمازوں میں وقت سے پہلے اذان دینے کے عدم جواز کا مسئلہ متفق علیہ ہے ہاں فجر کے بارے میں ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف جواز کے قائل ہیں جبکہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد فجر میں بھی عدم جواز ہی کے قائل ہیں۔ اور اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے مطولات ہی کو دیکھ لیں۔

تعارف رجال حدیث (۵۳۲)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۳)۔

۲۔ داؤد بن شیب:۔ یہ داؤد بن شیب الباہلیّ أبو سلیمان البصریّ ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۵۳)۔

۳۔ حماد:۔ یہ حماد بن سلمة بن دینار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۴۔ ایوب:۔ یہ ایوب بن ابی تمیمۃ السخّتیانیّ أبو بکر البصریّ ہیں۔ دیکھیں
حدیث نمبر (۷۱)۔

۵۔ نافع:۔ یہ نافع مولیٰ ابن عمر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۶۔ ابن عمرؓ:۔ آپؓ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشیّ العدویّ ہیں۔ دیکھیں
حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۷۔ بلالؓ:۔ آپؓ مشہور صحابی اور مؤذن رسول ﷺ حضرت بلال بن رباحؓ ہیں۔ دیکھیں
حدیث نمبر (۱۵۳)۔

الحديث/ ۵۳۳- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مَنصُورٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ
عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ مُوَدِّنٍ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهُ مَسْرُوحٌ،
أَذَّنَ قَبْلَ الصُّبْحِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ أَوْ
غَيْرِهِ أَنَّ مُوَدِّنًا لِعُمَرَ يُقَالُ لَهُ مَسْرُوحٌ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
قَالَ: كَانَ لِعُمَرَ مُوَدِّنٌ يُقَالُ لَهُ مَسْعُودٌ وَذَكَرَ نَحْوَهُ- وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ ذَاكَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۳۳ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ایوب بن منصور نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعیب بن حرب نے انہوں نے روایت کیا عبدالعزیز بن ابی روادؒ سے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی نافع نے (نافع نے روایت کیا) حضرت عمرؓ کے مؤذن سے جس کو مسروح کہا جاتا تھا (یعنی حضرت عمرؓ کے مسروح نامی یا مسعود نامی مؤذن سے نقل کیا کہ اُس نے یہ بیان کیا کہ اُس نے ایک مرتبہ) صبح (صادق کے طلوع ہونے سے) پہلے اذان دیدی تو حضرت عمرؓ نے اس کو حکم دیا (دوبارہ اذان دینے کا) اور آگے (شعیب بن حرب نے) بیان (و ذکر) کیا (عبدالعزیز بن ابی رواد سے) اسی کی مانند (یعنی حضرت حماد کی اُسی حدیث جیسی حدیث جو انہوں نے ایوب سختیانی سے نقل کی ہے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور روایت کیا ہے اس (حدیث) کو حماد بن زید نے (بھی) عن عبید اللہ بن عمر عن نافع أو غیرہ کے طریق سے (اور اس میں یہ بیان کیا) کہ حضرت عمرؓ کے مسروح نامی مؤذن نے (ایک مرتبہ صبح صادق ہونے سے پہلے ہی اذان دیدی تو انہوں نے اس کو دوبارہ اذان دینے کا حکم دیا۔ واضح رہے کہ مصنفؒ نے اس قال ابوداؤد الخ کی عبارت سے اس بات کی تائید و دلیل پیش کی ہے کہ یہ واقعہ حضرت بلالؓ کا نہیں ہے بلکہ حضرت عمرؓ کے مؤذن مسروح یا مسروق کا ہے اور یہ اعادۂ اذان کا حکم نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو نہیں دیا تھا بلکہ حضرت عمرؓ نے اپنے مؤذن مسروح یا مسعود کو دیا تھا۔ یا یہ کہلو کہ اس قال ابوداؤد الخ سے مصنفؒ کا مقصد عبدالعزیز بن ابی رواد کی روایت کو مضبوط کرنا اور تقویت دینا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبدالعزیز بن ابی رواد کی روایت قوی اور مضبوط ہے کیونکہ اس کی متابعت عبید اللہ بن عمرؓ نے بھی کی ہے یعنی انہیں کے جیسی روایت عبید اللہ بن عمرؓ نے بھی نقل کی ہے۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور روایت کیا ہے اس (واقعہ وحدیث کو) در اور دی نے (بھی) عن

عبيد اللہ عن نافع عن ابن عمر کے طریق سے اور اس میں انہوں نے حضرت ابن عمرؓ کا یہ بیان نقل و ذکر کیا کہ (انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ کا ایک مؤذن تھا جس کو مسعود کہا جاتا تھا (یعنی اس کا نام مسعود تھا) اور ذکر (وبیان کی در اور دی نے بھی آگے) اسی کے مانند (یعنی آگے در اور دی نے بھی ویسی ہی حدیث اور واقعہ بیان کیا جیسا کہ حماد بن زید نے بیان کیا۔ واضح رہے کہ مصنف نے یہ دوسری تائید اور دوسری دلیل پیش کی ہے عبدالعزیز بن ابی رواد کی سابقہ حدیث کو مضبوط قوی بنانے کے لئے۔ اور صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ دوسری تائید و دلیل اور متابعت پہلی والی سے زیادہ قوی اور مضبوط ہے کیونکہ یہ عن نافع عن ابن عمر متصل ہے جبکہ پہلی متابعت منقطع ہے) اور یہ (یعنی نافع کی وہ حدیث جس کو حضرت عمرؓ کے مؤذن کے بارے میں عبدالعزیز بن ابی رواد اور عبید اللہ بن عمر نے نافع سے نقل کیا ہے) زیادہ صحیح ہے اُس سے (یعنی ایوب سختیانی کی اُس حدیث سے جس کو ایوب سختیانی نے نافع سے نقل کیا ہے اور جس میں یہ بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ حضرت بلالؓ کا ہے اور یہ حکم آپ ﷺ نے دیا تھا کیونکہ اس روایت کو نقل کرنے میں حماد بن سلمہ سے غلطی ہوئی ہے اور انہوں نے اُس روایت کو مرفوعاً نقل کر دیا ہے اور ان کی اس غلطی یعنی حدیث کو مرفوعاً بیان کرنے کی غلطی کو تمام ہی حفاظ حدیث نے متفقاً نقل و بیان کیا ہے)۔

نوٹ :- واضح رہے کہ مصنف نے غالباً یہ ساری کوشش اس لئے کی ہے تاکہ فجر کی اذان کے وقت ہونے سے پہلے دئے جانے کا جواز ثابت ہو جائے۔

تعارف رجال حدیث (۵۳۳)

۱۔ ایوب بن منصور :- یہ ایوب بن منصور الکوفی ہیں انہوں نے صرف شعیب بن حرب اور علی بن مسہر سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف ابوقلابہ اور ابوداؤد نے عقیلی

نے ان کے بارے میں لکھا ہے فی حدیثہ وہم۔ اور حافظؒ نے ان کو صدوق یہم یعنی وہم کا شکار ہونے والے صدوق راوی لکھا اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۲۔ شعیب بن حرب :- یہ شعیب بن حرب المدائنی أبو صالح البغدادیؒ نزیل مکہ ہیں۔ ابن معین اور ابوحاتم نے ان کو ثقہ مامون لکھا ہے، عجل، نسائی، دارقطنی، حاکم اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے نیز ابن حبان نے لکھا ہے کہ إنه کان من خيار عباد الله یعنی یہ اللہ کے نیک و بہترین بندوں میں سے تھے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ، عابد لکھا ہے اور نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۹۷ھ میں بتائی ہے۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے ان کی وفات ۱۹۲ھ میں نقل کی ہے۔

۳۔ عبدالعزیز بن أبي رواد :- یہ عبدالعزیز بن أبي رواد ميمون (وقيل أيمن) المكي مولیٰ المهلب بن أبي صفرة ہیں۔ ابوحاتم نے ان کو صدوق فی الحدیث اور معتبد و عبادت گزار شخص لکھا ہے، ابن معین اور عجل نے ان کی توثیق کی ہے، حاکم نے ثقہ، عابد لکھا ہے، دارقطنی نے متوسط فی الحدیث اور کبھی کبھی وہم کا شکار ہونے والے لکھا ہے، نسائی نے لیس بہ بأس، ساجی نے صدوق لیکن ارجاء کی رائے رکھنے والے، ابن سعد نے مرجہ لیکن عبادت و ریاضت اور صلاح و تقویٰ میں معروف و مشہور، احمد نے رجل صالح مگر مرجہ لکھا ہے اور علی بن جنید نے ضعیف اور ان کی روایات کو منکر احادیث لکھا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی اور عابد شخص لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ کبھی کبھی وہم کا شکار ہوئے ہیں اور ان پر مرجہ ہونے کا الزام ہے۔ اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۵۹ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ نافع :- یہ نافع مولیٰ ابن عمرؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۵۔ مؤذن لعمر يقال له مسروح :- یہ حضرت عمرؓ کے مؤذن مسروح (أو مسعود) بن سيرة النهشلي مولی عمر بن الخطابؓ ہیں۔ انہوں نے صرف اپنے آقاء حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف حضرت نافع مولی ابن عمرؓ نے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور دوسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔ فامرہ عمر :- آپؓ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب القرشي العدويؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

۷۔ ابوداؤد :- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث السجستانيؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ حماد بن زید :- یہ حماد بن زید بن درهم الأسدي أبو إسماعيل البصريؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۹۔ عبید اللہ بن عمر :- یہ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العدوي العمری أبو عثمان المدنيؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۰) اور (۲۳۶)۔

۱۰۔ نافع :- یہ نافع مولی ابن عمرؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۱۱۔ أو غیرہ :- اس کی تعیین کے بارے میں صاحب بذل ومنہل وغیرہ نے کچھ نہیں لکھا ہے۔

۱۲۔ الدراؤردی :- یہ عبدالعزیز بن محمد الدراؤردیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۱۳۔ عبید اللہ بن عمر :- یہ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن

الخطاب العدویّ العمریّ أبو عثمان المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۰) اور (۲۳۶)۔

۱۴۔ نافع:۔ یہ نافع مولیٰ ابن عمرؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۱۵۔ ابن عمر:۔ آپؓ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشیّ العدویّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۱۶۔ عمر:۔ آپؓ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب القرشیّ العدویّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

۱۷۔ مسعود:۔ یہ حضرت عمرؓ کے مؤذن مسعود (أو مسروح) بن سبرة النهشلیّ مولیٰ عمر بن الخطابؓ ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۵) پر۔

۱۸۔ ابوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث السجستانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

الحديث / ۵۳۴ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ شَدَّادٍ مَوْلَى عِيَاضِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ بِلَالٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((لَا تُؤَذِّنُ حَتَّى يَسْتَبِينَ لَكَ الْفَجْرُ هَكَذَا، وَمَدَّ يَدَيْهِ عَرْضًا)) .
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شَدَّادٌ مَوْلَى عِيَاضٍ لَمْ يُدْرِكْ بِلَالًا .

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۳۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا زہیر بن حرب نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا وکیع نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا جعفر بن برقان نے انہوں نے روایت کیا شداد مولیٰ عیاض بن عامر سے انہوں نے حضرت بلالؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ

نے اُن سے فرمایا: نہ اذان دیا کرتو (فجر کی نماز کے لئے) اس وقت تک جب تک تیرے لئے فجر (یعنی صبح صادق) اس طرح ظاہر (و معلوم نہ) ہو جایا کرے (یعنی فجر کی اذان جب دیا کر جب صبح صادق اس طرح معلوم و واضح ہو جایا کرے) اور (اس طرح کی وضاحت کے لئے آپ ﷺ نے) اپنے دونوں ہاتھوں کو چوڑائی میں پھیلا دیا (اور دراز) کیا۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ شہادہ مولیٰ عیاض نے حضرت بلالؓ کو نہیں پایا (یعنی اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے اور بہ سبب اس انقطاع کے یہ حدیث ضعیف ہے۔ اور صاحب المہمل نے مزید لکھا ہے کہ اس حدیث سے اگرچہ فجر اور طلوع صبح صادق سے پہلے فجر کی اذان دینے کا عدم جواز ثابت ہو رہا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی یعنی جعفر بن برقان متکلم فیہ ہیں نیز اس حدیث کی سند میں انقطاع بھی ہے جیسا کہ مصنفؒ نے بتایا کہ شہادہ مولیٰ عیاض کی ملاقات حضرت بلالؓ سے نہیں ہے اور اس حدیث کی سند میں ایک راوی یعنی شہادہ مجہول راوی ہیں۔

نوٹ:- واضح رہے کہ اس حدیث شریف سے صراحتاً یہ معلوم ہو رہا ہے کہ طلوع فجر اور صبح صادق ہونے سے پہلے فجر کی اذان دینا جائز نہیں ہے لہذا یہ حدیث دلیل و حجت بنے گی امام ابوحنیفہؒ، اور امام محمدؒ وغیرہ کی جو طلوع فجر سے پہلے فجر کی اذان دئے جانے کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ اور خلاف پڑے گی امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کے جو طلوع فجر سے پہلے فجر کی اذان دئے جانے کے جواز کے قائل ہیں۔

تعارف رجال حدیث (۵۳۴)

۱- زہیر بن حرب:- یزہیر بن حرب بن شہادہ النسائی أبو خیشمة البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴) اور (۲۰)۔

۲۔ وکیع :- یہ وکیع بن الجراح الرؤاسیّ أبو سفیان الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۳۔ جعفر بن بُرقان :- یہ جعفر بن بُرقان الجزریّ أبو عبد اللہ الکلابیّ الرقیّ ہیں۔ ان کے بارے میں ابنِ معین کا قول ہے کہ یہ اُمّی تھے نہ لکھنا جانتے تھے اور نہ پڑھنا لیکن ثقہ، صدوق راوی تھے، ابنِ سعد نے ان کو ثقہ، صدوق مگر کثیر الخطاء فی الحدیث راوی کہا ہے، احمد اور نسائی نے کہا کہ غیر زہری سے روایت کریں تو لا بأس بہ ہیں اور زہری سے روایت کریں تو لیس بالقویّ ہیں۔ اور زہری سے روایت کرنے کے بارے میں بہت سے لوگوں نے ان کو ضعیف بھی کہا ہے۔ صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ ان کی وفات مقام الرقة میں ۱۵۴ھ میں ہوئی ہے۔ اور حافظ نے ان کے بارے میں صدوق یہم فی حدیث الزہریّ لکھا ہے نیز ساتویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۵۹ھ میں نقل کی ہے اور اس کے بعد وکیل بعدہ بھی لکھا ہے یعنی وفات کے بارے میں اس کے بعد کے بھی اقوال ہیں۔

۴۔ شداد مولیٰ عیاض :- یہ شداد مولیٰ عیاض بن عامر بن الأسلع العامریّ الجزریّ ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقّات میں ذکر کیا ہے، ذہبی نے ان کے بارے میں لا یعرف (غیر معروف ہیں) لکھا ہے اور ابنِ قتان نے لکھا ہے کہ یہ مجہول ہیں، جعفر بن بُرقان کی روایت کے علاوہ سے ان کو نہیں پہچانا جاتا یعنی ان سے صرف جعفر بن بُرقان ہی نے روایت کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ بلالؓ :- آپؓ مشہور صحابی اور مؤذن رسول اللہ ﷺ حضرت بلال بن رباح ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

(۴۲) بَابُ الْاِذَا نِ لِلْاَعْمٰی

اندھے اور نابینا شخص کے لئے اذان (دینے کے) جواز کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ اندھے آدمی کا اذان دینا جائز ہے) (۴۲)

الحديث/ ۵۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: ((أَنَّ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ كَانَ مُؤَذِّنًا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ أَعْمَى)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۳۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلمہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابنِ وہب نے انہوں نے روایت کیا یحییٰ بن عبد اللہ بن سالم بن عبد اللہ بن عمر اور سعید بن عبد الرحمن سے (ان دونوں حضرات نے روایت کیا) ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد (عروہ) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے یہ کہ ابنِ اُمّ مکتوم رسول اللہ ﷺ کے مؤذن تھے حالانکہ وہ نابینا (اور اندھے) تھے۔

نوٹ :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث کے آخر میں جو یہ جملہ اسمیہ ”وہو اعمیٰ“ ہے یہ حال ہے ”کان مؤذناً“ میں جو کان کا اسم ہو ضمیر ہے اس سے لہذا یہ جملہ محلاً مرفوع کہلائے گا۔

اور یہ حدیث شریف صراحۃً اس بات کو بتا رہی ہے اور اس بات کی دلیل بن رہی ہے کہ نابینا شخص کا مؤذن ہونا بلا کراہت جائز ہے۔ اور یہ نابینا شخص کے مؤذن ہونے اور اذان دینے کے جواز کا

مسئلہ متفق علیہ ہے چنانچہ نوویؒ نے جو امام ابوحنیفہؒ کی طرف سے اس کے عدم جواز کی بات نقل کی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اور ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ نابینا کا مؤذن بننا اور اذان دینا اہل علم کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ کوئی ایسا شخص معاون ہو جو اُسے اذان کے اوقات کے بارے میں بتاتا اور رہنمائی کرتا رہے۔ لیکن واضح رہے کہ نابینا شخص کا مؤذن ہونا جائز تو ہے مگر افضل و بہتر نابینا کے مؤذن ہونے کے مقابلے میں بینا شخص کا مؤذن ہونا ہی ہے کیونکہ نابینا شخص کو اذان کے وقت ہونے کا پتہ نہیں چلتا اور دوسرے شخص کی طرف سے اذان کا وقت ہونے کو بتایا جانا اور اطلاع دینا ایک مستقل اور مشکل مسئلہ ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ مؤذن بینا شخص ہی کو بنایا جائے۔

تعارف رجال حدیث (۵۳۵)

۱۔ محمد بن سلمة:۔ یہ محمد بن سلمة بن عبد اللہ بن ابی فاطمة المرادی ابو الحارث المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵) اور (۲۸۵)۔

۲۔ ابن وهب:۔ یہ عبد اللہ بن وهب بن مسلم القرشی الفہری ابو محمد المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ یحییٰ بن عبد اللہ:۔ یہ یحییٰ بن عبد اللہ بن سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی المدنی ہیں۔ ابن حبان اور دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے، ابن معین نے ان کو صدوق ضعیف الحدیث کہا ہے اور نسائی نے مستقیم الحدیث بتایا ہے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز ان کی وفات مصر میں ۱۵۳ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ سعید بن عبد الرحمن:۔ یہ سعید بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن جمیل بن عامر القرشی الجُمحی ابو عبد اللہ المدنی القاضی ہیں۔ ابن معین، عجل، حاکم، ابن نمیر

اور موسیٰ بن ہارون نے ان کی توثیق کی ہے، نسائی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے، یعقوب بن سفیان نے لین الحدیث اور ابو حاتم نے صالح لا یتحج بہ کہا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو صدوق لکھا ہے مگر لکھا ہے ”لہ أوہام“ اور آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بہ عمر بہتر (۷۲) سال ۶۷ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ ہشام:۔ یہ ہشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام الأسدیٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۶۔ عن أبیہ:۔ اس میں أب سے ہشام کے والد مراد ہیں یعنی عروہ بن الزبیر بن العوام الأسدیٰ أبو عبد اللہ المدنیٰ ہیں۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۷۔ عائشہ:۔ آپؐ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

۸۔ ابن ام مکتوم:۔ یہ عبد اللہ ابن ام مکتوم ہیں۔ ان کے نام کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ (۱) ان کا نام عمرو ہے (۲) ان کا نام الحصین ہے (۲) ان کا نام بدل کر آپ ﷺ نے عبد اللہ رکھا تھا۔ اور ان کے باپ کے نام کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ ان کا نام قیس بن زائدہ تھا۔ بہر حال یہ عمرو بن قیس أو عبد اللہ بن قیس بن زائدہ بن الأصم القرشی العامریٰ ہیں۔ قدیم الاسلام صحابیؓ ہیں اور اولین مہاجرین میں سے ہیں، آپ ﷺ سے پہلے ہی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد بلکہ واقعہ بدر کے کچھ دنوں بعد انہوں نے ہجرت کی ہے، آپ ﷺ ان کا بہت زیادہ اعزاز و اکرام کیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ مدینہ سے باہر غزوات کے لئے تشریف لے جاتے تو ان ہی کو اپنا خلیفہ و نائب بنا کر

جاتے اور یہ آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے، منقول ہے کہ آپ ﷺ ان کو تیرہ (۱۳) مرتبہ مدینہ منورہ میں اپنا نائب امام بنا کر گئے ہیں، یہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جنگِ قادسیہ میں شریک ہوئے اور اُسی میں شہید ہوئے ہیں، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ قادسیہ سے مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے تھے اور ان کی وفات مدینہ منورہ ہی میں ہوئی ہے اور حافظؒ نے ان کی وفات حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کے آخر میں بتائی ہے اور سورہ عبس میں جس اُغمی کا تذکرہ ہے وہ یہی ہیں۔ اور اُم مکتوم ان کی والدہ کی کنیت ہے اور ان کا نام عاتکہ بنت عبد اللہ المخزومیہ ہے۔

(۴۳) بَابُ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْإِذَاانِ

اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکلنے کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ کوئی شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے تو کیا اب اس کے لئے مسجد سے نکل کر باہر جانا جائز ہے یا نہیں) (۴۳)

الحديث ۵۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ

إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، قَالَ: ((كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ رَجُلٌ حِينَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلْعَصْرِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم)).

ترجمہ حدیث نمبر ۵۳۶ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن کثیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے روایت کیا ابراہیم بن مہاجر سے انہوں نے

ابوشعثاء سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم (ایک مرتبہ) حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ مسجد میں تھے (غالباً مسجد نبوی ﷺ میں) تھے پس ایک شخص عصر کی اذان ہونے کے بعد مسجد سے باہر چلا گیا تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اس شخص نے (جو اذان ہونے کے بعد مسجد سے باہر گیا ہے) یقیناً ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے (یعنی چونکہ آپ ﷺ نے اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکل کر باہر جانے کی ممانعت فرمائی ہے لہذا اس شخص نے آپ ﷺ کی نہی و ممانعت کی مخالفت کر کے آپ ﷺ کی نافرمانی کی ہے)۔

نوٹ:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف میں جو یہ ہے یعنی اَمَّا هَذَا الْخِ اس میں جو اَمَّا ہے یہ تفصیلیہ ہے اور تفصیل کے لئے کم سے کم دو شے کا ہونا ضروری ہے لہذا یہاں پر اس اَمَّا تفصیلیہ کو اس طرح پر سمجھیں کہ یہاں پر محذوف ہے اَيَّ اَمَّا مَن ثَبَتَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى صَلَّى فَقَدْ اطَاعَ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ وَاَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ۔

اور اس حدیث شریف سے بظاہر اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکلنے کی حرمت ثابت ہو رہی ہے کیونکہ یہ حدیث اگرچہ موقوف اور قول صحابیؓ ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے اس لئے کہ ایسی بات صحابیؓ اپنی طرف سے نہیں بیان کر سکتا بلکہ کہنے کہ ایسی بات صحابیؓ جب ہی جان سکتا ہے جب اُس نے اس بات کو نبی کریم ﷺ سے سنا ہوگا۔ چنانچہ حنا بلہ اس کی یعنی اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی حرمت ہی کے قائل ہیں۔

اور حنفیہ و شوافع اذان ہونے کے بعد مسجد سے باہر نکلنے کی کراہت کے قائل ہیں اور مالکیہ کا کہنا یہ ہے کہ اذان کے بعد اقامت سے پہلے پہلے تو مسجد سے نکل کر جانا مکروہ ہے اور اقامت کے بعد حرام ہے۔ مزید تفصیلات و دلائل کے لئے مطولات کو دیکھیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۳۶)

۱۔ محمد بن کثیر:۔ یہ محمد بن کثیر العبديّ أبو عبد اللہ البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۲۔ سفیان:۔ یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوريّ أبو عبد اللہ الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۳۔ ابراہیم بن المہاجر:۔ یہ ابراہیم بن المہاجر بن جابر البجليّ أبو إسحاق الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۴)۔

۴۔ أبو الشعثاء:۔ یہ أبو الشعثاء سُليم بن أسود بن حنظلة المحاربي الکوفيّ ہیں۔ ابنِ معین، عجل، نسائی، ابنِ خراش اور احمد نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ اور ابنِ عبد البر نے لکھا ہے کہ یہ متفق علیہ ثقہ ہیں۔ صاحبِ بذل نے ان کی وفات کے بارے میں ۸۲ھ اور ۸۵ھ کے دو قول نقل کئے ہیں اور صاحبِ المنہل نے ۸۳ھ اور ۸۵ھ کے دو قول نقل کئے ہیں۔ اور حافظ نے ان کو متفق علیہ ثقہ لکھا ہے نیز تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بہ زمانہ حجاج لکھی ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ابنِ قانع نے باعین ۸۳ھ میں ان کی وفات بتائی ہے۔

۵۔ أبو هريرة:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۶۔ رجلٌ:۔ اس رجلِ مبہم کے بارے میں شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس کا نام نہیں معلوم ہو سکا۔

(۴۴) بَابُ فِي الْمُؤَذِّنِ يَنْتَظِرُ الْإِمَامَ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ مؤذن (اذان کے بعد) امام (کے آنے) کا انتظار کرے (یعنی جب تک امام نہ آجائے اس وقت تک تکبیر نہ کہے) (۴۴)

الحديث/ ۵۳۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: ((كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ ثُمَّ يُمْهِلُ فَإِذَا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۳۷ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شبابہ نے انہوں نے روایت کیا اسرائیل سے انہوں نے سِمَاک سے انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ حضرت بلالؓ (جب نماز کا وقت ہو جاتا) تو اذان دیتے پھر ٹھہرتے (یعنی اقامت و تکبیر کہنے کو مؤخر کرتے اور تکبیر نہ کہتے) اور جب (حضرت بلالؓ) نبی کریم ﷺ کو دیکھ لیتے کہ آپ ﷺ (حجرہ شریفہ سے نماز کے لئے) نکل چکے تو نماز کو قائم کرتے (یعنی نماز کے قائم کرنے کے لئے تکبیر کہتے)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہو رہی ہے کہ تمام نمازوں میں اذان و اقامت کے درمیان فاصلہ اور وقفہ ہونا چاہئے۔ لیکن واضح رہے کہ مغرب کی اذان و اقامت کے درمیان فاصلہ اور وقفہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ فرض نماز کے علاوہ سنن و نوافل کو گھر میں پڑھنا چاہئے کیونکہ آپ ﷺ کے حجرہ مبارکہ سے نکلنے کے بعد حضرت بلالؓ اقامت کہہ دیتے تھے اور آپ ﷺ آ کر نماز پڑھاتے تھے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ

آپ ﷺ سنن و نوافل پڑھ کر ہی گھر اور حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لاتے ہوں گے۔ اور یہ بھی اس حدیث سے پتہ لگ ہی رہا ہے کہ تکبیر کہنے کے لئے مؤذن کو امام کا انتظار کرنا چاہئے جب تک وہ آنہ جائے یا آتا ہوا دیکھ نہ جائے اس وقت تک تکبیر نہیں کہنی چاہئے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۳۷)

- ۱۔ عثمان بن أبی شیبۃ:۔ یہ عثمان بن أبی شیبۃ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔
- ۲۔ شَبَابَة بن سَوَّار الفزَارِیّ أبو عمرو المدائنی ہیں۔ منقول ہے کہ ان کا اصل نام مَرْوَان ہے مگر یہ شَبَابَة ہی سے مشہور ہیں۔ ابنِ معین نے ان کو صدوق کہا ہے، ابنِ سعد نے ثقہ صالح الامر فی الحدیث کہا ہے اور لکھا ہے کہ یہ مرجہ تھے اور ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اصلاً خراسانی تھے۔ ثقہ اور حافظِ حدیث تھے لیکن ان پر ارجاء کا الزام ہے اور نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات کے بارے میں تین قول لکھے ہیں (۱) ۲۵۴ھ (۲) ۲۵۵ھ (۳) ۲۵۶ھ۔

- ۳۔ اسرائیل:۔ یہ اسرائیل بن یونس الہمدانیّ أبو یوسف الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰)۔

- ۴۔ سِمَاک:۔ یہ سِمَاک بن حرب الذہلیّ البکریّ أبو المغیرۃ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸)۔

- ۵۔ جَابِر بن سَمُرَة:۔ آپؓ جَابِر بن سَمُرَة بن جُنَادَة (ویقال بن عمرو) بن جندب السَّوَّائِیّ أبو عبد اللہ أو أبو خالد نزیل الکوفۃ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۳)۔

- ۶۔ بَلَال:۔ آپؓ مشہور صحابی اور مؤذنِ رسول ﷺ حضرتِ بلال بن رباحؓ ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۱۵۳)۔

(۴۵) بَابُ فِي التَّثْوِيْبِ

یہ باب ہے تھویب کے بارے میں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ تھویب جائز ہے یا ناجائز یا مکروہ یا بدعت) (۴۵)

نوٹ :- اصلاً التَّثْوِيْب کے معنی ہیں کسی شخص کا چلا تے ہوئے آنا اور اپنا کپڑا اُٹھانا تاکہ لوگ دیکھ لیں پھر دعاء اور پکارنے کو بھی تھویب کہا جانے لگا یعنی بلند آواز سے اعلان و اطلاع کو بھی تھویب کہا جانے لگا۔ صاحب فتح الودود وغیرہ نے لکھا ہے کہ تھویب کہتے ہیں اعلام بعد الاعلام کو یعنی اذان کے بعد دوبارہ لوگوں کو آگاہ کرنے کو (جیسا کہ آج کل اہل بدعت کے یہاں ہندوستان وغیرہ میں بھی دستور ہے) نیز تکبیر اور فجر کی اذان میں الصلاة خیر من النوم کہنے کو بھی تھویب کہتے ہیں۔ اور واضح رہے کہ یہ دونوں تھویب قدیم و ثابت اور سنت ہیں یعنی تکبیر ہر نماز کے واسطے اور الصلاة خیر من النوم فجر کی اذان میں کہنا آپ ﷺ سے ہی ثابت اور سنت ہے لیکن ان دونوں تھویبوں کے علاوہ ایک تیسری تھویب نکالی گئی ہے یعنی مسجد میں اذان و اقامت کے درمیان تھویب کرنا یا امراء اور حکام کے دروازوں پر جا کر الصلاة یرحمکم اللہ کہنا ظاہر ہے یہ بدعت ہے اور اسی طرح یہ بھی بدعت ہے کہ فجر کی اذان کے علاوہ میں الصلاة خیر من النوم کا اضافہ کیا جائے۔ اور اس کے علاوہ بھی بہت سے علاقوں میں اپنے اپنے حساب سے لوگوں نے تھویب کا طریقہ رائج کر رکھا ہے جو ظاہر ہے بدعت ہے۔

الحديث / ۵۳۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا

أَبُو يَحْيَى الْقَتَّانُ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ ((كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَثَوَّبَ رَجُلٌ فِي الظُّهْرِ
أَوِ الْعَصْرِ قَالَ: اخْرُجْ بِنَا فَإِنَّ هَذِهِ بَدْعَةٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۳۸ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن کثیر
نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوتحی قنات نے انہوں نے
روایت کیا مجاہد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ (ایک
مسجد میں) تھا (جس میں اذان ہو چکی تھی اور ہمارا ارادہ اُس مسجد میں نماز پڑھنے کا تھا کہ) اتنے میں
ایک شخص نے ظہر میں یا عصر میں (یہ شک راوی ہے کہ یہ واقعہ ظہر کا ہے یا عصر کا) تہویب کی (یعنی
اذان کے بعد پھر اعلام و اعلان کیا صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُس
نے اذان کے بعد الصلاة خیر من النوم کہہ کر تہویب و اعلام کیا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُس شخص
نے جو تہویب کی تھی تو اس میں اذان و اقامت کے درمیان حیّ علی الصلاة اور حیّ علی الفلاح
کہا تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُس نے مسجد سے باہر جا کر یا مسجد کے اندر ہی الصلاة یرحمکم اللہ
کے الفاظ کے ساتھ تہویب و اعلان کیا۔ بہر کیف حضرت مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے جب یہ
تہویب سنی تو) فرمایا ہمیں یہاں سے لیکر چلو (واضح رہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے بجائے یہ فرمانے کے کہ
یہاں سے چلو۔ یہ جو فرمایا کہ ہمیں یہاں سے لے چلو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابن عمرؓ کی اخیر
عمر کا ہے اور حضرت ابن عمرؓ کی اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور ظاہر ہے نابینا شخص یہی کہے گا کہ ہمیں یہاں
سے لیکر چلو۔ بہر حال آگے اس کی وجہ بتاتے ہوئے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا) کیونکہ یہ (یعنی تہویب)
بدعت ہے۔

نوٹ :- اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بدعت چاہے کتنی ہی پرانی ہو اور

چاہے کیسے ہی علماء نے اُس پر اتفاق کیوں نہ کر لیا ہو اور چاہے کیسے ہی زمانہ میں اس کو نکالا اور شروع کیوں نہ کیا گیا ہو بہر حال اور ہر طرح خبیث اور ناپاک ہے اُس سے بچنا اور دور رہنا فرض ہے اور کسی بھی صورت میں کوئی بدعت جائز نہیں ہو سکتی۔ نیز اس حدیث شریف سے یہ بھی پتہ لگا کہ صحابہ کرام کو بدعت سے کتنی اور کیسی نفرت تھی کہ اتنی ادنیٰ سی بات اور ادنیٰ سی بدعت کی وجہ سے حضرت ابن عمرؓ خود بھی مسجد سے چلے گئے اور اپنے ساتھ مجاہد کو بھی اُس مسجد سے نکال لے گئے۔

تعارف رجال حدیث (۵۳۸)

۱۔ محمد بن کثیر :- یہ محمد بن کثیر العبديّ أبو عبد اللہ البصريّ ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۲۔ سفیان :- یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوريّ أبو عبد اللہ الکوفيّ ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۳۔ أبويحيى القتّات :- یہ أبويحيى زاذان أو دينار بن دينار الكنانيّ الکوفيّ القتّات ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ ان کو جو القتّات کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ القتّ جو جانوروں کے چارہ کی ایک قسم ہے اس کو بیچنے کا کام کیا کرتے تھے۔ اور ان کے نام کے بارے میں بھی کئی اقوال ہیں کسی نے کہا کہ ان کا نام زاذان ہے، کسی نے ان کا نام دينار بتایا ہے، کسی نے مسلم، کسی نے یزید، کسی نے زبان اور کسی نے عبد الرحمن۔ حافظ نے ان کو لین الحدیث لکھا اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ مجاهد :- یہ مشہور امام تفسیر حضرت مجاهد بن جبر المخزوميّ أبو الحجاج المکیّ المقرئ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۵۔ ابن عمرؓ: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب العدوی القرشی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

(۴۶) بَابُ فِي الصَّلَاةِ تَقَامُ وَلَمْ يَأْتِ الْإِمَامُ يَنْتَظِرُونَهُ فَعُودًا

یہ باب ہے اس بارے میں کہ اگر نماز کی تکبیر کہہ دیجائے اور امام نہ آئے تو لوگ بیٹھے بیٹھے امام کا انتظار کریں (کھڑے نہ ہوں) (۴۶)

الحديث/ ۵۳۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

قَالَ حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي)). قَالَ: أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ أَيُّوبُ وَحَجَّاجُ الصَّوَّافِ عَنْ يَحْيَى وَهَشَامُ الدَّسْتَوَائِي قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى. وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى وَقَالَا فِيهِ ((حَتَّى تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۳۹: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن

ابراہیم اور موسیٰ بن اسماعیل نے ان دونوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابان نے انہوں نے روایت کیا یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے والد (حضرت ابوقتادہؓ) سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جب نماز کو قائم کیا جائے (یعنی تکبیر کہی جائے) تو نہ کھڑے ہو تم یہاں تک کہ مجھ کو دیکھ لو (یعنی محض تکبیر پر نہ کھڑے ہو بلکہ جب یہ دیکھ لو کہ میں اپنے کمرہ سے نماز کے لئے نکل چکا ہوں تب کھڑے ہو)۔ (واضح رہے کہ اس حدیث کو پڑھ کر اگر کسی کے ذہن

میں یہ بات آئے کہ اس سے تو یہ پتہ لگ رہا ہے کہ نماز کے لئے تکبیر آپ ﷺ کے اپنے حجرہ مبارکہ سے نکلنے سے پہلے ہی کہی جاتی تھی اور۔ حضرت جابر بن سمرہؓ کی اس روایت میں جو مسلم شریف میں بھی منقول ہے یہ ہے کہ حضرت بلالؓ آپ ﷺ کے حجرہ مبارکہ سے نکلنے سے پہلے تکبیر ہی نہیں کہتے تھے تو یہ دونوں حدیثیں تو ایک دوسرے سے معارض و مخالف نظر آرہی ہیں جبکہ فرامین رسول ﷺ میں مخالفت و معارضت ناممکن ہے تو یہ معارضت کیوں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی معارضت نہیں کیونکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت بلالؓ آپ ﷺ کے حجرہ مبارکہ سے نکلنے کا مراقبہ اور انتظار کرتے رہتے تھے اور جوں ہی آپ ﷺ کو دیکھتے تکبیر شروع کر دیتے تھے جبکہ ابھی دوسرے حضرات نے آپ ﷺ کو دیکھا نہیں ہوتا تھا اور پھر جب یہ سب لوگ بھی دیکھ لیتے تھے تو یہ بھی نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ تکبیر آپ ﷺ کے نکلنے کو دیکھ کر ہی کہی جاتی تھی یہ الگ بات ہے کہ حضرت بلالؓ پہلے دیکھ لیتے تھے اور دوسرے حضرات بعد میں دیکھتے تھے اس لئے تضاد و تعارض کی کوئی بات نہیں ہے۔

(یہاں پر اس حدیث کے تحت ایک مسئلہ یہ بھی زیر بحث آتا ہے کہ مقتدیوں کو کب کھڑا ہونا چاہئے اور یہ مسئلہ نہایت مختلف فیہ ہے جس کے لئے مطولات ہی کا مطالعہ ضروری ہے تاہم اتنا یہاں بھی سمجھ لیں کہ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں جو لفظ لا تقوموا ہے اس میں قیام اور کھڑے ہونے کی نفی اور نہی ہے۔ اور آگے جو ”حتی ترونی“ کے الفاظ ہیں اس میں آپ ﷺ کو دیکھنے کے بعد نماز کے لئے کھڑا ہونے کی اجازت اور حکم ہے اور چونکہ یہ حکم مطلق ہے اس میں یہ کوئی صراحت نہیں ہے کہ تکبیر کے کس لفظ پر مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہئے اس لئے ائمہ اور علمائے کرام کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہو گیا ہے چنانچہ امام مالکؒ اور جمہور علماء کا یہ خیال ہے کہ اس کی کوئی حد متعین نہیں ہے کہ کب کھڑا ہوا جائے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی لفظ متعین ہے۔ شوافع اور امام ابو یوسف کا خیال یہ ہے کہ امام اور مقتدی سب ہی کو جب کھڑا ہونا چاہئے جب مکبر تکبیر سے فارغ ہو

جائے۔ امام زفرؒ کا کہنا ہے کہ جب مکبر پہلی مرتبہ قد قامت الصلاة کہے تو نمازی کھڑے ہو جائیں اور جب دوسری مرتبہ کہے تو نماز شروع کر دی جائے۔ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا کہنا ہے کہ جب مکبر حی علی الصلاة کہے تو نمازی صفوں میں کھڑے ہو جائیں اور جب قد قامت الصلاة کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دے۔ یہ ہے اس مسئلہ میں اختلاف کا قدرے خلاصہ مگر مزید تفصیل اور دلائل کے لئے مطولات ہی کا مطالعہ فرمائیں۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور ایسے ہی روایت کیا ہے اس کو ایوب اور حجاج صواف نے بھی تکبی سے (یعنی جس طریقہ سے اس سابقہ حدیث نمبر (۵۳۹) کو حضرت ابان نے حضرت تکبی سے بطریق عنعنہ یعنی عن یحییٰ کہہ کر روایت کیا ہے ویسے ہی بطریق عنعنہ اور عن یحییٰ کہہ کر ہی حضرت تکبی سے حضرت ایوب سختیانی اور حجاج صواف نے بھی روایت کیا ہے) لیکن ہشام دستوائی نے (اس روایت کو حضرت تکبی سے کتابۃ روایت کیا ہے یعنی روایت بیان کرنے کے دوران عن یحییٰ کہنے کی بجائے) کَتَبَ إِلَيَّ یحییٰ کہا ہے (امامؒ کے اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کو حضرت تکبی سے چار لوگوں نے روایت کیا ہے تین نے یعنی ابان، ایوب اور حجاج صواف نے تو بطریق عنعنہ یعنی عن یحییٰ کہہ کر بیان کیا ہے لیکن ایک نے یعنی ہشام نے کتابۃ اور کَتَبَ إِلَيَّ یحییٰ کہہ کر بیان کیا ہے)۔

اور روایت کیا ہے اس کو (یعنی اسی سابقہ حدیث نمبر (۵۳۹) کو) معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک نے (بھی) تکبی (ہی) سے اور ان دونوں حضرات نے اپنی روایت میں (صرف حتی ترونی کی بجائے) حتی ترونی وعلیکم السکینۃ ”مجھے دیکھ کر ہی کھڑے ہو اور اپنے اوپر خشوع و خضوع اور سکون و وقار کو لازم رکھو“ کہا ہے (یعنی ان دونوں حضرات نے اپنی روایت میں مذکورہ بالا حضرت تکبی کے چاروں شاگردوں کی روایت کے مقابلے میں مزید یہ الفاظ یعنی وعلیکم السکینۃ کے الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ مصنفؒ نے اس دوسری تعلیق سے جہاں یہ بتانا چاہا ہے

کہ جس طریقہ سے اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے ویسے ہی اس کے متن میں بھی اختلاف ہے وہیں مصنفؒ کی ایک غرض اس دوسری تعلیق سے یہ بھی ہے کہ اس حدیث کا بطریق عنعنہ روایت ہونا یعنی حضرت یحییٰ کے شاگردوں کا اُن سے اس حدیث کو عن یحییٰ کہہ کر روایت کرنا ہی زیادہ قوی اور مضبوط ہے کیونکہ ان کے زیادہ تر شاگردوں نے اس حدیث کو اُن سے اسی طرح یعنی بطریق عنعنہ ہی روایت کیا ہے۔

تعارف رجال حدیث (۵۳۹)

۱۔ مسلم بن ابراہیم :- یہ مسلم بن ابراہیم الأزدي الفراهيدي أبو عمرو البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ أبان :- یہ أبان بن یزید العطار أبو یزید البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۱)۔

۴۔ یحییٰ :- یہ یحییٰ بن أبی کثیر الطائي أبو نصر الیمامي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۳۱)۔

۵۔ عبد اللہ بن أبی قتادة :- یہ عبد اللہ بن أبی قتادة الأنصاري السلمي أبو ابراہیم أو أبو یحییٰ المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۶۔ عن أبیه :- اس میں أب سے حضرت عبد اللہ کے والد مراد ہیں یعنی حضرت أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري السلمي۔ اور آپؐ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۷۔ أبوداؤد :- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث السجستاني ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ ایوب :- یہ ایوب بن ابی تمیمۃ السختیانی ابو بکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۹۔ حجاج الصواف :- یہ حجاج بن ابی عثمان میسرۃ الصواف الکندی ابو الصلت البصری ہیں۔ ابو عثمان ان کے والد کی کنیت ہے اور ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے چنانچہ بعض نے ان کا نام میسرۃ بتایا ہے اور بعض نے سالم۔ ان کو یعنی حجاج الصواف کو ابن معین، ابو حاتم، احمد، ابو زرعہ، نسائی، عیسیٰ، ابن حبان، ابو بکر بزار، ابن سعد، ابن خزیمہ اور ترمذی نے ثقہ کہا ہے اور یزید بن زریع نے ان کے بارے میں ”لیس بہ بأس“ کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ اور حافظ حدیث لکھا ہے نیز چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۴۳ھ میں بتائی ہے۔

۱۰۔ یحیٰ :- یہ یحیٰ بن ابی کثیر الطائیٰ أبو نصر الیمامی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۳۱)۔

۱۱۔ هشام الدستوائی :- یہ هشام بن ابی عبد اللہ سنبر الدستوائی ابو بکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۱۲۔ کتب الیٰ یحیٰ :- یہ یحیٰ بن ابی کثیر الطائیٰ أبو نصر الیمامی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۳۱)۔

۱۳۔ معاویۃ بن سلام :- یہ معاویۃ بن سلام بن ابی سلام الحبشی ابو سلام الدمشقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴۰)۔

۱۴۔ علی بن المبارک :- یہ علی بن المبارک الہنائی البصری ہیں۔ ابن معین، ابن نمیر، عجل، ابن مدینی، احمد، یعقوب بن شیبہ اور ابوداؤد نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ اور ابن حبان نے بھی ثقافت میں ذکر کیا ہے اور نسائی نے ان کے بارے میں ”لیس بہ بأس“ کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۱۵۔ عن یحییٰ:۔ یہ یحییٰ بن ابی کثیر الطائی أبو نصر الیمامی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۳۱)۔

الحديث / ۵۴۰ - حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ قَالَ ((حَتَّى تَرَوْنِي قَدْ خَرَجْتُ)). قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ قَدْ خَرَجْتُ إِلَّا مَعْمَرٌ. وَرَوَاهُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ، لَمْ يَقُلْ فِيهِ قَدْ خَرَجْتُ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۴۰ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن موسیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عیسیٰ نے انہوں نے روایت کیا معمر سے انہوں نے یحییٰ سے اسی کی سند کے ساتھ اس کے مثل کو (یعنی معمر نے یحییٰ سے انہی کی سابقہ حدیث کے تحت مذکور سند عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ عن النبی ﷺ کے ساتھ اُسی سابقہ حدیث ہی کے جیسی حدیث بیان کی۔ اور بإسنادہ مثله کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ضمیر کا مرجع یحییٰ کو قرار دیں یعنی معمر نے بھی ابان کی طرح یحییٰ سے یحییٰ کی سابقہ سند عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ عن النبی ﷺ کے ساتھ سابقہ حدیث کے جیسی ہی حدیث بیان کی ہے۔ بہر حال چاہے جو بھی مطلب لیں۔ لیکن انہوں نے یعنی معمر نے یحییٰ سے حدیث نقل کر کے بیان کرتے وقت) کہا ”حتی ترونی قد“

خرجت“ (یعنی معمر نے تکی سے جو روایت نقل کی ہے اس میں ”حتیٰ ترونی“ کے بعد لفظِ ”قد خرجت“ مزید منقول ہے جو ابان وغیرہ کی روایت میں نہیں ہے) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ معمر کے علاوہ کسی نے بھی (اپنی روایت میں لفظِ) قد خَرَجْتُ کو نہیں بیان کیا (واضح رہے کہ اس سے امام اس زیادتی اور لفظِ ”قد خرجت“ کے روایت میں ہونے کے ضعف و تضعیف کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس زیادتی کے ساتھ اس روایت کو نقل کرنے میں معمر متفرد ہیں جبکہ ان کے علاوہ بہت سے حضرات نے اس روایت کو اسی سند کے ساتھ اس زیادتی کے بغیر نقل و روایت کیا ہے لہذا معلوم ہوا کہ اس روایت میں اس زیادتی اور اضافہ کا ہونا ضعیف ہے۔۔۔ اور اسی تضعیف و ضعف کو مزید واضح اور مؤکد کرنے کے لئے امام آگے یہ بھی بیان کر رہے ہیں کہ) اور روایت کیا ہے اس حدیث کو معمر سے ابنِ عیینہ نے بھی اور انہوں نے بھی اپنی روایت میں قد خرجت کا لفظ نہیں بیان کیا ہے (مصنف کے اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اس لفظِ قد خرجت کے اضافہ اور زیادتی میں ایک اختلاف تو یہ ہے کہ تکی بن ابی کثیر سے اس کو صرف معمر نے نقل کیا ہے نہ کہ ان کے علاوہ کسی اور نے، نیز ایک اختلاف یہ بھی ہے کہ معمر سے نقل کرنے والے ان کے شاگردوں میں بھی اس زیادتی کے ساتھ اور اس زیادتی کے بغیر روایت کو نقل کرنے میں اختلاف ہے چنانچہ حضرت معمر بن راشد سے اس روایت کو ان کے شاگرد عیسیٰ بن یونس نے تو اس لفظِ قد خرجت کی زیادتی اور اضافہ کے ساتھ نقل کیا ہے لیکن معمر کے ایک دوسرے شاگرد سفیان بن عیینہ نے اُن سے اس روایت کو اس لفظِ قد خرجت کی زیادتی اور اضافہ کے بغیر نقل کیا ہے اور یہی دیگر کثیر روایات کے موافق بھی ہے۔ لہذا مزید قوی ہوگئی یہ بات کہ اس روایت کے اندر اس لفظِ قد خرجت کا اضافہ اور زیادتی ضعیف ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۴۰)

۱۔ ابراہیم بن موسیٰ :- یہ ابراہیم بن موسیٰ بن یزید التمیمیؒ ابو اسحاق الرازیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۵)۔

۲۔ عیسیٰ :- یہ عیسیٰ بن یونس بن ابي اسحاق السبّعیؒ ابو عمرو الکوفیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۳۔ معمر :- یہ معمر بن راشد الأسدیؒ ابو عروۃ البصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۴۔ یحییٰ :- یہ یحییٰ بن ابي کثیر الطائیؒ ابو نصر الیمامیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۳۱)۔

۵۔ ابوداؤد :- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۶۔ معمر :- یہ معمر بن راشد الأسدیؒ ابو عروۃ البصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

الحديث / ۱ ۴ ۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ قَالَ

أَبُو عَمْرٍو - ح - وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ - وَهَذَا لَفْظُهُ - عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ((أَنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَقَامَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ النَّبِيُّ ﷺ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۴۱ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمود بن خالد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ولید نے انہوں نے (یعنی ولید نے بیان کرتے وقت) کہا کہ فرمایا ابو عمرو نے۔ (تحویل سند) (دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا داؤد بن رُشید نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ولید نے۔ اور یہ ان ہی کے الفاظ میں۔ (واضح رہے کہ مصنفؒ نے و هذا لفظہ سے یہ بتانا چاہا ہے کہ یہ روایت ہمیں دو شیخ یعنی محمود بن خالد اور داؤد بن رُشید سے پہونچی ہے اور دونوں کی روایت کے الفاظ میں اختلاف ہے لہذا بتا دیا کہ ہم جو الفاظ یہاں پر نقل کر رہے ہیں وہ ہمارے شیخ داؤد بن رُشید کے بیان کردہ ہیں۔ بہر حال ولید نے روایت کیا) (اوزاعی سے) (دیکھئے پہلی سند میں جو ابو عمرو تھا اس دوسری سند سے وضاحت ہوگئی کہ وہ ابو عمرو و امام اوزاعیؒ ہیں۔ اور امام اوزاعیؒ نے روایت کیا) (زہری سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے) یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے (یلام کو وقتیہ مان لیجئے اور ترجمہ کیجئے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور صاحبِ بذل نے اس کا ترجمہ کیا ہے اُی وقت مجیئہ ﷺ کے الفاظ سے۔ بہر حال) نماز قائم کر دی جاتی تھی (یعنی تکبیر کہہ دی جاتی اور لوگ (صف میں) اپنی جگہ اختیار کر لیتے تھے نبی کریم ﷺ کے (پہلی صف کے آگے مصلے پر) اپنی جگہ اختیار کرنے سے پہلے (یعنی تکبیر کہے جانے کے بعد لوگ آپ ﷺ کے اپنی جگہ اور مصلے پر آکر کھڑا ہونے سے پہلے ہی اپنی صفیں بنانا اور صفوں میں کھڑا ہونا شروع کر دیتے تھے)۔

نوٹ :- ابنِ رسلان نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے کھڑے ہو کر امام کے انتظار کرنے کا جواز معلوم ہو رہا ہے کیونکہ اس میں مذکور ہے کہ لوگ تکبیر کہے جانے کے بعد آپ ﷺ کے اپنی جگہ پر آکر کھڑا ہونے سے پہلے ہی صفوں میں کھڑے ہو جاتے تھے

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ پھر کھڑے کھڑے آپ ﷺ کا انتظار کرتے تھے۔

صاحبِ المنہل وغیرہ نے یہاں پر ایک اشکال و جواب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر اس حدیث نمبر (۵۴۱) کو پڑھ کر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ اس سے پچھلی حدیث یعنی حدیث نمبر (۵۳۹) اور (۵۴۰) میں آپ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے کہ مت کھڑے ہوا کرو تم حتیٰ کہ مجھے دیکھ لیا کرو۔ اور اس میں یعنی حدیث نمبر (۵۴۱) میں یہ مذکور ہے کہ لوگ آپ ﷺ کے اپنی جگہ پر آ کر کھڑے ہونے سے پہلے ہی کھڑے ہو جایا کرتے تھے تو یہ تو دونوں حدیثیں ایک دوسرے کے مخالف و معارض ہو رہی ہیں جبکہ فرامینِ رسول ﷺ میں مخالفت و معارضت ناممکن ہے تو پھر ان حدیثوں میں کیوں ہو رہی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ کے اپنی جگہ پر آ کر کھڑا ہونے سے پہلے لوگوں کے صفوں میں کھڑے ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھنے سے پہلے کھڑے ہو جاتے تھے بلکہ صرف اتنا لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ کے اپنی جگہ پر کھڑے ہونے سے پہلے لوگ صفوں میں کھڑے ہو جاتے تھے اور یہ کوئی تضاد و تعارض کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ لوگ صفوں کے اندر کھڑے تو آپ ﷺ کو دیکھ کر ہی ہوتے تھے لیکن آپ ﷺ کے اپنی نماز پڑھانے کی جگہ اور مصلے پر پہنچ کر کھڑے ہونے سے پہلے کھڑے ہو جاتے تھے اور اس کی آپ ﷺ کی طرف سے کوئی نہی و ممانعت نہیں تھی۔۔۔

بہر حال اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ تکبیر کہے جانے کے بعد مقتدیوں کے لئے امام کے مصلے پر پہنچنے سے پہلے بھی کھڑا ہونا اور نماز کے لئے صف بستہ ہونا درست و جائز ہے کیونکہ اگر جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس حدیث میں مذکور صحابہؓ کے اس عمل اور طریقہ کار پر نکیر فرماتے اور صحابہؓ کو اس عمل سے روک دیتے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۴۱)

۱۔ محمود بن خالد:۔ یہ محمود بن خالد بن ابی خالد یزید السَلَمیّ أبوعلیّ الدمشقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۱)۔

۲۔ الولید:۔ یہ الولید بن مسلم الدمشقیّ القرشیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲۲)۔

۳۔ أبو عمرو:۔ یہ عبدالرحمن بن عمرو بن یحمد الشامیّ أبو عمرو الأوزاعیّ الفقیہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۳) اور (۲۳۶)۔

۴۔ داؤد بن رُشید:۔ یہ داؤد بن رُشید الهاشمیّ أبو الفضل الخوارزمیّ ہیں۔ ابنِ معین اور ابنِ حبان نے ان کی توثیق کی ہے، ابوحاتم نے ان کو صدوق کہا ہے اور دارقطنی ثقہ نبیل۔ اور ان کی وفات نابینا ہونے کے بعد ۲۳۹ھ میں ہوئی ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ الولید:۔ یہ الولید بن مسلم الدمشقیّ القرشیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲۲)۔

۶۔ الأوزاعیّ:۔ یہ عبدالرحمن بن عمرو بن یحمد الشامیّ أبو عمرو الأوزاعیّ الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۳)۔

۷۔ الزہریّ:۔ یہ محمد بن مسلم (ابن شہاب) الزہریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۸۔ أبو سلمة:۔ یہ أبو سلمة بن عبدالرحمن بن عوف الزہریّ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۹۔ أبو هريرة:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)

اور (۲۵)۔

الحديث/ ٥٤٢ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: ((سَأَلْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلَاةُ، فَحَدَّثَنِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَعَرَضَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بَعْدَ مَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ.

ترجمہ حدیث نمبر / ٥٤٢ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسین بن معاذ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالاعلیٰ نے انہوں نے روایت کیا حمید سے (یہ کہ انہوں نے یعنی حمید نے) بیان کیا کہ میں نے ثابت بنانی سے اُس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو تکبیر کہے جانے کے بعد بات کرے (یعنی میں نے اُن سے یہ مسئلہ پوچھا کہ کسی شخص کا مؤذن کے اقامت و تکبیر کہنے کے بعد باتیں کرنا اور نماز کی تکبیر تحریمہ میں شریک ہو کر نماز شروع نہ کرنا کیسا ہے یعنی جائز ہے یا ناجائز۔ واضح رہے کہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ حمید کا یہ مسئلہ پوچھنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مسئلہ پہلے ہی سے مختلف فیہ ہے۔ بہر کیف آگے حضرت حمید کہہ رہے ہیں کہ میری بات سن کر (انہوں نے (یعنی حضرت ثابت نے) مجھ سے بواسطہ حضرت انس بن مالک حدیث بیان کی (جس میں حضرت انس بن مالک نے یہ بھی) بیان کیا ہے کہ (ایک مرتبہ) نماز کھڑی کر دی گئی (یعنی تکبیر ہو گئی کہ) اتنے میں ایک شخص آپ ﷺ کے سامنے آیا (اور آپ ﷺ سے باتیں کرنے لگا) پس روک دیا آپ ﷺ کو (نماز شروع کرنے سے) نماز کی تکبیر کہے جانے کے بعد (یعنی چونکہ یہ شخص اتنی دیر تک باتیں کرتا رہا کہ تکبیر ختم ہو گئی اور چونکہ یہ ابھی باتیں ہی کر رہا تھا اس لئے آپ ﷺ تکبیر و اقامت کے ختم و مکمل ہونے کے بعد متصلاً نماز شروع نہ فرما سکے)۔

نوٹ :- اس حدیث شریف میں جو رجل مبہم مذکور ہے جس کے ساتھ باتیں کرنے کی وجہ

سے آپ ﷺ اختتامِ اقامت کے بعد متصلاً نماز شروع نہ کر سکے تھے اس کے نام کے بارے میں تو صاحبِ المنہل اور ابنِ رسلان وغیرہ نے عدمِ واقفیت کا ہی اظہار کیا ہے۔ لیکن بعض حضرات کا قول کہہ کر نقل کیا ہے کہ یہ شخص کوئی بڑا آدمی اور اپنی قوم کا رئیس و سردار تھا اس لئے آپ ﷺ نے اس کی تالیفِ قلب اور اسلام کی طرف مائل کرنے کی عرض سے یہ انداز اختیار فرمایا اور تکبیر کہے جانے کے بعد بہت دیر تک اس کے ساتھ باتیں کرتے رہے چنانچہ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ اتنی دیر تک باتیں کرتے رہے کہ بعض لوگوں کو اونگھ آنے لگے اور سونے کے قریب ہو گئے۔

اور اس حدیث شریف کو مد نظر رکھتے ہوئے حافظؒ اور صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ کسی ضرورت کی وجہ سے اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان فصل کرنا جائز ہے ہاں بلا وجہ فصل اور وقفہ کرنا مکروہ ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اس حدیث میں رد ہے احناف میں سے اُن حضرات کا جو کبیر کے قد قامت الصلاة کہنے پر امام کے لئے تکبیر تحریمہ کا کہنا واجب قرار دیتے ہیں۔ لیکن عینی وغیرہ نے حافظؒ وغیرہ کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث نہ تو احناف کے خلاف ہے اور نہ ہی اس میں احناف کا رد ہے اس لئے کہ احناف اتصالِ تحریمہ بالاقامہ کو مستحب کہتے ہیں نہ کہ واجب اور اس حدیث شریف سے عدمِ اتصالِ تحریمہ بالاقامہ کا جواز معلوم ہو رہا ہے نہ کہ عدمِ استحبابِ اتصالِ تحریمہ بالاقامہ۔ اور واضح رہے کہ اگر کچھ احناف کا قول اس سلسلہ میں وجوب کا ہے بھی تو وہ جمہور احناف کے یہاں مقبول نہیں ہے۔

اور اس مسئلہ میں خلاصہ مذاہب یہ ہے کہ احناف اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان بلا ضرورت باتیں کرنے اور فصل کرنے کو مکروہ کہتے ہیں اور کسی ضرورتِ دینیہ اور امرِ دینی کے سلسلہ میں باتیں کرنے اور اس کی وجہ سے فصل کو جائز بلا کراہت۔ اور مالکیہ اقامت کے بعد متصلاً تکبیر تحریمہ کہنے کو سنت کہتے ہیں اور فصلِ یسیر کو جائز لیکن فصلِ کثیر کو مبطّل و مفسد کہتے ہیں یعنی ایسی شکل میں

دوبارہ اقامت کہنی ہوگی اور بعض احناف بھی اسی کے قائل ہیں۔ اور حنابلہ کا کہنا ہے کہ اقامت کے بعد متصلاً تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دینا ہی مستحب ہے اور فصل مکروہ ہے لیکن اقامت کا اعادہ نہیں کیا جائے گا چاہے فصل طویل ہی کیوں نہ ہو جائے۔

بہر حال اس حدیث شریف سے اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان فصل کا جواز معلوم ہو رہا ہے نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ نماز کو اس کے اول وقت سے مؤخر کر کے پڑھنے میں کو حرج نہیں ہے اور جائز ہے۔ اور ایک خاص بات اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ کس قدر مشفق، متحمل، نرم مزاج اور متواضع شخص تھے۔

تعارف رجال حدیث (۵۴۲)

۱۔ حسین بن معاذ :- یہ حسین بن معاذ بن خلیف (أو خلیف) البصری ہیں۔ انہوں نے صرف عبدالاعلیٰ، ابن ابی عدی اور عثمان بن عمر سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف ابوداؤد، بقی بن مخلد اور حسن بن سفیان نے۔ ابن حبان اور مسلمہ اندلسی نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۲۔ عبدالاعلیٰ :- یہ عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ البصری ابوہمام السامی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۳۔ حمید :- یہ حمید بن ابی حمید الطویل الخزاعی ابو عبیدۃ البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

۴۔ ثابت البنانی :- یہ ثابت بن أسلم البنانی ابو محمد البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۱)۔

۵۔ انس بن مالک:۔ آپؐ مخصوص خادمِ رسول ﷺ اور مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت انس بن مالک بن النضر الأنصاری أبو حمزة الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث/ ۵۴۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ سُوَيْدٍ بْنُ مَنْجُوفٍ السَّدُوسِيُّ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ كَهْمَسٍ عَنْ أَبِيهِ كَهْمَسٍ، قَالَ: ((قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ بِمَنَى وَالْإِمَامُ لَمْ يَخْرُجْ، فَقَعَدَ بَعْضُنَا، فَقَالَ لِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ: مَا يُقْعِدُكَ؟ قُلْتُ: ابْنُ بُرَيْدَةَ. قَالَ هَذَا السَّمُودُ، فَقَالَ لِي الشَّيْخُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْسَجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كُنَّا نَقُومُ فِي الصُّفُوفِ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَوِيلًا قَبْلَ أَنْ يُكْبَرَ، قَالَ وَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَلُوتُ الصُّفُوفَ الْأُولَى، وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ خُطْوَةٍ يَمْشِيهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۴۳:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن علی بن سُوید بن منجوف سدوسی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عون بن کھمس نے انہوں نے روایت کیا اپنے والد کھمس سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (کہ ایک مرتبہ جب ہم منیٰ میں تھے ایسا ہوا کہ) ہم نماز کے لئے منیٰ میں کھڑے ہو گئے اور امام نہیں نکلا (یعنی مقتدی صفوں میں کھڑے ہو گئے تکبیر ہو گئی مگر امام لیٹ ہو گیا اور اپنی جگہ پر نہیں پہنچا) تو ہم میں سے بعض لوگ بیٹھ گئے (اور میں بھی بیٹھ گیا یا بیٹھنے لگا) تو مجھ سے اہل کوفہ میں سے ایک شیخ نے کہا کیا چیز بٹھا رہی ہے تجھ کو (یہ مٹا استفہامیہ ہے اور

اس جملہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ یعنی کہمس بیٹھے نہیں تھے بلکہ بیٹھنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ اُس کو فہ کے رہنے والے شیخ نے ان سے کہا کیا چیز تم کو بٹھا رہی ہے یعنی بجائے کھڑے رہ کر امام کا انتظار کرنے کے تم جو بیٹھ رہے ہو اس کی وجہ کیا ہے۔ تو کہمس کہتے ہیں کہ (اُس کو فی شیخ کا جواب دیتے ہوئے) کہا (کہ مجھے بٹھا رہا ہے اور میرے بیٹھنے کی وجہ ہے) ابن بریدہ کا یہ کہنا کہ یہ (یعنی لوگوں کا کھڑے کھڑے امام کا انتظار کرنا) سَمُو د ہے (اور سَمُو د مع اور ناجائز ہے اس لئے لوگوں کو کھڑے کھڑے امام کا انتظار نہیں کرنا چاہئے بلکہ بیٹھ کر کرنا چاہئے۔ اور غالباً ابن بریدہ نے یہ بات حضرت علیؓ کی اس روایت کی بناء پر کہی ہے جس میں یہ ہے کہ جب وہ ایک مرتبہ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ کھڑے کھڑے ان کا انتظار کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا مَالِی اُرَا کُم سَامِدِین۔ خلاصہ یہ کہ صحابہ سَمُو د کو کُروہ و ناپسندیدہ سمجھتے تھے۔ بہر کیف آگے کہمس بیان کرتے ہیں کہ میری یہ بات سن کر اُس کو فی (شیخ نے مجھ سے کہا حدیثی الخ (یعنی شیخ نے میرے پیش کردہ ابن بریدہ کے قول کو رد کرتے ہوئے ایک حدیث بیان کی اور کہا کہ) مجھ سے بیان کیا ہے عبد الرحمن بن عَوسَجہ نے حضرت براء بن عازبؓ سے نقل کرتے ہوئے (یہ کہ انہوں نے یعنی حضرت براء بن عازبؓ نے) فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صفوں میں دیر تک کھڑے رہا کرتے تھے تکبیر کہنے سے پہلے (یعنی مؤذن کے اقامت کہنے سے کافی پہلے ہی سے صفیں درست کر کے صفوں میں کھڑے رہا کرتے تھے۔ یا آپ ﷺ کے تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے کافی دیر تک کھڑے رہتے اور آپ ﷺ کا انتظار کرتے رہتے۔ خلاصہ یہ کہ شیخ نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا کہ دیکھو کھڑے رہ کر امام کا انتظار کرنا منع اور منہی عنہ نہیں ہے اور ابن بریدہ کا یہ کہنا کہ کھڑے رہ کر امام کا انتظار کرنا سَمُو د ہے اور سَمُو د مع اور منہی عنہ ہے لہذا کھڑے رہ کر امام کا انتظار بھی ممنوع اور منہی عنہ ہے صحیح نہیں ہے بلکہ غلط ہے۔ لیکن صاحب المنہل اور صاحب فتح الودود وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس شیخ کا حضرت براءؓ کی اس حدیث سے یہ ثابت کرنا

کہ لوگ کھڑے کھڑے آپ ﷺ کا انتظار کرتے تھے صحیح نہیں ہے نیز ابنِ بریدہ کے قول اور بیٹھ کر امام کا انتظار کرتے کو کہنے والے حضرات کے قول کو اس حدیث کی وجہ سے غلط کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس حدیث سے یہ کہیں نہیں معلوم ہو رہا کہ لوگ کھڑے کھڑے آپ ﷺ کا انتظار کیا کرتے تھے بلکہ بہت ممکن ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ آپ ﷺ تشریف تو لے آتے ہوں مگر کسی عارض اور ضرورت کی وجہ سے نماز شروع نہ کرتے ہوں اور لوگ آپ ﷺ کے نماز شروع کرانے کا انتظار کرتے ہوں نہ کہ آپ ﷺ کا چنانچہ حدیث شریف میں جو قبل اُن یکبّر کا لفظ ہے اُس سے بھی اسی کی تائید ہو رہی ہے کیونکہ عدم تکبیر عدم حضور کی دلیل نہیں ہے۔ اور اگر مان بھی لیا جائے کہ حدیث کا مطلب وہی ہے جو اُس شیخ نے لیا ہے یعنی کھڑے کھڑے آپ ﷺ کی آمد اور تشریف آوری کا انتظار تو پھر سنئے یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ یہ کوئی شیخ غیر معلوم اور مبہول ہیں لہذا یہ حدیث ”لا تقوموا حتی ترونی“ والی صحیح حدیث کے معارض و مخالف نہیں ہو سکتی۔ بہر حال خلاصہ یہ کہ کھڑے رہ کر امام کا انتظار کرنے کے سلسلہ میں وہی ابنِ بریدہ کا قول صحیح ہے یعنی صحابہؓ اُس کو سمود سمجھتے اور مکروہ و ناپسندیدہ قرار دیتے تھے۔ اور اس شیخ نے جو حدیث پیش کی تھی اس میں آگے یہ بھی بیان کیا کہ انہوں نے (یعنی حضرت عبدالرحمن بن عوسجہ نے بواسطہ براء بن عازبؓ مجھ سے یہ بھی) بیان کیا کہ اور فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ بے شک اللہ عزوجل رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت و استغفار کرتے ہیں اُن لوگوں کے لئے جو پہلی صفوں کے نزدیک رہتے ہیں (یعنی اُن میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ جو بظاہر پہلی اور اگلی تمام صفوں کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام صفوں کی ایک ہی فضیلت ہے اور سب فضیلت میں ایک دوسرے کے برابر ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فضیلت تو سب کو حاصل ہے مگر سب سے پہلی صف کو سب سے زیادہ اور دوسری کو اُس سے کم اور تیسری کو اس سے کم الی آخرہ۔) اور نہیں ہے کوئی ایک قدم چلنا زیادہ محبوب (و پسند) اللہ تعالیٰ کو اُس

ایک قدم چلنے سے جس کو چلے (کوئی تاکہ) مل جائے اس چلنے کے ذریعہ صف میں (یعنی نماز کی صف میں شامل ہونے کے لئے اٹھایا جانے والا قدم اور چلنا اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے چلنے اور قدم اٹھانے جانے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے)۔

نوٹ:- ”قال وقال إن الله عز وجل الخ“ صاحبِ بذل نے تو اس میں سے پہلے قال کا فاعل عبدالرحمن بن عوسجہ کو اور دوسرے قال کا حضرت براء بن عازبؓ کو قرار دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد جو مقولہ اور بات مذکور ہے وہ حضرت براء بن عازبؓ کا قول ہے اور موقوف ہے۔ لیکن یہ چونکہ ایسی بات ہے جس کو صحابیؓ رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہی بیان کر سکتا ہے اس لئے کہا جائے گا کہ یہ موقوف بہ حکم مرفوع ہے۔۔۔ اور صاحبِ المنہل نے پہلے قال کا فاعل حضرت براء بن عازبؓ کو اور دوسرے کا نفعی کریم ﷺ کو قرار دیا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد جو مقولہ اور بات مذکور ہے وہ آپ ﷺ کا فرمان ہے یعنی حدیث مرفوع ہے۔

”و ما من خطوة أحب إلى الله“ صاحبِ المنہل وغیرہ نے اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں جو مآ ہے یہ نافیہ عاملہ ہے اور من زائدہ ہے اور خطوة۔ مآ کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے (محلاً) اور أحب منصوب ہے اسی مآ کی خبر ہو نیکی وجہ سے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مآ غیر عاملہ ہو اور من زائدہ اور خطوة مبتداء اور أحب مرفوع بر بنائے خبریت۔ اور اس میں جو لفظ خطوة ہے عینی نے اس کی روایت وضبط بفتح الخاء نقل کی ہے اور قرطبی نے بضم الخاء۔ بہر کیف بفتح الخاء یعنی خطوة تو اسم مرہ ہوگا جس کے معنی ہوں گے ایک مرتبہ قدم اٹھانا، اور بضم الخاء یعنی خطوة کے معنی ہوتے ہیں چلنے کے وقت دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ۔ خلاصہ یہ کہ دونوں شکلوں میں تقریباً مطلب ایک ہی ہے۔

تعارف رجال حدیث (۵۴۳)

۱۔ أحمد بن علي: - یہ أحمد بن عبد اللہ بن علی بن سؤید بن منجوف أبو بکر

السدوسی ہیں۔ ان کو أحمد بن علی ان کے دادا کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاق اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے اور نسائی نے ان کو صالح کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے اور گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۵۲ھ میں نقل کی ہے۔

۲۔ عون بن گھمس :- یہ عون بن گھمس بن الحسن التمیمی البصری ہیں۔ البصری ہیں۔ ابوداؤد نے ان کے بارے میں لم یبلغنی عنہ إلا الخیر لکھا ہے، احمد نے لا أعرّفہ اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور نویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۳۔ گھمس :- یہ گھمس بن الحسن التمیمی أبو الحسن البصری ہیں۔ ابن معین، احمد اور ابن سعد نے ان کو ثقہ کہا ہے، ابوحاتم نے ان کے بارے میں لا بأس به اور الساجی نے صدوق یہم لکھا ہے اور ابن معین اور ازدی کا ایک قول ان کے بارے میں ضعیف قرار دینے کا بھی منقول ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۴۹ھ میں نقل کی ہے۔

۴۔ ابن بُریدہ :- یہ عبد اللہ بن بُریدہ بن الحُصیب الأسلمی أبو سهل المروزی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۵۵)۔

۵۔ عبد الرحمن بن عوسجہ :- یہ عبد الرحمن بن عوسجہ الهمدانی الکوفی ہیں۔ ابن حبان، نسائی اور عجلی نے ان کو ثقہ کہا ہے، ابن سعد نے ثقہ قلیل الحدیث۔ اور ابن مدینی نے یحییٰ بن سعید کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے مدینہ منورہ میں ان کے بارے میں معلومات کی تو کسی کو ان کی تعریف کرتے ہوئے نہیں پایا۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے قتل بالزاویة مع ابن الأشعث۔ اور صاحب المنہل نے ان کی وفات ۸۲ھ میں نقل کی

ہے۔

۶۔ البراء بن عازبؓ: آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت البراء بن عازب بن الحارث الأنصاری أبو عمارۃ أو أبو عمرو الأوسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۴ اور ۱۵۹)۔

الحديث / ۵۴۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ ((أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَجِيٌّ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ)).

ترجمہ / ۵۴۴: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالوارث نے انہوں نے روایت کیا عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے حضرت انسؓ سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ (ایک مرتبہ) نماز قائم کر دی گئی (یعنی مؤذن نے تکبیر کہہ دی۔ اور یہ عشاء کی نماز کی تکبیر تھی جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں صراحت ہے نیز آگے لوگوں کی نیند اور سونے کا ذکر بھی اسی کی دلیل و تائید ہے۔ بہر حال تکبیر ہو گئی) اور رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونہ میں (ایک شخص کے ساتھ شاید کسی اہم اور دینی معاملہ کے سلسلہ میں) سرگوشی کرتے رہے (یعنی آہستہ آہستہ اس شخص کے ساتھ باتیں کرتے رہے) اور نہیں کھڑے ہوئے آپ ﷺ نماز کے لئے (یعنی اس شخص کی گفتگو اور سرگوشی سے فارغ ہو کر نماز پڑھانے کے لئے تشریف نہیں لائے) یہاں تک کہ لوگ (بیٹھے بیٹھے) سو گئے (یعنی کچھ لوگ سرگوشی اور گفتگو کے طویل و لمبا ہونے کی وجہ سے اونگھنے لگے اور سونے کے قریب ہو گئے۔ واضح رہے کہ مسلم شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ثم قام فصلى یعنی پھر آپ ﷺ اٹھے اور نماز پڑھائی)۔

نوٹ:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ آپ ﷺ کی یہ سرگوشی کسی دینی اور اہم معاملہ میں تھی

کیونکہ اس کے علاوہ کے لئے آپ ﷺ نماز کو اس کے اول وقت سے اتنا مؤخر نہیں کر سکتے تھے۔ نیز اس حدیث میں اتنی تاخیر یعنی اقامت اور نماز کے درمیان اتنے طویل فاصلے اور وقفہ کے باوجود اعادہ اقامت کا تذکرہ نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اقامت کا اعادہ نہیں کرایا تھا لہذا معلوم ہوا کہ اقامت اور صلاۃ کے درمیان فاصلے اور وقفہ کی وجہ سے اقامت کا اعادہ نہیں ہوگا چاہے فاصلہ اور وقفہ طویل اور لمبا ہی کیوں نہ ہو۔

اور صاحب المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے یہ چار باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) بہت سے لوگوں اور جماعت کی موجودگی میں کوئی ایک شخص کسی ایک شخص سے نجویٰ و مناجات اور سرگوشی کر سکتا ہے یعنی جائز ہے (۲) نماز کو اس کے اول وقت سے مؤخر کر کے پڑھنا جائز ہے (۳) اقامت و صلاۃ کے درمیان گفتگو اور کلام کرنا جائز ہے (۴) اگر امام کو کوئی حاجت و ضرورت پیش آجائے تو نماز کو اقامت سے مؤخر کرنا اور دیر کر کے شروع کرنا جائز ہے لیکن یہ بات صرف امام کے لئے ہے نہ کہ ہر کسی مصلیٰ اور مقتدی کے لئے یعنی امام کے علاوہ کسی اور کی حاجت و ضرورت کی وجہ سے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

تعارف رجال حدیث (۵۴۴)

۱۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرہد الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ عبدالوارث:- یہ عبدالوارث بن سعید بن ذکوان التمیمی العنبری

أبو عبیدۃ التنوری البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔ عبدالعزیز بن صہیب:- یہ عبدالعزیز بن صہیب البنانی البصری الأعمی

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۴۔ انسؓ: آپؐ خاص خادمِ رسول ﷺ اور مشہور کثیر الروایہ صحابی حضرت انس بن مالک بن النضر الأنصاریؓ أبو حمزة الخزر جی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۴) اور (۱۹)۔

الحديث/ ۵۴۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تَقَامُ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا رَأَوْهُمْ قَلِيلًا جَلَسَ لَمْ يُصَلِّ وَإِذَا رَأَوْهُمْ جَمَاعَةً صَلَّى)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۴۵ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن اسحاق جوہری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو عاصم نے انہوں نے نقل کیا ابن جریج سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے حضرت سالم ابو النضرؒ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (کہ کبھی کبھی اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا تھا) کہ جس وقت مسجد میں نماز کی تکبیر ہو جاتی (یا اقامت کا وقت ہو جاتا اور) آپ ﷺ ان کو یعنی لوگوں کو کم دیکھتے (یعنی ابھی کم نمازی مسجد میں آئے ہوتے) تو (ایک دم) نماز شروع نہ فرماتے (بلکہ) بیٹھ جاتے (اور لوگوں کا انتظار کرتے) اور جب ان کو (یعنی نمازیوں کو پوری) جماعت دیکھتے (یعنی یہ دیکھتے کہ ان میں کے اکثر آچکے ہیں تو فوراً آتے ہی) نماز شروع فرما دیتے۔

نوٹ :- ”حين تقام الصلاة الخ“ اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ تکبیر کا کہا جانا غالباً آپ ﷺ کو حجرہ مبارکہ سے نکلتا ہوا اور مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ہوتا ہوگا، اور پھر جب آپ ﷺ مسجد میں پہنچ کر نمازیوں کی تعداد کم دیکھتے ہوں گے تو ان کے اکٹھا ہونے کا انتظار فرماتے ہوں گے اور جب اکثر نمازیوں کو مسجد میں موجود و حاضر پاتے ہوں گے تو بغیر کسی انتظار کے نماز شروع فرما دیتے ہوں گے۔

”کان رسول اللہ ﷺ“ اس جملہ کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ اس حدیث شریف میں جو انتظار والا معاملہ مذکور ہے ایسا تو آپ ﷺ کبھی کبھی ہی کیا کرتے تھے تو پھر اس کو لفظ کان مفید للہ و ام کے ساتھ کیوں ذکر کیا گیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کان ہے تو مفید للہ و ام ہی لیکن جب کوئی قرینہ ہوتا ہے تو پھر یہ بیان دوام کے لئے نہیں رہتا اور یہاں پر ایسا ہی ہے یعنی دوسری روایات اس بات کا قرینہ ہیں کہ یہ انتظار والا معاملہ کبھی کبھی ہی ہوتا تھا اس لئے کہیں گے کہ یہ کان یہاں پر دوام کے لئے نہیں ہے۔

حافظ اور صاحب المنہل وغیرہ نے یہاں پر ایک اشکال وجواب کو سمجھاتے ہوئے لکھا ہے کہ اسی سند سے یہ روایت بیہقی میں بھی موجود ہے مگر بیہقی میں الفاظ یہ ہیں ”إنه ﷺ کان يخرج بعد النداء إلى المسجد فإن رأى أهل المسجد قليلا جلس حتى يجتمعوا ثم يصلي“ بیہقی کی روایت کے ان الفاظ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ جو لوگوں کا انتظار کرنے کے لئے مسجد میں بیٹھتے تھے تو یہ بیٹھنا اذان کے بعد ہوتا تھا نہ کہ اقامت و تکبیر کے بعد۔ (اور زیر تشریح) ابوداؤد کی روایت سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ انتظار اقامت کے بعد ہوتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ یہ تو تعارض و تضاد بین الاحادیث ہو رہا ہے جبکہ فرامین رسول ﷺ میں تضاد و تعارض ناممکن ہے تو پھر یہ کیوں ہو رہا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمہاری سمجھ کا قصور ہے احادیث میں کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے کیونکہ بیہقی کی روایت میں جو لفظ النداء ہے وہ الإقامة ہی کے معنی میں ہے اور اس کی دلیل ہیں وہ تمام روایات جن میں یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ اپنے حجرہ مبارکہ سے اقامت و تکبیر کے بعد ہی نکلا کرتے اور آیا کرتے تھے۔ اور اس کا ایک جواب یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ کوئی تضاد و تعارض کی بات نہیں ہے کیونکہ بیہقی کی روایت میں النداء سے اذان مراد ہے جیسا کہ ظاہر بھی ہے۔ اور اس (زیر تشریح) ابوداؤد کی روایت میں حین تقام الصلاة کے الفاظ کا مطلب ہے حین جاء وقت أدائها یعنی آپ ﷺ

جب نماز کی ادائیگی کے لئے (اذان کے بعد) مسجد میں آتے اور مسجد میں حاضرین کی تعداد کم دیکھتے تو دوسرے نمازیوں کی آمد کے انتظار میں بیٹھ جاتے۔ اور اگر حاضرین کی تعداد کثیر پاتے تو آتے ہی نماز پڑھ دیتے اور اقامت و تکبیر نماز شروع فرمانے کے وقت ہی کہی جاتی۔ دیکھئے اب کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ یہی روایت سے بھی تکبیر سے پہلے ہی آپ ﷺ کا لوگوں کے انتظار کی غرض سے مسجد میں بیٹھنا معلوم ہو رہا ہے اور ابوداؤد شریف کی اس زیر تشریح روایت سے بھی۔ بہر حال جو بھی طریقہ اشکال کو ختم کرنے اور جمع بین الاحادیث کے لئے اختیار کریں یہ حدیث باب اور ترجمۃ الباب کے بالکل مطابق و موافق ہے کیونکہ یہ بعد از قیاس اور ناممکن سی بات ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہوں اور حاضرین کھڑے رہتے ہوں اور آپ ﷺ کے نماز شروع کرنے کا انتظار کرتے رہتے ہوں بلکہ بالکل واضح ہے یہ بات کہ آپ ﷺ کو بیٹھا دیکھ کر تمام حاضرین صحابہؓ بھی بیٹھ کر ہی آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے نماز کے لئے کھڑا ہونے کا انتظار کرتے ہوں گے۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے تین باتیں لکھی ہیں (۱) اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ کثرتِ جماعت کی غرض سے امام کے لئے لوگوں کا انتظار کرنا جائز اور شرعی عمل ہے (۲) جب نمازی اور حاضرین مسجد کی تعداد کثیر ہو تو نماز کو مؤخر نہیں کرنا چاہئے۔ اور خاص طور پر مارکیٹوں اور راستوں کی مساجد کے ائمہ کو تو تاخیر بالکل کرنی ہی نہیں چاہئے (۳) اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ کسی حاجت و ضرورت کی وجہ سے نماز کو اس کے اول وقت سے مؤخر کر کے پڑھا جاسکتا ہے۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ اس حدیث کے راوی سالم ابوالضر تابعی ہیں انہوں نے آپ ﷺ کو نہیں پایا ہے اس لئے یہ حدیث مرسل ہے اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث باوجود مرسل ہونے کے قوی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۴۵)

۱۔ عبداللہ بن إسحاق :- یہ عبداللہ بن إسحاق الجوهريّ أبو محمد البصريّ ہیں۔ ان کو الجوهريّ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ بائع جوہر تھے۔ اور ان کا لقب بدعة تھا۔ انہوں نے صرف أبو عاصم، عبداللہ بن رجاء اور أبو زید الہرویّ سے روایت کیا ہے اور ان سے ابوداؤد، ابو حاتم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نیز محدثین کی ایک بڑی جماعت نے۔ ابن حبان نے ان کو ثقّات میں ذکر کیا ہے اور مستقیم الحدیث کہا ہے۔ اور ابن قانع نے ان کو حافظ لکھا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقّہ، حافظ لکھا ہے اور گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۵۷ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ أبو عاصم :- یہ أبو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۵)۔

۳۔ ابن جریج :- یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج الأمويّ أبو الولید أو أبو خالد المکّيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۴)۔

۴۔ موسیٰ بن عقبہ :- یہ موسیٰ بن عقبہ بن أبي عیاش الأسديّ أبو محمد مولیٰ آل الزبیر ہیں (ویقال مولیٰ أم خالد بنت سعید بن العاص زوجة الزبیر ہیں) ان کی حضرت ابن عمرؓ وغیرہ سے ملاقات ہے، احمد، ابن معین، عجلی، نسائی اور ابو حاتم نے ان کی توثیق کی ہے، امام مالک کا کہنا ہے کہ مدینہ میں مغازی کا ان سے بڑا کوئی عالم نہ تھا۔ ابن سعد نے ان کو ثقّہ ثبت کثیر الحدیث کہا ہے اور ایک قول ابن سعد کا ان کے بارے میں ثقّہ لیل الحدیث کا بھی ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقّہ، فقیہ اور امام مغازی لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ ابن معین کی طرف سے ان کے بارے میں لیس الحدیث کہے جانے والی بات کا منقول ہونا صحیح نہیں۔ اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے ان کی وفات ۱۴۱ھ یا ۱۴۲ھ میں نقل کی ہے۔

۵۔ سالم أبو النصر:- یہ سالم بن أبي أمية التميمي أبو النصر المدني ہیں۔
دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۷)۔

الحديث ۶/ ۵۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ
ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الزُّرْقِيِّ عَنْ
عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِثْلَ ذَلِكَ.

ترجمہ حدیث نمبر ۶/ ۵۴ :- فرمایا امام الوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن
اسحاق نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو عاصم نے انہوں نے نقل کیا ابن جریج سے انہوں نے موسیٰ
بن عقبہ سے انہوں نے نافع بن جبیر سے انہوں نے ابو مسعود زرقی سے انہوں نے حضرت علی بن ابی
طالبؓ سے اُسی کے (یعنی سابقہ حدیث کے) مانند۔

نوٹ :- اس حدیث شریف کے آخر میں جو یہ الفاظ یعنی ”مثل ذلك“ کے الفاظ ہیں
ان کی تشریح کرتے ہوئے صاحب بذل والمہمل وغیرہ نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) اس میں جو لفظ مثل
ہے یہ مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیری عبارت اس طرح ہے أي هذا الحديث
الذي روى موسى بن عقبة عن نافع بن جبير مثل الذي روى موسى بن عقبة عن
سالم أبي النصر یعنی یہ حدیث جس کو موسیٰ بن عقبہ نے عن نافع بن جبیر کے طریق سے نقل کیا ہے
مثل اُسی حدیث (یعنی سابقہ حدیث نمبر ۵۴۵) کے ہے جس کو موسیٰ بن عقبہ نے عن سالم أبي
النصر کے طریق سے روایت کیا ہے (۲) اور دوسری بات ”مثل ذلك“ کے بارے میں ان
حضرات نے یہ لکھی ہے کہ اس میں جو لفظ مثل ہے یہ منصوب ہے موصوف محذوف منصوب حدیث کی
صفت ہونے کی وجہ سے اور تقدیری عبارت اس طرح ہے أي حدثنا عبد الله بن إسحاق بسنده

عن موسى بن عقبة عن نافع بن جبیر حديثاً مثل ذلك الحديث المتقدم الذي حدثنا عبد الله بن إسحاق بسنده عن موسى بن عقبة عن سالم أبي النضره يعني همارے شیخ عبد اللہ بن اسحاق نے اپنی دوسری سند یعنی عن موسى بن عقبة عن نافع بن جبیر کے طریق سے بھی اُسی سابقہ حدیث کے مانند حدیث بیان کی (یعنی حدیث نمبر ۵۴۵ کے مانند) جس کو انہوں نے اپنی ایک اور سند یعنی عن موسى بن عقبہ عن سالم أبي النضر کے طریق سے بیان کیا ہے۔

اور اس حدیث نمبر (۵۴۶) جس کو امام نے صرف ”مثل ذلك“ کہہ کر چھوڑ دیا ہے اس کے الفاظ و متن کو صاحب المنہل وغیرہ نے اس طرح نقل کیا ہے ”كان رسول الله ﷺ إذا أقيمت الصلاة فرأى الناس قليلا جلس وإن رآهم جماعة صلى“۔۔۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حدیث نمبر (۵۴۶) اگرچہ متصل ہے لیکن ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی یعنی أبو مسعود الزرقی مجہول ہیں۔ لیکن صاحب بذل نے لکھا ہے کہ تعدد طرق کے اعتبار سے یہ حدیث حسن کے درجہ کی ہے۔ (والله تعالى أعلم بالصواب)۔

تعارف رجال حدیث (۵۴۶)

۱۔ عبد الله بن إسحاق :- یہ عبد اللہ بن إسحاق الجوهري أبو محمد البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴۵)۔

۲۔ أبو عاصم :- یہ أبو عاصم الضحاك بن مخلد النبيل ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۵)۔

۳۔ ابن جريج :- یہ عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج الأموي أبو الوليد أو أبو خالد المكي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۴)۔

۴۔ موسیٰ بن عقبہ:- یہ موسیٰ بن عقبہ بن ابی عیاش الأسدیٰ أبو محمد مولیٰ آل الزبیر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴۵)۔

۵۔ نافع بن جبیر:- یہ نافع بن جبیر بن معطم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف النوفلی أبو محمد أو أبو عبد اللہ المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۹۳)۔

۶۔ أبو مسعود الزرقی:- یہ أبو مسعود الأنصاری الزرقی ہیں۔ اور الزرقی انصار کے ایک قبیلہ بنو زریق کی طرف نسبت ہے۔ انہوں نے صرف حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف نافع بن جبیر نے۔ حافظؒ نے تقریب میں ان کو مجہول لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ یعنی أبو مسعود الأنصاری الزرقی - مسعود بن الحکم ہی ہیں۔

اور صاحبِ بذل نے ان کے بارے میں یہ تفصیل لکھی ہے کہ ابنِ سلمان کا یہ کہنا ہے کہ لوگوں نے ان کا ذکر مہات میں کیا ہے اور معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ان کا نام نہیں لکھا ہے۔ لیکن حافظؒ نے تہذیب میں لکھا ہے کہ وہ أبو مسعود انصاری جو حضرت علیؑ سے اور جن سے نافع بن جبیر روایت کرتے ہیں مسعود بن الحکم ہی ہیں۔ اور پھر ان کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ مسعود بن الحکم بن الربیع بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق الأنصاری أبو ہارون المدنی ہیں۔ انہوں نے اپنی والدہ سے جو صحابیہؓ ہیں اور حضرت عمر و عثمان و علی اور عبد اللہ بن حذافہؓ سے روایات نقل کی ہیں۔ واقدی نے ان کو ثقہ، مثبت مامون لکھا ہے، ابنِ حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابنِ عبد البر کا کہنا ہے کہ ان کی پیدائش تو آپ ﷺ کے زمانہ ہی میں ہوئی ہے مگر انہوں نے آپ ﷺ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے یعنی یہ کبار و اجلہ خضر متابعین میں سے ہیں۔ اگر حافظؒ کی یہ والی بات صحیح ہو اور مان لی جائے تو اس حدیث پر جہالتِ راوی کی وجہ سے ضعف کا اشکال بھی نہیں ہوگا اور یہ حدیث

صحیح ہوگی۔ اور تقریب کی بات کو دیکھتے ہوئے یعنی ان کی جہالت کو مد نظر رکھتے ہوئے اور تسلیم کرتے ہوئے ضعیف ہوگی لیکن صاحبِ بذل کا کہنا ہے کہ تعددِ طرق کی وجہ سے یہ ضعیف ختم ہو جاتا ہے اور یہ حدیث حسن کے درجہ کی ہے۔

۷۔ علی بن ابی طالبؓ: آپؐ امیر المؤمنین أبو الحسن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم الهاشمی ابنُ عم رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَأَزْوَاجِهِ أُمّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ
وَأَهْلَ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

☆ اِنک حمید مجید

کتبتہ:

سرتاج جمال قاسمی

7/10/2006

فهرست روات (درس البوداؤد - جلد ثانی)

الرجال (حرف الألف)

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
١	أبان بن أبي عياش فيروز أبو إسماعيل مولى عبد القيس البصري	٤٣٠	١١٨
٢	إبراهيم بن إسماعيل بن عبد الملك أبو إسماعيل القرشيّ	٥٠٤	٣٣٦
٣	إبراهيم بن الحسن بن الهيثم الخثعمي أبو إسحاق المصيصي المقسمي	٤٤٥	١٦٠
٤	إبراهيم بن مهديّ المصيصيّ	٥٢٦	٤٢٧
٥	ابن أم مكتوم (قيس بن زائدة بن الأصم القرشيّ العامريّ)	٥٣٥	٤٥٧
٦	أحمد بن عبد الله بن عليّ بن سويد بن منجوف أبو بكر السدوسيّ	٥٤٣	٤٨٣
٧	أحمد بن محمد بن أيوب البغداديّ أبو جعفر الورّاق	٥١٩	٤٠٤
٨	إسماعيل بن بشر بن منصور السليّميّ أبو بشر البصريّ	٤٦٦	٢٢١
٩	إسماعيل بن أبي خالد البجليّ أبو عبد الله الكوفي	٤٢٨	١١٣
١٠	الأسود بن شيبان السدوسيّ أبو شيبان البصريّ مولى أنس بن مالك	٤٣٨	١٤٤
١١	أيوب بن منصور الكوفيّ	٥٣٣	٤٤٩
(حرف الباء)			
١٢	بدر بن عثمان القرشيّ الأمويّ الكوفيّ مولى عثمان بن عفانّ	٣٩٥	٤٤

١٣	بشير بن ثابت الأنصاري البصري مولى النعمان بن بشير	٤١٩	٩٥
١٤	بشير بن أبي مسعود عقبة بن عمرو الأنصاري المدني	٣٩٤	٣٦
(حرف الجيم)			
١٥	جابر بن سمرّة بن جنادة السوائي أبو عبد الله أو أبو خالد الكوفي	٤٠٣	٦٢
١٦	جعفر بن بُرقان الجزريّ أبو عبد الله الكلابيّ الرقيّ	٥٣٤	٤٥٤
١٧	جعفر بن سعد بن سمرّة الفزاريّ أبو محمد السمرّيّ	٤٥٦	١٩٤
(حرف الحاء)			
١٨	حاتم بن إسماعيل المدنيّ أبو إسماعيل الحارثيّ (الكوفيّ)	٤٨١	٢٥٥
١٩	الحارث بن عبيد الأياديّ أبو قدامة البصريّ المؤذن	٥٠٠	٣١٨
٢٠	حبيب بن سالم الأنصاري مولى النعمان بن بشير	٤١٩	٩٥
٢١	حبيب بن أبي مرزوق الرقيّ	٣٩٤	٣٧
٢٢	الحجاج بن شدّاد الصنعانيّ نزيل مصر	٤٩١	٢٨٢
٢٣	حجاج بن أبي عثمان ميسرة الصوّاف الكنديّ أبو الصلت البصريّ	٥٣٩	٤٧٠
٢٤	حجاج بن منهال الأنماطيّ أبو محمد السلميّ البصريّ	٥٠٢	٣٣٠
٢٥	الحسن بن الربيع بن سليمان البجليّ القسريّ أبو عليّ الكوفيّ البورانيّ	٤١٢	٧٩
٢٦	حسين بن معاذ بن خُليف (أو حُليف) البصريّ	٥٤٢	٤٧٩

٢٧	حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمريّ المدنيّ	٥٢٧	٤٣٢
٢٨	حكيم بن حكيم بن عبّاد بن حنيف الأنصاري الأوسي	٣٩٣	٢٨
٢٩	الحكيم بن عبد الله بن قيس المطلبيّ المصريّ	٥٢٥	٤٢٣
٣٠	حُيي بن عبد الله بن شريح المعافريّ أبو عبد الله المصريّ	٥٢٤	٤٢١
(حرف الخاء)			
٣١	خالد بن الحارث بن عبيد الهُجيميّ أبو عثمان البصريّ	٤٨٠	٢٥١
٣٢	خالد بن سمير السدوسي البصري	٤٣٨	١٤٥
٣٣	خبیب بن سليمان بن سمرة الفزاريّ أبو سليمان الكوفيّ	٤٥٦	١٩٤
٣٤	خُبيب بن عبد الرحمن بن خُبيب الأنصاريّ الخزرجيّ أبو الحارث المدنيّ	٥٢٧	٤٣٢
٣٥	خلید بن عبد الله العَصريّ أبو سليمان البصريّ	٤٣٠	١١٨
٣٦	خَيْثمة بن عبد الرحمن بن أبي سبرة يزيد بن مالك الجعفي الكوفي	٤٠٦	٦٥
(حرف الدال)			
٣٧	داؤد بن رُشيد الهاشميّ أبو الفضل الخوارزميّ	٥٤١	٤٧٦
٣٨	دُويد بن نافع الأموي أبو عيسى الشامي	٤٢٩	١١٥
(حرف الذال)			
٣٩	ذو مخبر الحبشي ابن أخي النجاشي الصحابي ^{رض}	٤٤٥	١٦١

(حرف الراء)

٤٠	٤٢٤	١٠٦	رافع بن خديج بن رافع بن عدي الخزرجي أبو عبد الله الأنصاري ^{رض}
٤١	٤٧٧	٢٤٦	رُبْعِيّ بن حِرَاش بن ححش الغطفانيّ أبو مريم العبسيّ الكوفيّ
٤٢	٤٩٤	٢٨٩	الربيع بن سبرة بن مَعْبُد الجهنّي المدنيّ
٤٣	٤٥٠	١٧٣	رجاء بن المرحّج بن رافع الغفاريّ أبو محمد المروزيّ أو السمرقندي

(حرف الزاء)

٤٤	٤١١	٧٧	الزبرقان بن عمرو بن أمية الضمري
٤٥	٤٤٤	١٥٦	الزبرقان بن عبد الله بن أمية الضمريّ
٤٦	٥١٤	٣٨٩	زياد بن الحارث الصدائيّ الصحابي ^{رض}
٤٧	٤٥٧	١٩٧	زياد بن أبي سودة أبو المنهال أو أبو نصر المقدسيّ
٤٨	٥١٤	٣٨٨	زياد بن ربيعة بن نُعيم بن ربيعة بن عمر الحضرميّ
٤٩	٤١١	٧٧	زيد بن ثابت بن ضحّاك الأنصاريّ النجاريّ أبو سعيد أو أبو خارجة الصحابي ^{رض}

(حرف السين)

٥٠	٥٠١	٣٢٤	السائب المكيّ الجُمحيّ
٥١	٤٩٤	٢٨٩	سبرة بن مَعْبُد (أو سبرة بن عوسجة) بن حرملة الجهنّي أبو ثريّة
٥٢	٣٩٧	٥٠	سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف أبو إسحاق الزهري

٥٣	سعد بن أبي وقاص مالك بن أهيب القرشيّ أبو إسحاق الزهريّ ^{رض}	٥٢٥	٤٢٤
٥٤	سعيد بن أبي أيوب مِقْلَاص الخِزَاعِيّ أبو يحيى المصريّ	٥٢٣	٤١٨
٥٥	سعيد بن الحارث بن أبي سعيد المعلّى الأنصاري المدني	٣٩٩	٥٥
٥٦	سعيد بن السائب بن يسار الثقفيّ	٤٥٠	١٧٣
٥٧	سعيد بن عامر الضبعيّ أبو محمد البصريّ	٥٠٢	٣٣٠
٥٨	سعيد بن عبد الرحمن بن عبد الله القرشيّ الجُمَحِيّ أبو عبد الله المدنيّ القاضيّ	٥٣٥	٤٥٦
٥٩	سلمة بن عمرو بن الأكوع بن سنان الأسلميّ أبو مسلم أو أبو إياس ^{رض}	٤١٧	٩٠
٦٠	سليمان بن سمرة بن جندب الفزاريّ	٤٥٦	١٩٤
٦١	سليمان بن عبد الرحمن بن عيسى بن ميمون التميميّ أبو أيوب الدمشقيّ	٤٨١	٢٥٥
٦٢	سليمان بن المغيرة القيسيّ أبو سعيد البصريّ	٤٤١	١٥٠
٦٣	سليمان بن موسى أبو أيوب أو أبو هشام الأشدق الأموي الدمشقيّ	٣٩٥	٤٥
٦٤	سليمان بن موسى الزهريّ أبو داؤد الكوفيّ	٤٥٦	١٩٣
٦٥	سيمّاك بن عطية البصريّ المِربِديّ	٥٠٨	٣٧٢
٦٦	سهل بن تَمّام بن بزيع الطفاويّ السعديّ أبو عمرو البصريّ	٤٥٨	٢٠٠
٦٧	سوّار بن داؤد أبو حمزة المُزَنِيّ الصَّيرُفِيّ البصريّ	٤٩٥	٢٩١
(حرف الشين)			
٦٨	شَبَابَة بن سَوّار الفزاريّ أبو عمرو المدائنيّ	٥٣٧	٤٦٢

٦٩	شداد مولى عياض بن عامر بن الأسلع العامريّ الجزريّ	٥٣٤	٤٥٤
٧٠	شريك بن عبدالله بن أبي شريك النمريّ القرشيّ أبو عبدالله المدنيّ	٤٦٠	٢٠٣
٧١	شعيب بن حرب المدائنيّ أبو صالح البغداديّ نزيل مكة	٥٣٣	٤٥٠
٧٢	شيبان بن عبدالرحمن التميميّ أبو معاوية البصريّ النحويّ المؤدّب	٤٥٢	١٨١
(حرف الصاد)			
٧٣	صالح بن حيوان السبائيّ المصريّ	٤٨٢	٢٦٠
٧٤	صالح بن عبيد	٤٣٤	١٢٨
٧٥	صدقة بن خالد الأمويّ أبو العباس الدمشقيّ مولى أمّ البنين أخت معاوية	٤٧٢	٢٣٤
٧٦	صرمة بن قيس (قيس بن صرمة أو أبو قيس بن عمرو) (٥٠٧)	٥٠٦	٣٦٠
(حرف الضاد)			
٧٧	ضبارة بن عبدالله بن مالك بن أبي الحضريّ أبو شريح الحمصيّ	٤٢٩	١١٥
٧٨	ضمام بن ثعلبة السعديّ	٣٩١	٢٣
(حرف الطاء)			
٧٩	طارق بن عبدالله المُحاربيّ الكوفيّ	٤٧٨	٢٤٦
٨٠	طلحة بن عبيدالله بن عثمان التيميّ أبو محمد المدنيّ	٣٩١	٢٣
(حرف العين)			
٨١	عاصم بن حُميد الشُّكونيّ الحمصيّ	٤٢١	١٠٠

٨٢	عاصم بن عمر بن الخطاب العدويّ أبو عمر أو أبو عمرو المدنيّ	٥٢٧	٤٣٢
٨٣	عاصم بن عمر بن قتادة الأوسي الأنصاري أبو عمر المدني	٤٢٤	١٠٥
٨٤	عامر بن سعد بن أبي وقاص الزهريّ المدنيّ	٥٢٥	٤٢٤
٨٥	عامر بن عبد الله بن الزبير القرشيّ الأسديّ أبو الحارث المدنيّ	٤٦٧	٢٢٣
٨٦	عامر بن عبد الواحد الأحول البصريّ	٥٠٢	٣٣٠
٨٧	عبّاد بن عبّاد بن حبيب بن المهلب أبو معاوية العتكي المهلبّي الأزدي البصري	٣٩٩	٥٥
٨٨	عبادة بن الصامت بن قيس الأنصاري أبو الوليد المدنيّ ^{رض}	٤٢٥	١٠٨
٨٩	عبادة بن الوليد بن عبادة الأنصاريّ أبو الصامت المدنيّ	٤٨١	٢٥٦
٩٠	عشر بن القاسم الزبيدي أبو زيد الكوفي	٤٤٠	١٤٨
٩١	عبد الرحمن بن إبراهيم بن عمرو القرشيّ أبو سعيد الدمشقي القاضي	٤٣٢	١٢٢
٩٢	عبد الرحمن بن الحارث القرشي المخزومي أبو الحارث المدني	٣٩٣	٢٧
٩٣	عبد الرحمن بن أبي حَدرَد الأسلمي المدنيّ	٤٧٧	٢٤٤
٩٤	عبد الرحمن بن سابط ويقال ابن عبد الله بن سابط المكيّ	٤٣٢	١٢٢
٩٥	عبد الرحمن بن عبد الله بن عتبة الكوفيّ المسعودي	٥٠٧	٣٦٧
٩٦	عبد الرحمن بن علقمة (أو عبد الرحمن بن أبي علقمة) الثقفي	٤٤٧	١٦٦
٩٧	عبد الرحمن بن علي بن شيبان الحنفي اليمامي	٤٠٨	٦٩
٩٨	عبد الرحمن بن عَوْسجة الهمداني الكوفيّ	٥٤٣	٤٨٤

٣٧١	٥٠٨	عبد الرحمن بن المبارك بن عبد الله العيشي الطفاوي أبو بكر البصري	٩٩
٤٥٠	٥٣٣	عبد العزيز بن أبي رواد ميمون المكي مولى المهلب بن أبي صفرة	١٠٠
٣٣٣	٥٠٣	عبد العزيز بن عبد الملك بن أبي محذورة الجمحي المكي المؤذن	١٠١
٤٩٠	٥٤٥	عبد الله بن إسحاق الجوهرري أبو محمد البصري	١٠٢
١٤٠	٤٣٧	عبد الله بن رباح الأنصاري أبو خالد المدني	١٠٣
٣١٣	٤٩٩	عبد الله بن زيد بن عبد ربه الأنصاري الخزرجي أبو محمد المدني ^{رض}	١٠٤
٢٦٢	٤٨٣	عبد الله بن الشيخير بن عوف بن كعب العامري الصحابي ^{رض}	١٠٥
١٢٠	٤٣١	عبد الله بن الصامت البصري الغفاري	١٠٦
١٠٨	٤٢٥	عبد الله بن الصنابحي	١٠٧
٧٩	٤١٢	عبد الله بن طاؤس بن كيسان اليماني أبو محمد الحميري	١٠٨
١١٢	٤٢٧	عبد الله بن فضالة الزهراني الليثي	١٠٩
٣٨٢	٥١٢	عبد الله بن محمد بن عبد الله بن زيد بن عبد ربه الأنصاري المدني	١١٠
٣٣٠	٥٠٢	عبد الله بن محيريز بن جنادة الجمحي أبو محيريز المكي	١١١
٤٤٠	٥٣٠	عبد الله بن الوليد بن ميمون الأموي أبو محمد المكي	١١٢
٢٠٨	٤٦١	عبد الحميد بن عبد العزيز بن أبي رواد الأزدي أبو عبد الحميد المكي	١١٣
٢٨٩	٤٩٤	عبد الملك بن الربيع بن سبرة بن معبد الجهني	١١٤
٢١٨	٤٦٥	عبد الملك بن سعيد بن سويد الأنصاري المدني	١١٥

١١٦	عبد الملك بن أبي محذورة القرشي الجمحي المكي المؤذن	٥٠٠	٣١٩
١١٧	عبد الوهاب بن عبد الحكم بن نافع أبو الحسن الورّاق البغداديّ	٤٦١	٢٠٧
١١٨	عبيد الله بن عمر بن حفص القواريري	٤١٤	٨٥
١١٩	عُبَيْد بن عُمَيْر بن قَتَادَةَ الليثيّ ثم الجندعيّ أبو عاصم المكيّ	٤٨٨	٢٧٧
١٢٠	عبيد بن أبي الوزير (ويقال عبيد الله بن أبي الوزير) الحلبي	٤٤٥	١٦٠
١٢١	عَبِيدَة بن عمرو السُّلْمَانِي المَرَادِي أبو عمرو الكوفي	٤٠٩	٧٢
١٢٢	عثمان بن السائب المكيّ الجمحيّ مولى أبي محذورة	٥٠١	٣٢٤
١٢٣	عثمان بن سعيد بن كثير بن دينار القرشيّ أبو عمرو الحمصي	٤٢١	١٠٠
١٢٤	عثمان بن أبي العاتكة سليمان الأزديّ أبو حفص الدمشقيّ القاص	٤٧٢	٢٣٥
١٢٥	عثمان بن أبي العاص الثقفِيّ أبو عبد الله الطائفيّ	٤٥٠	١٧٣
١٢٦	عطية بن سعد بن جنادة العوفيّ الجدليّ القيسيّ أبو الحسن الكوفي	٤٥٢	١٨١
١٢٧	عفان بن مسلم بن عبد الله الباهليّ أبو عثمان البصريّ الأنصاريّ	٥٠٢	٣٢٩
١٢٨	عقبة بن مسلم التُّجِيبِيّ أبو محمد المصريّ القاص	٤٦٦	٢٢١
١٢٩	علي بن شيبان بن مُحَرِّز الحنفيّ السُّحَيْمِيّ أبو يحيى اليمامي	٤٠٨	٦٩
١٣٠	عليّ بن المبارك الهُنَائِيّ البصريّ	٥٣٩	٤٧٠
١٣١	على بن نصر بن عليّ الأزديّ الجهضميّ أبو الحسن البصريّ الصغير	٤٣٨	١٤٤
١٣٢	عمار بن سعد المَرَادِيّ السُّلُهَمِيّ المصريّ	٤٩٠	٢٨٠

١١٣	٤٢٨	عمار بن ربيعة الثقفي أبو زهير الكوفي ^{رض} الصحابي	١٣٣
٤٣٢	٥٢٧	عمار بن عَزِيَّة بن الحارث بن عمرو الأنصاري المازني المدني	١٣٤
٢٠٠	٤٥٨	عمر بن سُلَيْم الباهلي البصري	١٣٥
٣٥	٣٩٤	عمر بن عبدالعزيز بن مروان القرشي الأموي أبو حفص أمير المؤمنين	١٣٦
١٥٣	٤٤٣	عمران بن حصين بن عُبَيْد بن خلف الخزاعي أبو نجيد ^{رض}	١٣٧
١١٨	٤٣٠	عمران القطان بن داوَر أبو العوام البصري	١٣٨
١٥٧	٤٤٤	عمرو بن أمية بن خويلد بن عبد الله بن إياس أبو أمية ^{رض}	١٣٩
٧٧	٤١١	عمرو بن أبي حكيم أبو سعيد (ويقال أبو سهل) الواسطي	١٤٠
١٢٢	٤٣٢	عمرو بن ميمون الأودي أبو عبد الله أو أبو يحيى الكوفي	١٤١
٢٣٥	٤٧٢	عمير بن هانئ العنسي أبو الوليد الدمشقي الداراني	١٤٢
٤٠٩	٥٢٠	عون بن أبي جَحِيْفَة السوائي الكوفي	١٤٣
٤٨٤	٥٤٣	عَوْن بن كَهمس بن الحسن التميمي أبو يحيى البصري	١٤٤
٢٥١	٤٨٠	عياض بن عبد الله بن سعد القرشي العامري المكي	١٤٥
(حرف الفاء)			
٢٦٥	٤٨٥	الفرَج بن فضالة بن النعمان القضاعي أبو فضالة الحمصي	١٤٦
١١٢	٤٢٧	فضالة بن عبد الله (أو بن وهب أو بن عمير) أبو عبد الله الليثي ^{رض}	١٤٧

(حرف القاف)

١١٠	٤٢٦	القاسم بن غنام الأنصاري البياضي المدنيّ	١٤٨
٤٤١	٥٣٠	القاسم بن معن بن عبدالرحمن المسعوديّ أبو عبدالله الكوفيّ	١٤٩
١٢٨	٤٣٤	قبيصة بن وقاص السلمي ويقال الليثي الصحابي ^{رض}	١٥٠
٤٠٨	٥٢٠	قيس بن الربيع الأسديّ أبو محمد الكوفيّ	١٥١

(حرف الكاف)

٥٧	٤٠٠	كثير بن مُدرك الأشجعي أبو مالك (أو أبو مُدرك) الكوفي	١٥٢
٤١٨	٥٢٣	كعب بن علقمة بن كعب التنوخيّ أبو عبد الحميد المصريّ	١٥٣
١٥٦	٤٤٤	كليب بن صبح الأصبحي المصريّ	١٥٤
٤٨٤	٥٤٣	كُهْمَس بن الحسن التميمي أبو الحسن البصريّ	١٥٥

(حرف الميم)

٢٣	٣٩١	مالك بن عامر أو مالك بن أبي عامر الوداعي الهمداني أبو عطية الكوفي	١٥٦
٤٤٠	٥٣٠	مؤمّل بن إهاب بن عبدالعزيز الرّبعيّ أبو عبدالرحمن الكوفيّ	١٥٧
٢٩١	٤٩٥	مؤمّل بن هشام اليشكُريّ أبو هشام البصريّ	١٥٨
٣٧٦	٥١٠	محمد بن إبراهيم بن مسلم القرشيّ أبو جعفر الكوفيّ (أو البصريّ)	١٥٩
٢٠٣	٤٦٠	محمد بن إسحاق بن جعفر خراسانيّ أبو بكر الصّاعانيّ	١٦٠

٤٣١	٥٢٧	محمد بن جَهْضَم بن عبد الله الثقفيّ أبو جعفر البصريّ	١٦١
١٠٧	٤٢٥	محمد بن حرب الواسطيّ أبو عبد الله النشائي	١٦٢
١٩٣	٤٥٦	محمد بن داوُد بن سفيان	١٦٣
٦٨	٤٠٨	محمد بن عبد الرحمن بن عبد الصمد العنبريّ أبو عبد الله البصري	١٦٤
٣١٣	٤٩٩	محمد بن عبد الله بن زيد الأنصاريّ الخزرجيّ المدنيّ	١٦٥
١٠٩	٤٢٦	محمد بن عبد الله بن عثمان البصريّ أبو عبد الله الخزاعيّ	١٦٦
١٧٣	٤٥٠	محمد بن عبد الله بن عياض الطائفي	١٦٧
٢٦٩	٤٨٦	(ابن عبد المطلب) محمد بن عبد الله رسول الله ﷺ	١٦٨
٣١٩	٥٠٠	محمد بن عبد الملك بن أبي محذورة القرشيّ الجمحيّ المكيّ المؤذن	١٦٩
١١٥	٤٢٩	محمد بن عبد الملك بن يزيد أبو أسامة الروّاس	١٧٠
٢١٧	٤٦٥	محمد بن عثمان التنوخيّ الكُفْرُسُوسيّ أبو الجُمَاهِر الدمشقيّ	١٧١
٥٠	٣٩٧	محمد بن عمرو بن الحسن القرشيّ الهاشميّ أبو عبد الله المدنيّ	١٧٢
٣٨١	٥١٢	محمد بن عمرو الأنصاريّ المدنيّ	١٧٣
١٢٤	٤٣٣	محمد بن قدامة بن أعين القرشيّ أبو عبد الله المصيصي	١٧٤
١٠٧	٤٢٥	محمد بن مطرّف بن داوُد بن مطرّف التيميّ أبو غسان المدنيّ	١٧٥
٣١٢	٤٩٩	محمد بن منصور بن داوُد الطوسيّ أبو جعفر العابد البغداديّ	١٧٦
٢٧٣	٤٨٧	محمد بن الوليد بن نُؤَيْف الأسديّ مولى الزبير بن العوّام	١٧٧

١٧٨	محمد بن يزيد اليمامي	٤٠٨	٦٩
١٧٩	محمود بن ليبد بن عقبة بن رافع الأوسي الأشهلي أبو نعيم المدني ^{رض}	٤٢٤	١٠٥
١٨٠	مرثد بن عبدالله اليزني أبو الخير المصري الفقيه	٤١٨	٩٢
١٨١	مسروح (أو مسعود) بن سبرة النهشلي مولى عمر بن الخطاب ^{رض}	٥٣٣	٤٥١
١٨٢	مسكين بن بكير الحراني أبو عبد الرحمن الحذاء	٤٥٧	١٩٧
١٨٣	مسلم بن المثنى أو بن مهران بن المثنى أبو المثنى الكوفي المؤذن	٥١٠	٣٧٧
١٨٤	المطلب بن عبدالله بن حنطب أبو الحكم القرشي المخزومي المدني	٤٦١	٢٠٨
١٨٥	معاذ بن عبدالله بن خبيب الجهني المدني	٤٩٧	٢٩٦
١٨٦	موسى بن أبي عثمان التبان المدني (الكوفي) مولي المغيرة	٥١٥	٣٩٢
١٨٧	موسى بن عقبة بن أبي عياش الأسدي أبو محمد مولى آل الزبير	٥٤٥	٤٩٠
١٨٨	ميمونة بنت سعد (أو بنت سعيد) مولاة النبي وخادمته ^ﷺ	٤٥٧	١٩٨
(حرف النون)			
١٨٩	نافع بن جبير بن مطعم القرشي المدني أبو محمد وأبو عبدالله النوفلي	٣٩٣	٢٨
١٩٠	نافع بن عمر بن عبدالله بن جميل الجمحي الحافظ المكي	٥٠٥	٣٤٠
١٩١	النعمان بن بشير بن سعد الأنصاري الخزرجي أبو عبدالله المدني ^{رض}	٤١٩	٩٥
(حرف الهاء)			
١٩٢	هشام بن عمار بن نصير السلمى أبو الوليد الدمشقي الخطيب	٤٧٢	٢٣٤

(حرف الواؤ)

٢٦٦	٤٨٥	واثلة بن الأسقع بن كعب بن عامر بن ليث الليثي ^{رض}	١٩٣
٤٠٩	٥٢٠	وهب بن عبدالله بن مسلم بن جنادة أبو جُحَيْفَة السوائي ^{رض}	١٩٤
٣٨	٣٩٤	وَهْب بن كيسان أبو نُعَيْم القرشي مولى آل الزبير	١٩٥

(حرف الياء)

٢٨٠	٤٩٠	يحي' بن أزهر المصريّ مولى قريش	١٩٦
٢٥١	٤٨٠	يحي' بن حبيب بن عربيّ الحارثيّ أبوز كرياء البصريّ	١٩٧
١٩٣	٤٥٦	يحي' بن حسان بن حيّان التّيسّيّ البكريّ أبوز كرياء البصريّ	١٩٨
٤٥٦	٥٣٥	يحي' بن عبدالله بن سالم بن عبدالله بن عمر القرشيّ المدنيّ	١٩٩
٢٥٥	٤٨١	يحي' بن الفضل السجستانيّ (الخراسانيّ)	٢٠٠
١٦٩	٤٤٨	يزيد بن الأصمّ بن عبيد بن معاوية أبو عوف البكائيّ الكوفي	٢٠١
١٦١	٤٤٥	يزيد بن صالح (أو ابن صليح، ابن صلح، ابن صبح، ابن صبيح) الرجي الحمصي	٢٠٢
٦٩	٤٠٨	يزيد بن عبد الرحمن بن علي بن شيبان اليمامي الحنفي	٢٠٣
٨٩	٤١٧	يزيد بن أبي عبيد الحجازي أبو خالد الأسلمي مولى سلمة بن الأكوع	٢٠٤

(الكنى من الرجال)

١٢٥	٤٣٣	أبو أبي الأنصاري ابن اخت عبادة بن الصامت	٢٠٥
-----	-----	------------------------------------------	-----

٢٣٧	٤٧٣	أبو الأسود محمد بن عبد الرحمن بن نوفل الأسدي المدني	٢٠٦
٢١٨	٤٦٥	أبو أسيد مالك بن ربيعة الساعدي الأنصاري ^{رض}	٢٠٧
٤١١	٥٢١	أبو إياس معاوية بن قرّة بن إياس بن هلال المزني البصري	٢٠٨
٤٧	٣٩٦	أبو أيوب يحيى بن مالك أو حبيب بن مالك البصري الأزدي المراءغي العتكي	٢٠٩
٢٠٣	٤٦٠	أبو بدر شجاع بن الوليد بن قيس السكوني الكوفي	٢١٠
٥٣	٣٩٨	أبو برزة نضلة بن عبيد (أو نضلة بن عائذ) الأسلمي الصحابي ^{رض}	٢١١
١١٣	٤٢٨	أبو بكر بن عمارة بن رؤيبة (مصغراً) الثقفي الكوفي	٢١٢
٤٤	٣٩٥	أبو بكر (يقال عمرو) بن أبي موسى الأشعري الكوفي	٢١٣
٥٩	٤٠١	أبو الحسن مهاجر مولى تيم الله الكوفي الصائغ	٢١٤
٢٠٤	٤٦٠	أبو حصين عثمان بن عاصم الأسدي الكوفي	٢١٥
٢١٨	٤٦٥	أبو حميد الساعدي الصحابي ^{رض}	٢١٦
١١٩	٤٣٠	أبو الدرداء عويمر بن زيد بن قيس الأنصاري الصحابي ^{رض}	٢١٧
١١٤	٤٢٩	أبو سعيد بن الأعرابي	٢١٨
٢٦٠	٤٨٢	أبو سهلة السائب بن خلاد بن سويد الخزرجي المدني الصحابي ^{رض}	٢١٩
٢٣	٣٩١	أبو سهيل نافع بن مالك بن أبي عامر الأصبحي التيمي المدني	٢٢٠
٤٦٠	٥٣٦	أبو الشعثاء سليم بن أسود بن حنظلة المحاربي الكوفي	٢٢١

٢٨٠	٤٩٠	أبو صالح سعيد بن عبد الرحمن بن مليك المصري الغفاري	٢٢٢
٢٣٧	٤٧٣	أبو عبد الله سالم بن عبد الله مولى شداد بن الهاد المدني	٢٢٣
٢٦٢	٤٨٣	أبو العلاء يزيد بن عبد الله بن الشخير العامري البصري	٢٢٤
١٢٠	٤٣١	أبو عمران عبد الملك بن حبيب الأزدي الجوني البصري	٢٢٥
٣٠٥	٤٩٨	أبو عمير عبد الله بن أنس بن مالك الأنصاري	٢٢٦
٢٢٥	٤٦٨	أبو عميس عتبة بن عبد الله الهذلي المسعودي الكوفي	٢٢٧
٤٤١	٥٣٠	أبو كثير مولى أم سلمة ^{رض}	٢٢٨
٥٧	٤٠٠	أبو مالك سعد بن طارق الكوفي الأشجعي	٢٢٩
١٢٥	٤٣٣	أبو المثنى ضمضم الأملوكي الحمصي	٢٣٠
٣١٩	٥٠٠	أبو محذورة القرشي الجمحي المكي المؤذن ^{رض}	٢٣١
١٠٨	٤٢٥	أبو محمد الأنصاري الصحابي ^{رض} (مسعود بن زيد أو مسعود بن أوس)	٢٣٢
٤٩٣	٥٤٦	أبو مسعود الزرقبي الأنصاري	٢٣٣
٣٦	٣٩٤	أبو مسعود عقبة بن عمرو بن ثعلبة الأنصاري الصحابي ^{رض}	٢٣٤
٥٣	٣٩٨	أبو المنهال سيار بن سلامة البصري الرياحي	٢٣٥
٢٤٤	٤٧٧	أبو مودود عبد العزيز بن أبي سليمان الهذلي المدني القاص	٢٣٦
١٢٧	٤٣٤	أبو هاشم عمار بن عمارة الزعفراني البصري	٢٣٧

٢٣٨	أبوهمام بن محب بن إسحاق القرشي البصريّ الدلال	٤٥٠	١٧٣
٢٣٩	أبو الوليد عبد الله بن الحارث البصريّ التابعي	٤٥٨	٢٠٠
٢٤٠	أبويحيى زاذان أو دينار بن دينار الكنانيّ الكوفيّ القتات	٥٣٨	٤٦٥
٢٤١	أبويحيى المكيّ (أو المدينيّ سمعان الأسلمي)	٥١٥	٣٩٢
٢٤٢	أبيونس مولى عائشة بنت أبي بكر الصديق ^{رض}	٤١٠	٧٤
باب في النساء			
(حرف النون)			
٢٤٣	النوّار امرأة من بنى النجار (أم زيد بن ثابت)	٥١٩	٤٠٥
(الكنى من النساء)			
٢٤٤	أم الدرداء هجيمة (جُهيمَة) بنت حيّ الأوصائية الدمشية	٤٣٠	١١٩
٢٤٥	أمّ عبد الملك بن أبي محذورة	٥٠١	٣٢٤
٢٤٦	أمّ فروة الأنصارية الصحابية ^{رض}	٤٢٦	١١٠

فهرست مضامين (درس الوداء د - جلد ثانی)

س	المضامين	الرقم	الصفحة
١	تقاريط		٣
٢	مقدمة		١٩
٣	بَابُ فَرَضِ الصَّلَاةِ	١	٢١
٤	بَابُ فِي الْمَوَاقِيتِ	٢	٢٥
٥	بَابُ فِي وَقْتِ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيْهَا	٣	٤٨
٦	بَابُ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ	٤	٥٣
٧	بَابُ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ	٥	٦٢
٨	بَابُ فِي الصَّلَاةِ الْوُسْطَى	-	٧٠
٩	بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا	-	٧٨
١٠	بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ إِلَى الْإِصْفَرِ	-	٨٠
١١	بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الَّذِي تَفَوُّتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ	-	٨٣
١٢	بَابُ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ	٦	٨٧
١٣	بَابُ فِي وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ	٧	٩٣
١٤	بَابُ فِي وَقْتِ الصُّبْحِ	٨	١٠٣

س	المضامين	الرقم	الصفحة
١٥	بَابُ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى وَقْتِ الصَّلَاةِ	٩	١٠٦
١٦	بَابُ إِذَا أَخَّرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ	١٠	١١٩
١٧	بَابُ فِي مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا	١١	١٢٨
١٨	بَابُ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ	١٢	١٦٦
١٩	بَابُ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ	١٣	١٩٠
٢٠	بَابُ فِي الشُّرُجِ فِي الْمَسَاجِدِ	١٤	١٩٥
٢١	بَابُ فِي حَصَى الْمَسْجِدِ	١٥	١٩٨
٢٢	بَابُ فِي كُنُسِ الْمَسْجِدِ	١٦	٢٠٥
٢٣	بَابُ فِي اعْتِرَالِ النِّسَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ عَنِ الرِّجَالِ	١٧	٢٠٨
٢٤	بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدَ	١٨	٢١٥
٢٥	بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ	١٩	٢٢٢
٢٦	بَابُ فِي فَضْلِ الْقُعُودِ فِي الْمَسْجِدِ	٢٠	٢٢٦
٢٧	بَابُ فِي كَرَاهِيَّةِ إِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ	٢١	٢٣٥
٢٨	بَابُ فِي كَرَاهِيَّةِ الْبِرَاقِ فِي الْمَسْجِدِ	٢٢	٢٣٨

س	المضامين	الرقم	الصفحة
٢٩	بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُشْرِكِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ	٢٣	٢٦٦
٣٠	بَابُ فِي مَوَاضِعَ الَّتِي لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ	٢٤	٢٧٥
٣١	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ	٢٥	٢٨٥
٣٢	بَابُ مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ	٢٦	٢٨٧
٣٣	بَابُ بَدْءِ الْأَذَانِ	٢٧	٢٩٧
٣٤	بَابُ كَيْفَ الْأَذَانُ	٢٨	٣٠٥
٣٥	بَابُ فِي الْإِقَامَةِ	٢٩	٣٧٠
٣٦	بَابُ الرَّجُلُ يُؤَدِّنُ وَيُقِيمُ آخَرَ	٣٠	٣٧٩
٣٧	بَابُ مَنْ أَدَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ	-	٣٨٥
٣٨	بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ	٣١	٣٨٩
٣٩	بَابُ مَا يَحِبُّ عَلَى الْمُؤَدِّنِ مِنْ تَعَاهُدِ الْوَقْتِ	٣٢	٣٩٦
٤٠	بَابُ الْأَذَانِ فَوْقَ الْمَنَارَةِ	٣٣	٤٠١
٤١	بَابُ الْمُؤَدِّنِ يَسْتَدِيرُ فِي أَذَانِهِ	٣٤	٤٠٥

س	المضامين	الرقم	الصفحة
٤٢	بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ	٣٥	٤٠٩
٤٣	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ	٣٦	٤١١
٤٤	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْإِقَامَةَ	٣٧	٤٣٣
٤٥	بَابُ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْأَذَانِ	٣٨	٤٣٦
٤٦	بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ	٣٩	٤٣٩
٤٧	بَابُ أَخَذِ الْأَجْرِ عَلَى التَّأْذِينِ	٤٠	٤٤١
٤٨	بَابُ فِي الْأَذَانِ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ	٤١	٤٤٤
٤٩	بَابُ الْأَذَانِ لِلْأَعْمَى	٤٢	٤٥٥
٥٠	بَابُ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ	٤٣	٤٥٨
٥١	بَابُ فِي الْمُؤَذِّنِ يَنْتَظِرُ الْإِمَامَ	٤٤	٤٦١
٥٢	بَابُ فِي التَّوْبِ	٤٥	٤٦٣
٥٣	بَابُ فِي الصَّلَاةِ تُقَامُ وَلَمْ يَأْتِ الْإِمَامُ يَنْتَظِرُونَهُ قُعُودًا	٤٦	٤٦٦
٥٤	فهرست روات		٤٩٥
٥٥	فهرست مضامين		٥١٢

س	المضامين	الرقم	الصفحة
٥٦	حديث الكيومي مراد آبادي مساعي وخدمات		٥١٧
٥٧	يادداشت		٥٢٥
٥٨	التماس		٥٢٨
٥٩			
٦٠			
٦١			
٦٢			
٦٣			
٦٤			
٦٥			
٦٦			
٦٧			
٦٨			
٦٩			

1	تیسیر المنیر شرح مشکاة المصابیح (اردو)
2	صحیح البخاری المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
3	صحیح مسلم المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
4	جامع الترمذی المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
5	سنن أبی داؤد المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
6	سنن النسائی المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
7	سنن ابن ماجه المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
8	مؤطا مالک المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
9	مشکاة المصابیح المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
10	صحیح البخاری المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)
11	صحیح مسلم المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)
12	جامع الترمذی المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)
13	سنن أبی داؤد المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)
14	سنن النسائی المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)
15	سنن ابن ماجه المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)

مؤطا مالک المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)	16
مشکاة المصابیح المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)	17
المفصل لرجال صحیح البخاری من کتب الرجال المتداولة (عربی)	18
المفصل لرجال صحیح مسلم من کتب الرجال المتداولة (عربی)	19
المفصل لرجال جامع الترمذی من کتب الرجال المتداولة (عربی)	20
المفصل لرجال سنن ابی داؤد من کتب الرجال المتداولة (عربی)	21
المفصل لرجال سنن النسائی من کتب الرجال المتداولة (عربی)	22
المفصل لرجال سنن ابن ماجه من کتب الرجال المتداولة (عربی)	23
المفصل لرجال مؤطا مالک من کتب الرجال المتداولة (عربی)	24
المفصل لرجال مشکاة المصابیح من کتب الرجال المتداولة (عربی)	25
المفصل لرجال مشکاة المصابیح من کتب الرجال المتداولة (اردو)	26
المختصر لرجال صحیح البخاری (عربی)	27
المختصر لرجال صحیح مسلم (عربی)	28
المختصر لرجال جامع الترمذی (عربی)	29
المختصر لرجال سنن ابی داؤد (عربی)	30

31	المختصر لرجال سنن ابن ماجه (عربی)
32	المختصر لرجال مؤطا مالک (عربی)
33	المختصر لرجال مشکاة المصابيح (عربی)
34	المختصر لرجال مشکاة المصابيح (اردو)
35	تخریج أحادیث صحیح البخاری من جميع كتب المتون
36	تخریج أحادیث صحیح مسلم من جميع كتب المتون
37	تخریج أحادیث جامع الترمذی من جميع كتب المتون
38	تخریج أحادیث سنن ابی داؤد من جميع كتب المتون
39	تخریج أحادیث سنن النسائی من جميع كتب المتون
40	تخریج أحادیث سنن ابن ماجه من جميع كتب المتون
41	تخریج أحادیث مؤطا مالک من جميع كتب المتون
42	تخریج أحادیث مشکاة المصابيح من جميع كتب المتون
43	تصحیح صحیح البخاری (النسخة المتداولة في الهند)
44	تصحیح صحیح مسلم (النسخة المتداولة في الهند)
45	تصحیح جامع الترمذی (النسخة المتداولة في الهند)

46	تصحیح سنن أبی داؤد (النسخة المتداولة في الهند)
47	تصحیح سنن النسائي (النسخة المتداولة في الهند)
48	تصحیح سنن ابن ماجه (النسخة المتداولة في الهند)
49	تصحیح مؤطا مالک (النسخة المتداولة في الهند)
50	تصحیح مشکاة المصابيح (النسخة المتداولة في الهند)
51	ترقيم صحيح البخارى المترجم
52	ترقيم صحيح مسلم المترجم
53	ترقيم جامع الترمذی المترجم
54	ترقيم سنن أبی داؤد المترجم
55	ترقيم سنن النسائي المترجم
56	ترقيم سنن ابن ماجه المترجم
57	ترقيم مؤطا مالک المترجم
58	ترقيم مظاهر حق قديم
59	ترقيم مظاهر حق جديد
60	ترقيم مشکاة المصابيح المترجم

ترقیم تیسیر المنیر شرح اردو مشکاة المصابیح	61
ترقیم صحیح مسلم (النسخة المتداولة في الهند)	62
ترقیم جامع الترمذی (النسخة المتداولة في الهند)	63
ترقیم سنن أبی داؤد (النسخة المتداولة في الهند)	64
ترقیم سنن النسائی (النسخة المتداولة في الهند)	65
ترقیم سنن ابن ماجه (النسخة المتداولة في الهند)	66
ترقیم مؤطا مالک (النسخة المتداولة في الهند)	67
ترقیم مشکاة المصابیح (النسخة المتداولة في الهند)	68
ترقیم عمدة القاری شرح صحیح البخاری	69
ترقیم إرشاد الساری شرح صحیح البخاری	70
ترقیم صحیح البخاری بشرح الكرمانی	71
ترقیم التعليق الصبیح علی مشکاة المصابیح	72
ترقیم بذل المجهود علی سنن أبی داؤد	73
مفتاح صحیح البخاری	74
مفتاح صحیح مسلم	75

مفتاح جامع الترمذی	76
مفتاح سنن أبی داؤد	77
مفتاح سنن النسائی	78
مفتاح سنن ابن ماجه	79
مفتاح مؤطا مالک	80
مفتاح مشکاة المصابيح	81
مفتاح فتح الباری شرح صحيح البخاری	82
مفتاح عمدة القاری شرح صحيح البخاری	83
مفتاح إرشاد الساری شرح صحيح البخاری	84
مفتاح شرح الکرمانی علی صحيح البخاری	85
مفتاح تیسیر الباری شرح صحيح البخاری	86
مفتاح مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابيح	87
مفتاح التعليق الصبیح شرح مشکاة المصابيح	88
مفتاح شرح الطیبی شرح مشکاة المصابيح	89
مفتاح بذل المجهود شرح سنن أبی داؤد	90

مفتاح صحیح البخاری و شروحه	91
مفتاح مشکاة المصابیح و شروحه	92
مفتاح مظاهر حق قدیم	93
مفتاح مظاهر حق جدید	94
مفتاح تیسیر المنیر شرح اردو مشکاة المصابیح	95
مفتاح کتب الستة	96
مفتاح صحیح البخاری المترجم (عربی - اردو)	97
مفتاح صحیح مسلم المترجم (عربی - اردو)	98
مفتاح جامع الترمذی المترجم (عربی - اردو)	99
مفتاح سنن أبی داؤد المترجم (عربی - اردو)	100
مفتاح سنن النسائی المترجم (عربی - اردو)	101
مفتاح سنن ابن ماجه المترجم (عربی - اردو)	102
مفتاح مؤطا مالک المترجم (عربی - اردو)	103
مفتاح مشکاة المصابیح المترجم (عربی - اردو)	104
الجامع المختصر لرجال الستة	105

الجامع لشروح البخاری المتداولة	106
ذكر الدجال في الأحاديث (عربي)	107
ذكر الدجال في الأحاديث (عربي-اردو)	108
تحقيق أحاديث الدجال مع التوضيح مفصلاً	109
الرّدُّ على منكرى الدجال	110
مفتاح أحاديث الدجال	111
تحقيق رواية أحاديث الدجال	112
الأربعين ج ١ (عربي-اردو)	113
الأربعين ج ٢ (عربي-اردو)	114
الأربعين ج ٣ (عربي-اردو-ہندی)	115
الأربعين ج ٤ (عربي-اردو)	116
الأربعين (عربي-اردو-انگریزی)	117
الحصن الحصين (تصحیح شدہ)	118
الدعاء بأسماء البدریین (عربي)	119
سلام احادیث کی روشنی میں (اردو)	120

يادداشت

يادداشت

يادداشت

التماس

بسم الله الرحمن الرحيم

حامداً و مصلياً و مسلماً - أما بعد

محترم علمائے کرام، طلبہ عزیز اور اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے تمام ہی حضرات
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

وبعد طلب خیر عرض ہے کہ اس کتاب کی تصحیح میں حتی الوسع یہ کوشش کی گئی ہے کہ
غلطیاں کم سے کم رہیں یا بالکل ہی نہ رہنے پائیں لیکن چونکہ خطاؤں اور غلطیوں سے مکمل
حفاظت تقریباً ناممکن ہے اس لئے آنجناب سے مؤدبانہ التماس و گزارش ہے کہ کسی بھی
طرح کی غلطی چاہے اعراب کی ہو، یا ترجمہ کی ہو، یا نحوی، صرفی اور لغوی تحقیق کی ہو، یا
کتابت کی ہو الغرض کیسی بھی ہو مہربانی فرما کر اس کو کتاب کے اخیر میں دئے ہوئے
سادے صفحات پر مع حوالہ صفحہ نمبر تحریر فرمائیں اور درج ذیل پتہ پر مطلع فرما کر ممنون
و ماجور ہوں نیز اپنے مفید مشااور قیمتی آراء سے نوازا نا بھی نہ بھولیں۔ (جزاك الله)

(الملتمس)

محمد یامین منیر أحمد القاسمی

مجمع الحديث بمراد آباد (الهند)

TEL&FAX:00915912416559

MOB:00966507434615#00919997484366#9358167528

E.mail:yameenmadani@yahoo.com

اظہارِ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین و العاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی رسولہ الکریم
أتابعہ۔ فقد قال رسول اللہ ﷺ ”من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ“۔ رواہ الترمذی۔

سب سے پہلے میں شکر گزار ہوں اُن تمام علمائے کرام کا جن سے میں نے اس کتاب کی تالیف کے دوران پیش آنے والے مشکل مسائل کا حل دریافت کیا۔ اور بطورِ خاص شکر گزار ہوں حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم کا جنہوں نے اپنی علالت و بیماری اور تمام تر علمی مصروفیات کے باوجود میرے لئے مراجعت و استفسار کا دروازہ ہر وقت کھلا رکھا اور میں نے جب چاہا اپنی ہر طرح کی علمی مشکل کو حضرت والا سے حل کر لیا، اسیطرح میں ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا عبدالسلام صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کا شکر یہ بھی بطورِ خاص ادا کروں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف کے دوران میری سرپرستی و نگرانی قبول فرمائی۔ اور بڑی نا انصافی ہوگی اس اظہارِ تشکر کے موقع پر اگر میں اپنے برادرِ اسلامی جناب حاجی محمد اکرم صاحب اور جناب مولانا جمیل الرحمن صاحب کا شکر یہ نہ ادا کروں جنکے خاص اہتمام و اعتناء اور عنایت و شفقت کے نتیجے میں یہ کتاب منصہ شہود پر آئی ہے۔

اور میں اس موقع پر اپنے برادرِ نسبتی جناب حاجی أنوار حسین صاحب اور اپنے والدِ محترم جناب حافظ منیر احمد صاحب کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ پندرہ سال علمی ماحول سے دور رہنے کے بعد غالباً انہیں کی خاص توجہ اور دعاؤں کا نتیجہ معلوم ہوتا ہو کہ مجھے اس علمی ماحول نے پھر سے قبول کیا۔ اخیر میں اپنی تین بڑی بیٹیوں، دو بڑے بیٹوں ”ذوالقرنین اور محمد أبو المحاسن“ اور اپنی اہلیہ کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری وغیرہ میں میرا ساتھ دے کر مجھے اپنی کم مائیگی کا احساس نہ ہونے دیا۔

محمد یامین منیر احمد القاسمی

اظہارِ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین و العاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی رسولہ الکریم
أتابعہ۔ فقد قال رسول اللہ ﷺ ”من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ“۔ رواہ الترمذی۔

سب سے پہلے میں شکر گزار ہوں اُن تمام علمائے کرام کا جن سے میں نے اس کتاب کی تالیف کے دوران پیش آنے والے مشکل مسائل کا حل دریافت کیا۔ اور بطورِ خاص شکر گزار ہوں حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم کا جنہوں نے اپنی علالت و بیماری اور تمام تر علمی مصروفیات کے باوجود میرے لئے مراجعت و استفسار کا دروازہ ہر وقت کھلا رکھا اور میں نے جب چاہا اپنی ہر طرح کی علمی مشکل کو حضرت والا سے حل کر لیا، اسیطرح میں ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا عبدالسلام صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کا شکر یہ بھی بطورِ خاص ادا کروں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف کے دوران میری سرپرستی و نگرانی قبول فرمائی۔ اور بڑی نا انصافی ہوگی اس اظہارِ تشکر کے موقع پر اگر میں اپنے برادرِ اسلامی جناب حاجی محمد اکرم صاحب اور جناب مولانا جمیل الرحمن صاحب کا شکر یہ نہ ادا کروں جنکے خاص اہتمام و اعتناء اور عنایت و شفقت کے نتیجے میں یہ کتاب منصہ شہود پر آئی ہے۔

اور میں اس موقع پر اپنے برادرِ نسبتی جناب حاجی أنوار حسین صاحب اور اپنے والدِ محترم جناب حافظ منیر احمد صاحب کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ پندرہ سال علمی ماحول سے دور رہنے کے بعد غالباً انہیں کی خاص توجہ اور دعاؤں کا نتیجہ معلوم ہوتا ہو کہ مجھے اس علمی ماحول نے پھر سے قبول کیا۔ اخیر میں اپنی تین بڑی بیٹیوں، دو بڑے بیٹوں ”ذوالقرنین اور محمد أبو المحاسن“ اور اپنی اہلیہ کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری وغیرہ میں میرا ساتھ دے کر مجھے اپنی کم مائیگی کا احساس نہ ہونے دیا۔

محمد یامین منیر احمد القاسمی